مطالعاتی مواد

(Study Material)

برائے

گروپ سرویس امتحانات - تلنگانہ اسٹیٹ پبلک سرویس کمیشن

کتاب - 2

★ تلنگانہ: سماج، تہذیب، ثقافت اور ادب

★ حکومت تلنگانہ کی فلاحی پالیسیاں

★ سماجی خروج، حقوق اور مسائل

★ بین الاقوامی تعلقات اور واقعات

★ جغرافیہ : عالمی، ہندوستانی و تلنگانہ

طباعت واشاعت

محکمہ اقلیتی بہبود، حکومت تلنگانہ

بہ تعاون: تلنگانہ ریاستی اردو اکیڈیمی، حیدرآباد

MINORITIES WELFARE DEPARTMENT
GOVERNMENT OF TELANGANA
in Co-ordination with
TELANGANA STATE URDU ACADEMY HYDERABAD

مطالعاتی مواد۔2

برائے ٹی ایس پی ایس سی گروپ امتحانات

(تلنگانہ۔سماج،تہذیب،ثقافت اورادب،حکومت تلنگانہ کی اسکیمات، بین الاقوامی تعلقات
سماجی اخراج، عالمی جغرافیہ، ہندوستان کا طبعی،سماجی، معاشی جغرافیہ،تلنگانہ کا جغرافیہ)

مدیران

خواجہ عظیم الدین
پرنسپل (ریٹائرڈ)

احمداللہ قریشی
پرنسپل (ریٹائرڈ)

طابع وناشر: محکمہ اقلیتی بہبود،حکومت تلنگانہ
بہ تعاون: تلنگانہ ریاستی اردو اکیڈیمی،حیدرآباد

کوآرڈینٹنگ کمیٹی

جناب احمد ندیم، آئی اے ایس

پرنسپل سکریٹری، محکمہ اقلیتی بہبود، حکومت تلنگانہ

جناب سید عمر جلیل، آئی اے ایس

کمشنر و سکریٹری، انٹر میڈیٹ ایجوکیشن، حکومت تلنگانہ

جناب شاہنواز قاسم، آئی پی ایس

ڈائرکٹر محکمہ اقلیتی بہبود، حکومت تلنگانہ

پروفیسر ایس اے شکور

سابق صدر شعبہ اردو عثمانیہ یونیورسٹی و سابق ڈائرکٹر اردو اکیڈیمی

مطالعاتی مواد برائے تلنگانہ سروس کمیشن گروپ امتحانات

طبع اول	2022
صفحات	290
سن اشاعت	2022
تعداد	1000
قیمت	280/-

ناشر،محکمہ اقلیتی بہبود،حکومت تلنگانہ،

اس کتاب کے جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں اور ناشر کی اجازت کے بغیر اس کتاب کے مندرجات سے کوئی بھی حصہ طباعت واشاعت کے لئے نہیں لیا جاسکتا۔

فہرست

صفحہ نمبرات	باب	شمار
1-90	تلنگانہ۔سماج،تہذیب،ثقافت اور ادب	1
91-109	حکومت تلنگانہ کی اسکیمات	2
110-178	بین الاقوامی تعلقات	3
179-211	سماجی اخراج	4
212-225	عالمی جغرافیہ	5
226-256	ہندوستان کا طبعی،سماجی،معاشی جغرافیہ	6
257-290	تلنگانہ کا جغرافیہ	7

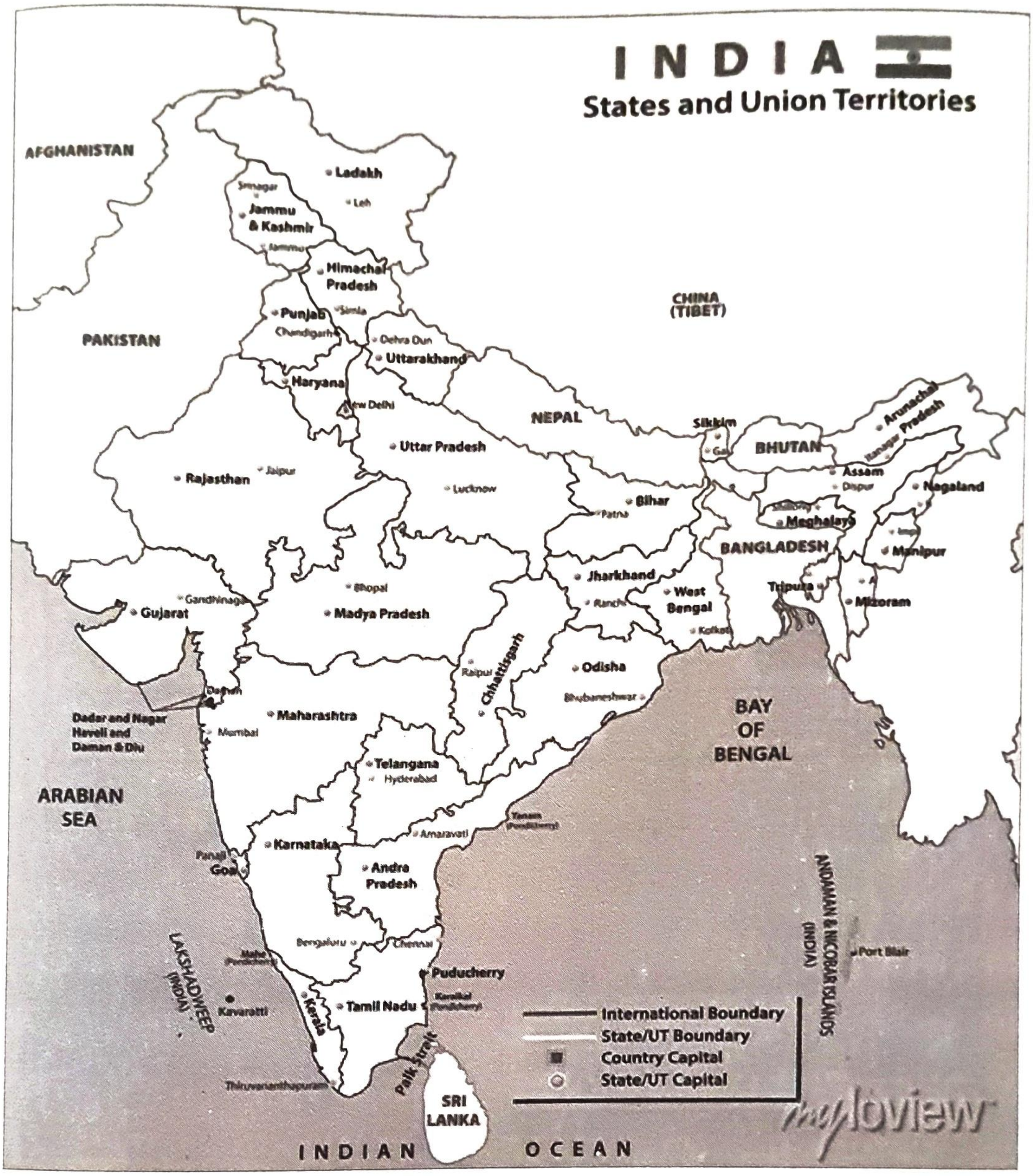
INDIA
States and Union Territories
AFGHANISTAN
PAKISTAN
CHINA (TIBET)
NEPAL
BHUTAN
BANGLADESH
Ladakh
Leh
Srinagar
Jammu & Kashmir
Jammu
Himachal Pradesh
Simla
Punjab
Chandigarh
Dehra Dun
Uttarakhand
Haryana
New Delhi
Uttar Pradesh
Lucknow
Rajasthan
Jaipur
Sikkim
Arunachal Pradesh
Assam
Dispur
Nagaland
Meghalaya
Manipur
Tripura
Mizoram
Bihar
Patna
Jharkhand
Ranchi
West Bengal
Kolkata
Gujarat
Gandhinagar
Madya Pradesh
Bhopal
Chhattisgarh
Raipur
Odisha
Bhubaneshwar
Dadar and Nagar Haveli and Daman & Diu
Mumbai
Maharashtra
Telangana
Hyderabad
Amaravati
Karnataka
Andra Pradesh
Panaji
Goa
Bengaluru
Chennai
Puducherry
Tamil Nadu
Kerala
Kavaratti
LAKSHADWEEP (INDIA)
Thiruvananthapuram
Palk Strait
SRI LANKA
ARABIAN SEA
BAY OF BENGAL
INDIAN OCEAN
ANDAMAN & NICOBAR ISLANDS (INDIA)
Port Blair
International Boundary
State/UT Boundary
Country Capital
State/UT Capital
mapsofindia / maploview

تلنگانہ۔سماج ،تہذیب،ثقافت اورادب

تلنگانہ تاریخ، مختصر تعارف

ایک طویل عوامی جدوجہد کے بعد 2جون 2014ء میں تلنگانہ کو ہندوستان کی ایک ریاست کا موقف حاصل ہوا۔تلگو بولنے والوں کے ساتھ نظام کے زمانے اور متحدہ آندھرا پردیش کے ادوار میں ہوئی ناانصافی علیحدہ ریاست کے قیام کی وجہ بنی ۔آخر کار، دعائیں ،جدوجہد اور جنگ رنگ لائیں اور ریاست تلنگانہ کی تشکیل ہوئی۔

" تلنگانہ " لفظ کی ابتدا: ''تلنگانہ'' لفظ " تری لنگا " سے ماخوذ ہے جسکا مطلب تین لنگوں کا ملک ہے۔ یہ تین شیومت کے مندر ہیں۔ کرنول میں سری سیلم، مشرقی گوداوری میں دراکشارم اور کریم نگر میں کالیشورم ہے اور یہ علاقے تلگوعوام سے آباد ہیں جو''تری لنگا دیشم'' کہلاتا ہے۔" تری لنگا" لفظ موریہ اور کاکتیہ دور کے کتبات پر بھی پایا گیا۔

تلنگانہ کی تاریخی اہمیت:

تاریخی اعتبار سے تلنگانہ کافی اہمیت کا حامل ہے۔ پداپلی، راماگنڈم، گوداوری کھنّی میں قدیم پتھر کے دور کے آثار ملے ہیں۔ تلنگانہ کی گوتم بدھا کے زمانہ سے ہی الگ پہچان ہے۔مورخین کے مطابق ، نظام آباد ساتاواہنا سلاطین کی پہلی سلطنت تھی جو بعد میں دھرانی کوٹہ منتقل ہوئی۔

تلنگانہ پر ستاواہنہ، اکشاوکاس، وشنوکنڈن، چالوکیہ، کاکتیہ حکمرانوں وغیرہ نے حکومت کی اور تلنگانہ کی سیاسی اور ثقافتی ترقی میں نمایاں کردار ادا کیا۔

ادبی ماخذات ملکی تحریرات اور غیر ملکی تحریرات میں منقسم ہیں۔ملکی تحریرات کو سیکولر کام اور مذہبی کام کی بنیاد پر مزید تقسیم کیا گیا۔

آثار قدیمہ کے ماخذ:

ماقبل تاریخ کے پتھر کے اوزار، ہڈیاں، نباتاتی اور حیوانی باقیات، ظروف کے ٹکڑے، کتبات، سکے، عماراتی ڈھانچے وغیرہ آثار قدیمہ کے ماخذ کا حصہ ہیں۔جن سے تلنگانہ تاریخ کا پتہ چلتا ہے۔

قبل تاریخ کے مادی باقیات:

قدیم تلنگانہ کے مطالعہ کے لئے کئی ماقبل تاریخی ماخذات دستیاب ہیں۔ان سے ہمیں پتھر کے دور کے انسان کی زندگی کے بارے میں معلومات ملتی ہیں۔پتھر کے دور کے مختلف اوزار، 'آصف آباد' اور ضلع عادل آباد ' کے 'لکشٹی پیٹ، 'محبوب نگر' ضلع کے 'امرآباد' اور 'نلگنڈہ' کے 'یلیشورم'، 'راما گیری'، 'نارکٹ پلی' اور 'ولی گنڈہ' میں پائے گئے۔

آثار قدیمہ کے اہم اور قابل اعتماد ماخذوں کتبات شاہی فرمان جو دستاویزی شکل میں ہوتے ہیں اس لئے انہیں مستند سمجھا جاتا

ہے۔کتبات تانبے کی تختیوں اور پتھروں پر پائے جاتے ہیں۔وہ سماج کے دور کی عکاسی کرتے ہیں۔

تلنگانہ میں ابتدائی کتبے ستاواہنا' کے دور سے تعلق رکھتے ہیں۔انکے کتبات' کوٹی لنگالہ'(کریم نگر ضلع)،'نانا گھاٹ، ناسک، کرلے(مہاراشٹرا)،'امراوتی'(آندھرا پردیش)میں پائے گئے۔ان میں بیشتر، پراکرت' زبان میں لکھے گئے ہیں۔' چالوکیہ' دور کے کتبات، دوزبانوں 'سنسکرت' اور' کنڑی میں ہیں۔' کا کتیاؤں کے دور سے'سنسکرت' کے ساتھ 'تلگو' استعمال کی جانے لگی۔ ہنمکنڈہ ہزارستونی کتبہ، بیارم چیرو کتبہ، موٹوپلی کتبہ، پالم پیٹ کتبہ(ورنگل ضلع) اور چندو بٹلہ کتبہ(ضلع نلگنڈہ) اہم کا کتیائی کتبات ہیں۔

تاریخی معلومات کے لئے سکے بھی ایک اہم ماخذ ہیں۔یہ تاریخ کے مختلف پہلوؤں بلخصوص اس دور کے معاشی حالات پر روشنی ڈالتے ہیں۔تلنگانہ میں مختلف خاندانوں نے، جنکا سلسلہ ستواہنوں سے شروع ہوتا ہے اپنی آزاد حکمرانی کی علامت کے طور پر سکے جاری کئے۔

آثارقدیمہ کا دوسرا اہم ماخذ 'یادگار عمارتیں' ہیں۔اس میں مذہبی اور غیر مذہبی دونوں تعمیرات شامل ہیں۔غیر مذہبی زمرہ میں شاہی محلات، قلعے شامل ہیں جیسے ورنگل، گولکنڈہ، میدک، بھونگیر وغیرہ کے قلعے اور چارمینار۔ بدھی استوپائیں، چیٹیا، وہارائیں، وشنومت اور شیومت کے مندر، مسجدیں، مقبرے وغیرہ مذہبی نوعیت کے ہیں۔'

تلنگانہ علاقہ میں حکمرانی کرنیوالے خاندانوں نے فن مصوری کی سرپرستی کی۔ستواہنا مصوری کی بہترین مثال 'اجنتا' کے غار ہیں۔کا کتیاؤں کے عہد کے مصوری کے نمونے 'تری پورانتکم'،'پلالہ مری' اور 'ناگولاپاڈو' میں ملتے ہیں۔

محل وقوع، جغرافیائی خصوصیات:

تلنگانہ 55.15 تا 55.19 ڈگری شمالی عرض بلد اور 22.77 تا 23.81 ڈگری مشرقی طول بلد کے درمیان واقع ہے۔تلنگانہ میں ہر سمت میں پہاڑیاں اور دریا ہیں۔گوداوری، کرشنا یہاں کی مشہور ندیاں ہیں جو سال بھر چلتی رہتی ہیں اور بڑے پیمانے پر سیراب کرتی ہیں۔ان کے علاوہ چند معاون ندیاں جیسے تنگبھدرا، مانجرا، پرانہتا، ڈنڈی وغیرہ بھی زراعت میں مدد کرتی ہیں۔

تلنگانہ زیادہ تر پہاڑی علاقہ ہے۔مغربی گھاٹ کا 'سہیادری' سلسلہ 'اجنتا' سلسلہ سے علیحدہ ہوتا ہے اور ضلع عادل آباد میں شمال مشرق میں پھیلا ہوا ہے۔یہ ضلع عادل آباد میں 'نرمل پہاڑیاں'، کریم نگر میں 'راکھی پہاڑیاں' اور اضلاع ورنگل اور کھمم میں 'کنڈیکل پہاڑیاں' کہلاتے ہیں۔محبوب نگر ضلع میں 'بالا گھاٹ' سلسلہ سے جو پہاڑیاں علیحدہ ہوتی ہیں وہ میدک اور حیدرآباد تک پھیلی ہوئی ہیں۔ان پہاڑیوں کے مشرقی کنارے قلعہ گولکنڈہ تعمیر کروایا گیا تھا۔

ناہموار زمین اور پہاڑی علاقوں کی وجہ سے تلنگانہ تالابوں کیلئے نہایت موزوں ہے۔کاکتیہ حکمرانوں نے اپنے دور میں تالابوں کے ذریعے آبپاشی پر بہت توجہ دی اور 'رامپا'، پاکھال، لکناورم' اور 'غانپور' جیسے تالاب بنائے ہیں جو تاحال مشہور ہیں۔

آب وہوا: تلنگانہ میں درجہ حرارت فروری کے آخر میں بڑھنا شروع ہوتا ہے اور مئی تک انتہا کو پہنچتا ہے 47 ڈگری سلسیس تک 'پہنچتا ہے کبھی اس سے بھی زیادہ۔جون کے دوسرے ہفتہ سے جنوب مغرب مانسون کی بدولت درجہ حرارت میں کمی واقع ہوتی ہے۔بارش

سالانہ 90 تا 100 سنٹی میٹر ہوتی ہے۔ اکٹوبر کے بعد دن اور رات کا درجہ حرارت گر جاتا ہے۔

معدنی وسائل۔ تلنگانہ میں تانڈور، عادل آباد میں چونے کے پتھر کے ذخائر ہیں اور کھمم، کتہ گوڑم اور بھوپال پلی میں کوئلہ کے بڑے ذخائر ہیں۔ کھمم، عادل آباد اور ورنگل کے علاقوں میں خام لوہے کی کانیں ہیں۔ سمنٹ صنعت تلنگانہ میں عروج پر ہے۔ گرانائیٹ پتھر جس کا وسیع تر استعمال تعمیراتی میدان میں کیا جاتا ہے، تلنگانہ میں دستیاب ہے۔

نسل اور سماجی ڈھانچہ: یہاں بیشتر لوگ دراوڑی نسل (جنوبی بھارت اور سری لنکا میں رہنے والی نسل سے متعلق) سے تعلق رکھتے ہیں۔ حالانکہ تلگو، ان کی مادری زبان ہے، پھر بھی اردو کی ایک خاص چھاپ ہے جو طویل مسلم حکمرانی کی بدولت ہے۔ جملہ آبادی میں سے 61.12 فی صد دیہی آبادی ہے اور باقی 38.88 فی صد شہری آبادی ہے۔ آبادی کی گنجانی کے حساب سے سب سے پیچھے جیا شنکر بھوپال پلی 671 مربع کلومیٹر ہے اور حیدرآباد 18172 مربع کلومیٹر کے ساتھ سب سے آگے ہے۔ تلنگانہ کی شرح خواندگی 66.54 فی صد ہے جبکہ قومی اوسط 73 فی صد ہے۔

تلنگانہ ثقافتی نظام کی بنیادیں: سماجی تہوار جیسے بتکماں اور بونال، حکومت کی سر پرستی میں منائے جاتے ہیں۔ قبائلی جاترا جیسے سماکا، سارا کا جاترا، ناگوبا جاترا، سیوالال جاترا بھی بڑے پیمانے پر منائے جاتے ہیں۔

قبل از تاریخی وہ زمانہ ہے جب انسانی تاریخ کیلئے قلمبندی نہیں کی گئی۔ 2300 سال پر مشتمل دور جسکے لکھے ہوئے ریکارڈ موجود ہیں، تاریخی زمانہ کہلاتا ہے۔

اوزار تکنیکی میں پیش رفت: جدید پتھر کے دور میں مثلثی کلہاڑیاں، رولر، موسل اور نوچندی وضع کے اوزار استعمال کئے جاتے تھے۔

کلاں سنگی دور میں 1500 قبل مسیح سے 300 قبل مسیح کے دوران:

اس زمانے میں تلنگانہ عوام انسانی ڈھانچوں کو مٹی کے برتنوں میں رکھا کرتے تھے۔ چونکہ اس زمانے میں لوہے کی اشیاء کا استعمال زیادہ ہوا ہے، اس کو لوہے کا زمانہ بھی کہا جاتا ہے۔

کئی اقسام کے ظروف، گھڑے، مٹی سینی مالائیں، چوڑیاں، کھلونے دریافت ہوئے۔ یہ اشیاء حیدرآباد میں مولاعلی کے قریب، نظام آباد میں پوچم پاڑ، محبوب نگر میں اپّر و، پدا پلی میں پدا بنگر وغیرہ میں دریافت ہوئے ہیں۔

کئی مقامات پر لوہے کی اشیاء : جیسے درانتی، نوکیلے نیزے، چھریاں، تلواریں، تریشول وغیرہ دریافت ہوئیں۔ کریم نگر ضلع میں، 'کڑمبا پور علاقے میں سونے کی مالا اور بالیاں دریافت ہوئی ہیں۔ اسی طرح نلگنڈہ میں 'رایا گری' مقام پر بھی چاندی اور سونے کی مالا اور بالیاں دریافت ہوئی ہیں۔

تاریخی زمانہ : کلاں سنگی (لوہا) زمانے میں زراعت کافی ترقی کر چکا تھا، غذا کی قلت ختم ہو چکی تھی۔ اسی وجہ سے انہوں نے اپنی توجہ فن اور ثقافت پر مرکوز کر دی۔ انہوں نے قدرتی رنگ تیار کئے اور سنگی غاروں میں رنگ کرنا شروع کیا۔ اس طرح کے کچھ غار میدک میں نرسا پور' میں، سدی پیٹ میں 'ورگل' میں، رنگا ریڈی میں کوکا پیٹ 'وغیرہ میں پائے گئے۔

ان سبھی غاروں کی تصویروں میں جنگی بہادروں کو تلوار اور ڈھال، تیر کمان کے ساتھ یا پھر لڑائی میں مصروف دکھایا گیا، بعض جگہ گھڑ سوار، ہاتھی، مویشی، ہرن، خرگوش، لومڑی کی بھی مصوری کی گئی۔ مورخین کے مطابق، بادشاہت نظام آباد میں بودھن سے شروع ہوئی۔ اسی

طرح چھٹویں صدی میں شمالی تلنگانہ میں گوداوری وادی میں چھوٹی مملکتیں قائم ہوئیں - ان مملکتوں کے حکمرانوں کے نام 'کوٹیلنگالا' کی کھدائی میں ملنے والے سکوں سے پتہ چلتا ہے - ان کے نام گوبڑا، سری، نارانا اور سری سما گوپا ہیں - دوسرے ثبوتوں کی بنیاد پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ تلنگانہ پر سب سے پہلے حکومت کرنے والے ستاواہنا تھے -

ساتاواہنا حکمران :- گوتمی پتر ستکرنی سے قبل جو ستاواہنا حکمران تھے انکو 'ابتدائی ستاواہنا' کہتے ہیں اور جو 'گوتمی پتر ستکرنی' کے بعد کے حکمران ہیں، انکو 'ستاواہنا کے بعد کے حکمران' کہا جاتا ہے -

سیموکا : ستواہنوں کی حکمرانی کا آغاز سیموکا کے عہد سے ہوتا ہے جو ستواہنا سلطنت کا بانی تھا - اس نے آندھرا کی مختلف ریاستوں کو متحد کیا اور 271 ق م میں حکمراں بن گیا - ابتداء میں اس نے کریم نگر کے 'کوٹی لنگالہ' کو اپنا پایہ تخت بنایا لیکن بعد میں پایہ تخت کو 'پرستھانہ پورا' میں منتقل کیا - اس نے 23 برس حکومت کی -

کرشنا (کانہا) : 'سیموکا' کے بعد اس کا چھوٹا بھائی 'کرشنا' برسر اقتدار آیا - اس نے 18 سال تک حکومت کی - وہ پہلا حکمران تھا جس نے کتبات جاری کیے -

ستکرنی اوّل : 'کرشنا' کے بعد 'ستکرنی اوّل' حکمراں بنا - وہ 'سیموکا' کا بیٹا تھا - ناگانیکا 'ستکرنی' کی بیوی تھی - اس نے مغربی مالوہ کے علاقے کو فتح کیا جو موریاؤں کے زیر کنٹرول تھا اور 'نرمدا وادی' میں 'وِدربھا' کے علاقے کو فتح کیا اور "سامراجیادھی پتی" کا خطاب حاصل کیا - اور دکشنا پتھاپتی 'سمراٹ' وغیرہ جیسے خطاب حاصل کئے - اس نے 18 سال حکمرانی کی -

ستکرنی دوّم : اس خاندان کا دوسرا اہم حکمراں 'ستکرنی دوّم' تھا - وہ خاندان کا چھٹا حکمراں تھا - اس نے 56 سال تک حکومت کی - ستکرنی دوّم، 'مگدھ کی راجدھانی، 'پاٹلی پتر' کو پہلی مرتبہ ستواہنا حکومت کے تابع لانے کے لئے جانا جاتا ہے -'

ہالہ : ہالہ 17 واں ساتاواہنا حکمراں تھا - وہ ادب کا شیدائی تھا - وہ 'گتھا سپتاستی' کا مصنف تھا - یہ تصنیف اور امراوتی سنگ تراشی کے نمونے ساتاواہنا دور کی سماجی زندگی پر روشنی ڈالتے ہیں - اس دور کا سماج ملا جلا سماج تھا - اس کی شادی سمہالا کی شہزادی 'لیلاوتی' کے ساتھ ہوئی تھی -

ساتاواہنا کے بعد کے حکمراں

گوتمی پتر استکرنی (78 تا 102ء) : ساتاواہنا خاندان کا دوسرا شاندار حکمراں 'گوتمی پتر استکرنی' تھا - وہ 23 واں حکمراں تھا - اس کتبے میں 'گوتمی پترا' کو "راجاؤں کا راجا"، اور "اسیکا"، "اسمکہ"، "ملاکہ"، "سوراشٹرا"، "ککورا"، "اپارنتا"، "انوپا"، "ودربھا"، "اکارا" اور "اونتی" کا حکمراں بتلایا گیا -

وشِشٹھ پتر پلوماوی (پلوماوی دوم) (102 تا 130ء) : وشِشٹھ پتر پلوماوی' کو "دکشن پتھ سوامی" اور "مہاراجا" کا لقب دیا گیا تھا - اس کے دورِ حکومت میں ستواہن خاندان کی حکومت مشرقی دکن کے علاقے میں مزید مستحکم ہوئی -

وشِشٹھ پتر شیواسری ستکرنی (130 تا 154ء) : یہ ستواہن حکمران کافی کمزور تھا اور اس کے دور میں مہاراشٹرا کے کئی حصّے قبضے ہو گئے اور ساتاواہنا اقتدار روبہ زوال ہونے لگا -

یگنہ سری ستکرنی (174 تا 203ء): یگنہ سری ستکرنی ' کو ستواہنا ؤں کا آخری عظیم حکمراں سمجھا جاتا ہے۔۔۔ 26 واں حکمراں تھا۔اس کے کتبات اور سکوں میں اس کا حوالہ ' گوتمی پترا یگنہ سری ستکرنی ' کے نام سے ملتا ہے۔سری ستکرنی ' بدھ مت کا زبردست حامی تھا۔اس نے بدھ مت کے مشہور عالم ' آچاریہ ناگرجنا ' کی سرپرستی کی۔تبت اور چین کے مورخین کے مطابق اس نے اپنے استاد ' ناگرجنا ' کے احترام میں ' سری پروتا ' (ناگرجنا کنڈہ) کے مقام پر ایک مہا چیتیا (عظیم خانقاہ) تعمیر کیا۔

' یگنہ سری ' کے بعد تین حکمرانوں نے 17 سال حکومت کی۔' پلوماوی سوم ' آخری ستواہنا حکمراں تھا۔اس کے بعد ساتا واہنا خاندان بتدریج گمنامی میں چلا گیا۔ستواہن خاندان کے زوال کے بعد ریاست تلنگانہ ' اکشوا کو ' خاندان کے زیر اقتدار آ گئی۔'

نظم ونسق:

راجہ کی مدد ' ماتیا ' کرتے تھے ، وہ راجہ کے مشیروں کی انجمن تھی۔' مہاماترا ' (مذہبی امور کا نگران) ، ' بھنڈاکاریکا ' (گوداموں کا مہتمم) ' مہاسیناپتی ' (فوج کا سپہ سالار) ' نبندھاکرا ' (سرکاری دستاویزات تحریر کرنے والا) ' لیکھ کا ' (دستاویزات کی رجسٹری کرنے والا افسر) تھے جو حکومت کو خوش اسلوبی سے چلانے میں راجہ کی مدد کرتے تھے۔

دیہی نظم ونسق: ستواہنہ سلطنت کو ' راشٹروں ' اور آہاروں ' میں تقسیم کیا گیا تھا۔' راشٹروں ' پر شاہی خاندانوں کے شہزادے یا افسر مقرر تھے۔ان کے عہدے موروثی تھے۔' راشٹروں ' کو ' آہاروں ' میں تقسیم کیا گیا تھا۔ان کو ' اماتیاؤں ' کے زیر کنٹرول رکھا گیا تھا۔مرکزی وصوبائی نظم ونسق کے علاوہ کتبات کی شہادتوں سے پتہ چلتا ہے کہ ستواہن سلطنت میں ' سوپارا '، ' بھروچ '، ' کنبھری '، ' پائتھان '، ' کوٹی لنگالہ جیسے شہر موجود تھے۔ان شہروں کا نظم ونسق شہریوں کی انجمن ' نگم سبھا ' کرتی تھی۔

اراضی محصولات ،حکومت کا بنیادی ذریعہ آمدنی تھا جو زمینی زرخیزی کے مطابق وصول کیا جاتا تھا۔

راجا کاشتکاروں سے انکا چھٹا حصہ ٹیکس کے طور پر وصول کرتا تھا جسے " بھاگ " کہا جاتا تھا۔راجا اپنی عوام سے ایک طرح کا تفریحی ٹیکس بھی وصول کیا کرتے تھے جسے " بھوگ " کہا جاتا تھا۔کانوں کے تمام ذخائر اور نمک پر ریاست کی مکمل اجارہ داری قائم تھی۔

صنعت وحرفت: ستواہن عہد میں صنعت وحرفت کو بھی کافی عروج حاصل ہوا تھا۔ سناروں، لوہاروں، کمہاروں، بنگروں، روغن گروں، بانس کا کام کرنے والوں اور تانبہ کا کام کرنے والے ماہر دستکاروں کا ذکر اس عہد کی ہم عصر شہادتوں میں ملتا ہے۔ ہر پیشے کی علاحدہ انجمن تھی جس کے سربراہ کو " سریشٹھی " یا " سیٹھی " کہا جاتا تھا۔انجمن کے اصول کو " سرن دھرم " کہتے تھے اسے قانونی حیثیت حاصل تھی۔

داخلی وبیرونی تجارت: ستواہن دورِ حکومت میں داخلی اور بحری تجارت کے بارے میں ہمیں اس دور کے سکوں پر بنے بحری جہازوں کی تصویروں سے معلوم ہوتا ہے۔ہمارے اس خیال کو ' کرشنا ندی ' کی وادی میں دریافت ہونے والے ' رومن سکوں ' سے مزید تقویت ملتی ہے۔ستواہن دورِ حکومت میں غیر ملکی تجارت کو اہم مقام حاصل تھا۔' کیمبے ' کی ایک اہم بندرگاہ ، ' سوپارا '، ستواہن دور کی ایک اہم بندرگاہ تھی۔اس کے علاوہ دیگر بندرگاہوں میں باہبے کے مشرقی ساحل پر واقع ' کلیان ' اہم تھی۔' کلیان بندرگاہ ' کو ' شاکاؤں ' نے تباہ

کر دیا تھا جو اس وقت ایک نہایت خوش حال تجارتی اور صنعتی مرکز تھا۔ یہ بات 'کانہیری' کے مقام پر دریافت ہونے والے سنگی کتبوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے جن میں سیا یک کا تعلق 'یگیہ شری ستکرنی' کے دور سے ہے۔ یونانی جغرافیہ دان 'پٹولمی' نے دیگر بندرگاہوں کا بھی ذکر کیا ہے جن کی شناخت ہم ستواہن حکومت کے مغربی حصے میں 'بانکوٹ' اور 'بالی پٹنا' کے طور پر کر سکتے ہیں۔ ناسک کی غاروں میں دریافت ہونے والے کتبوں سے ہمیں 'موگوداس' (مچھوارے) 'مالاکار' (پھلاری) وغیرہ کا بھی ذکر ملتا ہے۔ امراوتی کتبوں میں ہمیں تاجروں کے رہائشی مقامات کے طور پر 'وورورا'، 'وجے پور' اور 'کودرا' کا بھی ذکر ملتا ہے۔

سماجی نظام: ستواہنہ دور کی سماجی ساخت ملی جلی تھی۔ سماجی تقسیم کی بنیاد معاشی اور موروثی ذات پات تھی۔ ستواہن دورِ حکومت میں سماج چار ذاتوں میں منقسم تھا۔ تاہم پیشوں کی بنیاد پر یہ چار طبقات میں منقسم تھا۔ پہلے طبقے میں مرکزی، صوبائی اور اضلاع کے عہدیدار جیسے 'مہاسیناپتی'، 'مہابھوجا'، مہارتھیکا، وغیرہ تھے۔ دوسرے طبقے میں اماتیہ، مہاپتراس' اور 'سرِیستھن' (تاجر) شامل تھے۔ تیسرے طبقے میں 'اطباء (ڈاکٹرس)، پیشہ ور افراد، کسان، سنار وغیرہ شامل تھے۔ چوتھے طبقے میں نجار'، جولاہے، لوہار وغیرہ تھے۔ وہ اپنے پیشوں کی وجہ سے مختلف ناموں سے پہچانے جاتے تھے۔ ان طبقات کے علاوہ چار روایتی ذاتیں، برہمن، کشتریا، ویشیا اور شودر تھے۔ وہ اپنے پیشوں سے وابستہ تھے۔ تاہم یہ تقسیم ان کے لئے تھی جو آریائی طرزِ زندگی کو تسلیم کرتے تھے۔

'گولک' (چرواہے) جیسی ذیلی ذاتیں بھی تشکیل پانے لگیں۔ جبکہ 'گوتمی پتر ستکرنی'، جو برہمن مت کا حامی تھا، چار طبقات (ذاتوں) کے باہمی اختلاط کی روک تھام کے لیے جانا جاتا ہے۔ اس نے مختلف ذاتوں کے آپسی اشتراک کو ختم کر کے ورن نظام کو دوبارہ قائم کرنے کی کوشش کی۔ اس کا ماننا تھا کہ غیر ملکی حملہ آواروں کی ہندوستان آمد سے یہ طبقاتی نظام منتشر ہو گیا اور اس کا احیا ہونا چاہیے۔

ستواہن دور میں برہمن ذات والوں کی بیحد عزت تھی۔ ان لوگوں کو عطیہ دیا جاتا تھا اور ٹیکس بھی نہیں لیا جاتا تھا۔

ستواہنوں کے سماج کی ابتدائی اکائی خاندان تھا۔ اس عہد میں شمالی ہندوستان میں پدری خاندان کا نظام رائج تھا جبکہ ستواہنوں کے سماج کا خاندانی ڈھانچہ مادرانہ پہلوؤں پر مبنی تھا۔ گوتمی پتر' اور 'وشسٹ پتر' جیسے نام اختیار کرنا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اس دور میں جنوبی ہند میں ماں کے نام پر بچوں کے نام رکھنے کا رواج تھا۔ امراوتی میں پائے جانے والے کتبوں سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف باپ اور ماں ہی نہیں بلکہ بیٹے، بیٹیاں، بہوویں، بہنیں اور بھائی بھی عطیہ دہندگان ہوتے تھے۔ 'امراوتی' اور 'ناسک' کے کتبوں سے پتہ چلتا ہے کہ خواتین کو بھی عطیہ میں قیمتی تحائف دینے کا اختیار تھا اور ان کا سماج میں مرتبہ تھا۔ 'امراوتی' سنگتراشی کے نمونوں سے ہمیں یہ علم ہوتا ہے کہ عورتیں سبھاؤں میں حصہ لیتی تھیں، ساز بجاتی تھیں اور بدھسٹ علامتوں کی پوجا کرتی تھیں۔

مذہب: ستواہن حکمرانوں کا عروج دکن میں برہمن مت، بدھ مت اور جین مت کے ارتقاء کے ساتھ ہم آہنگ ہو جاتا ہے۔ یہ مذہبی عقائد مقامی مسلکوں سے مفاہمت کرنے لگے اور مقبولیت حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے ٹکرانے لگے۔

ستواہنہ کے کتبات ان کو 'برہمن پیرو' بتلاتے ہیں۔ برہمنوں کو خوش کرنے کے لئے بہت سی ویدک قربانیاں، نادر و نایاب سوغاتیں جیسے دیہات، موسیقی، سونے کے ظروف اور ہزاروں سکے عطا کئے جاتے تھے۔ برہمن مت میں تبدیلیاں رونما ہو رہی تھیں۔ مقامی مسلکوں کو قبول کیا جا رہا تھا۔ مذہب کے نئے نظام میں پروشر تھا اس میں ایقان، ذات پات کا نظام، نیک کام جیسے ورتھ، دانا اور تیرتھا اور

اپنے خدا سے لو لگانا شامل تھا۔ گوتمی پتر استکرنی' نے نئے برہمن ازم' کے ان پہلوؤں کی پیروی کی۔
اس دور میں جین مت تلنگانہ میں زیادہ پیشرفت نہیں کرسکا۔ لیکن بدھ مت نے تلنگانہ میں اپنے قدم جما لئے۔ یہ ستواہنا حکمرانوں کی بدولت نہیں بلکہ کہاپتیوں" کماراؤں' اور' ویجاؤں' اور ان کی خواتین کی تائید کی وجہ سے تھا۔ اس دور میں بدھ مت کے شاندار تاریخی مراکز تلنگانہ میں' ناگرجنا کنڈہ'، 'پھنی گری' (ضلع نلگنڈہ)، کریم نگر ضلع میں 'کوٹی لنگالہ'، 'دھولی کٹہ'، 'پیدا بنکور'، 'کونڈہ پورم' (میدک) تھے۔ 'مہایانا ازم کی بنیاد' پرگنا پرمتا ادب'، واد یکرشنا کے وہاروں میں آچاریہ ناگرجنا نے 160 عیسوی میں تحریر کی تھی۔
تعلیم اور ادب: ستواہنا کے دور میں 'پراکرت'، 'پالی' اور 'سنسکرت' زبانوں کو کافی فروغ ملا۔ جدید' تلگو'، 'پراکرت سے متاثر ہے۔ 'بالہ ستکرنی' ایک راجا شاعر تھا۔ اس نے 'گتھا سپتاشتی' پراکرت زبان میں لکھی جو کافی مشہور ہے۔ اس کے وزیر 'گنادھیا' نے ایک غیر معمولی کہانی 'بریہد کتھا' کے نام سے لکھی۔
ستواہنا کے دورِ حکومت میں دھنیا کٹکم' اور' ناگرجنا کنڈہ میں یونیورسٹیاں قائم کی گئیں۔ قواعدِ زبان، معاشیات، قانون، علم نجوم، علم فلکیات وغیرہ کی تعلیم دی جاتی تھی۔ بیرونی طلباء بھی یہاں تعلیم حاصل کرتے تھے۔
فنِ تعمیر، مجسمہ سازی اور مضوری میں پیشرفت: ستاواہنا دور سے دکن کے طرز تعمیر میں ایک نئے باب کا آغاز ہوا۔ انکی بنائی ہوئی عمارتیں مغرب اور تلنگانہ کے طول وعرض میں پھیلی ہوئی ہیں۔ یہ 'پھنی گری' (نلگنڈہ)، 'نیلا کنڈہ پلی' (کھمم)، 'کوٹی لنگالہ' (کریم نگر)، 'ناگرجنا کنڈہ وغیرہ میں پائی گئی ہیں۔ ستواہنا دور کی عمارتیں دراصل بدھ مت کی یادگار ہیں وہ اسٹوپائیں، وہارائیں اور چیتیائیں ہیں۔

اسٹوپائیں گنبد نما ساخت کی ہوتی ہیں جنہیں بدھ مت کے ماننے والے 'گوتم بدھ' یا دیگر اہم استادوں کے باقیات پر تعمیر کرتے ہیں۔ 'چیتیا' یا 'چیتیالیہ' ایک بدھ مندر تھی اور عبادت کی شئے کے طور پر 'استوپا' ہوتا تھا۔ یہ بدھی راہبوں کے لئے مراقبہ کی جگہ ہوتی تھی۔ 'وہارا' وہ جگہ ہے جہاں بدھ مت کے راہب اور راہبائیں رہتی تھیں۔ مجسمہ سازی ستواہنا کے دورِ حکومت میں کافی عروج پر تھی۔ 'امراوتی'، 'ناگرجنا کنڈہ'، 'جگیہ پیٹ' مجسمہ سازی کے مرکز تھے۔

مابعد ستواہنا زمانہ۔ اکشاوکاس: ستواہناؤں کے زوال کے بعد جنوبی ہند میں کئی صوبائی مملکتیں وجود میں آئیں۔ 'اکشاوکاؤں' نے تلنگانہ اور ساحلی آندھرا میں آزاد حکمرانی کے ساتھ اقتدار سنبھالا۔ انہوں نے 80 سال تک حکومت کی (220 تا 300ء)۔ آخری ستاواہنا حکمران 'پلوماوی سوّم' کو اکشواکو حکمراں 'سری ستنامل' نے ہرا کر قبضہ حاصل کرلیا تھا۔ تاریخی ثبوتوں کے مطابق یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے 'کرشنا، گنٹور، کرنول، پرکاشم، نلگنڈہ، کھمم اور محبوب نگر کے اضلاع پر حکمرانی کی۔ اکشاوا کو حکمرانوں نے ناگرجنا کنڈہ پہاڑی میں پائی جانے والی وجے پوری' کو اپنا صدر مقام منتخب کیا تھا جو ایک بدھ مت کا مقدس مرکز تھا۔
اکشاوکاؤں کی تاریخ کے بارے میں ہمیں 'ناگرجنا کنڈہ'، 'جگیہ پیٹ'، 'رامی ریڈی پلی' اور 'پھنی گری' میں دریافت ہونے والے کتبات سے ملتی ہے جس پر پراکرت اور برہمی زبانوں میں تفصیلات درج ہیں۔ اکشاوا کو حکمرانی کے سکے ہمیں 'ناگرجنا کنڈہ'، 'پھنی گری' اور 'نلگنڈہ' اور 'محبوب نگر' کے علاقوں میں کھدائی کے دوران دریافت ہوئے جس سے یہ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ان علاقوں پر حکومت کی تھی۔

اکشاوکاؤں کی حکمرانی: وشِشٹی پترا سنتاملا(220 تا 233ء): آخری ستاواہنا حکمران 'پلوماوی سوم واکشوا کو حکمراں' وشِشٹی پترا سنتاملا' نے ہرا کر قبضہ حاصل کرلیا تھا۔ وہ اکشوا کو سلطنت کا بانی بھی تھا۔ اس نے تلنگانہ اور آندھرا پر قبضہ کرلیا تھا۔ اس کے کتبات 'رنٹالا' اور 'کیشنا پلی' میں دریافت ہوئے۔

ویراپرش دتّا(233 تا 253ء): ویراپرش دتّا'، 'سنتاملا' کا بیٹا تھا۔ اس کے کتبات 'ناگرجنا کنڈہ'، 'جگیہ پیٹ' اور 'الور' میں دریافت ہوئے۔ ناگرجنا کنڈہ کے کتبات کے حساب سے اسکی پانچ بیویاں تھیں۔

ایہووالاسنتاملا(253 تا 277ء): ویراپرش دتّا' کے بعد اسکا بیٹا 'ایہووالاسنتاملا' تخت نشین ہوا۔ اس کو 'سنتاملا دوم' بھی کہا جاتا ہے۔ اس حکمران کے دور کے نقش 'ناگرجنا کنڈہ میں پائے جاتے ہیں۔ اس حکمران کے زمانے میں پراکرت کے مقابلے سنسکرت کو زیادہ مقبولیت دی گئی۔ جیسا کہ 'ایہووالا' ویدی دھرم کا ماننے والا تھا، اس نے کئی ویدی دھرم کی منادر اپنی راجدھانی 'وجے پوری' میں تعمیر کرائی۔

رودراپرش دتّا(283 تا 301ء): ایہووالاسنتاملا' کے بعد اسکا بیٹا 'رودراپرش دتّا' حکمران بنا۔ اس کی حکومت کے بارے میں ہمیں گرجالا' (گنٹور)، 'ناگرجنا کنڈہ'، 'پھنی گری' میں ملنے والے کتبات سے پتہ چلتا ہے۔ یہ آخری 'اکشوا کو' سمجھا جاتا ہے۔

ویراپرش دتّا دوم: یہ 'رودراپرش دتّا' کا بھائی تھا۔ اس نے تخت دار شہزادے کے طور پر وفات پائی۔ اکشوا کو سلطنت کانچی کے 'پلوؤں' کی ظلم کی وجہ سے روبہ زوال ہوئی۔

نظم ونسق: اکشاوکاس خاندان، ستواہنا سلطنت کے طرز حکومت کو اپنائے ہوئے تھا۔ انہوں نے اس میں بہت معمولی سی تبدیلیاں کیں۔ ان کے نظم ونسق طریقہ کار کا پتہ ان کے کتبات سے پتہ چلتا ہے۔

سماجی حالات: ان کا سماجی ڈھانچہ بھی ستاواہنا زمانے کی طرح تھا۔ خاندانی پیشہ کو سنجیدگی سے اختیار کیا جاتا تھا۔ سماجی حیثیت پیشے کے حساب سے دی جاتی تھی۔ دھیرے دھیرے پیشے ذات میں تبدیل ہوتے گئے۔ سماجی طور پر برہمنوں کو زیادہ عزت دی جاتی تھی۔

ثقافتی ترقی: اکشاوا کو حکمرانی میں فن، ادب اور تعمیرات نے کافی اہمیت حاصل کی تھی۔ ویدمت، بدھ مت اور جین مذہب کافی پھیل گئے۔ حالانکہ پراکرت سرکاری زبان تھی، پھر بھی سنسکرت کو بھی اچھا مقام مل رہا تھا۔

تعمیرات اور مجسمہ سازی: تیسری اور چوتھی صدی کے درمیان بدھسٹ فن اور تعمیرات کافی ترقی پا گئے۔ ناگرجنا کنڈہ کی کھدائی کے دوران کئی طرح کے تعمیری نمونے دریافت ہوئے۔ یہ سب بدھ مت سے تعلق رکھتے تھے۔ امراوتی طرز کی مجسمہ سازی، ناگرجنا کنڈہ کی تعمیر کے وقت کافی بلندی پر تھی۔ اکشاوا کو حکمرانوں نے سخی دل کا مظاہرہ کرتے ہوئے زمین کے بڑے ٹکڑے، سونے کے سکے، گائے اور بیل کے عطیے دیے۔ انہوں نے آبپاشی کے تالاب اور نہریں تعمیر کیں۔ اندرونی اور بیرونی تجارت عروج پر تھی۔ پراکرت اور سنسکرت مقبول تھے۔ ادب، فن، تعمیرات، مجسمہ سازی کو سرپرستی حاصل تھی۔

مابعد ستواہنا زمانہ۔ واکاٹکاس

'واکاٹکاس ستواہنا سلاطین کے ماتحتین تھے جنہوں نے ستواہنا زوال کے بعد مشرقی 'بیرار' پر حکومت کا اعلان کیا۔ واکاٹکا حکومت، مغرب میں بحیرہ عرب' سے مشرق میں' چھتیس گڑھ' تک اور شمال میں 'مالوا گجرات' بندیل کھنڈ' اور 'باگھیل کھنڈ' سے جنوب میں

تنگبھدرا کے کنارے تک پھیلے ہوئے تھے۔بعض علاقے جیسے 'نانڈیڑ'، اورنگ آباد، عادل آباد'، واکاٹکا کی دوسری جماعت، 'وتسا گل ماس' کے زیر کنٹرول تھی۔ودربھا'اور'باگھیل کھنڈ'، انکی سیاسی حرکات کامرکزتھی۔یہ سمجھا جاتا ہے کہ 'پوریکا پٹنم 'اور چانا کا 'انکی ابتدائی راجدھانیاں تھیں۔بعد میں 'پراوراپورا' (پونر) جو 'وردھا' کے قریب ہے انکی راجدھانی بنی۔ان لوگوں نے تین صدیوں تک حکومت کی جو 250 تا 560ء کے دوران تھی۔ان حکمرانوں نے دکن اور مرکزی ہندوستان کوایک مستحکم حکومت دی تھی اورامن وامان کو برقرار رکھا تھا۔یہ تعلیم،ادب اورفن کے دلداہ تھے۔

تاریخی ماخذ: ان سے متعلق بہت ہی کم تاریخی ماخذات پائے گئے ہیں۔ یہ ماخذات سنسکرت اور برہمی میں پائے گئے ہیں۔یہ زمینی عطیات جو برہمن،سنیاسی اورمنادر کو کئے گئے تھے انکے بارے میں تھے۔

نندی وردھنا۔ پراوراپوراشاخ حکمرانوں کے کتبات: رودراسینا' جو' واکاٹکا' سلطنت کا بانی تھا، ویشنومت کا پجاری تھا۔'پراوراسینا دوم' کے جاری کردہ کتبات،اندور، یوتمل،مسود،مندھل میں دریافت ہوئے۔

وتساگلماشاخ کیواکاٹکاس: مورخین کی رائے ہے کہ پراوراسیناا ؤل' کی وفات کے بعد، واکاٹکاس چارشاخوں میں بٹ گئے۔نندی وردھنا۔پراوراپورا شاخ' کی شروعات ' گوتمی پتر 'نے کی تھی اوروتسا گلماشاخ' کی ابتدا'سرواسینا' نے کی تھی۔

'باسم' (اکولاضلع) کے کتبے کے مطابق، وکاٹکاحکمران 'دیوسینا 'نے 'سدرشن تالاب ' کی تعمیر کرائی تھی۔'دیوسینا 'نے 'بدر' کے کتبات جاری کئے۔ایک اورکتبہ 'رام ٹیک' میں دریافت ہواجس پررانی پربھاوتی ' کی تعریف درج ہے۔

ادبی ماخذات: اسی زمانے کے یا بعد کے عہد کے ادبی تخلیقات میں وکاٹکا حکمرانی کے حوالے دئے گئے ہیں۔ڈنڈی 'کی" داساکماراچرترا میں اس کا حوالہ ہے۔'کالی داس 'کے" میگھادوتم" میں'رام گری' جگہ کاذکر ہے جودراصل 'رام ٹیک' ہے۔

سیاسی پیشرفت: وندھیاشکتی اول (250 تا 270ء): پراناس کے مطابق، وکاٹکا سلطنت کا بانی 'وندھیاشکتی' تھا۔ وہ ستواہنا حکمرانوں کاماتحت تھا۔اس نے 'ناگپوراور'بیرار 'پرحکومت کی تھی۔'اجنتا' کی دیواروں پر اسے" وکاٹکاومسدھواجااوردریجا" کہا گیا۔

پراوراسینااول (270 تا 330ء): یہ وندھیاشکتی اول' کا بیٹا تھا۔اس نے 60 برس حکمرانی کی تھی۔اس کی بادشاہت، شمالی مہاراشٹرا، بیرار، مدھیہ پردیش، جنوبی کوشالااورتلنگانہ کے علاقوں پرپھیلی ہوئی تھی۔پراوراسینا کے دوسرے بیٹے،'سرواسینا 'نے وٹکاٹا کی 'وتساگلماشاخ کی بنیادڈالی۔

پراوراپورا۔نندی وردھنا شاخ (330 تا 480ء):

رودراسینااؤل (330 تا 355ء):

'رودراسینااول'، 'پراوراسینااؤل' کاپوتا تھا۔اس نے 'پراوراپورا' (پونر) کواپنی راجدھانی بنایا۔اس نے' گپتاؤں کے ساتھ اچھے تعلقات بنائے تھے۔اس کاایک ہی کتبہ، 'چندرپور' میں دریافت ہوا۔

پرتھوی سینااول (355 تا 380ء): رودراسینا' کے بعداسکابیٹا' پرتھوی سینا' حکمران بنااور 25 برس اقتدارسنبھالا۔'چندرگپت دوّم 'نے 'ساکاؤں' سے لڑنے کیلئے' پرتھوی سینا ' سے مدد مانگی۔اس نے اپنی بیٹی 'پربھاوتی' کی شادی، 'رودراسینادوّم ' سے کرنے کی

پیشکش دی - شہزادے 'پرتھوی سینا' نے اپنی راجدھانی، ناگپور کے قریب 'نندی وردھنا' منتقل کر دی تھی -
رودراسینا دوم (380 تا 385ء) اس نے صرف 5 برس حکمرانی کی تھی - اس کی بیوی 'پربھاوتی' نے 13 سال حکومت کی، جس کا پونا والے کتبے سے پتہ چلتا ہے - واکاٹاکا سلطنت کے بعد کے حکمرانوں میں 'پراوراسینا دوم'، 'نریندر سینا'، 'پرتھوی سینا دوم'، 'دیوسینا'، 'ہری سینا شامل ہیں - 'ہری سینا' کے بعد سلطنت بہت کمزور ہو گئی تھی اور موقع کا فائدہ اٹھا کر کرناٹک کے کڑمباؤں'، شمالی مہاراشٹرا کے 'کلاچری'، اور بستر کی نالا' سلطنتوں نے حملہ کر دیا اور کئی علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا -

نظم ونسق: سمرتی' اور 'دھرم شاستروں' کے مطابق حکومت کی جاتی تھی - واکاٹاکا سلطنت کو ریاستوں اور صوبوں میں تقسیم کیا گیا تھا - پھر ہر صوبے کو کئی 'وشیاؤں' میں تقسیم کیا گیا تھا - دیہی انتظامیہ، دیہی عہدیداروں کے زیر نگرانی تھا - مرکزی نظم ونسق، منتری'، 'سچیوا'، 'سینا پتی' اور ڈنڈ نائک' وغیرہ کے ہاتھ میں تھا - 'بھاتولا'، 'چھترولا'، 'راجوکا'، 'گرام کتا'، 'کلا پترا' اور 'دیوریکا' نامی عہدے بھی پائے جاتے تھے -

اراضی محصولات، زریعہ آمدنی کا اہم حصہ تھے - نمک اور شراب بنانے کا واحد حق صرف حکومت کو حاصل تھا - جو اراضیات، تحفہ یا عطیہ میں دی جاتی تھی، ان پر کوئی ٹیکس وصول نہیں کیا جاتا تھا - ریاستی امدنی کا زیادہ حصہ، فوج، جنگ، ریاستی نظم ونسق اور مندروں کی تعمیر میں خرچ کیا جاتا تھا - فوج اور عدلیہ منظم تھے -

معاشی حالات: معیشت ستواہن کی طرح بہترین نہیں تھی - روم اور ہندوستان کے بیچ تجارت منسوخ ہو گئی تھی جس کی وجہ سے حکمرانوں نیز زراعت کو پروان چڑھایا تھا - آبپاشی سہولتیں فراہم کی گئی تھیں - ڈیم، کنال اور زخیرے تعمیر کئے گئے تھے - واکاٹاکا حکمران کافی سخی دل تھے - زمینی عطیات کے علاوہ گائے، ہاتھی، گھوڑے وغیرہ کے عطیے دئے جاتے تھے - البتہ زمینی عطیات کی بدولت، جاگیردارانہ نظام وجود میں ایا - بندھوا مزدوری بھی سماجی خطرہ کی طرح ابھری -

سماجی حالات: ورنا یا ذات پرستی کی پیروی کی گئی - ایک ہی ذات میں شادی کرنا عام بات تھی - حالانکہ واکاٹاکا برہمن تھے لیکن انہوں نے شتریہ رواج کی پیروی کی - برہمنوں کو سماج میں ایک خاص مقام تھا - حکمرانوں نے بیشتر برہمنوں کو اپنے وزیر، اور مشیر رکھا ہوا تھا - حالانکہ واکاٹاکا ویدمت کے ماننے والے تھے لیکن انکے وتساگلما شاخ کے حکمرانوں نے بدھ مت کی پیروی کی -

تعلیم اور دوسرے فنون: واکاٹاکا کے دور حکومت میں سنسکرت اور پراکرت، دونوں زبانوں نے کافی ترقی کی - کتبے سنسکرت میں جاری کئے جاتے تھے - بعض حکمران خود شاعر تھے - 'راجا سرواسینا' نے پراکرت میں "ہری وجیم" تصنیف کیا جو ایک شعری مجموعہ ہے - "سیتو بندھم" بھی ایک شعری مجموعہ ہے، جسے 'پراوراسینا' نے پراکرت میں تصنیف کیا -

واکاٹاکا کے دور حکومت میں ہوئی تعمیرات اور مجسمہ سازی، انکے منادر اور اجنتا غاریں دیکھی جاسکتی ہے - کئی منادر 'پونر' منسر، نندا پور، رام ٹیک اور ناگپور' میں دیکھے جاسکتے ہیں - 'نندی وردھانن' اور پرواراپوراٹرے فنی مراکز ہیں - عالمی شہرت یافتہ 'اجنتا غار' واکاٹاکا کے دور حکومت میں تعمیر ہوئے ہیں۔ بدھ مت ان مجسموں کا مرکزی خیال تھا۔ واکاٹاکا ستواہن کے بعد دکن کے دوسرے حکمران تھے - 'وشنوکنڈن' جنہوں نے انکے بعد دکن پر حکومت کی، انکے جاگیرداروں میں سے تھے - اسی لئے کہا جاسکتا ہے کہ دکن میں واکاٹاکا حکمرانی کافی یادگار رہیگی -

وشنوکنڈن حکمرانی — (358 تا 569ء) وشنوکنڈن حکمرانی کو تلگو بادشاہی تاریخ میں ایک خاص مقام حاصل ہے — ان لوگوں نے سارے ملک میں مذہب، زبان اور ثقافت میں جدید طور طریقوں کو مشہور کیا — ان کی راجدھانیاں 'امراپورم' (امراباد، محبوب نگر)، 'اندراپالانگرم' (نلگنڈہ) اور 'دینڈولورو' (مغربی گوداوری) تھی — یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ 'بیزواڑہ' (وجیواڑہ) بھی کچھ وقت کے لئے انکی راجدھانی تھی — ان کی دوسری راجدھانی 'سنکم' تھی —

ماخذات: وشنوکنڈن حکمرانوں کے بارے میں ہمیں ان کے کتبات سے پتہ چلتا ہے — وشنوکنڈن بادشاہت، 'سری پروتم' (سری سیلم) کے کسی طرف پھیلی ہوئی تھی — وہ ویدی پوجاپاٹ کا اہتمام کرتے تھے جیسے اشوامیدھم راجہ سویم وغیرہ — وہ بلی یا پھر جان کی قربانی دینے کے لئے بھی جانے جاتے تھے — وہ برہمنوں کو گراہروں' کا تحفہ دیا کرتے تھے — ان کے کتبوں سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے تالاب اور باؤلیاں کھدوائیں — 'امراباد' اور 'منّانور' کے علاقوں میں بھی ان کی کئی چیزیں دریافت ہوئی ہیں — منّانور' کے قریب رتاپ گری کوٹہ' (قلعہ) کی مندر میں قربان گاہ اور حمام دریافت ہوئے ہیں — اس قلعے کے شمال میں ان کا دان کردہ گاؤں ہے جسکا نام 'برمہاناپلی' ہے — مزید، اس قلعے کے اطراف کئی قدیم تالاب ہیں اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ ان کی کھدائی وشنوکنڈن حکمرانوں نے کرائی — وشنوکنڈن حکمرانی کے بارے میں تلنگانہ پلکرکی' کے پہلے شاعر سوم نادھ' نے اپنی کتاب 'پنڈت آرادھیا چریتا' میں تفصیلی بیان کیا ہے —

سیاسی پیشرفت: 355 عیسوی تک اکشاواکاس حکمرانوں نے آندھرادیپرے، 'وجیپوری راجدھانی کے ساتھ حکومت کی جو 'کرشنا ندی کے دونوں طرف ہے — ان لوگوں کو 'کنچی' کے 'پلّوؤں' نے شکست دی جنکو شکست 'گپتا' راجہ سمندر گپتا' نے دی — اس کے ساتھ ہی اکشاواکاس کے جاگیرداروں، بشمول وشنوکنڈنوں نے اپنی خودمختاری کا اعلان کیا —

وشنوکنڈن حکمرانوں نے تلنگانہ اور مہاراشٹرا کے چند علاقوں پر 358 تا 569 عیسوی تک 210 سال تک حکومت کی — اس دور کے 10 راجا بہت مشہور تھے — انکا شاہی نشان ببر تھا — ایسی ہی ایک شاہی مہر 'کیسری گٹّا' (رنگاریڈی ضلع) میں دریافت ہوئی —

'گووندورما' اور 'مادھوورما دوّم وشنوکنڈن حکمرانوں میں سب سے زیادہ مشہور تھے — 'گووندورما' (398 — 440 عیسوی) نے اپنی بادشاہت کو 'سری پروتم' (سری سیلم — ناگرجنا کنڈہ) کے دونوں طرف اپنی طاقت کے بل بوتے پر پھیلایا تھا — اس نے 'گنڈلاکما ندی' تک 'پلّوؤں' کو ہرا کر قبضہ کرلیا تھا اس نے 'وینگی' کے 'سلاکایانا' حکمرانوں کو ہرایا اور انکی ریاست پر قبضہ کرلیا — اس کی حکومت کا ثبوت، حیدرآباد کے 'چیتنیہ پور'، یا 'کیسری گٹّا' کے کتبوں سے ملتا ہے —

وشنوکنڈن حکمرانوں میں سب سے عظیم حکمران، 'مادھوورما دوّم' تھا (440 — 495 عیسوی) — اس نے کئی جنگیں جیتیں اور بڑی زمینوں پر قبضہ کیا — ہر جیتی ہوئی جنگ کے لئے اس نے کیسری گٹّا پر ایک شیولنگ لگایا — اس نے 'کالنگا' راجاؤں ور 'پلّوؤں' کو شکست دی — اس نے آخری واکاٹا کا حکمران پرتھوی سینا' کو ہرایا اور اسکی بیٹی سے شادی کرلی —

اسکی سلطنت مشرق میں 'خلیج بنگال' سے مغرب میں 'بحیرہ عرب' تک، جنوب میں پلی کٹ' تالاب سے شمال میں مدھیہ پردیش' میں 'نرمدا ندی' پر ریوا' تک، پھیلی ہوئی تھی — وشنوکنڈن کے سکے مہاراشٹرا میں ہر جگہ دریافت ہوئے ہیں۔ مادھوورما' کے بعد اسکا بیٹا وکرم مہندر ورما تخت نشین ہوا — اس نے 510 تا 525 عیسوی تک حکمرانی کی — خاندانی اختلافات نے وشنوکنڈن سلطنت کو روبہ زوال کیا — انکی حکومت 569 عیسوی میں بکھر کرہ گئی — بادامی چالوکیہ 'راجا پلاکیشن دوّم نے تلنگانہ اور آندھرا پر حکومت کی

نظم و نسق:

وشنوکنڈن حکمرانی تلگو علاقوں کے لیے کسی نعمت سے کم نہیں تھی – ان کی حکمرانی میں امن و امان تھا – وہ راہبوں، فقیروں، بھکاریوں، بیمار اور پریشان حال لوگوں کی مدد کرتے تھے – برہمنوں کو بے پناہ عزت دی جاتی تھی – لوگوں نے انکی حکمرانی میں خوشحالی اور سکون محسوس کیا – ستواہناوں کے بعد وشنوکنڈن حکمرانوں نے کامل نظم و نسق کو برقرار رکھتے ہوئے بڑے علاقے پر حکمرانی کی تھی – 'مہاراج' کا خطاب دیا جانے لگا – بعد ازاں رکا کتیہ حکمرانوں نے 'مادھو ورما' کو انکی سلطنت کا بانی قرار دیا تھا – چنا پورم اور 'ویلاماس' کے راجاؤں نے اسی راجا کا اپنی تحقیق میں ذکر کیا –

راجا کے پاس سارے اختیارات تھے اور اسکا فیصلہ حتمی تھا – راجا، 'دھرم شاستر' اور 'سمرتی' کا ہمیشہ پابند تھا اور اسے لوگوں کی بہبود کا خیال کرنا ضروری تھا – سلطنت کو صوبوں، وشیا اور گاؤں میں تقسیم کیا جاتا تھا – صوبہ (راشٹرا) کا نگران کار "راشٹریکا" ہوتا تھا – راجا کا بیٹا، کچھ علاقوں کا 'یوراج' مقرر کیا جاتا تھا – وشنوکنڈن راجا اپنی شادی انکے 'سمنتا' (جاگیردار) سے کرتے تھے، جس سے انکو وفاداری کا پابند بنایا جاتا تھا – راجا کو 'یوراج'، 'مہاتنیا'، 'اتیا'، خفیہ مشیر وغیرہ نظم و نسق معاملات میں مدد کرتے تھے –

ان کی حکمرانی کے دوران کئی قلعے تعمیر کئے گئے – 'امراباد' میں بنا انکا قلعہ، تلگو مملکت میں سب سے بڑا تھا – یہ قلعہ 'پاتالا بھدروتی قلعہ' کہلاتا تھا –

معاشی ترقی: وشنوکنڈن حکمرانی میں معاشی خوشحالی تھی – کئی کتبے اس بات کا اشارہ کرتے ہیں کہ زراعت کو خاص مقام حاصل تھا – تالاب اور کنال، زراعت کے لئے بنائے گئے – زمین کو 'نروانن' میں ناپا جاتا تھا – داخلی اور بیرونی، دونوں تجارتیں عروج پر تھیں – وشنو کنڈن کے سکے، تلنگانہ میں 'یلیشورم'، 'بھونگیر' اور 'سلطان آباد' میں، اور آندھرا میں، 'بوجانا کنڈہ'، 'یلا منچلی' میں اور 'مدھیہ پردیش میں 'ناسک' اور 'خانہ پور' میں پائے گئے –

سماجی حالات: دریافت ہوئے ثبوتوں سے پتہ چلتا ہے کہ، ذات پات کے نظام کی کافی پیروی کی جاتی تھی – سبھی ذات کے لوگ اپنے پیشوں کو دل سے نبھاتے تھے – وشنوکنڈن، 'شودر' تھے، مگر وہ کئی ویدی دھرم کے طریقے اپنائے ہوئے تھے – وہ برہمنوں کو بڑے عطیات دیا کرتے تھے – زمین، کسانوں کو بھی عطیہ میں دی جاتی تھی کیونکہ انکو معشیت کی ریڑھ کی ہڈی تصور کیا جاتا تھا – نوکر بھی عطیہ میں دیئے جاتے تھے جو بہت عجیب تھا اور شاید انسانی قربانی کی وجہ بنا –

ثقافت اور زبان: وشنوکنڈن حکمرانوں نے ویدی تعلیم، ویدی عالم، خصوصیت سے برہمنوں کو ہمیشہ اہمیت دی – کئی وشنوکنڈن حکمران بھی اچھے شاعر اور ادیب تھے – پراکرت کی جگہ سنسکرت نے سرکاری زبان کی حیثیت حاصل کرلی تھی – تلگو عام انسانوں کے استعمال میں فروغت پا رہی تھی –

تعمیرات اور مجسمہ سازی:

وشنوکنڈن کے دورِ حکومت میں کئی قلعے اور منادر تعمیر کئے گئے – تلنگانہ میں 'امراباد، اندرا پالا نگر' اور 'کیسری گٹا' میں قلعے تعمیر کئے گئے – کئی شیوا اور شکتی کے مندر بھی بنائے گئے – بھونگیری قلعے کی دیواروں پر وشنوکنڈن کے شاہی نشان، شکاری ببر کا مجسمہ ہے –

وشنوکنڈن کے دورِ حکومت میں 'بدھسٹ وہارے' راجا اور امراء تعمیر کرواتے تھے، جیسے حیدرآباد میں 'چیتنیہ پوری' میں ہے – 'پھنی

گری 'میں ،' بدھی جاٹا کا'، 'بدھا کے پنجوں کے نشان'، منڈپ، چیتیا، اسٹوپا مجسمے دیکھے جاسکتے ہیں۔ 'نیلا کنڈلی 'میں واقع اسٹوپا اتنا بڑا تھا کہ اسے دیراٹ اسٹوپا' کہا گیا۔ دوسری کھدائیوں میں بدھا کے سنگ مرمر اور دھاتی مجسمے دریافت ہوئے۔

اوما مہیشورم 'جوامراوتی' کے قریب ہے، 'بلیشورم غار' اور 'عالم پورم'، 'شیوا۔شکتی' کی منادر کی وجہ سے کافی مشہور ہیں۔ 'پرکاشم' اور 'نیلور' کے بارڈر پر واقع 'بھیرواکونا 'میں وشنوکنڈن کے زمانے کے غار کے منادر دیکھے جاسکتے ہیں۔ وشنوکنڈن طرز تعمیرات کو بعد کے حکمرانوں، پلّووں اور چالوکیاؤں نے جاری رکھا۔

چالوکیہ دور: ستواہنوں کے بعد، جنوبی ہند کبیڑے علاقوں پر، چالوکیہ سلطنت کا اقتدار تقریبا 6 صدیوں تک قائم رہا چھٹی صدی عیسوی سے لیکر باہویں صدی عیسوی تک انہوں نے مضبوط ریاست کی بنیاد ڈالی اور واتاپی (موجودہ بادامی) کو جوفی الحال ریاست کرناٹک کا حصہ ہے اپنا پایہ تخت بنایا۔ آگے چل کر یہ حکومت کئی خودمختار ریاستوں میں تقسیم ہوگئی۔ ان خودمختار ریاستوں اور ان کے مقام حکمرانی کی بنیاد پر مورخین نے انہیں تین زمروں میں باٹتا ہے۔

بادامی کے چالوکیہ: یہ وہ ابتدائی چالوکیہ ہیں جنہوں نے 'واتاپی' (بادامی) کو اپنا پایہ تخت بنایا تھا۔ ان کا دور اقتدار چھٹی صدی عیسوی سے 642ء یعنی اس خاندان کے عظیم حکمران پلاکیشن دوّم' کے انتقال تک مانا جاتا ہے۔

مغربی چالوکیہ: دراصل یہ بادامی کے چالکیوں کے وہ جانشین تھے، جنہوں نیدسویں صدی عیسوی کے بعد کلیانی' کو اپنا پایہ تخت بنایا تھا۔ انہیں" کلیانی کے چالوکیہ " کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔

مشرقی چالوکیہ: پلاکیشن دوّم' کے انتقال کے بعد اس خاندان کے کچھ افراد نے جنوبی ہندوستان کے مشرقی علاقے "وینگی" کو اپنی راجدھانی بنایا۔ اسی وجہ سے انکو 'مشرقی چالوکیہ' یا 'وینگی کے چالوکیہ' بھی کہا جاتا ہے۔ ان کا اقتدار اس علاقے میں گیارہویں صدی عیسوی تک قائم رہا۔

بادامی کے چالوکیہ حکمرانوں نے چھٹویں صدی عیسوی کے وسط سے آٹھویں صدی عیسوی کے وسط تک دکن کے علاقے میں حکمرانی کی۔ حالانکہ انکا صدر مقام بادامی' (وٹاپی)' کرناٹک' میں واقع تھا لیکن انھوں نے اپنے گورنروں (وشیاپتی اور راشٹرپتی) کے ذریعہ تلنگانہ کے بعض علاقوں کو بھی اپنے اختیار میں رکھا۔ بادامی کے چالوکیہ کی طاقت کمزور ہوتی جارہی تھی اور دو اہم چالوکیہ خاندان، 'ویملواڑہ چالوکیہ ' اور 'مدیگونڈہ' کے چالوکیہ تلنگانہ میں ابھرنے لگے۔

ماخذات: دوسری سلطنتوں کی طرح چالوکیہ حکمرانی بھی تانبے اور چاندی کے کتبات پر انحصار کرتی ہے۔ چالوکیہ حکمرانوں کے ابتدائی حالات اور انکے خاندانی پس منظر کے بارے میں بہت زیادہ واضح ثبوت دستیاب نہیں ہے۔ چالوکیہ چھٹی صدی عیسوی میں جنوبی ہندوستان کی سرزمین پر اپنی بہادری کا سکہ جمانے والا ایک طاقتور خاندان تھا جس کی کئی اہم شاخیں تھیں۔

سیاسی پیشرفت: بادامی کے چالوکیہ (543 تا 752 عیسوی): دراصل چالوکیہ، اکشاوکاؤں کے جاگیردار تھے جنھوں نے آندھرادیش پر وجیپوری' راجدھانی کے ساتھ حکمرانی کی تھی۔ چالوکیہ نے ہرنیاراشٹر' (کڑپہ) اور تلنگانہ میں محبوب نگر پر حکومت کی تھی۔ پھر انہوں نے تایخی وجوہات پر کرناٹک کے بادامی کو ہجرت کی۔ چالوکیہ سلطنت کا بانی' جیاسمہاولّا بھا' تھا۔ 'پلاکیشن دوّم کے ایہول والے کتبہ سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے۔

پلاکیشن اوّل (535 تا 566 عیسوی): چالوکیہ خاندان کا پہلا قابل ذکر حکمران پلاکیشن اوّل' تھا۔ وہ جیا سمہاولّا بھا کا پوتا تھا۔ وہ نہایت حوصلہ منداور بہادر تھا۔ اس نے کدمباؤں کو ہرایا اور واتاپی میں ایک مضبوط قلعہ (543ء) میں تعمیر کرایا اور اسے اپنی راجدھانی بنایا۔ بادامی کے پہاڑی قلعے سے ایک کتبہ دریافت ہوا ہے، جس میں پلاکیشن اوّل' کی تخت نشینی کا سال 543ء درج ہے۔ بادامی کے پہاڑی میں نصب اس کتبے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس نے " شروتا"، "ہرنیہ گربھا"، "اگنیش توما" اور "اشومیدھ یگیہ" (گھوڑے کی قربانی) ادا کرنے کا بھی کانامہ انجام دیا تھا۔ اسے چالوکیہ خاندان کا پہلا خودمختار اور آزاد حکمراں اور چالوکیہ حکومت کا حقیقی بنیادگزار بننے کا اعزاز حاصل ہوا۔ اس کتبے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس نے "ولبھیشور" کا خطاب اختیار کیا تھا۔

پلاکیشن دوّم (609 تا 642 عیسوی): مغربی چالوکیہ میں پلاکیشن دوّم عظیم حکمران گزرا ہے۔ اس نے اپنے دورِحکومت میں کئی اہم کارنامے انجام دیے۔ کئی کامیاب لڑائیاں لڑیں اور سب میں فتح یاب رہا۔ اس نے اپنی ریاست کے آس پاس کے علاقوں پر بھی غلبہ حاصل کرنے کی کامیاب کوششیں کیں۔ پلاکیشن دوّم نے اپانیک اور گووند جیسے باغیوں کو شکست دے کر کدمباؤں کی راجدھانی "ونواسی" کو تباہ وتاراج کردیا۔ کرناٹک کے جنوبی ساحلی علاقوں پر حکمرانی کرنے والے الوپاؤں اور جنوبی کرناٹک کے ' گنگوں' کو اپنی فرماں روائی تسلیم کرنے پر مجبور کردیا تھا۔

پلاکیشن دوّم کا سب سے بڑا بہادرانہ قدم شمالی ہند کے ایک بڑے راجا ہرش وردھن کو نربدا کے قریب شکست دے کر جنوبی ہند پر اس کی پیش قدمی پر روک لگانا تھا۔ اس مہم کے بعد اس نے ہرش وردھن' کو دکن کی جانب پیش قدمی سے روک دیا تھا۔ ان کامیابیوں کے بعد پلاکیشن دوّم 'مہاراشٹر پر جس میں 99 ہزار گاؤں تھے قابض ہوگیا۔ دکن کے مشرقی علاقوں، کوشل اور گلنگ کے راجواڑے بھی اس سے خوف زدہ رہنے لگے۔ ان علاقوں کو جیت کر وہ پشٹ پور' موجودہ (پٹھاپورم) کے قلعے کی طرف بڑھا اور اس پر بھی قابض ہو گیا۔ جب چالوکیہ ریاست کی سرحدیں غیر معمولی طور پر بڑھ گئیں تو پلاکیشن دوّم نے تقریباً 615ء میں مشرقی علاقوں کا انتظام اپنے چھوٹے بھائی 'وشنووردھن وشم سدھی کے سپرد کیا۔ اس کے بھائی نے بھی اپنے زیرانتظام علاقوں میں فتوحات کا سلسلہ جاری رکھا اور اپنی ریاست کو مزید وسیع اور مستحکم کیا۔

اپنی کامیابیوں سے حوصلہ پاکر پلاکیشن دوّم نے اپنے ہم عصر پلّو راجا 'مہیندر رورما' کے علاقوں پر قبضہ کردیا۔ چالوکیہ فوجیں پلّوؤں کی راجدھانی کانچی پورم کے قریب بلالور تک پہنچ گئیں۔ پلّوؤں نے اپنے شمالی علاقے پلاکیشن دوّم کے حوالے کرکے اپنی ریاست کی خاطر امن کا سودا کیا۔ رفتہ رفتہ آندھرا کا ساحلی علاقہ بھی چالکیاؤں کے کنٹرول میں آ گیا۔

642ء میں پلاکیشن' نے پلّوؤں پر دوبارہ حملہ کیا، اس وقت 'مہیندر رورما' کا بیٹا 'نرسمہاورما' پلّوؤں کا حکمراں تھا۔ اس نے نہ صرف پلاکیشن کے حملے کا منہ توڑ جواب دیا بلکہ چالوکیہ ریاست کے مرکزی علاقوں پر بھی دھاوابول دیا تھا۔ اکثر مورخین کا ماننا ہے کہ غالباً اسی تصادم میں پلاکیشن دوّم مارا گیا تھا۔ اس طرح نرسمہا ورما نے بادامی پر قبضہ کرلیا۔ اس نے " واتاپی کونڈا" کا خطاب اختیار کیا۔ پلاکیشن دوّم کی وفات کے بعد اسکے بیٹے پلّوؤں کے حملوں سے پریشان رہے، پھر اسکا تیسرا بیٹا" وکرم آدتیہ " چالوکیہ حکومت کا سربراہ بنا اور اپنی حکومت کا آغاز کیا۔ وکرم آدتیہ ایک قابل اور بہترین جنگجو تھا۔ وکرم آدتیہ اور اسکی فوج نے چالوکیہ ریاست کے ان کھوئے علاقوں کو دوبارہ حاصل کرلیا جو نرسمہاورما نے اس کے والد سے چھینے تھے۔

وکرم آدتیہ کی وفات کے بعد اسکا بیٹا ونیا آدتیہ اس کا جانشین بنا۔ اس نے پلّوؤں، کلبھر وں، چیروں اور کلچوروں کو شکست دینے میں اپنے والد کا ساتھ دیا۔ بعد ازاں وکرم آدتیہ دوّم اور کیرتی ورما دوّم نے چالوکیہ سلطنت پر حکمرانی کی۔ ان کی ریاست کو راشٹر کوٹوں کی بڑھتی ہوئی طاقت سے مسلسل خطرہ لاحق رہا اور آخر کار راشٹر کوٹوں نے اس پر قبضہ کرلیا۔

وینگی کے چالوکیہ یا مشرقی چالوکیہ '(624 تا 1075 عیسوی): مشرقی چالوکیہ جنوبی ہند کے وہ حکمران تھے جنہوں نے موجودہ آندھرا پردیش کے زرخیز اور فوجی اہمیت کے حامل علاقہ کو اپنی حکمرانی کے لئے منتخب کیا اور 'وینگی' کو اپنی راجدھانی بنایا۔

سیاسی پیشرفت: وینگی کے چالوکیہ نے جنوب پر تقریباً پانچ سو سالوں تک حکومت کی۔ جس میں مختلف نشیب وفراز آئے۔ انتہائی زرخیز اور فوجی اہمیت کے حامل علاقوں پر قبضہ نے دکن کی سیاسی، سماجی اور معاشی تاریخ میں اس خاندان کو کافی اہمیت حاصل ہوئی۔ اگرچہ مشرقی چالوکیہ بادامی چالکیوں کے ہم نسل اور خاندانی قرابت دار تھیتا ہم وینگی کے علاقوں پر کنٹرول کو لے کر ان میں آپسی معرکہ آرائی اور چپقلش بھی جاری رہی۔ وینگی کا علاقہ مغربی چالکیوں' اور چولوں کے بیچ بھی مخاصمت کا باعث رہا تھا۔

وینگی کے چالوکیہ کے دور کو تین حصّوں میں بانٹا جاسکتا ہے۔

پہلا دور 624 تا 753ء امن وسکون کا دور۔ دوسرا دور 753 تا 973ء راشٹر کوٹوں کے ساتھ چپقلش کا دور

تیسرا اور آخری دور 973 تا 1075 راشٹر کوٹوں کا زوال اور کلیانی چالوکیاؤں کا وجود عمل میں آنا۔

کبج وشنوور دھن (624 تا 641ء): بادامیچالوکیہ پلاکیشن دوّم نے 624ء میں شمال کا جیتا ہوا پورا علاقہ اپنے چھوٹے بھائی وشنوور دھن وشم سدھی کے سپرد کیا، جہاں وہ اس کے نائب کی حیثیت سے حکمرانی کرتا رہا۔ 631ء میں اس نے اپنی خود مختاری کا اعلان کیا اور دکن کے مشرقی علاقوں میں ایک نئی ریاست کی داغ بیل ڈالی جسے تاریخ میں وینگی کی چالوکیہ ریاست یا مشرقی چالوکیہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ کبج وشنوور دھن نے اپنے بھائی پلاکیشن دوّم کے ساتھ مل کر پلّو نرسمہا ورماسے 642ء میں جنگ لڑی جس میں دونوں یعنی کبج وشنوور دھن اور پلاکیشن دوّم شہید ہوگئے۔

جیا سمہا اوّل ۔642۔ 673ء: کبج وشنوور دھن کے بعد اسکا بیٹا، جیا سمہا اوّل 642ء میں تخت نشین ہوا۔ ضلع گنٹور کے وپّرلا علاقے میں پہلی مرتبہ تلگو میں جاری ہونے والے کتبے میں اس کا ذکر ہے۔ اس کے دورِ حکومت میں امن وسکون تھا۔

بعد کے سالوں میں، اندر بھٹر کا، وشنوور دھن دوّم، منگی یوراج'، جے سنگھ دوّم، شنوور دھن سوّم، وجے آدتیہ اوّل، وشنوور دھن چہارم، وجے آدتیہ دوّم نے حکمرانی کی۔

گنا گا وجے آدتیہ (849 تا 892ء): مشرقی چالوکیہ' کا یہ سب سے عظیم حکمران تھا۔ اس نے باغی جاگیر داروں کو کنٹرول میں رکھا اور امن وامان کو برقرار رکھا۔ اس نے کندوکور میں ایک مضبوط قلعہ تعمیر کرایا تھا۔ اس نے گنگاواڈی اور نولمباواڈی پر قبضہ کرلیا۔ اس نے راشٹر کوٹوں کے اچلاپورم، کرانہ پورم چکراکتم کے قلعوں کو تباہ کردیا' اس نے جنوبی کوثالہ جو ایک کالنگا ریاست تھی، شکست دی۔ ناگا وجے آدتیہ کے بعد بھیم اوّل، وجے آدتیہ چہارم، امّا اوّل، وجے آدتیہ پنجم، وکرم آدتیہ دوّم، وداامل'، چالوکیہ بھیم، امّا دوّم'، دنمیا جٹ چوڑا بھیم شکتی ورمن اول وِمل آدتیہ نے حکمرانی کی۔

راجا راجا نریندر (1019 تا 1061ء): یہ وینگی راجا وِمل آدتیہ کا بیٹا تھا۔ اسکا ایک سوتیلا بھائی وجے آدتیہ تھا، بدقسمتی سے

دونوں میں اختلافات تھے۔ اس نے اپنے چاچا راجندر چولا کی مدد سے وجے آدتیہ کو ہرایا اور تخت نشینی حاصل کی۔ راجا راجا نریندر تلگو ادب کا شیدائی تھا، تلگو کا پہلا شاعر، 'ننیا'، جنکو 'ادی کوی' کہا جاتا ہے، راجا راجا نریندر کی سرپرستی میں تھا۔

1075ء تک وینگی چالوکیہ سلطنت اختتام پزیر تھی۔ چولا حکمرانوں نے اسے اپنی سلطنت میں شامل کرلیا تھا۔

ویملواڑہ کے چالوکیہ (750۔ 973ء): موجودہ کریم نگر ضلع کے لیمولواڑا یا ویملواڑہ میں چالوکیہ سلسلہ سب سے پہلے آٹھویں صدی میں سیاسی اہمیت اختیار کرگیا۔ اس خاندان کے ابتدائی لوگوں کے آثار کو 'لیمولواڑا کے دور سے تلاش کیا جاسکتا ہے۔ بادامی چالوکیہ کے زوال کے بعد ویملواڑا کے چالوکیہ نے راشٹر کوٹوں سے اشتراک کیا اور ان کے ماتحت حکمران بنتے ہوئے اپنے اقتدار کو نیم آزادانہ طور پر تقریباً دو صدیوں تک چلایا۔

وجیا دتیہ یودھامالا (750 تا 775ء): اس کو ویملواڑہ چالوکیہ سلسلہ کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ مورخین کی رائے ہے کہ وہ راشٹر کوٹہ حکمران دنتی درگا کا سپہ سالار تھا' اس نے ایک لاکھ سے زائد گاؤں پر حکمرانی کی۔ دنتی درگا نے اسے بودھن اور کریم نگر کا جاگیر دار مقرر کیا تھا۔

اری کیسری اوّل (775 تا 800ء): یہ راشٹر کوٹہ دھروا کا جاگیر دار تھا۔ دھروا نے اسے ناگر کرنول اور نلگنڈہ کا راماد گو علاقہ کا تحفہ دیا تھا۔ اری کیسری اوّل نے اپنی راجدھانی بودھن سے ویملواڑہ منتقل کی۔ اس کے بعد اس کے دونو ں بیٹے، نرسمہا اوّل (800۔ 825ء) اور یودھامالا دوّم (825 تا 850ء) نے حکمرانی کی مگر کوئی خاص تبدیلیاں اور کامیابیاں حاصل نہیں کیں۔

بدّیگا (850۔895ء): بدّیگا'، یودھامالا دوّم کا بیٹا تھا۔ وہ ایک عظیم جنگجو تھا، اس نے 42 جنگیں جیتی تھیں۔ مشرقی چالوکین کتبوں کے مطابق بدّیگا کو مدیگونڈہ چالوکیہ راجا کوسوما یودھا نرسمہا دوّم' (915 تا 930ء) نے ہرایا تھا۔

اری کیسری دوّم (930 تا 955ء): اری کیسری دوّم'، ویملواڑہ چالوکیہ حکمرانوں میں کافی مشہور تھا۔ اس کی سرپرستی میں کنڑ شاعر پمپا نے وکرام رجنا وجیم لکھی۔ اس نے راشٹر کوٹہ شہزادی ریوا کا نرمدی (راجا اندر سوّم کی بیٹی) سے شادی کرلی تھی۔ پھر بھی اس کے دور میں وینگی، مدیگونڈہ اور ویملواڑہ چالوکیہ حکمرانوں میں اختلافات چل رہے تھے۔ ویملواڑہ چالوکیہ نے راشٹر کوٹاؤں کے ساتھ اتحاد کرلیا تھا۔

اری کیسری دوّم نے بودھن سے چینّور تک اپنی سلطنت کو پھیلایا تھا۔ اس کے دو بیٹے، ویگا راجو اور 'بدّیگا دوّم' تھے۔

اری کیسری دوّم کے بعد ویگا راجو نے 5 سال اور بدّیگا دوّم نے 5 سال حکومت کی۔ اس کے بعد 'بدّیگا' کے بیٹے اری کیسری سوّم نے 8 سال حکمرانی کی۔

راشٹر کوٹاؤں کے ساتھ ساتھ ویملواڑہ کے چالوکیہ کا بھی دور 973ء میں اختتام پزیر ہوا۔

مدیگونڈہ کے چالوکیہ (850 تا 1200ء): مدیگونڈہ کے چالوکیاؤں نے شمالی تلنگانہ پر حکومت کی۔ انکی راجدھانی مدیگونڈہ تھی جو کھمم میں واقع ہے۔ یہ ویملواڑہ کے چالوکیہ، وینگی چالوکیہ اور راشٹر کوٹاؤں کے بھروسہ مند جاگیر دار تھے۔ اس خاندان کی تاریخ کا اندازہ ہمیں کسمایدھا چہارم کی موگلی چیرو وگرنتھ 'کسم آدتیہ' کی کوکونورو' تختیوں سے ہوتا ہے۔ اس دور کے ہم عصر ویملواڑہ چالوکیہ، کاکتیہ اور ویریالا حکمرانوں کے کتبات سے بھی اس خاندان کے حالات کا پتہ چلتا ہے۔

رانامردا: یہ مدیگونڈہ کے چالوکیہ کا بانی تھا یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس کا تعلق مغربی چالوکیاؤں سے ہے۔

کسم یودھا(870 تا895ء): یہ رانا مردا کا بیٹا تھا۔اس نے راشٹر کٹا کرشنا دوم سے جنگ کی اور وراوی 'علاقے کو واپس حاصل کرلیا۔

گونا گیّا(895 تا 910ء): کسم یودھا کے دو بیٹے تھے، گونا گیّا اور نرا ودیا کسم یودھا کے بعد گونا گیّا نے اری کیسری دوم کے ساتھ اتحاد کرکے نرا ودیا کو ہرایا اور تخت نشینی حاصل کی ۔اس وقت راشٹر کوٹہ دیگونڈہ کے چالوکیہ اور نئی شروعات کرنے والے کاکتیہ حکمرانوں میں کئی تنازعات چل رہے تھے۔کاکتیہ حکمران رودرا دیوانے، مدیگونڈہ کے چالوکیہ پر حملہ کردیا تھا۔پھر بھی کاکتیہ حکمران رودرادیوا کی موت کے بعد چالوکیاؤں نے اپنی کھوئی ہوئی ریاست کو دوبارہ حاصل کرلیا تھا۔

کسم یودھا ششم(1150 تا 1175ء): کری وگا کتبے سے پتہ چلتا ہے کہ آخری مدیگونڈہ چالوکیہ، کسم یودھا ششم تھا۔ناگائی راجو کے دورِ حکومت میں(1175 تا 1200ء) کاکتی گنپتی دیوا، نے مدیگونڈہ چالوکیاؤں پر حملہ کیا اور انکی ریاست پر قبضہ کرلیا۔اس کے ساتھ ہی دونوں سلطنتیں ایک ہوگئیں۔

کلیانی کے چالوکیہ(973 تا 1157ء:') کلیانی کے چالوکیہ مغربی چالوکیہ بھی کہلاتے ہیں۔یہ دراصل بادامی چالوکیہ سے تعلق رکھتے تھے۔انکی پہلی راجدھانی مانیا کھیت تھی جو بعد میں کلیانی منتقل ہوئی۔انہوں نے 200 سال حکمرانی کی۔

تیلپ دوم(973 تا 997ء): یہ راشٹر کوٹہ کا جاگیردار تھا۔یہ وکرم ادتیہ چہارم کا بیٹا تھا۔بہرحال تیلپ دوم نے 973ء میں راشٹر کوٹ حکمراں کرشنا سوّم کی بالادستی قبول کرنے سے انکار کیا اور چالوکیہ حکومت دوبارہ قائم کرنے میں کامیاب ہوا۔اس نے چالوکیہ ریاست کے تمام مقبوضہ علاقوں کو دوبارہ حاصل کرلیا۔یہ ایک بہادر اور حوصلہ مند راجا تھا۔ان کے سب سے اہم حریف چولا حکمران اور 'وینگی کے مشرقی چالوکیہ تھے۔

چولا حکمران، راجا راجا اس کا ہم عصر تھا۔اس نے راجا راجا چولا کے ساتھ جنگ کی اور اس کی ہاتھی فوج پر قبضہ کرلیا۔اس نے شمال میں پرمار کو بھی شکست دی۔اس نے راشٹر کوٹ راجا کرکا دوم پر حملہ کردیا۔ارکا دوم یا تو لڑائی میں مارا گیا یا کہیں روپوش ہوگیا۔اس سے تیلپ کی قوت اور وقار میں اضافہ ہوا۔اس کے بعد تیلپ نے راشٹر کوٹوں کے وارث اندر چہارم اور اس کے باج گزار پنچال دیو کو دریائے گوداوری کے دامن میں شکست دی۔اس نے اور بھی کئی کامیاب جنگیں لڑیں اور بالاخر ایک جنگ میں مارا گیا۔

ستیہ سرایا(997 تا 1008ء): یہ تیلپ کا بڑا بیٹا تھا۔اس نے اپنی حکمرانی، چولاؤں سے جنگ کرنے میں گزار دی۔اس بات کا مٹور کے کتبے(1007ء) سے پتہ چلتا ہے۔ستیہ سرایا نے موقع ملتے ہی چولا سلطنت کے جنوبی علاقوں پر حملے کئے۔

وکرم ادتیہ پنجم(1008 تا 1015ء): تیہ سرایا کی وفات کے بعد اسکا بھتیجہ 'وکرم ادتیہ پنجم تخت نشین ہوا۔اس کے دور میں' بھوج پرماروں نے چالکیوں پر حملہ کردیا او وکرم ادتیہ پنجم کو شکست دے دی۔

جیا سمہا دوم(1018 تا 1042ء): وکرم ادتیہ پنجم کے بعد اسکا بھائی جیا سمہا دوم اسکا جانشین بنا۔پرمار، چالوکیہ اور کولہاپور کے کتبات کے مطابق، جیا سمہا نے پرمار اور کونکن علاقوں پر فتوحات حاصل کیں۔پھر بھی راجندر چولا نے 1026ء میں مسکی کی جنگ میں جیا سمہا کو شکست دی رتّا پری کے علاقوں پر قابض ہوگیا۔اس کی سلطنت میں کڑپا اننت پور اور تلنگانہ کے علاقے شامل تھے۔

جیا سمہا کے بعد حسب ذیل راجاؤں نے کلیانی چالوکیہ سلطنت پر حکمرانی کی۔

سومیشور اول (1042 – 1068ء)، سومیشور دوم (1068 تا 1076ء)، وکرم ادتیہ ششم (1076 تا 1126ء)، سومیشور سوم (1126 تا 1138ء)، جگد اگملا (1138 تا 1151ء)۔

حکمران، اختیارات، مرتبہ: راجا کو مکمل اختیارات تھے۔ اس کا مددگار یوراج ہوتا تھا۔ چالوکیائی راجاوں کے خطابات راجادھیراج پرمیشور پرتھوی ولبھ وغیرہ ہوا کرتے تھے۔ راجا کو دھرم شاستروں کی بنیاد پر حکمرانی کرنی ہوتی تھی۔ اس کے پاس مال، قانون، فوج اور مذہب کے لیے وزرا ہوا کرتے تھے جو راجا کے قریبی رشتہ دار ہوتے تھے۔ انکو دھرم شاستروں کی جانکاری ہوتی تھی۔

مقامی حکومت: چالوکیہ ریاست کو کئی صوبوں میں بانٹا گیا۔ ہر صوبے کو منڈل' میں اور ہر منڈل کو ضلع (وشیا)' میں بانٹا گیا۔ ہر ضلع بھوگ میں بٹا تھا۔ (بھوگ دس گاووں کے مجموعے کو کہا جاتا تھا) کچھ لوحی شہادتوں میں دس گاوؤں کی ایک اکائی کا ذکر ملتا ہے۔ مقامی مقدمات کا فیصلہ اسمبلیوں میں کیا جاتا تھا۔ پڑھے لکھے برہمنوں کے گروپ کو مہاجن کہا جاتا تھا۔ جس میں پڑھے لکھے برہمن شامل ہوتے تھے ان کی ذمہ داری اگر ہار اور گھٹک کی دیکھ بھال ہوتی تھی۔

آمدنی اور خرچ: چالوکیہ حکومت کی اہم ذریعہ امدنی، جاگیرداروں سے ملنے والی خراج تحسین تھی۔ اراضی محصولات زرعی پیداوار کا چھٹواں حصہ مقرر تھے۔ دیہی قائدین محصولات اصول کر کے راجا' تک پہنچایا کرتے تھے۔ دوسرے پیشوں پر بھی ٹیکس عائد تھا ۔حکومت اپنی آمدنی سے فوج کی دیکھ بھال، ملازمین کی تنخواہوں، شاہی خاندان کی دیکھ بھال، بہبودی افعال وغیرہ پر خرچ کرتی تھی۔ اس کے لئے رہنمایانہ اصول تھے کہ کس پر کتنا خرچ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ منادر کی تعمیر و دیکھ بھال، شاعروں کی سرپرستی، تعلیمی بہتری، آبپاشی تالابوں کی تعمیر پر بھی خرچ کیا جاتا تھا۔ مذہبی اداروں اور مٹوں کو بھی دان دیا جاتا تھا۔

فوجی نظام: چالکیوں کی فوجی تنظیم کافی عمدہ تھی۔ جس میں پیدل، گھوڑ سوار، ہاتھی اور بحری فوج شامل تھی۔ چینی سیاح ہیون سانگ لکھتا ہے کہ چالکیوں کی فوج میں سو کے قریب ہاتھی ہوتے تھے، جنہیں جنگ سے پہلے شراب پلا کر بدمست کیا جاتا تھا۔ فوج کی دیکھ ریکھ اور انتظام کے لئے کئی طرح کے محصول لیے جاتے تھے جنہیں ہیر جنکا کری کولا بلکوڑے کہا جاتا تھا۔

معاشی ترقی: چالوکیہ دورِ حکومت میں زراعت کو ایک خاص مقام حاصل تھا۔ برہمنوں کو منادر کی ذمہ داری دی گئی تھی اور انکو زمینات دیے گئے تھے۔ جن سے وہ زمیندار بن گئے تھے۔ انکو زمینات کی دیکھ بھال کے لئے نوکر بھی دیے گئے۔ وہ زمین اور فصل کے محصولات سے بری تھے۔

مورخین کے مطابق چالوکیہ دور میں صنعتیں، تجارت اور کاروبار بہترین حالت میں تھا۔ زراعت سے جڑی صنعتوں کو بڑھاوا دیا جاتا تھا۔ بازار پر کنٹرول کرنے کے لئے تاجروں کی انجمن ترتیب دی گئی تھی۔ بیرونی تجارت بھی کافی عروج پر تھی۔ بحری تجارت بھی اچھی چل رہی تھی۔ مشرقی چالوکیاؤں کے سکے برما میں دریافت ہوئے جو اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ چالوکیہ بیرونی تجارت کرتے تھے۔

ثقافتی ترقی فن اور ادب: چالوکیہ دورِ حکومت میں ویدی مذہب عروج پر تھا۔ منادر کی تعمیر کو ایک تحریک کی طرح سمجھا جاتا تھا۔ جتنی جنگیں جیتی جاتیں اتنے منادر تعمیر کرائے جاتے۔ شاہی عدالتیں اور منادر موسیقی، ناچ، تعمیرات اور مجسمہ سازی کے مراکز تھے۔ بادامی کے غار اور منادر جدید دور کے لئے ایک مثال ہے جہاں 80 منادر ہیں۔ اسی طرح نوابرہما منادر' جو محبوب نگر میں عالم پور میں واقع ہیں، چالوکیہ دور کے ہیں۔ مشرقی چالوکیہ نے ساحلی اندھرا میں بے حساب مندریں بنوائیں۔ چالوکیہ کے دور میں موسیقی اور ناچ کو کافی

سرپرستی حاصل ہوئی۔
چالوکیہ کے دور میں تلگو ادب اور زبان کو کافی فروغ حاصل ہوا۔ ان دنوں تلگو، پراکرت سے ملی ہوئی تھی۔'تلّنا سومایاجی وینگی چالوکیہ کے دور میں شاعر تھا۔ننّایا بھٹ بھی چالوکیہ دور کا ادیب تھا۔اسی لئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ چالوکیہ دور میں تلگو نے کافی ترقی کی۔
راشٹرکوٹ دور(631 تا 972ء): راشٹرکوٹ بادامی چالوکیاؤں کے باجگذار تھے۔ بادامی چالوکیاؤں کے زوال کے بعد انہوں نے خودمختاری کا اعلان کیا۔تلنگانہ کے کئی حصّے راشٹرکوٹاؤں کے زیرِ حکومت تھے۔انہوں نے کرناٹک کے مانیا کھیت کو اپنی راجدھانی بنایا تھا۔
مورخین کے اعتبار سے راشٹرکوٹاؤں کی ابتدا کرناٹک یا مہاراشٹر سے ہوئی۔ ان کی رائے ہے کہ راشٹرکوٹ چالوکیاؤں کے رتھ بان' (گھوڑا گاڑی چلانے والا) تھے جو بعد میں تلگو زمین کے ریڈی' کہلائے۔راشٹرکوٹاؤں نے 341 سال حکمرانی کی۔
اندررا جا اوّل(696 تا 710ء): اندررا جا اوّل'اس سلطنت کا بانی سمجھا جاتا ہے جبکہ،اسی خاندان کے ننّا راجو' نے(631ء) میں اسکی بنیاد ڈالی۔ انہوں نے مانیا کھیت'اور مغربی تلنگانہ پر بادامی چالوکیاؤں کے جاگیردار کی حیثیت سے حکمرانی کی۔ بعد میں' گووندراجا'(710 تا725ء)،' کنکا راجا(725 تا 735ء)،'اندررا جا سوّم'(735۔748ء) حکمرانی کی۔
دنتی درگا(748 تا 758ء) یہ راشٹرکوٹاؤں کا پہلا خودمختار حکمران تھا۔یہ اندررا جا دوّم کا بیٹا تھا۔ اس نے چالوکیاؤں کے کیرتی ورما دوّم کو شکست دی اور خودمختاری کا اعلان کیا۔تلنگانہ کا بڑا علاقہ اسی کے زیرِ حکومت تھا۔یہ ایک بہادر جنگجو تھا۔ اس نے پلّوؤں،'مالوا' اور گجراتی' حکمرانوں کو شکست دی۔ 738ء میں اس نے عربوں کو ایک جنگ میں شکست دی اور اسی وجہ سے اسے وکرم آدتیہ دوّم نے عزت و اکرام سے نوازا۔757ء تک اس نے کانچی،کالنگا'،کوشالہ،سری سیلم'اور مالوا کے علاقے فتح کر لئے۔ اس نے سارے مہاراشٹرا پر قبضہ جمانے کے بعد مہاراجادھیرج پرم مہیشور، اور پرم بھٹرکا' کے خطاب اختیار کیئے۔اس نے758ء میں وفات پائی۔
دنتی درگا' کے بعد، کرشنا اوّل'، گووند دوّم'، دھرووا اور گووند سوّم نے حکمرانی کی اور سلطنت کو مزید پھیلایا۔
گووند سوّم(793 تا814ء): دھرووکے بعد اسکا بیٹا گووند سوّم تخت نشین ہوا۔ یہ راشٹرکوٹاؤں میں سب سے عظیم حکمران تھا۔ اس نے پربھوتاورش،راجادھیرج'،راجا پرمیشور،سری ولّبھا،جاناولّبھا اور کیرتی نارائن'جیسے خطابات اختیار کئے۔
اموگھاورش(814 تا 880ء): یہ راشٹرکوٹاؤں میں سب سے عظیم شاعر تھا۔ حالانکہ اس نے کئی جنگوں اور بغاوتوں کا سامنا کیا مگر پھر بھی یہ ڈٹا رہا۔کیونکہ یہ ایک اچھا شاعر تھا،اس نے' کوی راجا' کا خطاب اختیار کیا۔ اس نے جین مذہب اختیار کیا اور سلّیخانہ ورتھ' (مرنے تک بھوکے رہنا) رکھا اور وفات پائی۔

اموگھاورش کے بعد اسکا بیٹا' کرشنا دوّم'(880 تا 914ء)، 'اندر سوّم(914 تا 928ء)،اموگھاورش(928 تا 929ء)،گووند چہارم(930 تا936ء)،اموگھاورش سوّم(936 تا939ء)،کرشنا سوّم(939 تا 966ء)،' کھوتیگا (مالوا راجہ) (967 تا 972ء)،کرکا راجہ(972 تا 973ء) نے 972ء تک راشٹرکوٹا حکومت کا اقتدار سنبھالا۔ مالوا راجا کھوتیگا نے انکی سلطنت پر قبضہ کرلیا تھا۔راشٹرکوٹاؤں کا آخری حکمران کرکا راجہ دوّم تھا جس کو کلیانی چالوکیہ راجہ 'تیلپ دوّم نے شکست دی تھی۔
نظم ونسق: راجا کو بادشاہ کا درجہ حاصل تھا اور مکمل اختیارات تھے۔موروثی حکمرانی کا رواج تھا اور سب سے قابل بیٹے کو اختیار سونپا

جاتا تھا۔ راجا جنگ میں فوج کی قیادت کرتا تھا۔ اس کی عدالت میں ہمیشہ سارے طبقوں کے اہم لوگوں کی حاضری ہوتی تھی۔ مجلس وزرا میں ہمیشہ وزیر اعظم، وزیر خزانہ، سپہ سالار وغیرہ ہوتے تھے۔ سلطنت کا کچھ حصّہ راجا کے زیرِ نگرانی ہوتا تھا اور باقی معاہدہ کے ساب سے جاگیرداروں کے زیر نگرانی ہوتا تھا۔ مقامی نظم ونسق مہا سمنتا وشیاپتی اور گرام پتی کے زیر نگرانی ہوتا تھا۔

مالی نظم ونسق: اراضی محصولات بنیادی ذریعہ آمدنی تھا۔ دوسرے محصولات جیسے فوج کی دیکھ بھال کیلئے، عوام کی حفاظت کیلئے، وطنی اور غیر وطنی تاجر پر، بھی وصول کیے جاتے تھے۔

معاشی حالات: زراعت بنیادی ذریعہ معاش تھا۔ زمین بہت زرخیز تھی اور ہر قسم کی فصل اگتی تھی۔ کرناٹک میں بہت زیادہ پان کے باغات تھے۔ اراضی محصولات یا توزمینی قیمت کا چھٹواں حصّہ ہوتا تھا یا پھر فصل کا دسواں حصّہ ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ بھی تالابوں کی دیکھ بھال اور دوسری آبپاشی خدمات، منادر وغیرہ اور دوسرے محصولات وغیرہ بھی وصول کیئےجاتے تھے۔

کپڑوں کی صنعت بہت مشہور تھی۔ گجرات، بیرار اور تلنگانہ اس کے مراکز تھے۔ 18 قسم کے فنون سماج میں کارکرد تھے۔

تعلیم اورادب: راشٹر کوٹاؤں نے تعلیم کو ہمیشہ اہمیت دی اور کئی راجاؤں نے تعلیم کے لئے عطیات دیئے۔ سنسکرت اور کنّڑ زبان کو فروغ دیا جارہا تھا۔ جین ادب پھیل رہا تھا۔

تعمیرات اورمذہب: راشٹر کوٹاؤں کے دورِحکومت میں، ساتویں اور آٹھویں صدی میں ڈراوڑی اور 'ناگارا طرز تعمیر کا رواج تھا۔ ان ہی کے دورِحکومت میں مشہور ایودرا' کے غاریں منادر تراشے گئے۔ اسی طرح ممبئی کے 'ایلی فنٹا' غار بھی انہی کے دور میں تراشے گئے۔

تاریخی ثبوتوں کے اعتبار سے، شیوازم عروج پر تھا۔ سری سیلم 'شیوا کی پوجا کا بڑا مقام بن گیا تھا۔ بدھ مت بھی اہمیت پا رہا تھا۔ بارھویں اور تیرھویں صدی میں امراوتی، گنٹوپلّی، سری پردتم وغیرہ مشہور بدھی علاقے تھے۔ جین مت سب سے مشہور راشٹر کوٹ راجا' اموگھاورش نے اپنایا اور اس کی سرپرستی کی۔ اس کے دور میں جین مت ماننے والوں کو بڑے عہدے دیے جاتے تھے۔ اہم جین کے مراکز پیرور، دناولا پاڑو'، ویمولا پاڑو، ہنمکنڈہ'، 'پٹن چیرو' وغیرہ تھے۔

کاکتیہ دور۔حکومت اورترقی: کاکتیاؤں نے تلگو ریاست میں دسویں صدی سے تیرہویں صدی تک سرزمینِ دکن پر حکومت کی۔ کاکتیہ خاندان کے ابتدائی سربراہ کرناٹک پر حکومت کرنے والے راشٹر کوٹ اور چالوکیہ کے دربار کے باجگذار تھے۔ یہ لوگ گاؤں کے سربراہ کے عہدوں پر فائز تھے۔ دھیرے دھیرے اپنی فوجی صلاحیتوں کی بدولت انہوں نے ترقی کی اور فوج کے سالار اور 'سامنتا کے مقام تک جاپہنچے۔ تلنگانہ کے انوما کونڈہ' میں ان کا اثر ورسوخ کافی بڑھ گیا تھا۔ مغربی چالوکیاؤں کے زوال کے بعد کاکتیاؤں نے اپنی خودمختاری کا اعلان کیا۔ انہوں نے انوما کونڈہ اور 'اوروگلو کو اپنا صدر مقام بنایا اور تلنگانہ، اندھرا اور رائل سیما کو یکجا کر کے ایک حکومت قائم کی اور تین صدیوں تک حکومت کی۔

ماخذات: کاکتیاؤں کی تاریخ کا مطالعہ اثارِقدیمہ اور ادبی ماخذات پر منحصر ہے۔ اثارِقدیمہ کیکتبے، سکے، دستاویزات وغیرہ اسکی بنیاد ہے۔ کھدائی کے دوران ملنے والے سونے، چاندی اور تانبے کے سکے، کاکتیاؤں کے سماجی اور معاشی حالات کا تفصیلی جائزہ دیتے ہیں۔ کاکتیاؤں کیتاریخی عمارتیں، اوروگلو کا قلعہ، مشہور کاکتیہ تورنا'، 'انوما کونڈہ کا ایک ہزار ستون مندر، رامپّا مندر وغیرہ۔

کاکتیہ۔ابتدائی تاریخ: کاکتیاؤں کی ابتدائی تاریخ کے بارے میں دو رائے ہیں۔ 956ء کے 'مگلو کتبے' میں 'کسی کاکرتیہ گنڈیانا' کا ذکر ہے، جو بعض مورخین کے مطابق کاکتیہ حکومت کا بانی تھا۔ بعض مورخین کا ماننا ہے کہ وہ 'درگا ماتا' کے ایک اوتار 'کاکتی دیوی' کی پوجا کرتے تھے، اس طرح انہیں یہ نام حاصل ہوا۔

کاکتیہ۔جاگیردار کی حیثیت سے: کاکتیہ دراصل 956 تا 1162ء، راشٹرکوٹ کے جاگیردار تھے۔ اس دور میں 'کری واڈی سیما' (ورنگل) پر 'کاکرتیہ گنڈیانا'، 'بیٹا راجو اوّل'، 'پرولا راجو اوّل'، بیٹا راجو دوم، پرولا راجو دوم نے کلیانی، وینگی اور مدیگنڈہ چالوکیاؤں کے جاگیردار کی حیثیت سے حکمرانی کی۔

خودمختار دور۔ 1163 تا 1323ء: رودرا دیوا جس نے 1158ء سے 'کلیانی چالوکیاؤں' کے جاگیردار کے طور پر حکمرانی کی تھی، بعد ازاں 1163ء میں خودمختاری کا اعلان کیا۔ اس نے 1195ء تک حکمرانی کی۔ بعد میں مہادیوا' (1195 تا 1199ء)، گنپتی دیوا' (1199 تا 1262ء) 'ردرمادیوی' (1262 تا 1289ء) اور 'پرتاپ ردرا دوم' (1289 تا 1323ء) نے حکمرانی کی تھی۔ انہوں نے تلگو بولنے والوں کو یکجا کیا تھا۔ انہوں نے تلگو ثقافت اور تلنگانہ کا نام اونچا کیا تھا۔ انہوں نے ہم عصر یادو ہویاسالا اور پانڈیا' حکمرانوں کے ساتھ جنگیں لڑیں اور بالآخر اپنی سلطنت دہلی سلاطین کو ہار بیٹھے۔

رودرادیوا (1158 تا 1162ء، 1163 تا 1195ء): پرولا دوّم' کے بعد اس کا بڑا بیٹا رودرادیوا' تخت نشین ہوا۔ وہ ایک عظیم جنگجو تھا۔ اس نے "دیا گجا کیسری" کا لقب اختیار کیا تھا۔ اسی لقب کے ساتھ اس نے سکے جاری کئے۔ وہ پہلا کاکتیہ حکمران تھا جس نے کلیانی چالوکیہ سے اپنی خودمختاری کا اعلان کیا تھا۔ اس کی فتوحات 'انوماکنڈہ' کے کتبے جو 1163ء میں جاری کئے گئے تھے، بیان کئے گئے۔ جس کو شاعر 'چیتیندرا' نے لکھا۔ اس نے اپنے پڑوسی شہزادوں جیسے ناگونور' (ضلع کریم نگر) کے ڈوماراجو'، 'پولاواسا' (ضلع جگتیال) کے 'میداراجو' اور کالاچوری سلطنت' کے میلا گیدو' کو شکست سے دوچار کیا۔ رودرادیوا' نے اپنے قابل جنرل اور وزیر 'ویلا کی گنگادھر' کوناگانور' علاقہ کو مرکز بناتے ہوئے سبّی ناڈو' علاقے کا گورنر مقرر کیا۔ رودرادیوا نے وردھمان پور' چولا حکمران کو بھی شکست دی۔ اس نے پالاناڈو' کی لڑائی (1176 تا 1182ء) میں نالاکماراجو' کی مدد کی جو 'ہائی حیہ' سلطنت میں خانہ جنگی تھا۔ 'رودرادیوا نے اپنی سلطنت مشرق میں خلیج بنگال سے مغرب میں کلیانی تک، شمال میں اڑیسہ سے جنوب میں سری سیلم تک پھیلا دیا۔ 'یادو حکمران'، 'جئے ترپلا' (جئے توگی) نے 1195ء میں کاکتیہ سلطنت پر حملہ کیا۔ حملہ آوروں سے دفاع کرتے ہوئے رودرادیوا' مارا گیا۔

رودرادیوا نے علم وادب اور فنونِ لطیفہ کی سرپرستی کی۔ اس نے سنسکرت میں نیتی سارا' نامی کتاب لکھی۔ اس نے ہنمکنڈہ' میں مشہور' رودریشور 'مندر جو 'ہزار ستون والا مندر' کے نام سے مشہور ہے، تعمیر کروایا۔

مہادیوا (1195 تا 1199ء): رودرادیوا' بے اولاد تھا۔ اس کے بعد اس کا بھائی مہادیوا حکمران بنا۔ اس کا ثبوت کھنڈاوَلی' کے تانبے کے کتبے سے ملتا ہے۔ یہ ایک کمزار حکمران تھا۔ اس کو یادو' حکمران جئے ترپلا' نے شکست دی اور قتل کر دیا۔

گنپتی دیوا (1199 تا 1263): گنپتی دیوا'، کاکتیہ خاندان کا عظیم حکمران تھا۔ اس کے دورِ حکومت میں کاکتیہ خاندان کی شان و شوکت تمام تر بلندیوں تک پہنچ چکی تھی۔ اس نے اپنے باپ مہادیوا' کے ساتھ یادو' حکمران جئے ترپلا' کے خلاف جنگ میں شرکت کی اور اسے قیدی بنا لیا گیا۔ پالم پیٹ کتبہ (راماپا مندر) اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ کاکتیہ سلطنت کے خلاف کئی جاگیرداروں نے

بغاوت بلند کی تھی — کاکتیاؤں کا وفادار فوجی سپہ سالار ریچرلہ نے ان تمام بغاوتوں کو کچل ڈالا اور کاکتیہ راجیا ستھا پنچاریا' (کاکتیہ سلطنت کا بانی) کا لقب اختیار کیا — یادو حکمران نے گنپتی دیوا کو دیوگری میں گیارہ مہینوں تک قید رکھا —

گنپتی دیوا' ایک بہادر جنگجو تھا — اس نے دھرانی کوٹہ 'اور دی وی سیما' جو کہ ساحلی آندھرا پر ہے، حملہ کر دیا جس پر ایا خاندان کی حکومت تھی — 'ایا خاندان کا پناچوڑا ویلاناڈو کے حکمران پرتھوی سارا کا ماتحت تھا — اسکے خلاف نپتی دیوا' نجزیرہ " دی وی سیما" کے لئے ایک فوجی مہم، روانہ کی — اس کے فوجی عہدیدار ملیالا چوندا' اور کٹانے فوج کی قیادت کی — کاکتیہ فوج نے جزیرہ کے قلعے پر قبضہ کرلیا اور پناچوڑا' کو شکست دی — پناچوڑا نے گنپتی دیوا' سے صلح کی پیشکش کی اور اپنی دو لڑکیوں نرمبا اور پیرمبا کی شادی گنپتی دیوا' سے کرادی — ' گنپتی دیوا نے دی وی' علاقے کا الحاق نہیں کیا بلکہ پناچوڑا' کو حکومت کرنے کی اجازت دے دی تھی اور 'پناچوڑا' کے بیٹے جیاپا کو اپنے صدر مقام بلا کر ہاتھیوں کی فوج '(گجا سہانی) کا سربراہ بنادیا تھا — گنپتی دیوا' نے اپنے جنرل ملیالا چوندا اور کٹا کو ویلا ناڈو کے حکمران ' پرتھوی سارا' کے خلاف کاکتیہ فوج کی قیادت سونپی اور روانہ کیا — وہ اس جنگ میں مارا گیا — بعد میں ویلاناڈو' کا الحاق کاکتیہ حکومت میں کرلیا گیا —

دراکشارام کتبے سے پتہ چلتا ہے کہ، کاکتیہ فوج نے کولانو' کے سردار پر حملہ کرکے وینگی' کے علاقے پر قبضہ کرلیا تھا — اس نے کلنگا کو گنگا حکمران سے حاصل کرلیا اور مغربی اور شمالی تلنگانہ کو' یادو' حکمران سے حاصل کرلیا —

'نیلور' کے چوڑرا' حکمران منوما سدیا وّل کا تختہ اس کے سوتیلے بھائیوں نلاسدی' اور تموسدی' نے الٹ دیا — ' گنپتی دیوا' نے نیلور' کے خلاف فوج کشی کرتے ہوئے، چولا'، 'سیوا پاس اور کرناٹاس' کی مشترکہ فوجوں کو شکست دی — اور نیلور کے تخت پر منوماسدی' کے بیٹے 'تکا بھوپتی' کو بٹھایا — اس کے عوض میں 'تکا بھوپتی' مرجاوڑی (ضلع کڈپہ) کے علاقے سے دستبردار ہوگیا —

اس کے بعد کاکتیہ فوج کانچی' کے لئے روانہ ہوئی اور وہاں پر چولاؤں کو شکست سے دوچار کیا — منوماسدی دوّم کو نیلور' کے تخت پر بٹھایا گیا — کاکتیاؤں کی نیلور' میں مداخلت آرائی پانڈیوں' سے تصادم کا باعث بنی — جٹا یرناسندرا پانڈیا' نے پہلے کانچی کے وجیا گنڈہ گوپالہ' اور پھر کڈاوا' کے چیف کوپرجنگا' کے خلاف پیش قدمی کی — دونوں نے پانڈیاؤں کے آگے ہتھیار ڈال دیے اور نیلور' اور کاکتیاؤں کے خلاف پانڈیائی فوج میں شامل ہوگئے — پانڈیائی فوج نے نیلور' پر قبضہ کرتے ہوئے منوماسدی دوّم ' کو ہلاک کر ڈالا — منوماسدی دوّم ' کی مدد کو آئی کاکتیاؤں کی فوج بھی 1262ء میں متوکور' کی جنگ میں ہارگئی — گنپتی دیوا' نے رد رمبا' کو اپنا جانشین بناتے ہوئے مکمل طور پر سیاست سے سبکدوشی حاصل کرلی — 1269ء میں اسکی وفات ہوئی —

گنپتی دیو نے زراعت اور آبپاشی کی ترقی پر خصوصی توجہ دی — پالم پیٹ'' لکناورم '،گھن پور '، بیارم' اور دھرماساگر' جیسے تالاب گنپتی دیوا' کے دورِحکومت میں ہی تعمیر کئے گئے — ورنگل کے قلعہ کی بنیاد رودرادیوا' نے ڈالی تھی — جس کی تعمیر گنپتی دیوا' نے ایک کے اندر ایک دو قلعوں، مٹی اور پتھر کے ساتھ مکمل کی — اس نے اپنی راجدھانی کو ہنما کنڈہ' سے ورنگل منتقل کیا —

رودرما دیوی (1262 تا 1289ء): گنپتی دیوا نرینہ اولاد کی نعمت سے محروم تھا — اسی لئے اس نے اپنی بیٹی 'ردرما دیوی' کو ہر میدان میں مہارت حاصل کرائی اور اپنا جانشین بنایا اور 1262ء میں تخت نشینی سونپی — اس نے 'ردرما دیوا مہاراجہ ' کا لقب اختیار کیا — وہ ایک عظیم حکمران گزری ہیں — 'وینس' کے سیاح 'مارکوپولو' نے اس کی حرکیاتی اور دانشمندانہ نظام سلطنت کی بھرپور تعریف

کی۔ وہ شہزادوں کی طرح لباس زیب تن کرتی، اوراس کے علاوہ اس نے گھڑسواری، تیراندازی، تلوار بازی اورفوجی معلامات میں زبردست مہارت حاصل کی تھی جو ایک حکمران کے لئے بے حد ضروری تھا۔

ردرماد یوی نے اپنے دورحکومت میں جاگیرداروں کی بغاوت، یادوحکمرانوں کے حملے، خاندانی بغاوتوں کا بڑی بہادری سے مقابلہ کیااور انہیں پسپا کردیا۔ دراکشارم مندر، کاکتیہ، ردرمادیوی کے دور میں ہونے والے حملوں اور اسکی کامیابیوں کی تفصیل پیش کرتا ہے۔ الّا پاڑو' اور بیدر' کے کتبے اسکی دیوگری' کے یادو' حکمرانوں کے خلاف ہوئی جنگوں اور ملی فتوحات کے گواہ ہیں۔'ردرمادیوی' نے اپنے بھروسہ مند سرداروں جیسے گونا گناریڈی'،'ریچرلہ'،' کائست جنگادیوا' وغیرہ کے ساتھ کے ساتھ کامیابی کے جھنڈے گاڑے۔

پرتاپ ردرادوم(1290 تا 1323ء): یہ آخری کاکتیہ حکمران تھا۔ یہ ردرمادیوی' کا پوتا تھا۔ ان دونوں کوئی بغاوتوں کا سامنا کرنا پڑااوران پر قابو پانے کے لئے کئی اقدامات کرنے پڑے۔' کائست امبادیوا' نامی ایک باجگذار نے ردرمادیوی' کے خلاف بغاوت کی اور چندوپٹلہ' مقام پر دونوں کے درمیان جنگ میں ردرمادیوی' کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑا مگر پرتاپ ردرا نے بڑی کامیابی حاصل کی اور' کائست امبادیوا' کا علاقہ اپنی سلطنت میں شامل کرلیا۔ پرتاپ ردر اکے دورِحکمرانی میں 1303ء سے 1323ء تک دہلی سلطانوں نے ورنگل پر کئی حملے کئے۔

تلنگانہ پر پہلا مسلم حملہ(1303ء): دہلی سلطان علاءالدین خلجی' نے 1303ء میں سب سے پہلا حملہ تلنگانہ پر کیا تھا۔ یہ حملہ 'علاءالدین خلجی' کے سپہ سالار'ملک فخرالدین جونا' کی قیادت میں کیا گیا۔لیکن اپر پلی' کے مقام پر،'پرتاپ ردرا' کی فوج نے حملہ آوروں کوز بردست شکست دی۔ مگر 'خلجی' فوج کے دوسرے حملہ میں جو 1309ء میں علاءالدین خلجی' نے 'ملک کافور' کی قیادت میں بھیجی، جو 'خلجی' کا ایک وفادارفوجی جنرل تھا، اس میں بدترشکست ہوئی۔ معاصر مورخ'امیرخسرو' کے مطابق، سلطان کی فوج نے ورنگل کے قلعے کا محاصرہ کرلیا تھااور پرتاپ ردر انے ہتھیارڈال دئے اورامن کا معاہدہ کیااور بھاری رقم، گھوڑے، ہاتھی کی فراہمی کے ساتھ سالانہ خراج کا وعدہ کیا۔'پرتاپ ردر انے علاءالدین خلجی کی موت تک جاگیرداری کی۔ اس کے بعد پرتاپ ردر انے نیلور' کے تلگو راجہ رنگناتھ' کی بغاوت کو کچلااوراپنی کامیابیوں کے ساتھ 1316ء تک حکمرانی کی۔

غیاث الدین تغلق(1320ء): خلجی حکومت کے زوال کے بعد، غیاث الدین تغلق 1320ء میں دہلی کا سلطان بنا۔ اس نے اپنے بیٹے الغ خان' کی قیادت میں ایک فوجی مہم تلنگانہ کے لئے روانہ کی۔ پہلے حملے میں 'الغ خان' کو شکست ہوئی۔ 1323ء میں الغ خان' نے ایک بار پھر ورنگل' پر حملہ کیا۔ پرتاپ ردرا نے بہادری سے مقابلہ کیا لیکن اسے شکست ہوئی۔ پرتاپ ردرا نے ہتھیارڈال دئے اور اسے قیدی بنا کر دہلی بھیج دیا گیا۔ ورنگل کا نام بدل کر سلطان پور' کردیا گیااور تلنگانہ کو فتح کرلیا گیا تھا۔ اس بیعزتی کو پرتاپ رد ابرداشت نہیں کرسکا اوراس نے نرمدا میں کود کر اپنی جان دیدی۔ یہ بات ولاس' تانبے کے کتبے سے ثابت ہے۔ پرتاپ ردر اکی شکست اورموت کے بعد کاکتیہ سلطنت کا خاتمہ ہوگیا

کاکتیہ نظم ونسق: کاکتیہ عہد میں طرزحکمرانی بادشاہت تھی۔ یہ موروثی بادشاہت تھی۔ بادشاہ سلطنت کا مقتدراعلٰی ہوتا تھااور تمام اختیارات اسی کے ہاتھوں مرکوز تھے۔ لیکن وہ مطلق العنان نہیں تھا۔ کاکتیہ دورحکومت غیرمرکوزیت پر مبنی تھا۔

بادشاہ دھرم شاستروں کے قوانین، قبول شدہ رسم ورواج اور طرزعمل کا پابند تھا۔ راجہ اپنے فرائض وزیروں اور دیگر عہدیداروں

کی مدد سے انجام دیتے تھے۔ وہ مہاپردھان منتری، امتیا'، اور پردھان' جیسے مختلف ناموں سے جانے جاتے تھے۔نظم ونسق کو 72 نیوگا یا شاخوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ایک عہدیدار "بھترانی یوگادھی پتی" 72 محکموں کی نگرانی کرتا تھا۔اعلٰی عہدوں پر برہمن طبقہ کے لوگ فائز تھے لیکن دوسری ذاتوں جیسے کائستھ، ریڈی، اور پدمانائک وغیرہ کا تقرر کیا گیا تھا۔

کاکتیاؤں نے مملکت کو انتظامی سہولت کی خاطر" ناڈوس"، 'ستھالا اور گراماس' میں تقسیم کیا تھا۔کامانا ڈو'، 'پاکاناڈو'، 'سبی ناڈو'، 'ویلاناڈو وغیرہ دوسرے اہم ناڈوس' تھے۔ستھالا 20 گاؤں کی ایک اکائی ہوتی تھی۔گاؤں کا انتظام گاؤں کے بارہ خدمتگار کرتے تھے جنہیں کو' آیاگارس کہا جاتا تھا۔ وہ ریڈی، تلاری، کرنم، پروہت وغیرہ تھے۔ان تمام آیاگارس' کو کچھ موروثی زمین خدمات کے عوض بطور عطیہ دی جاتی تھی۔یہ زمینات محصولات سے مستثنیٰ تھیں۔اس کے علاوہ وہ لوگ بطور میراث کاشتکاروں سے اناج وصول کرتے تھے۔

فوجی تنظیم: پرتاپ چرترا' کے مطابق کاکتیاؤں نے ہاتھیوں، گھڑسوار اور پیدل فوجیوں پر مشتمل ایک بھاری فوج رکھی تھی۔ان کے عہدیداروں کو گجاساہنی اشواساہنی اور سینادھیپتی کہا جاتا تھا۔ وہ فوج کے تین اہم عضو کہلاتے تھے۔مارکوپولو کے مطابق بادشاہوں کی حفاظت کے لئے شخصی محافظوں کا ایک دستہ بھی ہوتا تھا جو بادشاہ کے لئے اپنی جان قربان کرنے ہمیشہ تیار رہتا تھا۔

نائینکارا نظام: ٹائینکارا نظام' کاکتیہ فوج کی اہم خصوصیت تھا۔ وہ مختلف ذاتوں جیسے برہمن، ریڈی، ویلما، کما اور کائستھ سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ بادشاہ کے وفادار ہوتے تھے۔نائینکارا عہدیداروں کو تنخواہوں کے بجائے گاؤں کی مقررہ تعداد دی جاتی تھی۔ وہ اپنے علاقوں سے محصولات وصول کرتے ہوئے کچھ حصہ اپنے کرلیتے تھے تاکہ گھڑسوار، ہاتھی سوار اور پیدل فوجی دستوں کا انصرام ہوسکے۔انہیں فوج کی فراہمی کے علاوہ باقاعدہ سالانہ خراج ادا کرنا پڑتا تھا۔کاکتیہ فوج میں ' 72 نائینکار' تھے۔ان میں سے ہر نائک ایک قلعے کا انچارج ہوتا تھا اور وہ براہ راست مملکت کے زیر کنٹرول تھا۔

عدالتی نظم ونسق:

عدالتی نظم ونسق انصاف اور مساوات پر مبنی تھا۔'مارکوپولو' کہتا ہے کہ بادشاہ مجرموں کے ساتھ سختی سے پیش آتے تھے۔عدالتی نظم ونسق میں بادشاہ کی مدد کے لئے" پردویواکاس" نامی عہدیدار ہوا کرتا تھا۔عدالت کو" دھرماستھانہ "یا" دھرماسانا" کہا جاتا تھا۔گاؤں کی سطح پر ریڈی منصف کے فرائض انجام دیتے تھے۔ گاؤں کی سبھا قابل قبول انصاف کی عدالت ہوا کرتی تھی۔زبان، جسمانی اعضاء، ناک وغیرہ کاٹ دینا اور پیٹ پیٹ کے ہلاک کردینا جیسی سخت سزائیں دی جاتی تھیں۔گاؤں سے متعلق تنازعات جیسے سرحدیں، چراگاہیں، آبپاشی کے تالاب، چشمے، جائداد، قرضے وغیرہ کی یکسوئی گاؤں کی سطح پر ہی کی جاتی تھی۔

مالگواری نظام: زمین کی مالگزاری مملکت کی آمدنی کا اہم ذریعہ تھی۔زمین کی ازسرنو پیمائش کروائی جاتی تھی۔قابل کاشت زمین کو دو زمروں یعنی خشکی اور تری میں تقسیم کیا گیا تھا۔زمین کا محصول پنگا (جنس) اور پنو (نقد) دونوں شکلوں میں بھی وصول کیا جاتا تھا۔کتبات میں اس کا ذکر" سدائم" کے طور پر کیا گیا۔زمین کی زرخیزی کے مطابق محصولات عائد کئے جاتے جو کل پیداوار کا 1/6 حصے سے 1/2 واں حصہ تک ہوتا تھا۔جنگلات سے وصول ہونے والے محصول کو پلاری کہا جاتا تھا۔کاکتیاؤں اور انکے ماتحتوں نے بڑے پیمانے پر برہمنوں اور مندروں کو اراضیات کا عطیہ دیا۔

صنعتیں: اندرونی اور بیرونی تجارت کافی عروج پر تھی۔ 'مارکو پولو' جس نے کاکتیہ دور میں بندرگاہ کا دورہ کیا تھا کہتا ہے کہ وہاں سے ہیرے اور بہترین نازک کپڑا برآمد کیا جاتا تھا۔ جو مکڑی کے جالے کی طرح نظر آتا تھا۔ وہ آگے کہتا ہے کہ دنیا میں کوئی بادشاہ یا ملکہ نہیں ہوں گے جو اس کپڑے سے بنے لباس کو زیب تن کرنے کے شائق نہ ہوں گے۔

مذہب: کاکتیاؤں سے پہلے لوگوں کو جین مت اور بدھ مت میں دلچسپی تھی۔ ابتدائی کاکتیاؤں نے جین مت کی پیروی کی۔ بعد ازاں وہ شیومت کو ماننے لگے۔ بعد کے کاکتیاؤں نے مذہبی آزادی دی تھی۔ 'شیوا' اور 'ویشنو' منادر تعمیر کروائی گئی۔

زبان اور ادب: کاکتی رُدرا نے سنسکرت میں نیتی سارا' لکھی۔ پالگوری سومناتھ' اس دور کا مشہور شاعر تھا۔ اس نے بسوا پورانم'، پنڈا تارا دھیا چرترا'، 'ویرشادھیپا ستکم' لکھیں۔ تِکّنا سومایاجی 13ویں صدی کا مشہور شاعر تھا۔ جو 'نیلوا کے منماسدّی دوّم' کے دربار میں رہتا تھا۔ اس نے نرواچنتر ارامائن' کو نزر کیا۔ تِکّنا کو کوی برہما' اور ابھیا کوی مترا' کا خطاب ملا۔ تِکّنا مہا بھارت کے 15 ابواب کا تلگو میں ترجمہ کیا۔ مارنّا جو تِکّنا کا شاگرد تھا اس نے "مارکنڈیا پورانم' لکھی۔

کاکتیہ دور کے تعمیرات اور یادگار عمارتیں: کاکتیہ حکمران فن اور فنِ تعمیر کے عظیم سرپرست تھے۔ انہوں نے کئی قلعے، منادر اور آبپاشی کے لئے تالابوں کی تعمیر کی۔ کاکتیاؤں کی تعمیرات میں سب سے اہم دارالحکومت ورنگل کا قلعہ تھا۔ اس کے دو دیواریں ہیں۔ اندرونی دیوار کو ایک پتھر جبکہ بیرونی دیوار کو مٹی سے بنایا گیا ہے۔ اندرونی پتھر کے قلعے میں 45 برج ہیں جو کاکتیاؤں کے دفاعی فن تعمیر کے جوہر کو ظاہر کرتا ہے۔ کاکتیاؤں نے مغربی چالوکیاؤں کی وسارا فن تعمیر کے انداز کو اپنایا۔ ان میں علاقائی نوعیت کے کچھ امتیازی خصوصیات بھی پائی جاتی ہیں۔

کاکتیاؤں کی طرز تعمیر کی اہم خصوصیات میں اونچے پلیٹ فارم، کیرتی تورانا، اعلیٰ درجہ کے شکھار اس (ویمانا)، منڈپ، انتہائی سجایا ہوا ستون، منڈپوں کے اطراف چھوٹیدیواریں وغیرہ شامل ہیں۔ کاکتیاؤں نے مقامی طور پر دستیاب کالے گرانائیٹ کے پتھر کو ستونوں، دروازوں، چوکھٹوں، پر سجایا ہے اور لال پتھر کو مندر کے بنیادی ڈھانچوں میں استعمال کیا۔

راچا کونڈہ کے حکمران: راچا کونڈہ کے حکمران اور مسنوری نائکا 1323 عیسوی میں کاکتیہ سلطنت کے زوال کے بعد، مسنوری نائک، راچا کونڈہ کے راچرلا ویلاما اور دیور کونڈا، کونڈاویڈو کے ریڈی اور کوپولا کے سرداروں نے پرانے کاکتیہ بادشاہت کے تمام علاقوں میں اپنی الگ بادشاہی قائم کر لی تھی

2۔ مسنوری کپایا نائکا (1333–1368) پولامالونائکا کا کزن کپایا نائکا 1336 عیسوی میں تخت پر بیٹھا۔ اس نے تغلق کے گورنر ملک مقبول کے خلاف ہویاسالہ بلالا کی مدد سے بغاوت کی اور اسے بھگا کر ورنگل پر قبضہ کرلیا۔ بعد میں اس نے دیگر نائکا سرداروں کے تعاون سے پیتھاپورم اور راجہ مہیند رورم، کوناورم اور راما گیری (عادل آباد) تک اپنی سلطنت قائم کی۔

.3 راچرلا ویلاماس یا پدما نائکاس (1324 AD–1375) :انہوں نے امانا گلو، پلّلامری اور راچا کونڈہ کے علاقوں پر حکومت کی۔ مسنوری قبیلہ کپایا نائکا کے ساتھ ختم ہوگیا۔

.1 سنگاما نائکا (1325–AD 1361) :سنگاما نائکا نے تغلق کے اقتدار کے خلاف بغاوت کی اور راچا کونڈا (یا ریچرلا) کو اپنا دارالحکومت بنا کر آزاد مملکت قائم کی۔ بعد میں اس نے کپایا نائکا سے جنگ کی اور اسے شکست دی۔ اس نے اپنی سلطنت کو کرشنا کے

کنارے یلیشورم تک پھیلادیا۔

.2اناپوٹانا نگا– (1383 361) اور ماڈانانگا (1384-1361) اناپوٹانانگااول نے راچا کونڈہ پر حکومت کی اور اس کے بھائی ماڈا نانگانے دیور کونڈہ پر حکومت کی

.3 سنگامانا نگادوم (1383 AD1399) اور ویداگیری اول (AD 1) : سنگامانانگادوم کو سرواجنا سنگا بھوپالا بھی کہا جاتا تھا۔ وہ بہت بڑے عالم اور شاعر تھے۔ انہوں نے رسرناواسدھاکرم اور رتناپنچالیکا لکھا۔ انکے کزن ویداگیری اول نے دیور کونڈہ پر حکومت کی۔ .4(1399–1421) اناپوتادوم. راؤ منڈانایوڈو اور ماڈانانگادوم (1421 AD1430) : سنگامانانگادوم کے بعد 1399 عیسوی میں اس کے بیٹوں اناپوٹادوم اور ماڈانانگا کو جانشین بنایا گیا۔

بہمنی حکمرانی (1347– 1518 عیسوی): بہمنی سلطنت کی بنیاد 1347 عیسوی میں جنوبی ہندوستان میں علاؤالدین حسن بہمن شاہ (1347– 1518 عیسوی) نے رکھی تھی۔

ذرائع : جنوبی ہندوستان میں بہمنی سلطنت پہلی مسلم سلطنت تھی۔گلبرگہ ان کی راجدھانی تھی، علاؤالدین حسن بہمن شاہ سلطنت کا بانی تھا۔ بادشاہوں کو ہی حتمی اختیار تھا۔ وہ فوج اور عدلیہ کے سربراہ تھے۔ یہ جاگیردارانہ نظام کی طرح تھا۔

محمد گاوان (1466– 1481 عیسوی) وہ بہمنیوں کے وزرائے اعظم میں سب سے بڑا تھا۔اس کا تعلق شاہ محب اللہ سے تھا اور بہمنی سلطان احمد دوم سے اس نے ملاقات کی، بیدر میں سکونت اختیار کی اور اعلیٰ عہدہ پر پہنچا، اس نے فوج میں اصلاحات متعارف کروائیں اور زمین پر ٹیکس لگادیا۔

قطب شاہی حکمرانی کی ترقی (1518– 1687 عیسوی): حیدرآباد شہر کی بنیاد محمد قلی قطب شاہ نے 1590– 1591 عیسوی میں رکھی تھی۔ اس کی حکمرانی کا مقام گولکنڈہ تھا۔سلطان قلی، قطب شاہی خاندان کے بانی کے 1492ء میں تلنگانہ کے ترافدار کی حیثیت سے بہمنیوں کی خدمت میں شامل ہوئے تھے۔آخرکار آخری بہمنی سلطان کی موت کے بعد اس نے 67 سال کی عمر میں 1518ء میں اپنی آزادی کا اعلان کیا۔ اس نے 1543 تک حکومت کی۔

.1 قطب شاہی سلاطین – ان کے کارنامے (1518– 1687 عیسوی) موجودہ تلنگانہ، آندھراپردیش اور رائلسیما پر 175 سال سے زیادہ عرصے تک قطب شاہیوں نے حکومت کی۔

.2 قطب شاہی سلاطین کی مختصر تاریخ 1 :– سلطان قلی قطب الملک (1512–AD 1543) : وہ 1518 عیسوی میں ایک آزاد گولکنڈہ سلطنت کا بانی تھا۔ دہلی میں سلطان ابراہیم لودھی، وجیانگر سلطنت کے سری کرشنادیوریا، بیجاپور کے یوسف عادل شاہ اور آخری بہمنی سلطان، محمد شاہ انکے ہم عصر حکمران تھے۔قطب شاہی وسطی ایشیا میں جنوبی ایران میں "ہمدام" سے نکلے ہیں. وہ ایران میں رئیس اور وصال تھے۔وہ 1492ء میں آخری بہمنی سلطان شہاب الدین محمد کے دربار میں بطور ترافدار شامل ہوا۔ اس نے تلنگانہ میں بغاوتوں کو کچل دیا، اس نے ریڈی، وجئے نگر اور گجپتی سلطنت پر حملہ کیا اور کچھ حصوں کو اپنے ساتھ ملالیا انکے اختیار کو ہیر، ورنگل، نلگنڈہ اور مسولی پٹنم تک بڑھادیا گیا۔ اس کے دورحکومت میں اس کی رعایا خوش اور پرامن تھی۔

.2 جمشید قلی قطب شاہ (1543–1550) وہ سلطان قلی کے چھ بیٹوں میں سے ایک تھے۔ اس نے اپنے والد کو قتل کیا اور اقتدار پر

آیا۔۔ ان کا انتقال 1550ء میں کینسر کے باعث ہوا۔

3. ابراہیم قلی قطب شاہ (1550—1580) جمشید قلی کی وفات کے بعد سلطان قلی کے چھوٹے بیٹے ابراہیم قلی نے حکمران وجئے نگرا عالیہ رامار یا کی مدد سے گولکنڈہ کے تخت پر بیٹھا۔مشہور مورخ ہارون خان شیروانی نے اپنی کتاب "History of the Qutubshahi dynasty" میں ان کی حکومت کو" بادشاہی اپنے عروج پر" قرار دیا ہے۔حسین ساگر جھیل اور ابراہیم پٹنم کے ٹینک انکے دور میں بنائے گئے تھے۔ ان کی وفات 1580 عیسوی میں ہوئی۔

4. محمد قلی قطب شاہ (1612—1612) اپنے والد ابراہیم قلی کے جانشین بنے۔ وہ ایک اچھے منتظم اور دکنی اردو کے بڑے عالم تھے۔ انہیں تلگو زبان پر بھی عبور حاصل تھا۔ حیدرآباد شہر اور چار مینار محمد قلی قطب شاہ نے تعمیر کروائے تھے۔محمد قلی 1612 میں انتقال کر گئے۔

5. سلطان محمد قطب شاہ (1612— 1626 عیسوی:) محمد قلی کی کوئی اولاد نہیں تھی، اس کی بیٹی حیات بخش بیگم کی شادی سلطان محمد سے ہوئی تھی، جو محمد قلی کے بعد گولکنڈہ کے تخت پر بیٹھے تھے۔ان کے پیشوا میر مومن استر بادی نے معاملات کو سنبھالا۔ان کے دور میں ماں صاحب ٹینک (ماصاب ٹینک) اور خیرت آباد کی مساجد تعمیر ہوئیں۔ان کا انتقال 34 سال کی عمر میں ہوا۔

6. عبداللہ—قطب شاہ (1626—AD 1672) عبداللہ قطب شاہ 15 سال کی عمر میں تخت پر براجمان ہوئے۔ابتدائی طور پر ان کی والدہ حیات بخش بیگم نے معاملات سنبھالے۔

7. ابوالحسن تاناشاہ (1672—1687): ابوالحسن تاناشاہ قطب شاہی سلطنت کا آخری حکمران تھے۔ وہ اورنگ زیب اور شیواجی کے ہم عصر تھے۔ وہ عبداللہ قطب شاہ کے داماد تھے۔اکنّا اور مادنّا ان کے وزیر تھے۔ کنچرلا گوپنّا (بھکتارامداسو) اسکی سلطنت میں ایک تحصیلدار تھا۔تاناشاہ نے مشہور بدرادری رامالیم کو اپنے دور میں تعمیر کروایا تھا۔

۲۔وزراء کی کونسل :۔کونسل کو ابراہیم قلی قطب شاہ کے دور میں مجلسِ کنگش اور عبداللہ قطب شاہ کے دور میں مجلس دیوانداری کے نام سے جانا جاتا تھا۔آخری سلطان ابوالحسن تاناشاہ خود ایک عظیم تیلگو سکالر اور جتا پرول اور گدوال سمتھانوں کے سرپرست تھے۔ کنچرلا گوپنّا یا بھکتارامداسو نے مشہور بھدراچلم مندر تعمیر کیا۔

آصف جاہی حکومت کا قیام: قطب شاہی دور کے زوال کے بعد، دکن 1687 سے 1724 عیسوی کے درمیان مغلوں کے زیر تسلط تھا۔ بعد ازاں آصفجاہیوں نے 1724ء سے 1948ء تک حیدرآباد پر حکومت کی۔ ان کے دور حکومت میں حیدرآباد ایک جدید دور میں داخل ہوا۔اس خاندان کا بانی نظام الملک تھا۔ .1 نظام الملک وہ 11 اگست 1671ء کو آگرہ میں پیدا ہوئے، ان کا نام ان کے والدین نے میر قمرالدین رکھا۔ فاروق شیر نے میر قمرالدین (چن خلیج خان) کو نظام الملک کا خطاب دیا تھا۔1713ء میں اسے دکن کا صوبیدار مقرر کیا گیا۔

نادرشاہ کا حملہ اور نظام الملک کی ثالثی 1738ء: میں نادرشاہ نے ہندوستان پر حملہ کیا۔ حملہ آوروں پر قابو پانے کے لیے نظام الملک نے اپنی فوج مغل فوج میں شامل ہونے کے لیے بھیجی۔ تاہم مغل فوج نادرشاہ کو قابو کرنے میں ناکام رہی تھی۔ اس نے دہلی کو لوٹا اور کئی سپاہیوں کو قتل کیا۔مغل بادشاہ محمد شاہ نے نظام الملک سے نادرشاہ سے بات چیت کرنے کی درخواست کی۔بطور سفیر نظام الملک نے بڑی خونریزی ہونے سے بچایا۔ اس نے تدبیر سے نادرشاہ کو قائل کیا، نظام الملک کا طرز عمل اور انداز بیان سے نادرشاہ قائل

ہوا۔ نظام الملک عظیم فوجی حکمت عملی اور برابر کے منتظم تھے۔ اگرچہ اس نے بطور صوبیدار کام کیا تو اسے وزیر یا وزیر اعظم کا درجہ دیا گیا۔نظام نے دہلی میں جاری کردہ تمام فرمان نوبت پہاڑ پر پورے احترام کے ساتھ وصول کیا کرتا تھا۔مغل سلطنت کے لیے ان کی بہادری اور فوجی خدمات نے انہیں نام اور شہرت بخشی۔اس نے چار شہنشاہوں کے ماتحت کام کیا، اور محمد شاہ کے تحت سلطنت کا زوال دیکھا۔ اپنی زندگی میں اس نے 87 لڑائیوں میں حصہ لیا۔ اگرچہ وہ اعلیٰ ترین عہدیدار تھے لیکن انہیں سادہ زندگی پسند تھی۔ دکن کے حکمران کے طور پر، اس نے فرانسیسیوں اور انگریزوں کے ساتھ خوشگوار تعلقات برقرار رکھے جو حیدرآباد پر تسلط حاصل کرنے کے لیے مقابلہ کر رہے تھے۔ وہ مسلسل 30 سال تک دکن کے صوبیدار رہے۔فارسی اور ترکی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔انہوں نے "شاکر" کے قلمی نام سے بہت سی نظمیں لکھیں۔ نظام الملک 76 سال کی عمر میں 1748ء میں انتقال کر گئے۔ان کی جسد خاکی کو خلت آباد میں اورنگ زیب کے مقبرے کے پاس دفن کیا گیا۔

دوسری کرناٹک جنگ (54–1749):۔ دوسری کرناٹک جنگ انورالدین اور نواب آف آرکوٹ چندا صاحب کے درمیان جانشینی کی جنگ تھی۔ یہاں تک کہ دکن میں بھی، 1748 میں نظام الملک کی موت کے بعد جانشینی کی جنگ شروع ہوئی۔نظام کے پوتے مظفر جنگ نے خود کو دکن کا سلطان قرار دیا۔دوسری کرناٹک جنگ پانڈیچیری معاہدہ کے ساتھ ختم ہوئی۔

تیسری کرناٹک جنگ:۔ اس جنگ کو ساتھ سالہ جنگ کہا جاتا ہے۔تیسری کارناٹک جنگ 1760 میں ونڈاواسی میں فرانسیسیوں کے درمیان ہوئی جس کی قیادت کاؤنٹ لالی اور بسی اور برسٹش فوج کے رابرٹ کلائیو نے کی۔

سکندر جاہ (1803–1829) : سکندر نظام علی کا دوسرا بیٹا تھا۔ اس کے پہلے بیٹے علی جاہ نے اپنے والد کے خلاف بغاوت کی لیکن 1795 میں اس کی موت ہوگئی۔سکندر جاہ 1803 میں تخت نشین ہوا۔سکندرآباد شہر ان کے نام سے بنایا گیا۔آصفجاہی راج کے دوران ریاست حیدرآباد میں تلنگانہ کے 9 اضلاع 5 مراٹھا اضلاع اور کرناٹک کے تین اضلاع شامل تھے۔

تحریک آزادی میں خواتین:۔ آندھرا مہیلا سبھا خواتین کی سرگرمیوں کا مرکز تھا۔ ترقی پسند مفکرین اور معاشرے کی اصلاح پسند خواتین وہاں مل کر معاشرے میں خواتین کی ترقی کے طریقوں اور موجودہ وسائل کا بھرپور استعمال پر تبادلہ خیال کرتی تھیں۔ سروجنی نائیڈو کی بیٹی پدمجا نائیڈو نے جابر برطانوی راج کے خلاف احتجاج کے لیے سودیشی لیگ شروع کی۔ جان کماری ہیڈا حیدرآباد کی پہلی خاتون تھیں جنہوں نے ستیہ گرہ شروع کیا۔ ٹی۔ورالکشمی اروٹلا کملا دیوی، چتراری نرساّا، ییلاّ پراگڈا سیتھا کماری، نڈیم پلی سندرنّا، ایس سندری بائی، ساندیرتی ستیاوتی بائی، پاپمّا، سوشیلا دیوی، منگلا گیری راگھاوتّا، سماج کی نمایاں خواتین میں شامل تھیں۔سوراورم پرتاپا ریڈی کی حوصلہ افزائی ابلا بائی، کُنتھی ویلّوڈی نے اخبارات میں مضامین لکھنا شروع کیا۔سُمترا دیوی، ٹی این سدالکشمی، ایشوری بائی، سنگم لکشمی بائیمّا، صغرا ہمایوں مرزا۔ شانتا بائی کرلوسکر، معصومہ بیگم، جنم پلّی کُمودینی دیوی، یوگا شیلا دیوی، سشیلا کھاڈیلکر، برج رانی گور، زینت ساجدہ، برگولا اننتا لکشمی دیوی، علی ویلو منگا ئیترتّا وغیرہ نے خواتین کی تعلیم کے لیے کام کیا ہے۔نظام کے زمانے میں خواتین مصنفین: 19 ویں صدی اور 20 ویں صدی کے اوائل کے دوران متوسط طبقے کی خواتین میں بڑے پیمانے پر تعلیم اور سیاسی اور سماجی بیداری کی وجہ سے بہت سی خواتین اپنے قلم اٹھائے۔ برگی کی روکھمن پیٹ رنتمّا اس دور کی پہلی مصنفہ تھیں. عظیم سماجی مصلح یلّا پرگڑا سیتا کماری نے اُجولا ناری , کوڑی کمپٹی , تیلیونا گتم , منچو کونڈلو مہیلا , نینو مابا پو ,اور کلاما پریما لکھیں۔ الینڈالا سرسوتی دیوی نے تیجو مور تھولو، سوارنا

گملالواورناری جگتھی لکھی۔ نندا گیری اندرادیوی نے گھوشامنترالکھا، آدروشٹراسکھرام، پریمامائی وغیرہ۔ ہنمہ کونڈا کی سوماراجواندرادیوی نے شکنتلا، رامائن کاویالولکھیں۔ پاکالایشودھاریڈی نے چیروگجیلو، ایرّاپراگڈااورامراجیولولکھے۔ سماج میں بندھوا مزدوری عروج پر تھی، ہر ہریجن خاندان بندھوا مزدوری کی گرفت میں تھا، ان پر جنسی زیادتی عام تھی، بیگاری اور بھیلا نظام 1911ء سے پہلے نافذ تھا۔1911ء میں ساتویں نظام نے اس غیرانسانی عمل کوختم کرنے کافرمان جاری کیا۔

سالار جنگ کی اصلاحات : حیدرآباد ریاست میں نظام حکومت کے طویل عرصے کے دوران، دیوانوں (وزیراعظم)، وزراء اور دیگر عہدیداروں نے ان کی خدمت کی۔ سراج الملک نے بطور دیوان نصیرالدولہ(1829 تا1857) کی خدمت کی۔سراج الملک کا انتقال 1853 میں ہوااوران کی جگہ سالارجنگ کوانگریزوں کی سفارش سے وزیراعظم مقرر کیا گیا۔حیدرآباد کی تاریخ اور طرقی میں سالار جنگ کی شراکت بہت زیادہ تھی۔ وہ جدید حیدرآباد کے معمار تھے۔وزیراعظم کے طور پر اپنے تقرر سے قبل، وہ تلنگانہ کے میدک ضلع کے تعلقدار (کلکٹر) کے عہدے پر فائز تھے۔ان کا اصل نام میرتراب علی خان تھا۔ 1883 میں اپنی وفات تک اس نے تین نظاموں کی خدمت کی جن میں ناصرالدولہ(1829 سے 1857) افضل الدولہ(1857–1869)، میرمحمودعلی خان(1869 تا1911) شامل ہیں۔

انتظامی اصلاحات: سالارجنگ جب دیوان بنے تو اس نے ریاست حیدرآباد کو 5 ڈویژنوں میں تقسیم کیا۔.1 شمال مغربی ڈویژن، ہیڈ کوارٹراورنگ آباد۔.2 مغربی ڈویژن، ہیڈ کوارٹر بیدر.3 جنوبی ڈویژن، ہیڈ کوارٹرگلبرگہ.4 شمالی ڈویژن، ہیڈ کوارٹر پٹان چیروو۔ 5 مشرقی ڈویژن، ہیڈ کوارٹر بھونگیری۔ہرڈویژن کا سربراہ صدر تعلقدار تھا۔ اسے محصولات اور عدالتی دونوں طرح کے مجموعی اختیارات حاصل تھے۔ مجموعی طور پر 16 اضلاع تھے۔انہوں نے ایک اپیل کورٹ قائم کی تھی جسے عدلیہ کی اپیل کورٹ کہا گیا۔ یہ عدالت دیوان کے بعد تمام عدالتی معاملات میں حتمی اتھارٹی رکھتی تھی۔ ۔

انہوں نے انگریزوں سے جوعلاقے لیے گئے انکے لئے دیوانی علاقوں میں ریونیوانتظامیہ کی نگرانی کے لیے 1864 میں ایک ریونیوبورڈ قائم کیااوروہ بورڈ کے ایک صدراور چارممبران پر مشتمل تھا۔ریاست کی پوری زمین تقسیم کردی گئی۔ .1 دیوانی (سرکاری زمین60٪) .2 سرف خاص زمین (نظام نواب کے ذاتی اخراجات کے لیے10٪) .3 باقی زمین پٹے گاہ کے رئیسوں کے لیے تھی۔ بقایاجاگیریں مختلف لوگوں کودی گئیں۔ دیوانی کے علاقے میں کرپٹ لینڈ ریونیو کی وصولی جیسے ٹیکس کی تشکیل کا نظام رائج تھا۔دیوان کا عہدہ سنبھالنے کے بعدانہوں نے ٹیکس لینے کانظام ختم کردیا۔

سالارجنگ دیوانی زمینوں کے رقبہ میں اضافہ کاواحد ذمہ دار تھا۔سالارجنگ نے دفتردار کی جگہ تعلق دار کلکٹر کومقرر کیا۔ 1871ء میں نظام ریاست کی معاشی ترقی کے لیے ایک اہم سنگ میل رکھا گیا۔ سنگارینی کوئلے کی کانوں کاافتتاح ہواتوانگریزوں نے کانوں تک ریوے لائین بچھائی۔1867ء میں سالار جنگ نے محکمہ جنگلات کے لئے الگ سے سپرنٹنڈنٹ آف فاریسٹ کاعہدہ متعارف کیا۔ اس طرح حکومت کوجنگلات سے آمدنی بڑھی۔ 1861 میں اسٹامپ پیپر کی تجارتی فروخت کوحکومت کے کنٹرول میں منشی خانہ محکمہ کے تحت لایا گیاجس سے سالارجنگ نے حکومت کومالی استحکام دیا۔ تعلیمی اصلاحات موثرانتظامیہ کے لیے پڑھے لکھےافراداورتربیت یافتہ عملے کی ضرورت ہوتی ہے۔اسی لیے سالارجنگ نے تعلیمی اصلاحات کیں۔دیوان بننے کے بعد، اس نے 1855 میں ریاست میں

مغربی تعلیم کا آغاز کیا۔ اردو، فارسی اور انگریزی میڈیا میں تعلیم دی جاتی تھی۔ تکنیکی تربیت کے لئے اسکول آف سول انجینئرنگ 1870ء میں میں قائم کیا گیا تھا۔ یہ اسکول بعد میں نظام کالج کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ مدراس یونیورسٹی سے وابستہ تھا۔ بہت سے دوسرے ادارے جیسے سٹی ہائی سکول، چادر گھاٹ ہائی اسکول، مدرسہ عالیہ اسکول بھی قائم کئے گئے۔ نظام نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کو چندہ دیا۔ اس طرح ریاست میں تعلیمی معیار بہتر ہوا ان کی دیوانیت کے دوران ریاست بھر میں 162 اسکول کھولے گئے۔عوامی کام اور ذرائع آمدورفت سالار جنگ کے اقدامات نے معیشت کی ترقی میں چار چاند لگا دئے تھے۔ذرائع آمدورفت اور عوامی کام بڑے پیمانے پر کیے گئے۔ 1868ء میں حیدرآباد اور سولاپور کے درمیان ریلوے لائن بچھائی گئی۔1871ء میں سنگرینی میں اعلیٰ معیار کا کوئلہ ملا۔ چونکہ کوئلہ کی مانگ میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا تھا، ڈورنکل اور یلّندو کے راستے کوئلے کی کان تک ایک ریل لائن بچھائی گئی۔ بعد میں انگریزوں نے بمبئی مدراس کا ریل راستہ شروع کیا۔ یہ لائن نظام ریاست میں گلبرگہ اور وادی سے ہوتی ہوئی تھی۔ یہ راستہ 1878ء میں مکمل ہوا۔حیدرآباد سے وادی اور وادی سے بمبئی تک ریلوے لائن کی تکمیل کے ساتھ ہی نقل وحمل کی سہولیات میں بہتری آئی۔

حیدرآباد میں 1857ء کی بغاوت، وجوہات اور نتائج :

نظام پنجم افضل الدولہ 1857ء میں تخت نشین ہوئے۔ سالار جنگ جو غیر معمولی صلاحیت کے حامل اور قابل منتظم تھے وہ وزیر اعظم تھے۔ افضل الدولہ کا دور حکومت صرف 12 سال پر محیط تھا لیکن اس دور میں ہندوستان میں کچھ اہم واقعات رونما ہوئے۔

انگریز ہندوستان کے بڑے حصوں پر 100 سال سے حکومت کرتے رہے لیکن ہندوستان میں عمومی حالات مسلسل بگڑتے رہے۔ انگریز حکمرانوں نے ہمیشہ ہندوستان کی دولت سے برطانیہ کو مالامال کرنے کی کوشش کی۔ جس کے لئے وہ مسلسل ہندوستانیوں پر ظلم کرتے رہے۔ اس مدت کے دوران سخت زمینی محصول کے نفاذ کی وجہ سے کئی کسانوں نے اپنی زمینیں کھودی، کئی لوگ بے روزگار ہوگئے۔ ریوینیو اور پولیس محکمات میں بدعنوانی کی وجہ سے عوام سخت نالاں تھے۔ برطانوی حکومت کی پالیسیوں کی وجہ سے کئی سپاہی اپنی ملازمت سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے اور وہ برطانوی حکومت سے نفرت کرنے لگے تھے۔اس طرح سماج کے ہر طبقہ میں انگریز حکومت کے خلاف نفرت کے جذبات پنپ رہے تھے۔ یہ تمام وجوہات نے بغاوت کو بھڑکانے میں اہم کردار ادا کیا۔ بغاوت سب سے پہلے میرٹھ میں شروع ہوئی جسکی علاقائی حکمرانوں نے حمایت کی۔

شمالی ہند کے بہ نسبت حیدرآباد میں بغاوت کے شروع ہونے میں کچھ وقت لگا۔ برطانوی حکومت کے خلاف امراء اور زمینداروں کی ناراضگی نے باغیوں کی ہمت افزائی کی۔ ان حالات میں تانتیا ٹوپے کے حامیوں نے مذہبی پیشواؤں کے لباس میں انگریزی حکومت کے خلاف منافرت پھیلائے۔

شمالی ہند میں بغاوت جنگل کی آگ کی طرح پھیل رہی تھی جسکی وجہ سے انگریزوں نے ایک شاطرانہ چال چلی۔انگریز حکمرانوں نے سونچا کہ اگر حیدرآباد کھودیا تو سب کچھ کھو جائیگا۔ انہوں نے نظام کو اپنے قبضے میں کرنے کی کوشش کی اور نظام کو اپنے شکنجہ میں پھنساتے ہوئے کہا کہ جب بغاوت ختم ہوجائیگی تو جو قرض انہوں نے نظام کو دیا ہے وہ

معاف کردینگے اور برار بھی نظام کو واپس کردینگے۔ اس ترکیب کو نہ سمجھتے ہوئے نظام نے اپنی وفاداری کا ڈھنڈورا پیٹا۔نتیجتاً وزیر سالار جنگ کی تدابیر اور منصوبہ بندی سے حیدرآباد انگریزوں کے لئے باغیوں سے محفوظ ہوگیا۔ نظام نے اپنی عرب فوج کو حیدرآباد میں بغاوت کو دبانے کا حکم دیا۔جسکی ناراضگی کے اظہار کے طور پر ریاست کے صدر مقام کی دیواروں پر کئی پوسٹرس چسپاں کئے گئے۔عوام نے اپنے بادشاہ کی انگریزوں کے خلاف جہاد کے اعلان کے لئے حوصلہ افزائی کی۔انگریزوں کے خلاف غصہ نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو متحد کردیا۔انگریزوں نے خوف سے اپنی فوج کو متحرک کرنا شروع کردیا۔مولویوں نے مساجد میں تقاریر کے ذریعہ عوام کو بیدار کیا۔سالار جنگ نے عوام کو منتشر کرنے کے لئے عرب فوج کو مقرر کیا۔

حیدرآباد میں 1857ء کی بغاوت کو تین زاویوں سے جانچا جاسکتا ہے اور تین مرحلوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

1۔اورنگ آباد کے فوجی دستہ کی بغاوت :

شمالی ہند میں بغاوت پر قابو پانے کے لئے انگریزوں نے بڑی تعداد میں فوجیں تعینات کی۔بمبئی ریزیڈنس کی درخواست پر حیدرآبادی فوج کا تیسرا گھڑسوار دستہ مالیگاؤں بھیجا گیا۔ایک گھڑسوار دستہ معین آباد سے اورنگ آباد بھی بھیجا گیا جسکی قیادت کیپٹن ایبوٹ کررہا تھا۔فوج کو پیدل اور گھڑسوار دو حصوں میں تقسیم کرکے منظم کیا گیا تھا لیکن بغاوت گھڑسوار دستہ میں شروع ہوئی۔دفعدار فدا علی نے ایبوٹ پر گولی چلادی لیکن نشانہ خطا ہوگیا اور فدا علی کو مقدمہ کے بعد پھانسی دے دی گئی۔تیسرے دستہ کے تیرہ سپاہی جمعدار چڑاخان کی سرکردگی میں بلڈھانہ سے فرار ہوئے اور بیس دن بعد حیدرآباد پہنچے۔انہیں یہ امید تھی کہ حکومت حیدرآباد انکی حفاظت کریگی لیکن تب تک نظام نے انگریزوں سے اپنی وفاداری کا اعلان کردیا تھا۔چنانچہ سالار جنگ نے انہیں گرفتار کرکے ریزیڈنسی کو بھیج دیا۔ چڑاخان اور انکے ساتھیوں کی گرفتاری کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔عوام مساجد میں بڑی تعداد میں جمع ہونے لگے اور جذباتی تقاریر کرنے لگے۔انہوں نے طئے کیا کہ وہ نظام سے چڑاخان اور انکے ساتھیوں کی رہائی کا مطالبہ کرینگے جسکے نہ ماننے کی صورت میں ریزیڈنسی پر حملہ کیا جائے گا۔دیوان سالار جنگ نے ریزیڈنسی کو اطلاع کردی اور مدراس دستہ کو ریزیڈنسی پر تعینات کیا گیا۔

2.ریزیڈنسی پر حملہ:

17 جولائی کو 600 مسلح دستہ (روہیلا) نے ریزیڈنسی کی طرف پیش قدمی کی۔جمعدار طرہ باز خان اور مولوی علاء الدین نے اس گروپ کی سربراہی کی۔عرب محافظوں نے اس گروپ پر گولیاں چلائی۔روہیلے اندھیرے میں فرار ہوگئے کیونکہ اسکے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔جنگجو رہنما طرہ باز خان اور مولوی علاء الدین کو مجرم قرار دیا گیا۔طرہ باز خان کو گرفتار کیا گیا اور انہیں فوجداری عدالت میں پیش کیا گیا جہاں انہیں عمر قید کے لئے انڈومان بھیجنے کا حکم دیا گیا لیکن وہ محبوب نگر کی طرف فرار ہوگئے،انہیں توپران کے قریب انہیں گرفتار کیا گیا۔گرفتاری سے مزاحمت کے دوران انکی موت واقع ہوگئی۔انکی لاش حیدرآباد میں کوٹھی کے مقام پر لائی گئی اور سرعام پھانسی دے سی گئی۔مولوی علاء الدین بھی گرفتار ہوئے اور عمر قید کے لئے انڈومان بھیج دئے گئے جہاں انکی موت واقع ہوگئی۔ بہر حال ریزیڈنسی پر باغیوں کا حملہ ناکام رہا جسکی اہم وجہ اپنے ہم وطنوں کا تعاون نہ ہونا تھا۔

3.ریاست کے مختلف مقامات پر بغاوت:

حیدرآباد کی بغاوت کے ساتھ ریاست کے مختلف مقامات پر بھی بغاوت پھوٹ پڑی جن میں اہم شولاپور کی بغاوت، زمینداروں کی

بغاوت، پیشواؤں کی بغاوت، روہیلا کی بغاوت اوررام جی گونڈ وغیرہ شامل ہیں۔

بغاوت کی ناکامی کے اسباب:

بغاوت صرف چند علاقوں تک محدود تھی، یہ پورے ہندوستان میں نہیں پھیل سکی۔ قابل رہنمائی، اتحاداور منظم طاقت کی کمی کی وجہ سے یہ بغاوت ناکام ثابت ہوئی۔ اسکے علاوہ نظام سرکار اور سالار جنگ بھی انگریزوں کے حمایتی تھے۔شکر گزاری کے اظہار کے طور پر انگریزوں نے رائچور، کے علاقے نظام سرکار کو واپس کردئے اور 50 لاکھ کا قرض بھی معاف کردیا۔انہوں نے نظام سرکار کو کئی خطابات سے بھی نوازا جسکی تمام شہر میں پوسٹرز کے ذریعہ مخالفت کی گئی اور ناراضگی کا اظہار کیا گیا۔

بغاوت کے نتائج :

بغاوت کو کچلتے ہوئے مغل شہنشاہوں کی حکمرانی کا خاتمہ کیا گیا۔آخری مغل بادشاہ بہادرشاہ ظفر کو برما(رنگون) بھیج دیا گیا۔ گورنر جنرل نے نظام کو ریاست کی کرنسی اور سکوں کے ساتھ حکومت چلانے کو کہا۔ سکہ ڈھالا گیا اور ریاست میں جاری کیا گیا۔ حکومت برطانیہ نے ایسٹ انڈیا کمپنی کو اپنے اقتدار میں لے لیا۔ 1857ء کی بغاوت کے بعد حیدرآباد میں انگریزوں کا عمل دخل اتنا بڑھ گیا کہ مقتدر حکمرانوں کو اپنے وزراء کے تقرریا معزولی کا حق بھی باقی نہیں رہا۔

آصف جاہی دورحکومت :

ریاست حیدرآباد کی معیشت کا انحصار کاشتکاری پر تھا۔آبادی کا 55 سے زیادہ حصہ پیشہ زراعت سے منسلک تھا۔اراضی کے محصول کے انتظامیہ نے ریاست کی آمدنی میں اہم کردار ادا کیا۔آصف جاہی دورحکومت میں اراضیات کو دوحصوں میں تقسیم کیا گیا۔

1. پہلی قسم وہ اراضیات جن پر حکومت کی راست دسترس تھی وہ دیوان اور خالصہ کہلاتی تھی۔ 54.8 سے زیادہ علاقہ اسی زمرہ میں آتا تھا۔ اس زمین کی مالگزاری ریاست کے خزانہ میں داخل ہوتی تھی۔
2. دوسری قسم کی اراضیات جو کسی خاص مقصد کے لئے مختص کی گئی تھی انکی مندرجہ ذیل دوزمروں میں تقسیم کی گئی۔

اراضیات جن کے مالک حضور نظام تھے وہ صرف خاص کہلاتی تھی اوراس علاقے کی مالگزاری راست حضور نظام کو پہنچتی تھی۔
اراضیات جو حکومت کسی فرد کو یا چند افراد کو عطا کرتی تھی وہ جاگیر یا انعامی اراضیات کہلاتی تھی۔ یہ 42.5 حصہ پر مشتمل تھی۔

صرف خاص:

صرف خاص دراصل شاہی زمینات تھیں جو پوری ریاست میں پھیلی ہوئی تھی۔ وہ آصفجاہی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں جن کا رقبہ 10000 مربع میل پر مشتمل تھا۔

حضور نظام کی اپنی ایک فوج تھی جو صرف خاص فوج کہلاتی تھی.

جاگرن:

آصف جاہی دورحکومت میں جاگیرداری نظام رائج تھا. جاگیر ایک یا ایک سے زیادہ دیہاتوں پر مشتمل ہوتی تھی.

زمین کی آمدنی کا انتظام:

اراضی کا سروے اور تصفیہ، فصل کی حالت کی بنیاد پر کرایہ کی وصولی اور محصول کی معافی آمدنی کے انتظام میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

سالار جنگ 1 نے 1875 میں سروے اور تصفیہ کا ادارہ قائم کیا۔ جس کی وجہ سے ریاست کی آمدنی میں پختگی آئی۔

سالار جنگ کے دور میں جدیدیت:

سالار جنگ نے حیدرآباد ریاست کے تین آصفجاہی حکمرانوں کے تحت بحیثیت دیوان اپنی خدمات انجام دیں۔ وہ تھے ناصر الدولہ، افضل الدولہ اور میر محبوب علی خاں۔

سالار جنگ کا اصلی نام میر تاب علی خان تھا۔ وہ 31 مئی 1853 میں ناصر الدولہ کے دور میں دیوان بننے سے پہلے میدک کے تعلقدار تھے۔ 1869 میں افضل الدولہ کی وفات ہوئی۔

سالار جنگ اول نے 1855 میں ایسے تعلقداروں کا تقرر کیا جنہیں ریاست کی جانب سے تنخواہ دی جانے لگی۔ اور ان لوگوں کو ہٹادیا جو بغیر تنخواہ لیے ٹھیکیداری کرتے تھے۔

گاؤں کی سطح پر پٹواری کو مالگذاری کی وصولی کیلئے مقرر کیا گیا اور انکو امن و امان اور سلامتی کی ذمہ داری سونپی گئی۔

1868ء میں سالار جنگ نے چار وزراء کا تقرر کیا جو صدر المہام کہلائے۔ ان میں سے تین وزراء کو نئے قائم کیے گئے محکمے جیسے مالگذاری، پولیس، اور عدلیہ کی ذمہ داری تفویض کی گئی جبکہ ایک صدر المہام کو شعبہ تعلیم، صحت عامہ کی ذمہ داری دی گئی۔

سالار جنگ کی نافذ کردہ اصلاحات سے روپیہ کی قدر و قیمت میں استحکام پیدا ہوا۔

ریاست کا انتظامی معیار بڑھانے کے لئے سالار جنگ نے تعلیم یافتہ افراد کا تقرر کیا۔ انہوں نے علی گڑھ یونیورسٹی کے فارغ التحصیل افراد جیسے سید حسین بلگرامی، سید مہدی علی، محسن الملک کو منتظم بنایا جو انتہائی لائق منتظم تھے۔ رگھوناتھ چٹو پادھیائے کا تعلق شعبہ تعلیم سے تھا۔

1857ء میں دار العلوم ہائی اسکول کو قائم کرتے ہوئے مغربی تعلیم کو متعارف کیا گیا۔

سٹی ہائی اسکول اور چادر گھاٹ ہائی اسکول کو 1870 اور 1872 میں ایک کے بعد ایک دیگرے قائم کیا۔

امراء کے بچوں کی تعلیم کے لئے مدرسہ عالیہ 1873 میں قائم کیا گیا۔

شاہی خاندان کے بچوں کے لئے مدرسہ اعزا 1878ء میں قائم کیا گیا۔

سالار جنگ کی سرپرستی میں ریاست میں تقریباً 162 اسکول قائم کئے گئے جہاں اردو، فارسی اور دوسری مقامی زبانیں پڑھائی جاتی تھی۔

ہائی کورٹ سے اعلیٰ عدالت اپیل کی عدالت تھی جو مجلس مرافعہ کہلاتی تھی۔ مجرمانہ/فوجداری عدالتیں قائم کی گئی۔

دار القضاء یا قاضی کی عدالت کا اسلامی قانون کے تحت انتظام چلایا جاتا تھا اور محکمہ صدارت مذہبی اور خیراتی وقف کی جائیدادوں کی سماعت کرتی تھی۔

سالار جنگ نے محکمہ پولیس کی تشکیل دی جسے محکمہ کوتوال کہا جاتا تھا۔

عہد آصف جاہی میں اہم اصلاحات:

ہندوستان کی سرکار نے 29 فروری 1864 کو بڑی ریلوے لائین جو بمبئی سے مدراس بذریعہ گلبرگہ، واڑی، رائچور اور گوٹی سے ہوتے

ہوئے مدراس پہنچتی تھی ٹھیک اسی وقت اور ایک ریلوے لائین گلبر گہ سے حیدرآباد تک ڈالنے کا فیصلہ کیا۔

ایک معاہدہ انگریزی سرکار اور دیوان حیدرآباد کے درمیان ریلوے لائین کی تعمیر کے بارے میں ہوا جس کے مطابق ایک ریلوے لائین 110 میل جوواڑی سے سکندرآباد کو ملاتی تھی عوام کے لئے 8 اکٹوبر 1874 کو کھولی گئی۔

1907 میں حیدرآباد دکن ریلوے اسٹیشن جو عام طور پر ناملی ریلوے اسٹیشن کے نام سے مشہور ہے، آصف جاہی حکمرانوں کا تعمیر کردہ ہے۔

1921 میں ناملی اسٹیشن سے پہلی مرتبہ مسافر ریل متعارف کی گئی۔

دوسرا اہم اسٹیشن کاچی گوڑہ 1916ء میں آصف جاہی حکمرانوں نے تعمیر کروایا۔ یہ اسٹیشن نظام گیارینٹیڈ اسٹیٹ ریلویز کا مرکز تھا اور 1950ء تک تھا۔ اس اسٹیشن کے درمیان اور بازو کے حصے کو گنبدوں سے مزین کیا گیا اور میناروں سے جوڑا گیا۔ یہ اسٹیشن عہد وسطی کا یوروپی طرز پر تعمیر کیا گیا۔

1930ء تک حیدرآباد کی سرکار نے تمام لائنس کو اپنے کنٹرول میں کر کے اسکا انتظام نظام اسٹیٹ ریلوے کے سپرد کیا۔ اور وہ حکومت کے کنٹرول میں آخری نظام ہفتم میر عثمان علی خان کے دور تک رہی۔

سڑکوں کے فوائد کو شہری اور دیہی دونوں علاقوں میں سمجھا جانے لگا۔ دیہاتوں کے درمیان اور علاقوں کے درمیان تجارت کی ترقی کا انحصار اچھی سڑکوں کی تعمیر پر تھا۔ پوری ریاست میں اچھی سڑکیں تعمیر کی گئی۔ موٹر سواریوں کا استعمال بڑھ گیا۔ 1932ء تک شاہراہوں پر خانگی ذاتی کمپنی کی گاڑیاں چلنے لگی۔

حیدرآباد پہلی دیسی ریاست تھی جس کے اپنے ذاتی ہوائی راستے تھے جس کا مرکز بیگم پیٹ تھا۔ 1938ء کے فرمان کے مطابق دکن کے ہوائی راستے آصف جاہی دور میں شروع ہوئے اس کی طیران گاہ بیگم پیٹ تھی۔ بعد میں ہوائی راستوں کو نظام اسٹیٹ ریلوے بورڈ کے تحت کر دیا گیا۔

1930ء میں ریلویز، 1932ء میں روڈ ٹرانسپوٹ اور 1938ء میں فضائیہ کو حیدرآباد کی سرکار نے نظام اسٹیٹ بورڈ کے تحت کر دیا جو آصف جاہی حکمرانی کے خاتمہ 1948ء تک ان کے کنٹرول میں رہی۔

1869ء میں جب سالار جنگ اول مہتمم کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے تھے، ریاست میں محکمہ ڈاک وتار کا قیام عمل میں آیا۔

1866ء میں پہلا چپکنے والا ایک آنہ ڈاک ٹکٹ چھاپا گیا۔

1869ء میں نواب شاہ سوار جنگ حیدرآباد کے پہلے پوسٹ ماسٹر جنرل کی حیثیت سے مقرر ہوئے اور حیدرآباد میں پہلے ڈاک ٹکٹ کو متعارف کیا گیا۔

ٹیلیفون کی خدمات شہر حیدرآباد میں 1885ء میں متعارف کی گئی۔ تنصیب کا کام بمبئی ٹیلیفون کمپنی نے انجام دیا۔ اس کے اختتام تک حکومت نے سارا انتظام کیا۔ 1910ء تک ٹیلیفون کی تنصیب کے لئے ہندوستان کی سرکار سے پہلے اجازت لینی ضروری تھی لیکن بعد میں ہندوستانی ریاستوں کو اس شرط سے چھوٹ مل گئی۔

ابتداء میں صرف ایک ٹیلیفون ایکسچینج 16 لائینوں کے ساتھ بارہ دری شہر میں تھی۔ تیز رفتار مواصلات کے لئے اس کا استعمال صرف سرکار

کرتی تھی لیکن بعد میں اس کو عوام کے لئے کھولا گیا۔ٹیلیفون رابطہ کے لئے طلب میں اضافہ کی وجہ سے اور دو ایکسچینج نارائن گوڑہ اور سکندرآباد میں قائم کئے گئے۔

1926اور 1927ء میں بڑی لائینیں تنصیب کی گئی جوزشہر حیدرآباد کو اضلاع کے صدر مقام اور ریاست کے اہم شہروں سے ملاتی تھیں۔1922 – 45 کے درمیاں 10 ٹیلیفون ایکسچینج اور 2004 ٹیلیفون رابطے تھے۔

حیدرآباد، گوداوری سے مربوط ریلوے لائین1899ء میں کھولے جانے سے سوت اور اس سے تعلق رکھنے والے Ginning ملوں کو قائم کرنے میں مدد ملی۔اس دور میں ریشم، قالین اور دوسری چھوٹی صنعتوں کو فروغ ملا۔

حیدرآباد دکن اسپننگ اور ویونگ ملس لمیٹیڈ (1877 (،محبوب شاہی گلبرگہ ملس (1884) اور اورنگ آباد ملس (1888) قائم ہوئے۔ علاوہ ازیں ریلوے لائین ڈورنکل سے سنگارینی کھولنے کی وجہ سے زیادہ کوئلہ نکالنے میں مدد ملی۔

1901ء تک مختلف قسم کی 68 بڑی صنعتیں قائم ہوئیں جس میں اوسط روزانہ 10 اور اس سے زیادہ مزدوروں کو روزگار ملا۔

صنعتی لیبارٹری کا 1919 میں قیام عمل میں آیا جو ریسرچ کا کام کرتی تھی، اس کے علاوہ علیحدہ علیحدہ محکمہ کامرس اور انڈسٹری (سی آئی ڈی) کا1918ء میں قیام عمل میں آیا۔

ریاست حیدآباد کی صنعتوں کی تاریخ میں1929ء کے سال کی اہم پہچان ہے۔اس سال ریاست نے خود ایک کروڑ روپے کے کارپس فنڈ حصہ داری، دستاویزی قرض اور اقساط پر قرض کی شکل میں ITF انڈسٹریل ٹرسٹ فنڈ قائم کیا۔ اس فنڈ کی مختلف صنعتوں میں سرمایہ کاری کی گئی اور منافع کو کاٹیج اور چھوٹے پیمانے کے صنعتوں کی ترقی کے لئے استعمال کیا گیا۔

سالار جنگ وزیر اعظم کے دور میں اور اس کے بعد حکومت کئی نمائش منعقد کرتی اور حصہ لیتی تھی۔1930ء سے مستقل صنعتی نمائش حیدرآباد میں منعقد ہونے لگی۔" جامعہ عثمانیہ کی گرایجویٹ اسوی ایشن" نے حکومت کی امداد سے اس نمائش کا انعقاد کیا اور ایک رسالہ" ملکی صنعتیں" کے نام سے جاری کیا۔

آصف جاہی دور حکومت میں مندرجہ ذیل اہم صنعتیں قائم کی گئی:

1. سنگارینی کالریز (1921) :سنگارینی گاؤں کھمم میں سب سے پہلے کوئلہ کی کانوں کا پتہ چلا اس لئے انہیں سنگارینی کے نام سے پکارا گیا۔

2. نظام شوگر فیکٹری (1937ء) :یہ نظام آباد کے ضلع بودھن میں واقع ہیں۔

3. آلوین میٹل ورک (1942) : یہ مشترکہ طور پر انڈسٹریل ڈیولپمنٹ ٹرسٹ آف نظام حیدرآباد کی حکومت اور Alladin Company نے ملکر شروع کی۔

4. پراگا ٹولس (1943ء) :اس میں مشینوں کے اوزار بنائے جاتے تھے۔ اس کا مرکز کاوڑی گوڑہ سکندرآباد تھا۔ 1963ء میں اسے محکمہ دفاع کے حوالہ کیا گیا۔

5. سرسلک (1946ء) : تاریخی طور پر کاغذنگر گونڈ سلطنت کا حصہ تھا،اس کا صدر مقام سرپور شہر تھا جو کوتھاپیٹ کے نام سے بھی مشہور تھا۔سرپور ملس لمیٹیڈ ملک کی سب سے پہلی لکڑی کے گودے سے کاغذ بنانے کی مل تھی۔

6. چارمینارسگریٹ فیکٹری(1925)اور وزیرسلطان تمباکو کمپنی(1930) :وزیرسلطان تمباکو کمپنی کومرحوم وزیرسلطان نے ڈھل واڑی میں 1916ءمیں شروع کیا جسے1930ء میں حیدرآباد کے علاقہ مشیرآباد منتقل کیا گیا۔

7 کارخانہ زندہ طلسمات(1920) : 1920ء میں حیدرآباد میں مشہور حکیم مرحوم محمد معز الدین فاروقی نے متعارف کروایا۔

8. حیدرآباداسٹیٹ بینک(1941ء) :1941ء میں میرعثمان علی خان نے اپنا ذاتی بینک قائم کیا جو حیدرآباداسٹیٹ بینک کہلاتا ہے۔یہ عثمانیہ سکہ سے چلتا تھاجو حیدرآباد اسٹیٹ کی کرنسی تھی۔ یہ پہلی ریاست تھی جس کی علیحدہ کرنسی تھی۔ حیدرآبادکاروپیہ ہندوستان کے روپیہ سے الگ تھا۔

9. اعظم جاہی ملس(1934ء)میں اور دکن ایرویزلمیٹیڈ (1945ء)میں قائم کئے گئے۔

جدیدتعلیم کی ترقی :

حیدرآبادمیں جدیدتعلیم کو متعارف کرنے میں دیوان سالارجنگ کا اہم کردار تھا۔پہلا انگریزی گرامر اسکول شہر حیدرآبادمیں 1834ء میں سینٹ گرامراسکول کے نام سے انگلینڈ کے چرچ کے پادری کے ہاتھوں شروع کیا گیا۔ 1854ء میں سالارجنگ نے دارالعلوم اورینٹل کالج شہر حیدرآبادمیں قائم کیا۔ ایک علٰحدہ محکمہ تعلیم قائم کیا گیاجس کی سربراہی کے لئے عوامی ہدایات کےڈائریکٹرکو مقررکیا گیا۔1870ءمیں سٹی ہائی اسکول اورانجینیر نگ اسکول، 1872ء میں چادرگھاٹ ہائی اسکول اور1887ءمیں حیدرآبادکالج جسے نظام کالج کہاجاتا ہے قائم کیا گیا۔

1884ءکاسال ریاست کی تاریخ میں تعلیمی میدان میں ایک نئے باب کا آغازکرتا ہے۔اس سال میرمحبوب علی خان نظام ششم نے سید حسین بلگرامی کو تعلیم عامہ کاناظم مقررکیا۔ 28اگست1918ء کو نظام ہفتم میر عثمان علی خان نے ایک فرمان کے ذریعہ جامعہ عثمانیہ کے قیام کی منظوری دی جو 1400ایکڑ کے موجودہ احاطہ پر ہے۔اس کے معمارنواب زین یارجنگ تھے۔ جامعہ عثمانیہ جامعہ تھی جس نے ہندوستانی زبان اردوکو ذریعہ تعلیم اورانگریزی کولازمی مضمون قراردیا۔

سٹی کالج کو 19212ءمیں قائم کیا گیا،اس کے سات سال بعد میڈیکل کالج،انجینئرنگ کالج اورٹیچرس ٹریننگ کالج اورورنگل انٹرمیڈیٹ کالج وجودمیں آئے۔

نظام کالج جو1946ءتک مدراس یونیورسٹی سے منسلک تھااوراس کےعلاوہ محبوب کالج اورنودوسرے کالجس قائم ہوئے جنہیں جامعہ عثمانیہ سے منسلک کیاگیا۔

لڑکیوں کے لئے پہلااسکول 1880ءمیں شروع کیا گیا۔دلت طلباء کے لئے خصوصی اسکول قائم کیاگیا۔ نظام نے گونڈطبقہ کے لئے مخصوص اسکول کو 1943ءمیں ضلع عادل آباد میں قائم کیا۔

طبی سہولتیں :

عثمانیہ میڈیکل کالج کو1846ءمیں ایک برطانوی باشندے نے قائم کیا۔

ذہنی عوارض کے علاج کے لئے ایراگڈہ میں ایک ہسپتال کھولا گیا۔

میرعثمان علی خان نے 1938ء میں عثمانیہ جنرل ہاسپٹل کی تعمیر کروائی۔

نیلوفر ہاسپٹل، پرانا پل کا زچگی دواخانہ، نظام یونانی دواخانہ وغیرہ عوام کی سہولت کے لئے قائم کئے گئے۔

نظام انسٹیٹیوٹ آف میڈیکل سائنس کو نظام ہفتم نے خانگی دواخانہ کے طور پر کھولا، جس کو 1961ء میں حکومت ہند نے اپنی سرپرستی میں لے لیا۔

سماجی ثقافتی بیداری کی تحریکیں :انیسویں صدی کا دوسرا نصف حصہ ہندوستانیوں کے خیالات اور افکار کی دنیا میں ایک انقلاب آفریں دور ثابت ہوا۔مغربی تصورات کی بنیاد پر سماجی اور سیاسی اصلاحات کی لہر نے سارے ملک کو اپنے لپیٹ میں لے لیا۔ چند تحریکیں جنھوں نے احیاء پرستی کو اپنی بنیاد بنایا وہ مندرجہ ذیل ہیں :

راجہ رام موہن رائے اور برہمو سماج :راجہ رام موہن رائے نے برہمو سماج کی بنیاد ڈالی۔ ہندو سماج کو ذات پات، قوم پرستی اور دوسری نجاستوں سے پاک کرنا انکی زندگی کا سب سے بڑا مقصد تھا۔1815ء میں انہوں نے ایک ایسی سوسائٹی کی بنیاد ڈالی جسکے دروازے ان تمام افراد کے لئے کھلے تھے جوایک خدا پر یقین رکھتے ہوں اور بت پرستی سے بیزار ہوں۔ اپنشدوں میں بیان کردہ ایک ذات واحد کی پرستش، بت پرستی کی مخالفت، انسانی عالمگیر بھائی چارگی میں یقین اور تمام مذاہب کی عزت وتوقیر برہما سماج کے اصول تھے۔

برہما سماج نے بچپن کی شادی، ستی کی رسم، ایک سے زیادہ صورت میں شادیاں اور پردہ کی رسم کی سخت مخالفت کی اور ان برائیوں کو ختم کرنے کی

پوری کوشش کی۔اس نے لوگوں کو عیسائی مذہب میں داخل ہونے سے روکا۔ برہما سماج نے تعلیم پر خاص طور پر عورتوں کی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دی۔اس نے بیوہ کی شادی اور بین مذہبی شادی کو قانونی حیثیت دلوادی۔

آریا سماج اور دیانند سرسوتی :

آریا سماج کے بانی دیانند سرسوتی تھے جو گجرات کے باشندے تھے۔1875ء میں بمبئی میں انہوں نے آریا سماج کی بنیاد رکھی۔انہوں نے ہندو مذہب کو تمام بدعات سے پاک کر کے ویدوں اور اپنشدوں کے دور کے مطابق بنانے کا بیڑہ اٹھایا۔ذات پات کی تقسیم، بچپن کی شادی اور سمندری سفر پر پابندی کے خلاف بھی اپنی آواز بلند کی۔انہوں نے پردے کا رواج، قدامت پرستی، جہالت اور اندھی تقلید کی بھی مخالفت کی۔عورتوں کی تعلیم اور بیوہ کی شادی کی حمایت کی۔وہ چھوت چھات کے خاتمے اور آزادی نسواں کے حق میں تھے۔ "ستیارتھ پرکاش" نامی انکی مشہور کتاب میں انکے عقائد اور خیالات درج ہیں۔

مجلس اتحادالمسلمین 1927 :ء میں مسلمانوں کی ترقی اور اقتدار کے حصول کے لئے مجلس اتحادالمسلمین نامی تنظیم کا قیام عمل میں آیا۔ بہادر یار جنگ اسکے پہلے صدر تھے۔اس سے جڑے افراد کو رضا کار کہا جاتا تھا۔انہیں فوجی تربیت دی جاتی تھی۔آپریشن پولو کے وقت کئی رضا کاروں کو گرفتار کیا گیا۔

بھودان تحریک :ونوبا بھاوے نے 1951ء میں بھودان تحریک کی شروعات کی۔انہوں نے تلنگانہ میں مارچ کیا اور امیر زمینداروں

سے زمینات لیکرا سے غریب اور بے زمین عوام میں تقسیم کیا۔

☆ ہندوستانی فوج حیدرآباد میں J.N چودھری کی قیادت میں داخل ہوئی۔

☆ سندرلال کمیٹی کی رپورٹ کی بنیاد پر J. N. Choudhry کے بجائے M.K. Vellodi کو چیف منسٹر مقرر کیا گیا۔اردو کے بجائے تلگو اور انگریزی کا چلن ہوا۔

☆ حیدرآباد میں عام انتخابات فروری 1952 میں مکمل ہوئے جس میں 175 ارکان اسمبلی اور ارکان پارلیمنٹ کے لئے منتخب ہوئے۔B. رام کرشنا راؤ نے بحیثیت چیف منسٹر حلف لیا۔ یہ پہلی ریاست تھی جس نے مادری زبان میں تدریس کو متعارف کروایا۔

☆ برگولا رام کرشنا راؤ کا دوسرا اہم کارنامہ 1955 میں انسداد رشوت ستانی (Anti Corruption Bureau) کا قیام ہے اور ناگارجنا ساگر پراجیکٹ کی شروعات کی۔

☆ اچاریہ ونوبھا بھاوے نے 18 اپریل 1951 کو بھودان تحریک کو پوچم پلی ضلع نلگنڈہ سے شروعات کی۔100 ایکر زمین کا وی۔رامچندر ریڈی نے عطیہ دیا۔ اس طرح کئی ہزار ایکر زمین حاصل کر کے بے زمین افراد میں تقسیم کی گئی۔

☆ حکومت ہند نے آزادی کے بعد کئی لسانی ریاستوں کی تشکیل لئے کئی کمیٹیوں اور کمیشنوں کا تقرر کیا۔

☆ SK. Dhar کمیشن 1948، J.V.P کمیٹی 1949، اور نچو کمیٹی 1953 (آندھرا ریاست کا قیام یکم اکتوبر 1953 کو عمل میں آیا) اور سید فضل علی کمیشن 1953 قائم کیا گیا۔

☆ Gentlemen's Agreement، 20 فروری 1956 کو دہلی میں منعقدہ میٹنگ میں طے کیا گیا (حیدرآباد گیسٹ ہاؤز) اس پر دستخط 14 اگست 1956 میں کئے گئے۔

☆ اس طرح فضل علی کمیشن کی رپورٹ کی بنیاد پر آندھرا پردیش کا قیام یکم نومبر 1956 کو عمل میں آیا (وشال آندھرا)

☆ تلنگانہ میں چھاپہ خانہ / اخبارات یورپ کے داخلہ سے قبل جب کوئی اخبار نہیں تھا ''واقعہ نویس'' تمام اہم تاریخی واقعات کو قلم بند کیا کرتے تھے۔

☆ نظام حکومت کی کئی تحدیدات کے باوجود 1833 ''جیوت الاکبر'' ہندوستان کا ابتدائی جرنل ہے جو حیدرآباد میں شروع کیا گیا۔

☆ 1854 میں اردو میڈیکل جرنل ''رسالہ طبی'' شروع کیا گیا۔

☆ مسلم خواتین میں تعلیم کو فروغ دینے اور توہم پرستی کو دور کرنے کے لئے مولوی محب حسین نے ''معلم نسواں'' قائم کیا۔

☆ 19 ویں صدی تک تلگو میں کوئی چھاپہ خانہ نہیں تھا، اس لئے کوئی رسالہ جاری نہیں ہوسکا۔

☆ ماڈپاتی ہنمنت راؤ کی کتاب "Andhrodyaman" کے مطابق آندھرا تحریک میں تین جرنل تلگو، نیلگری اور گولکنڈہ پتریکا نے اہم حصہ ادا کیا۔

5۔ تلنگانہ میں صحافت اور اخبارات

☆ تلگو کا پہلا جرنل "Sedhya Chandrika"‘1886 میں شروع کیا گیا جو اردو جرنل ’’فنون‘‘ سے ترجمہ کیا گیا ہوتا تھا۔

☆ عبدالقدیر نے 1864 میں سکندرآباد سے Dr. Sunon اور Forbes کے تعاون سے پہلا انگریزی اخبار "Deccan Times) " کی اشاعت کی۔اور 1885 میں "The Hyderabad Record" اور پھر ’’حیدرآباد ٹیلیگرام‘‘ جاری ہوا۔

☆ 1912 میں "Hitabodhini" تلگو ماہنامہ کوسرینواس شرما نے محبوب نگر سے آغاز کیا۔

☆ تلنگانہ کی سیاست میں 1926 اہمیت کا حامل ہے اس سال گولکنڈہ پتریکا Bi weekly کو سورا ورم پرتاب ریڈی کی ادارت میں رونما ہوا۔

☆ 1927 میں ضد مولا نرسنگ راؤ کی ادارت میں ہفتہ واری اردو ’’Rayyat‘‘ شروعات ہوئی۔

☆ جنوری 1927 نیلگری اور تلگو پتریکا کے بند ہونے کے بعد ’’سجاتا‘‘ ماہنامہ جاری ہوا۔

☆ تلنگانہ کا سب سے پہلا بچوں کا رسالہ ’’پولاتوٹا‘‘(Polatota) کو 35-1930 اپپا ناشاستری کی ادارت میں نعیم نگر ہنمکنڈہ شائع ہوا۔

☆ 1938 میں بنگلورونرسمہا شرما ’’آندھراوانی‘‘ D1941. وینکٹا چاریلو نے مذہبی جرنل "Dasarathi" کی شروعات کی

☆ غلام علاء الدین نے روزنامہ میزان 1944 تلگو،اردو،انگریزی میں شائع کیا۔

☆ 45-1944 میں ریاست حیدرآباد میں زرعی ترقی کے لئے "Padi pantulu" روزنامہ کو محکمہ اطلاعات کی جانب سے شروع کیا گیا۔

☆ Kakathiya کو پی وی نرسمہا راؤ اور کرانتی کو K. ستیانارائنا کی ادارت میں شائع کیا گیا۔حیدرآباد پولیس ایکشن کے بعد ’’بھاگیہ نگر پتریکا‘‘ کوایودھیاراما شاعر نے 1949 میں شروع کیا۔

☆ سورورم پرتاپ ریڈی گولکنڈہ پتریکا سے دست بردار ہونے کے بعد 1951 میں ’’پرجاوانی‘‘ ہفتہ وار کی شروعات کی لیکن مالی دشواریوں اور آندھرا علاقہ کے میگزین سے مسابقت کے سبب بند کرنا پڑا۔

☆ روزنامہ پرجاسکتی اور ’’وشال آندھرا‘‘ اخبارات CPI اور CPM کی جانب سے شائع ہوئے اور زرعی مزدور اور غریبوں کے مسائل کو اجاگر کئے۔

☆ "Eenadu" تلگو روزنامہ کا 1974 میں قیام وشاکھا پٹنم میں عمل میں آیا۔جو بعد میں حیدرآباد اس کا مرکز بنا اس کے بانی راموجی راء جو کہ مارگادرشی چٹ فنڈ کے بانی ہیں۔

تلنگانہ کا تصور 1948–1970 تک

ذاتیں :

☆ تلنگانہ میں برہمن، ریڈی، ویلاما، ویسایا، منورو کپس، مدیراج، گولا کرما وغیرہ ذاتیں موجود ہیں۔

☆ ریاست تلنگانہ میں کئی ذیلی ذاتیں بھی آباد ہیں۔

☆ قبائل : چینچو، گونڈ، لمباڈا، کویا، کونڈا ریڈی، کولوار، کونڈا دورالو، سوگالی، بنجارہ، یاناڈی، یروکلا وغیرہ تلنگانہ میں رہتے ہیں۔

☆ پیشے : ہنگر، وشوابراہمین، یادو، گولکا پتر، اپنے کئی ذیلی فرقوں کے ساتھ یہاں رہتے تھے۔

دستکاری :

☆ دستکاری کی شکلوں میں جنہوں نے تلنگانہ کو مشہور کیا وہ نرمل آرٹ (نقش اور لکڑی کی نقاشی)، چیریال اسکرول پینٹنگ پیمبرتی کی دھاتی دستکاری، عادل آباد کے رنجن، چندور و پیتل کا سامان، ورنگل کے قالین، بیدری ویئر، حیدر آباد کی چوڑیاں اور لاڈ بازار، پوچم پلی اکات ※، اور تیلیا رومال، سدی پیٹا گولبھاما ساڑیاں، زردوزی کڑھائی، کریم نگر کی سلور فلیگری کا کام آج دنیا بھر میں مشہور ہیں۔

تلنگانہ کے میلے :

☆ تلنگانہ میں میلوں اور جاتاراوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔ بہت سے میلے دیہی اور لوک داستانوں پر مبنی ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں:

1. سماکا سارلماج جاترا، میڈارم جاترا جو ورنگل کے ایوورنگرم منڈل کے منڈل میں منعقد ہوتے ہیں۔

2. ناگوبا جاترا ا— اندراویلی (منڈل) عادل آباد۔

3. ادوپیالا جاترا— ضلع میدک۔

4. کونڈا گٹو جاترا— متیالمپیٹ (دیہات) کریم نگر ضلع۔

5. پیڈا گولا گٹو جاترا— درجن پلی، نلگنڈہ

6. کوموروپلی جاترا— ملنا جاترا، کوموراویلی گاؤں، چیریالا منڈل، ورنگل ضلع۔

7. راماپا جاترا— پالمپیٹ گاؤں، ورنگل ضلع۔

8. کوٹاکونچا جاترا— لکشمی نرسمہا سوامی مندر، ریگونڈا منڈل، ورنگل ضلع۔

9. ویلالا جاترا— چنور، عادل آباد

10. بیجانکی جاترا— لکشمنارسمہا سوامی مندر، بیجانکی منڈل، کریم نگر۔

☆ دیگر ہیں مانیمکونڈہ جاترا (پالامورو) کورمورتی جنتارا (محبوب نگر)، اننگیری جاترا (وقار آباد) دھرور جاترا (عیسائی) دھرور (وقار آباد، رنگاریڈی) ہیں۔

تلنگانہ کے تہوار :

☆ تلنگانہ میں تمام مذاہب کے لوگ اپنے تہوار جوش وخروش سے مناتے ہیں

☆ تلنگانہ کے تہوارسنکرانتی،مہاشیوارتری،گنیش چترتھی،ناگاپنچمی،ہنومان جینتی،کرشنااشٹمی،سری رامانوامی،اگادی،دسہرہ،دیپاولی اور ہولی وغیرہ ہیں۔ حکومت تلنگانہ نے دوتہواروں کوریاستی تہوارقراردیاہے،وہ بوتکما اور بونالوہیں۔

تلنگانہ میں اہم مقامات : حیدرآبادمیں کئی تاریخی مقامات اورعمارتیں ہیں جن کادورہ مسافروں کی ہینڈ بک میں ضروری ہے۔ آیئے ہم تلنگانہ کے اہم مقامات کا،ضلع وارجائزہ لینگے۔

☆ حیدرآباد :

☆ چارمینار :نواب قلی قطب شاہ نے 1591 میں بنایاتھا۔

☆ گولکنڈہ کاقلعہ : کاکتیہ بادشاہوں نے 945 عیسوی اور 970 عیسوی کے درمیان تعمیر کروایا۔

☆ سالارجنگ میوزیم :یہاں کچھ نایاب اورقیمتی نمونے نمائش کے لیے رکھے گئے ہیں۔ III سالارجنگ،میریوسف علی خان بہادر نے 1951 میں تعمیر کیا تھا۔

☆ چومحلہ محل : یہ چارمحلوں کاایک گروپ ہے،یعنی 1.تہنیاتھ محل 2.مہتاب محل 3.افضل محل اور 4. آفتاب محل۔ یہ اس وقت کے نظام مر محبوب علی خان 1857 سے 1869 مس ی 45 ایکڑرقبے پرتعمیر کروایا تھا۔

☆ مکہ مسجد : قلی قطب شاہ نے 1964 میں تعمیر کروایا تھا۔یہ ہندوستان کی سب سے بڑی اورقدیم مسجد ہے۔

☆ فلک نمامحل 1893 : مس رریاست حیدرآباد کے اس وقت کے وزیراعظم نواب وقارالعمرہ نے 32 ایکڑ کے رقبے مس ے تعمر کروایا تھا۔

☆ قطب شاہی مقبرے : یہ قطب شاہی خاندان کے حکمرانوں کے سات مقبرے ہں وجو گولکنڈہ قلعہ کے قریب واقع ہے۔

عادل آبادضلع:

☆ نرمل قلعہ :اسے شانگھرقلعہ بھی کہاجاتاہے۔

☆ کنٹلاواٹرفالس اورکڈیم ڈیم : پانی 45 فٹ کی بلندی سے گرتاہے۔ یہ نرمل شہر کے قریب واقع ہے۔ کڈیم ڈیم گوداوری کی معاون ندی پر بنایا گیاہے۔

☆ بساراگاناسرسوتی مندر : مشہورمندردریائے گوداوری کے کنارے بنایا گیاہے۔

کریم نگرضلع :

☆ سری راجاراجیشورے راسوامی مندرویمولواڑا : مشہورشیومندرجومشرقی چاکیوں نے 930 اور 950 عیسوی کے درماان تعمیر کیاتھا۔

☆ کالیشورم :ایک بہت بڑالفٹ ایریگیشن پراجکٹ ہے۔ٹی آرایس حکومت نے تعمیر کیا۔تلنگانہ کی لائف لائن کہاجاتاہے۔

☆ دھولی کٹہ : یہ کریم نگرسے تقریباً 25 کلومٹر کے فاصلے پرواقع ہے

☆ کوٹیلنگالا: (کریم نگر)،پدلداواگواوردریائے گوداوری کے سنگم پر بنایا گیا۔ جسے سماکا خاندان کے حکمرانوں کادارالحکومت کہاجاتا ہے۔ ساتواہن خاندان کے بہت سے نوشتہ جات (Inscriptions) یہاں سے دریافت ہوئے تھے۔

☆ ایلاگنڈلاقلعہ : کاکتوفس نے تعمیر کردہ ہے،کریم نگرشہر کاایک حصہ ہے جواب کھنڈرات پر مشتمل ہے۔

کھمم ضلع:

☆ بھدراچلم : بھدراچلم سری سیتارام چندرسوامی مندر کے لیے مشہور ہے۔ جو گوداوری کے کنارے پر واقع ہے۔

☆ کنرراسانی ڈیم اورمگرمچھ کا فارم : ایک مشہور ساحتی مقام کوتا گوڈیم ٹاؤن کے قریب واقع ہے۔ یہ ڈیم کنرااسانی ندی پر بنایا گیا تھا۔

محبوب نگرضلع:

☆پلّلا ماری : یہ 800 سال پرانا برگد کا درخت ہے، جومحبوب نگر شہر سے تقریباً 4 کلومٹر دور واقع 3 ایکڑ کے رقبے میں پھیلا ہوا ہے۔

☆ گدوال قلعہ : یہ مشہور قلعہ پڈا اسوما بھوپالڈو (سوماناد ری) نے 1662 میں تعمیر کروایا تھا۔

ضلع میدک:

☆سنگورو پراجکٹ : سنگا ریڈی کے قریب منجیرا ندی پر بنایا گیا ہے۔

☆ میدک چرچ : یہ ایشیاء کا سب سے بڑا چرچ ہے، جو 1994 میں تعمیر کیا گیا تھا۔ جس کا فن تعمیر گوتھک تھا۔

ضلع نلگنڈہ : ناگارجن ساگر ڈیم جو دریائے کرشنا پر بنایا گیا ہے۔

☆ نندی کونڈہ یا ناگارجونا کونڈا : یہ دریائے کرشنا کے کنارے واقع بدھ مت کا ایک مشہور مقام ہے۔

☆ بھوانا گری قلعہ : یہ قلعہ 10 ویں صدی میں مغربی چالوکواں، تربھونا ملا وکرمادتہ نے تعمیر کیا تھا۔

☆ یادگرای گٹہ : یادگری گٹہ پر مشہور سری لکشمی نرسمہا سوامی مندر کی نشست موجود ہے۔

☆ کولانو پا کا : یہ جگہ آلیرو منڈل میں اواقع ہے۔ جو 2000 سال پرانے جین مندر کے لیے مشہور ہے۔

نظام آباد ضلع : نظام آباد کا قلعہ، علی ساگر ریزروائر، سری رام ساگر پروجکٹ، نظام ساگر ڈیم

ورنگل ضلع : رامپا مندر، ہزار ستون کا مندر، ورنگل قلعہ، بھدرکالی مندر، پاکالا جھلہ، اورلکناورم جھیل وغیرہ۔

☆ 17 ستمبر 1948 کواس آپریشن کی سربراہی جنرل جے-این چودھری نے حیدرآباد ریاست کوانڈین یونین میں ضم کرلیا۔

سالارجنگ اول کو ریاست حدارآباد کے چوتھے نظام نذیر الدولہ کے دورحکومت مس رریاست حدقرآباد کا دیوان یا وزیر اعلیٰ مقرر کام گا تھا۔

☆ سالارجنگ نے رنیو، کسٹم، ڈاک، پولس، قانونی، آبپاشی، پبلک ورکس، سروے اورسیٹلمنٹ ڈیپارٹمنٹ، مرکزی انعام دفتر جیسے محکموں کی شروع کی۔ انہوں نے ریونیوسروے کرنے والوں کوتربیت دینے کے لیے ایک اسکول قائم کیا۔

☆انہوں نے پبلک ورکس، پوسٹل اورفاریسٹری کے محکمے بھی شروع کیئے۔

☆ تلنگانہ اورگلبرگہ میں ریلوے لائن 1860 اور 1878 کے درمیان تعمیر کی گئیں۔ حیدرآباد میں 1844 میں ایک میڈیکل کالج اور 1870 میں 6انجینیر نگ کالج کا آغاز ہوا۔ بالترتیب 1870 اور 1872 میں سٹی کالج اور چادرگھاٹ اسکول شروع کیا گیا۔

میرعثمان علی خان کے تحت ملازمت اورسول سروسز رولز، 1919 کا فرمان اورملکی کا مفہوم۔

☆ میرمحبوب علی خان، نظام ششم، 5 فروری 1884 کوحکمران بنے، ان کا دیوان سالارجنگ II تھا۔ وہ انگریزی تعلیم یافتہ تھا، اس

لیے وہ انگریز افسروں اور غیر ملکی مسلم افسروں کے قریب ہو گیا۔

انہوں نے نومبر 1919 میں کچھ سائنسی اصلاحات نافذ کیں۔انہوں نے کابینہ کونسل کو ختم کر دیا اور اس کی جگہ ایک ایگزیکٹو کونسل (باب حکم) قائم کی۔ ایگزیکٹو کونسل کے پہلے صدر سید امام تھے۔ ایگزیکٹو کونسل تمام سرکاری محکموں کے روزمرہ کے امور کا انتظام کرتی تھی۔

☆نظام نے ایک فرمان پاس کیا جس میں قانون ساز کونسل میں اصلاحات متعارف کرانے کا اختیار وزیر اعظم کو تفویض کیا گیا۔

فرمان میں درج ذیل چیزیں شامل تھیں۔

.1اسمبلی میں اراکین کی تعداد میں اضافہ۔

.2انتخابات کا نظام براہ راست متعارف کروانا۔

.3 بعض قبائل کو خصوصی درجہ دینا۔

.4اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت۔

.5 حق رائے دہی کے حوالے سے رہنما اصول وضع کرنا۔

6۔اسمبلی میں عہدیداروں اور اراکین کی تعداد کا فیصلہ کرنا۔

.7اسمبلی اراکین کے اختیارات اور ذمہ داریوں کا فیصلہ کرنا۔

☆ رائے بال مکند کمیٹی کی جانب سے اصلاحات پر جو رپورٹ پیش کی گئی تھی اسے پبلک نہیں کیا گیا اور نہ ہی اس پر عمل درآمد کیا گیا۔

☆عثمانیہ یونیورسٹی ستمبر 1918 میں قائم ہوئی۔

☆ملکی لیگ کی تحریک کی وجہ سے شمالی ہند کے لوگوں (ہندو اور مسلمان دونوں) کی ہجرت میں نمایاں کمی واقع ہوئی تھی۔

☆لائبریری تحریک اور آندھرا جنا سنگھم کے باوقار افراد نے اس تحریک کی بھرپور حمایت کی۔

1948 میں ریاست حیدرآباد کا انڈین یونین میں انضمام۔

☆ تلنگانہ کے لوگوں نے کمیونسٹ پارٹی کی قیادت میں فرقہ پرست ٹھگوں کا بہادری سے مقابلہ کا، جسے تلنگانہ مسلح جدوجہد کہا جاتا ہے۔

ہندوستانی حکومت نے 13 ستمبر 1948 کو نظام ریاست میں اپنی فوج بھیجی۔اس کارروائی کو آپریشن پولو یا آپریشن کیٹرپلر کے نام سے جانا جاتا تھا۔

ملٹری کے قاعدہ کے تحت ملازمت کی پالیسیاں 52:–1948

☆میجر جنرل۔ جے این چودھری نے 19 ستمبر 1948 کو ریاست حیدرآباد کے فوجی گورنر کے طور پر گورننگ ڈیوٹی سنبھالی۔

☆نومبر 1949 کو نظام نے ایک فرمان جاری کیا کہ حیدرآباد ریاست کو انڈین یونین میں ضم کر دیا گیا ہے۔

☆فوجی گورنر نے یکم دسمبر 1949 تک حکومت کی۔

☆ہندوستان کے وزیر اعظم جواہر لال نہرو نے ایم کے ویلوڈی آئی سی ایس آفسرن (سبکدوش) کو 1950 میں ریاست حیدرآباد کے وزیر اعلیٰ کے طور پر مقرر کیا تھا۔

آزاد ہندوستان میں ریاست حیدرآباد:

☆ نظام میر عثمان علی خان کو 26 جنوری 1950 کو راج پرمکھ کے طور پر جاری رکھے گئے۔ 6 مارچ 1952 کو پہلے ریاستی انتخابات کے ذریعے برگالا رام کرشن راؤ کی حکومت منتخب ہونے تک جاری رہی۔

پہلے اسمبلی انتخابات مس ا، انڈین نیشنل کانگریس نے 175 میں سے 173 سیٹوں پر مقابلہ کیا۔

☆ دیہی تلنگانہ میں کمیونسٹ پارٹی کے ساتھ اس کا سخت مقابلہ تھا۔ تاہم اسے کنڑا اور مراٹھی بولنے والے علاقوں میں آسانی سے جیت حاصل ہوئی۔

☆ انڈین نیشنل کانگریس 93 سیٹیں جیت سکی تھی۔ ترقی پسند ڈیموکریٹک فرنٹ کے نام سے کمیونسٹوں نے 42 نشستیں حاصل کی۔

برگولا رام کرشنا راؤ نے 6 مارچ 1952 کو ریاست کے وزیر اعلی کے طور پر اپنی کابینہ کے طور پر 11 دیگر وزراء کے ساتھ مقبول حکومت تشکیل دی تھی۔

ملکی تحریک، 1952 – مقامی لوگوں کی ملازمت کا مطالبہ:

☆ ریاست حیدر آباد میں پہلی مقبول حکومت کو 1952 میں ملکی تحریک نے خوش آمدید کہا۔

☆ ملکی مسئلے کی نوعیت تقریباً ایک صدی پرانی تھی، تاہم 1868 سے 1952 کے عرصے کے دوران اس نے مختلف رنگ اختیار کیے تھے۔ ملکی تحریک کے بیج ستمبر 1952 میں ورنگل میں بوئے گئے تھے۔

ریاست حیدر آباد میں 1952 تک تعینات غیر ملکیوں کو تین زمروں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

.1 وہ ملازمین جو اہل مقامی دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے تعینات کئے گئے تھے۔

.2 غیر ملکی جو کہ عارضی بنیادوں پر مقرر کئے گئے تھے۔

.3 غیر ملکی جنہوں نے جعلی ملکی سرٹیفکیٹ کے ذریعے عہدوں پر قبضہ کیا۔

☆ وزیر اعلیٰ نے یقین دلایا کہ زمرہ 2 اور 3 کے افراد کو ہٹایا جائے گا اور ان کے ساتھ مناسب نمٹا جائے گا، لکن زمرہ 1 کے افراد کو نہیں ہٹایا جا سکتا کیوں کہ ان کا تقرر خود حکومت نے کیا ہے۔

1952 ملکی تحریک: جون – جولائی 1952 مس ر، ورنگل مس وڈ ویژنل انسپکٹر آف اسکولس، پارتھا سردھی نے ایک ہی حکم کے ساتھ 180 اساتذہ کا تبادلہ کا۔۔

☆ محکمہ تعلم کے ڈپٹی ڈائریکٹر ڈاکٹر شنڈار کر نے 26 جولائی 1952 کو ایک انکوائری کی۔ اس دوران طلباء کی بڑی تعداد نے "غیر ملکی گو بیک" کے نعرے لگاتے ہوئے احتجاج شروع کر دیا۔ انہوں نے 29 جولائی کو ایک اور بڑی احتجاجی ریالی نکالی۔

☆ 26 اگست کو وزیر اعلیٰ نے کابینی کی ذیلی کمیٹی کا تقرر کیا تھا۔ 27 اگست 1952 کو ملکی ایجٹیشن کے ایک حصے کے طور پر بولام سکندر آباد میں ایک بہت بڑا اجلاس ہوا۔

* 28 اگسٹ کو ہنمکنڈہ میں لاٹھی چارج ہوا۔

☆ محکمہ داخلہ نے 9 ستمبر 1952 کو جسٹس جگن موہن ریڈی کی سربراہی میں ایک کمیشن مقرر کیا جو 3 اور 4 ستمبر 1952 کو سٹی کالج اور عثمانیہ اسپتال کے علاقے میں فائرنگ کے واقعات کی تحقیقات کرے گا۔ کمیشن نے 19 ستمبر سے کارروائی شروع کی۔

☆ جسٹس جگن موہن ریڈی نے انکوائری کے بعد اپنی رائے کا اظہار کا یکہ پولیس کی فائرنگ کو غیر قانونی نہیں سمجھا جا سکتا۔

☆ جسٹس جگن موہن ریڈی نے 28 دسمبر 1952 کو اپنی رپورٹ حکومت کو پیش کی۔

☆ مشتعل عوام کے نعرے" غیر ملکی واپس جاؤ، حیدر آباد حیدر آبادیوں کا ہے" تلنگانہ کے لوگوں کے اس ارادے کو صاف ظاہر کر رہا تھا کہ تلنگانہ کو ایک الگ ریاست ہونا چاہیے۔

ریاستوں کی تشکیل کی وجوہات: تنظیم نو کمیشن (State Reorganistion Commission):

یکم اکتوبر 1953 کو مدراس ریاست سے نکل کر آندھرا ریاست کا قیام عمل میں آیا جس میں ریاست کی راجدھانی کرنول تھی تاہم ریاست اپنی تشکیل کے صرف دو سال کے اندر مالیتی مسائل میں ڈوب گئی تھی۔

☆ آندھرا لیڈروں کے دباؤ میں ریاستوں نے 29 دسمبر 1953 کو ریاستوں کی تنظیم نو کمیشن کا تقرر کیا تھا جس کی صدارت جسٹس سید فضل علی (ریٹائرڈ) نے کی تھی جو اس وقت اڑیسہ کے گورنر تھے۔

☆ اس طرح حکومت نے کمیشن کو ریاستوں کے مسائل کا مطالعہ کرنے اور ان کے مناسب سمجھے ہوئے حل تجویز کرنے کی مکمل آزادی دی تھی۔ اس نے کمیشن سے کہا تھا کہ وہ خفیہ طور پر انکوائری جاری رکھے نہ کہ کھلے عام اور 30 جون 1955 تک رپورٹ پیش کرے۔

☆ فضل علی کمیشن نے 23 فروری 1954 کو ایک اعلامیہ جاری کیا جس میں عوام سے ان کے مسائل کے جوابات 24 اپریل 1954 سے پہلے پیش کرنے کی دعوت دی گئی۔

☆ ایس آر سی نے 19 جولائی کو کریم نگر اور ورنگل کا دورہ کیا۔ جہاں کئی طلباء نے تلنگانہ ریاست کی تشکیل کا مطالبہ کیا۔ وہی کالوجی نارائن راؤ نے تلنگانہ ایسوسی ایشن کے مصنفین کی نمائندگی کرتے ہوئے ویشال آندھرا کی تشکیل کی اپیل پیش کی۔

عثمانیہ یونیورسٹی کے طلباء نے فضل علی کمیشن کو تحریری اپیل پیش کی جس میں علیحدہ تلنگانہ کا مطالبہ شامل تھا۔

☆ ڈاکٹر۔ جیا شنکر بھی اس گروپ میں شامل تھے۔ مختلف ریاستوں میں 38000 میل کا فاصلہ طے کرتے ہوئے تقریباً 104 مقامات کا وسیع پیمانے پر سفر کرنے کے بعد، کمیشن نے ریاستوں کی تنظیم نو پر اپنی رپورٹ 30 ستمبر 1955 کو مرکزی حکومت کو پیش کی۔ 10 اکتوبر 1955 کو پارلیمنٹ کو بھیجا گیا۔

SRC کی اہم سفارشات:

SRC نے 16 ہندوستانی ریاستوں اور 3 مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے ساتھ حیدر آباد (تلنگانہ) کے لئے سفارش پیش کی۔

امبیڈکر کا ایس آر سی کے ساتھ معاہدہ:

☆ ڈاکٹر بی آر امبیڈکر نے چھوٹی ریاستوں کے بارے میں کمیشن کے نقطہ نظر کی تائید کی تھی۔

امبیڈکر کی طرف سے تجویز تھی کہ بڑی اور چھوٹی ریاستوں کے درمیان توازن بہت منطقی ہے۔ اس توازن کی پیمائش کے لے ہ اُس نے تین پیمانے جات کا ذکر کیا .1 آبادی .2 جغرافیائی رقبہ اور .3 معاشی استحکام۔

آندھرا پردیش کی تشکیل: 1956

1. جنٹل مین کا معاہدہ: اس معاہدے پر دونوں خطوں کے رہنماؤں نے 29 فروری 1956 کو دستخط کئے تھے۔

معاہدے کے اہم نکات :

1 آندھرا اور تلنگانہ کے علاقوں کو 1 : 2 کے تناسب سے اخراجات برداشت کرنے چاہیے۔ تلنگانہ علاقے سے بچائی گئی اضافی رقم کو تلنگانہ کی ترقی کے لیے استعمال کیا جانا چاہیے۔ اگر تلنگانہ کے ایم ایل ایز چاہے تو ہر 5 سال بعد اس کا جائزہ لے سکتے ہیں۔ اس انتظام کو مزید 5 سال تک بڑھایا جاسکتا ہے۔

3 تلنگانہ میں فراہم کی جانے والی عمومی اور تکنیکی تعلیم صرف تلنگانہ کے طلباء کے لیے مخصوص ہونی چاہیے۔

4 ملازمین کی تقسیم، اگر ہوتی ہے، تو اسے دونوں خطوں کے لئے طے شدہ تناسب کے مطابق کیا جانا چاہیے۔

5 انتظامیہ اور عدلیہ میں اردو کی حیثیت کو جاری رکھا جائے۔ تلگو زبان کا علم روزگار کے لیے پیشگی شرط نہیں ہونا چاہیے۔

6 تلنگانہ میں ملازمتیں حاصل کرنے کے لیے ملکی قوانین پر عمل کرنا ہوگا۔

7 تلنگانہ کی ترقی کے لیے ایک علاقائی کمیٹی مقرر کی جائے گی جس میں 20 اراکین ہوں گے۔

8 علاقائی کمیٹی تلنگانہ میں تمام منصوبہ بندی اور ترقیاتی سرگرمیوں کی نگرانی کرے گی۔

9 وزراء میں 60% آندھرا سے اور 40% تلنگانہ سے ہونے چاہیے۔

10 اگر چیف منسٹر آندھرا سے ہے تو ڈپٹی چیف منسٹر اس کے برعکس تلنگانہ سے ہونا چاہئے۔

11 1962 کے آخر تک تلنگانہ کے لے ایک علیحدہ PCC ہونا چاہیے۔ 20 فروری 1956 کی میٹنگ میں مندرجہ بالا تمام نکات کو قبول کیا گیا۔

☆ ٹی آر سی نے تعلیم کے میدان میں کلیدی کردار ادا کیا۔ 1969 میں اندرا گاندھی کے پارلیمنٹ میں اعلان کردہ 8 نکاتی فارمولے کی وجہ سے TRC کے اختیارات توسیع کی گئی۔

ملازمت اور سروس رولز کی خلاف ورزی : تلنگانہ ایجی ٹیشن کی ابتداء:

☆ آندھرا پردیش کی تشکیل کے پہلے دن سے ہی تلنگانہ ملازمین کے ساتھ ملازمتوں، ترقیوں، تنخواہوں پر نظر ثانی، تبادلوں وغیرہ میں نا انصافی ہوتی رہی۔

☆ مارچ 1959 میں،" آندھرا پردیش پبلک ایمپلائمنٹ رولز" مرکزی حکومت نے تشکیل دیے تھے۔

☆ جس کی تمام ہدایات کو آندھرا کے حکمرانوں نے خلاف ورزی کی تھی۔

تلنگانہ ایجی ٹیشن — کوتہ گوڈیم اور دیگر مقامات پر احتجاج:

☆ آندھرا کے حکمرانوں کی جانب سے جنٹل مین معاہدے کی خلاف ورزی اور تلنگانہ کے ساتھ نا انصافی پر مرکز کی خاموشی نے ملازمین دانشوروں اور طلبہ کو احتجاج پر مجبور کیا۔

تلنگانہ ایجی ٹیشن کی وجہ :1969

کھمم ضلع میں اللندو علاقہ کا ایک طالب علم لیڈر نے کوتہ گوڑ کول بیلٹ میں تمام ملازمتیں آندھرا والوں کو دینے کے خلاف KTPS کے سامنے احتجاجی بھوک ہڑتال پر جانے کی ترغیب دی۔ حکومت نے 30 اپریل 1968 اس بات کا تیقن دیا کہ تلنگانہ سے تعلق رکھنے والی

جائیدادوں کوخالی رکھا جائے گا۔اوران جائیدادوں پر موجودغیر مقامی افراد تین ماہ میں ہٹادیا جائے گا۔

☆اس حکم کی بناد پر کئی اساتذہ، اے پی ایس ای بی ملازمین اورآندھرانژاد کے ٹی پی ایس ملازمین کو ہٹادیا گیا۔

رویندرناتھ کی ہڑتال :اے رویندرناتھ نامی طالب علم رہنمانے کالیسیٹی راماسواور دیگر کالج یونس 8 جنوری 1969 کو لے کرمرن برت کے لئے بھوک ہڑتال کا آغاز کیا۔

☆ 7 جنوری کو ورنگل میں رویندرناتھ کے کی حمایت میٹنگ کاانعقاد کیا۔جس میں کئی قراردادیں منظور کی گئیں۔ جلد ہی کھمم میں بھڑکنے والی چنگاری نے پورے تلنگانہ کواپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ایک ہفتے کے اندر یہ تحریک کھمم، ورنگل، نظام آباداور حدارآباد اضلاع بشمول ریاستی دارالحکومت تک پھیل گئی۔

1969 علحدہ تلنگانہ کے لیے ایجی ٹیشن:

☆عثمانیہ یونیورسٹی کی طلبہ یونین نے 15 جنوری کورویندرناتھ کے مرن برت کی حمایت کرتے ہوئے ہڑتال کی۔ اس نے 16 جنوری سے غیر معینہ مدت کی ہڑتال کی۔تمام اضلاع میں تمام طلبہ یونینوں نے اس کی پیروی کی۔

☆ 11 جنوری کو یہ تحریک پرتشدد ہوگئی۔ محکمہ زراعت کی ایک لاری جلادی گئی۔ الندو میں آندھرا اخبار کوجلادیا گیا۔ بہت سے طلباء نے رویندرناتھ کے مرن برت کی حمایت میں باری باری بھوک ہڑتال کی۔

16 جنوری کو ورنگل میں یک بہت بڑا جلسہ عام منعقد ہوا۔

☆ تلنگانہ پرجاسمیتی جوایک علحدہ تلنگانہ ریاست کے حصول کے مقصد سے لوگوں کی ایک یونین تشکیل دی گئی۔

☆طلباءاور بےروزگاروں نے اپنی تحریک رفتار کوتیز کردیا تھا۔

☆وزیر اعظم اندرا گاندھی نے علحدہ ریاست تلنگانہ کی مکمل مخالفت کی۔

☆ تلنگانہ ایڈوکٹ اسوی ایشن نے علحدہ ریاست کامطالبہ کیا۔

28 مارچ کوعثمانیہ یونیورسٹی کےتقریباً 35 طلباء نے جامعہ عثمانیہ ریلوے اسٹیشن کوآگ لگادی۔

☆4اپریل 1969 کو بروگومہادیوہال میں سی پی آئی پارٹی کی طرف سے سکندرآباد میں بلائی گئی ایک میٹنگ میں ویزلا آندھرا کے حامیوں نے تلنگانہ کے مشتعل افراد میں خلل ڈالا۔ پولیس نے مظاہرین (تلنگانہ حامیوں) پرلاٹھی چارج اور فائرنگ کی جس میں افراد بلاک اور 30افرادشدیدزخمی ہوگئے۔

☆وزیر اعظم نے آندھراپردیش کی صورتحال پر تبادلہ خیال کرنے کے لیے 10 اپریل کوایک اعلیٰ سطحی میٹنگ طلب کی۔ 7اپریل 1969 کولوک سبھامیں تلنگانہ کی صورتحال پر طویل بحث ہوئی۔گوتھولچنا کی صدارت میں سواتنترپارٹی کی ریاستی کمیٹی نے ایک قرارداد منظور کی جس میں مرکزی حکومت سے ریاست تلنگانہ کی تشکیل کی درخواست کی گئی۔

☆ یہ وہ پہلی سیاسی جماعت ہے جس نے تلنگانہ کے لیے علحدہ ریاست کامطالبہ کیا۔

10اپریل 1969 کووزیر اعظم کی طرف سے بلائی گئی میٹنگ، میں وزیر اعظم اور وزیر داخلہ وائی بی چوہان، کانگریس صدر نجلنگپا، کامراج اور برہمبا نندریڈی کے درمیان ابتدائی بات چت ہوئی۔

☆ ما بعد ڈاکٹر ایم چنا ریڈی، وی بی راجو اور این رام چندر ریڈی نے وزیر اعظم سے انفرادی طور پر ملاقات کی۔

☆ تلنگانہ ریاست کے حق میں اور اس کے خلاف مختلف مباحثوں/ دلائل اور مشاورت کو سننے کے بعد، وزیر اعظم اندرا گاندھی نے آٹھ نکاتی فارمولہ تجویز کاہ تھا اور یہ سمجھا گیا کہ یہ صرف تلنگانہ ریاست کی تشکیل کو روکنے کے لئے ایک اقدام ہے۔

آٹھ نکاتی فارمولہ

طلباء اور ملازمین یونینیں بہت ناخوش تھیں کیوں کہ سیاسی جماعتوں نے وزیر اعظم سے ان کی شرکت کے بغیر بات چیت کی تھی۔

☆ ٹی پی ایس نے آٹھ نکاتی فارمولے کو یکسر مسترد کر دیا ہے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ تلنگانہ ایجی ٹیشن کو ختم کرنے کے لیے برہمبا نند ریڈی کی ایک اور چال ہے۔

GO 36: ملکی قوانین کا حوالہ دیتا ہے:

☆ تلنگانہ میں ملکی قوانین کو لاگو کرنے کے لیے ملکی قوانین کو اے پی پبلک ایمپلائمنٹ ایکٹ 1957 کے سکشن 3 میں شامل کیا گیا تھا۔

سکشن – 3: اس کے مطابق ملکی وہ شخص ہے جو 15 سال سے مقامی طور پر مقیم ہے۔ پیدائش کا سرٹیفکیٹ RDO کے ذریعہ جاری کا جاتا ہے۔ پیدائش یا ملکی قوانین صرف نان گزیٹڈ اور مقامی اداروں کی تقرریوں پر لاگو ہوتے ہیں۔

سکشن – 5: اس کے مطابق سکشن 3 میں تحفظ لاگو ہونے کی تاریخ سے 5 سال تک نافذ رہے گا۔

عدالتی فیصلے:

پہلا کیس: 01.03.1969 کو جسٹس کپسوامی نے فیصلہ دیا کہ اے پی ایس ای بی ایک خود مختار ادارہ ہے جو پبلک ایمپلائمنٹ ایکٹ کے تحت نہیں آتا۔

دوسرا کیس 1969.2.3 : کو، جسٹس چنا ریڈی نے ملکی قوانین کے خلاف فیصلہ دیا۔

تیسرا کیس: ریاستی حکومت نے چنپا ریڈی کے فیصلے کے خلاف ہائی کورٹ کے ڈویژن بنچ سے رجوع کیا۔ جسٹس پنگلی جگن موہن ریڈی اور اوالاسمبا شوباراؤ کی ڈویژن بنچ نے چنپا ریڈی کے فیصلہ کو مسترد کر دیا۔ بنچ نے ملکی قوانین کو برقرار رکھا۔ سپریم کورٹ نے جی او 36 پر حکم امتناعی دیا کیوں کہ آندھرا کے ملازم نرسمہا راؤ نے 17/2/89 کو جی او 36 کے خلاف مقدمہ دائر کیا۔ حکومت ہائی کورٹ ڈویژن بنچ کے فیصلے پر عمل درآمد نہیں کر سکی کیونکہ وہاں سپریم کورٹ آف انڈیا کا حکم امتناعی موجود تھا۔

چوتھا کیس: سکریٹریٹ میں کام کرنے والے نرسمہا راؤ اور دیگر نے سپریم کورٹ میں جی او 36 کے خلاف مقدمہ دائر کیا، سپریم کورٹ نے 17 فروری 1969 کو جی او 36 پر حکم امتناعی جاری کیا۔

تلنگانہ تحریک اور اس کے نتائج: تلنگانہ پرجا سمیکا نے 15 مارچ 1971 کو ہونے والے لوک سبھا انتخابات میں تنہا مقابلہ کیا اور 14 لوک سبھا سیٹوں میں سے 10 پر کامیابی حاصل کی۔

☆ اندرا گاندھی نے 1972 میں اسمبلی انتخابات کو یقینی بنانے کے پیش نظر TPS کو کانگریس میں ضم کرنے کی کوشش کی۔ انہیں یقین تھا کہ چنہ بیڈی ریاست پر کوئی سمجھوتہ نہیں کرے گی، لوک سبھا کی 10 سیٹوں میں سے 8 ٹی پی ایس امیدوار جی وینکٹسوامی کے حامی

تھے۔

وزیر اعظم کا آٹھ نکاتی پروگرام– 11 اپریل 1961۔

☆وزیر اعظم اندرا گاندھی نے 11/ 4/ 1961 میں آٹھ نکاتی پروگرام کو پارلیمنٹ میں اعلان کا، 8 نکاتی پروگرام درج ذیل ہے:

1– ایک اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی مرکزی حکومت کی طرف سے تشکیل دی گئی جس میں سپریم کورٹ کے ایک ریٹائرڈ جج بطور چیرمین اور ایک نامور ماہر اقتصادیات اور سی اے جی آفس کے سینیر اہلکار ممبران کے طور پر شامل تھے۔

2. مرکزی فینانس اور ہوم منسٹریز، پلاننگ کمشنز اور ریاستی حکومت کے نمائندے مطلوبہ مالی وسائل کو اکٹھا کرینگے۔

3. ایک اعلیٰ اختیاراتی تلنگانہ ڈیولپمنٹ کمیٹی تشکیل دی جائے گی جس میں چیف منسٹر آندھرا پردیش کو بطور چیرمین، ایک رکن پلاننگ کمیشن، تلنگانہ خطہ کے وزراء اور چیرمین TRC کو بطور ممبر بنایا جائے گا۔

4. ایک پلان پر عمل درآمد کمیٹی ہوگی جو حقیقی نفاذ کا وقتاً فوقتاً جائزہ لے گی۔

5. چیف منسٹر تلنگانہ کی اسکیموں پر تیزی سے عمل آوری کے لیے مناسب اختیارات کے وفد کو یقینی بنائیں گے۔

6. تلنگانہ کے لوگوں کو عوامی ملازمت کے لیے آئینی تحفظات کی فراہمی۔

7. حیدرآباد میں سرکاری ملازمین کی شکایات کی جانچ کرنا اور ان کے ازالے کے لیے مرکزی وزارت داخلہ کو مناسب سفارشات پیش کرنا۔

8. تلنگانہ کے مسائل پر مسلسل توجہ کو یقینی بنانے کے لیے وزیر اعظم ششماہی وقفوں پر اجلاسوں کا جائزہ لیں گے۔

پانچ نکاتی فارمولہ (1972) :

1. ملکی قوانین کی تلنگانہ کی نان گزیٹڈ ملازمتوں جیسے تحصیل دار، اسسٹنٹ سرجن، اور جونیر انجنیر وغیرہ پر لاگو ہوتے ہیں۔

2. ان قوانین کو حیدرآباد شہر میں 1977 تک اور تلنگانہ کے دیگر اضلاع میں 1980 تک نافذ کیا جائے گا۔

3. دونوں خطوں میں ملازمین کو پروموٹ کرنے کے لیے پہلی اور دوسری سطح کی گزیٹڈ علاقائی طور پر الگ کیا جائے گا۔

4. حیدرآباد میں تکنیکی اور پیشہ وارانہ کورسز میں نئی نشستیں ہوں گی جو غیر مختص ہوں گی۔

5. جڑواں شہروں کے پولس اہلکار دونوں علاقوں کے لوگوں پر مشتمل ہوں گے۔

محرک مرحلہ ((Mobilisational Phase) 1971-1990)

ملکی قوانین پر عدالت کا فیصلہ:

☆ ملکی قوانین کو 86-1884 کے درمیان چھٹویں نواب محبوب علی خاں نے بنایا تھا جس کو بعد میں ساتویں نواب میر عثمان علی خاں نے 1919 میں اپنے فرمان کے تحت لاگو کیا۔

☆ دستور ہند نے دفعہ (b)(35 کے تحت ملکی قوانین کو تحفظ فراہم کیا۔

☆ ملکی اصطلاحات کو 1957ء میں حکومت آندھرا پردیش نے عوامی ملازمت کے قانون میں شامل کیا۔

☆ عوامی ملازمت کے قانون کو7 ڈسمبر1957 میں بنایا گیا۔

☆ عزت ماب جج چنایا ریڈی نے سیکشن 3 کے تحت عوامی ملازمت کے قانون میں ملکی قوانین کوغیر قانونی قرار دیا اور دستور کی دفعہ (3 16 کے تحت کیارہائش تعلیم کے مطابق کوئی ایک مقررہ دفعہ بنایا نہیں جاسکتا۔

☆ سپریم کورٹ نے 17 فروری 1969 کو جی۔او 36 جاری کیا جس میں تلنگانہ سے غیر ملکی ملازمین کے تبادلہ کو 28 فروری تک روکا گیا۔

☆ آندھرا پردیش ہائی کورٹ کی ڈیویژن بنچ نے جس میں پنگلی جگن موہن ریڈی اور جسٹس الاویلو سبا راؤ نے جسٹس چنایا کے فیصلہ کو منسوخ کیا۔

☆ 28مارچ 1969 کو سپریم کورٹ کے جج ہدایت اللہ نے ملکی قوانین کوغیر دستوری قرار دیا۔

☆ سپریم کورٹ کے فیصلہ پر علاقائی کمیٹیوں کو کالعدم قرار دینے اور علیحدہ تلنگانہ اور آندھرا کی سفارش 6نومبر1972 میں گوتو لچنا اور دیگر رہنماؤں نے کی۔

☆ وزیر اعظم نے دونوں علاقوں کی عوام کو مطمئن کرنے کے لئے لوک سبھا میں 27نومبر1972 میں 5 نکاتی فارمولہ کا آغاز کیا۔

☆ ملکی قوانین دونوں شہروں پر ڈسمبر 1977 تک لاگو ہوں گے اور دیہی علاقوں میں ڈسمبر 1980 تک لاگو ہوں گے۔

☆ آل انڈیا سرویس پر یہ قانون لاگو نہیں ہوگا۔ 5 نکاتی فارمولہ کو اندراگاندھی نے لوک سبھا میں 27نومبر 1972 میں اعلان کیا۔

☆ حکومت ہند نے ملکی قوانین بل کو 18 ڈسمبر1972 میں ملتوی کردیا۔

☆ 31 ڈسمبر 1972 میں علیحدہ تلنگانہ کی سفارش تروپتی میں منعقد میٹنگ میں کی گئی۔

☆ JAC علیحدہ آندھرا کے لئے بی۔وی سبا ریڈی کی صدارت میں تشکیل دی گئی۔

☆ 11 جنوری 1973 کو پی۔وی۔نرسمہاراؤ نے 8 نئے وزیروں کا تقرر کیا۔

☆ TPS نے 5فروری 1973 کو آندھرا الیکشن کمیٹی کے ساتھ مل کر حکومت کو علیحدہ ریاست بنانے کا مطالبہ کیا۔

☆ یکم فروری 1973 میں وجئے واڑہ میں 2لاکھ خواتین مل کر مانوا حارم(Manava Haram) تشکیل دی اور 5 میل تک ''جئے آندھرا'' کا نعرہ دیتے ہوئے ریالی نکالی۔

☆ 2فروری 1973 کو جنا سنگھا پارٹی کے لیڈر اے۔بی واجپائی نے میٹنگ سے خطاب کرتے ہوئے دو علیحدہ ریاستوں کی بات کی۔

☆ 17فروری 1973 کو NTR اور ANR نے علیحدہ ریاستوں کے لے مرکز کو بیان دیا۔

☆ 9فروری 1973 کو 1.5 لاکھ ملازمین نے تلنگانہ کے لئے 13 دن اور 3 لاکھ ملازمین نے آندھرا کے لئے 70 دن کی ہڑتال کی۔

☆ 7اپریل 1973 کوراجمنڈری میں جئے آندھرا فرنٹ تشکیل دیا۔

چھ نکاتی فارمولہ:1973

☆ 21 ستمبر 1973 کو مرکز نے چھ نکاتی فارمولے کا اعلان کیا۔

☆ مقامی امیدواروں کو تعلیم کے میدان کے ساتھ ساتھ روزگار کے مواقع میں بھی اہمیت دی جائے گی۔

☆ اعلیٰ سطحی انتظامی ٹریبونل‘ تقررات اس کے مسائل اور ترقی کے بارے میں تشکیل دی جائے گی۔

☆ تمام مسائل کے حل کے لئے تمام اختیارات صدر کو دئے گئے۔

☆ یہ تمام ملکی قوانین کے بدلے اور علاقائی کمیٹیاں ہیں۔

☆ 20 وزیروں کے درمیان اس معاہدہ پر دستخط کیے گئے

☆ چھ نکاتی فارمولے کے باوجود ایس بی گری‘ جی ایس مل کوٹی اور ایم ایم ہاشم نے علیحدہ تلنگانہ کی سفارش کی۔

☆ کئی سیاسی جماعتوں نے چھ نکاتی فارمولہ پر تنقیدیں کیں۔

☆ 24 ستمبر 1973 کو چھ نکاتی فارمولے کو پورے تلنگانہ میں بائیکاٹ کیا گیا۔

☆ چھ نکاتی فارمولہ کا اہم مقصد دونوں ریاستوں کی عوام میں یکساں مواقع فراہم کرنا تھا۔

☆ چھ نکاتی فارمولے کے تحت ریاست کو 5 اور چھ زونوں میں تقسیم کیا گیا اور دونوں شہروں کو علیحدہ رکھا گیا۔

دستوری ترمیم۔دفعہ:371(D)

☆ حکومت ہند نے دستور کی 32 ویں ترمیم مئی 1974 میں چھ نکاتی فارمولے کے لئے کی۔

☆ اس ترمیم کو دفعہ 371(D) بھی کہا جاتا ہے۔

دفعہ 371(D) صدارتی حکم نامہ:

☆ صدارتی حکمنامہ کو آندھرا پردیش حکومت نے جی۔او 674 کے تحت 20 اکٹوبر 1975 کو جاری کیا۔

☆ چھ نکاتی فارمولے کی بناپر غیر قانونی تقررات دفعہ 371 باب 9 کے تحت قانونی بنے۔

☆ کھلے کوٹے کو غیر مقامی کوٹہ قرار دیا گیا۔

☆ تمام زونل سطح کے عہدوں کو غیر مقامی قرار دیا گیا۔

آفیسرس کمیٹی:(Officer'sCommittee)

☆ 1985ء میں این۔ٹی۔آر حکومت نے آفیسرس کمیٹی جیا بھارتی ریڈی کی صدارت میں چھ نکاتی فارمولے کی شکایات‘ مسئلہ اور صدارتی حکم نامہ کے کالعدم کرنے کی جانچ کے لئے تشکیل دی گئی۔

☆ اس کمیٹی کی جانچ کے مطابق صدارتی حکمنامہ خلاف ورزیاں ظاہر ہوئیں۔

☆ TNGO یونین نے اپنی رپورٹ اس کمیٹی کو داخل کی جس میں بتایا گیا کہ سال 1975 تا 1984 کے درمیان زون 5 اور 6 میں

58,962 عہدوں پر تقررات صدارتی حکمنامہ کے خلاف کئے گئے۔

☆ آفیسرس کمیٹی کی رپورٹ کی بنا پر وزیر اعلیٰ نے کمیٹی میں بنانے گئے مسائل کے حل کے لئے ''سدرشن'' کمیٹی تشکیل دی۔

☆ سدرشن کمیٹی کی سفارشات پر جی۔او 610 جاری کیا گیا۔

جی۔او): 610 (1985

☆ صدارتی حکمنامہ کے اعلان کے بعد سے اس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کئے گئے تقررات کو دوبارہ 31 مارچ 1986 تک واپس بھیجنے کے لئے کہا گیا۔

☆ تمام غیر مقامی افراد جنہوں نے جھوٹے ملکی اسناد حاصل کئے تھے ان کے خلاف کارروائی کی گئی۔

☆ تمام مسائل اور شکایتوں کو مارچ 31' 1986 تک حل کرنے کو کہا گیا۔

☆ چندرابابو نائیڈو حکومت نے 25 جون 2001 کو گیر گیلانی کمیٹی جی۔او 610 کی عمل آوری کے لئے تشکیل دی۔اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ ستمبر 2004 میں داخل کی۔

☆ اس وقت کی YSR کی حکومت نے گیر گیلانی کمیٹی کی سفارشات اور جی۔او 610 کی عمل آوری کی سفارشات کو عمل میں نہیں لایا اس کے بدلے کئی چھوٹی کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔

نکسلائٹ تحریک:

☆ ساتویں نظام کے قوانین رضاکاروں کے برتاؤ نے عوام میں تحریک کے جذبات بھڑکانے۔

☆ زمینداری اور دیشمکھ نظام نے پر تشدد احتجاج کی طرف دھکیل دیا۔

☆ کمیونسٹ پارٹیاں CPI اور CPM' 22 اپریل 1969 کو پیدا ہوئیں۔

☆ 14 مئی 1968 کو نکسلائیٹ تحریک پورے ملک میں All India Co-ordination Committee of Communist Revolutionaries کے تحت چیارون مجمدار اور کانو سانیال نے شروع کی۔

☆ CPI نے روس کے کمیونسٹ نظریے کو اپنایا اور CPM نے چین کے نظریہ کو اپنایا۔

☆ مسلح جدو جہد ان کا طریقہ کار تھا۔ 1960 تا 70 کے دہے میں یہ تحریک کھمم' سری کا کولم' ورنگل اور کریم نگر ضلعوں کے جنگلات میں شروع ہوئی۔

☆ آہستہ آہستہ یہ تمام طبقات میں پھیل گئی۔

☆ علیحدہ تلنگانہ کی تحریکات پر کونڈاپلی سیتا رامیا نے ''پربھا کر ریڈی'' نام سے کتاب لکھی۔

☆ فروری 1977 کے دوران نکسلائیٹ تحریکات مغربی تلنگانہ میں شروع ہوئیں۔

☆ کسانوں کی حمایت میں کریم نگر اور عادل آباد میں مرکز بنایا گیا۔

☆ مگر آدی واسی عوام نے ان تحریکوں کو فوقیت بخشی۔

☆ 2001 کی مردم شماری کے مطابق %934 آدی واسی تلنگانہ میں موجود ہیں۔

☆ 1976 کے جی۔او 146 کےتحت تمام آدی واسی طبقہ کوزیرقبائلی طبقہ کادرجہ دیا گیا۔

☆ 2013ء میں حکومت نےSC اورST کے ذیلی منصوبےتعمیر کئے۔

☆ رام جی گوڈ نے آدی واسیوں کی جنگلاتی زمینوں کی حکومت اورزمینداروں کے رویہ پر مسلح تحریک شروع کی۔

☆ 1940 کی کمرم بھیم کی تحریک نے اس وقت معاشی بحران کی عکاسی کی۔

☆ قبائلی علاقے کو باضابطہ 1359 فصلی، قبائلی قوانین 1949 میں قبائلی عوام کی فلاح کے لئے بنائے گئے۔

زمین کااندراج:

☆ 1970ء میں حکومت نے دفعہ 1 / 70 کولاگو کیا جس کےتحت قبائلی زمینات کو کوئی دوسرے طبقے کےلوگ خرید نہ سکیں۔

☆ قبائلی زمینات کوصرف قبائلی عوام کے نام پر ہی درج کیا جاتا تھا۔

☆ اس کے بعدزمینداروں نے زمینوں کواپنے پاس کام کرنے والے قبائلی عوام کے نام پر''بے نامی'' کی طرح خرید وفروخت شروع کردی۔

☆ 2015ءتک 2,07,388 ایکر قبائلی زمین غیرقبائلیوں کے ہاتھوں میں چلی گئی۔

☆ سال 2006 میں کونیرو رنگاراؤ کمیٹی دفعہ کی خلاف ورزیوں کی جانچ کے لئے تشکیل دی گئی۔

علاقائی جماعتیں:

☆ سیاسی عدم استحکام اورمسلسل تلنگانہ تحریکوں میں تبدیلی 1969 کی تحریکوں کے مدنظر NTR نے 1982 میں''تلگودیشم'' پارٹی کی بنیادرکھی۔

☆ NTR نے اس دور کے وزیراعلیٰ کو''بندلفافوں'' سےتشبیہ دی کیوں کہ وہ کانگریس کے ہائی کمانڈ کی جانب سےتقرر کئے جاتے تھے۔

☆ 1983 کے اسمبلی انتخابات میں تلگودیشم پارٹی نے فتح حاصل کی اور NTR آندھراپردیش کے وزیراعلیٰ بنے۔

☆ NTR نے آندھراپردیش میں علاقائی جماعتوں کی ابتداء کی۔

☆ NTR نے اپنی پارٹی کانام تلگودیشم اورنعرہ''تلگوپرائیڈ'' تلگو والوں کی عزت اور''تلگوتلی'' کے جذبات اورالفاظ کے استعمال سے کامیابی حاصل کی۔

☆ NTR نےتلگو یونیورسٹی قائم کی۔

☆ NTR نے پٹواری سسٹم کوکالعدم کیا۔

☆ NTR نےتلنگانہ علاقائی بورڈ (Telangana Regional Board) کوختم کیا۔

☆ NTR نے ورون واہنی (Varuna Vahini) (لیکرپالیسی) کومتعارف کیا جس سے تلنگانہ کے سماجی تانے بانے خراب

ہوئے۔

☆ NTR حکومت نے وجئے واڑہ میں ہیلت یونیورسٹی قائم کی اور تمام طبی کالجوں کو یہیں سے وابستہ کیااوراس کا نام ''NTR ہیلت یونیورسٹی'' رکھا گیا۔

☆ بڑی تعمیراتی کمپنیاں' چٹ فنڈس' فلم اسٹوڈیو' شاپنگ مالس' ٹی وی چیانلس' صحافت اور کالجس' دواخانے آندھرا کے لوگوں نے قائم کئے۔

☆ آندھرا کی عوام تلنگانہ کے عوام پر حاکم کی طرح برتاؤ کرر ہے تھے۔

☆ آصف جاہی دوحکومت میں اردوسرکاری زبان تھی' مغل' خلجی اور تغلق کے اورلودھی دور حکومت میں فارسی سرکاری زبان تھی۔

☆ تلگو 2000 سال پرانی زبان ہونے کے باوجود مسلم دور حکومت میں اس کے ساتھ ناانصافی ہوئی۔

☆ مقامی طور پرعوام کی بےعزتی نے 1952 اور 1969 کے انقلاب کی راہیں ہموار کی۔

☆ علیحدہ تلنگانہ کی تشکیل کے بعد ''تلنگانہ ساہتی اکیڈمی'' نے تلنگانہ کی ادب ثقافت کو بحال کرنے کی کوشش کررہی ہے۔

☆ حکومت ہند نے 1990 کے دہے میں معاشیات کے نظریہ میں مکمل طور پر Liberalisation" Privatisation and Globalisation (LPG) لبرلائزیشن' خانگیانہ اور عالمگیریت کو مکمل طور پر اپنالیا۔

☆ تمام ریاستوں کے ساتھ آندھراپردیش نے بھی LPG نظام کو اپنالیا جس کو World Bank اور کئی بڑے MNCs نے ہمت افزائی کی اس طرح سرمایہ داریت عروج پر پہنچی اور فلاحی اسکیمات ختم ہوگئیں جس سے زرعی میدان میں قحط ہوااور کئی کسانوں نے خودکشی کرلی۔

☆ تلگو دیشم دورحکومت میں اقتدار دولتمند عوام اور آندھرا کے MLAs کے ہاتھوں میں چلا گیا اور تلنگانہ کو اہمیت نہیں دی گئی۔تلنگانہ کے پروجیکٹس کو اہمیت نہیں دی گئی۔

☆ 2001 میں TRS کے قیام کے بعد TDP حکومت نے جلدازجلد دیوادلا پروجیکٹ کو مکمل کیا جو 2004 تک بھی 5% کام نہیں ہوا

☆ ملکی قوانین نے تعلیمی میدان میں تلنگانہ کو غیر مستحکم کیا۔

☆ پوچم پلی' گدوال' نارائن پیٹ' سرسلہ' تلنگانہ کے ہینڈلوم کے اہم مرکز ہیں۔

☆ حکومت کی پالیسیوں نے ہینڈلوم کے تاجروں کو خودکشی کرنے پر مجبور کیا۔

☆ 1989ء میں احتجاجی مارچ علیحدہ تلنگانہ کے حق میں نئی دہلی میں کیا گیا۔

☆ 1996 کے بعد کئی جماعتوں نے علیحدہ تلنگانہ کے حصول کی بات کی۔

☆ 1997 میں (ورنگل اعلامیہ) "Warangal Declaration" میں جمہوری تلنگانہ کی سفارش کی گئی۔

☆ اگست 1997 میں تلنگانہ مہاسبھا میں دلت بہوجنا تلنگانہ (Dalita Bahujana Telangana) کی سفارش کی گئی۔

☆ تلنگانہ ایکیاویدیکا میں 28 آرگنائزیشن نے علیحدہ تلنگانہ کی بات تلنگانہ یونائیٹڈ فورم پر کی۔ KCR سنہرے تلنگانہ کے کئی

منصوبوں کے ساتھ ابھرے۔

☆ کئی ماہرین نے علیحدہ تلنگانہ کے حصول کے مختلف ذرائع بتائے مگر ڈاکٹر کے۔ جئے شنکر نے مکمل منصوبہ بندی' سیاسی دباؤ اور سیاسی جماعتوں کا قیام وغیرہ کے ساتھ علیحدہ تلنگانہ کے حصول کو ممکن بنایا۔

☆ علیحدہ تلنگانہ کے دوسرے مرحلے کے اثرات نے عوام میں تلنگانہ کے پچھڑے ہونے کے احساس کو اجاگر کیا۔

سیکشن III:

تلنگانہ کی تشکیل کی جانب (1991-2014)

Towards Formation of Telangana State (1991-2014)

تلنگانہ عوام سے امتیاز کے تعلق سے عوام میں بیداری اور اس کا ردعمل۔ سیول سوسائٹی آرگنائزیشن کا قیام۔علیحدہ تلنگانہ کی ضرورت اور اس پر بیانات

☆ ای۔وی۔ پدمنابھم نے پروفیسر جئے شنکر اور کیشو راؤ یادو کے ساتھ مل کر ''تلنگانہ انفارمیشن سنٹر'' قائم کیا۔اس سنٹر کا بنیادی مقصد تلنگانہ کے تعلق سے سال 1956 تا تاحال تمام مواد اکٹھا کرنا تھا۔

☆ تلنگانہ کالج ٹیچرس اسوسی ایشن نے 1969 میں تلنگانہ کے حالات پر ایک کتاب نکالی۔

☆ مرکزی حکومت نے فاضل علی کمیشن کی رپورٹ پر ایک مضمون کے ذریعہ تبصرہ کیا۔

☆ 1988ء میں تلنگانہ انفارمیشن ٹرسٹ قائم کیا گیا پروفیسر جئے شنکر اور دیگر ماہرین اسکے ممبر تھے اس ٹرسٹ کا بنیادی مقصد ''تلنگانہ انفارمیشن سنٹر'' کے کارناموں کو فروغ دینا تھا۔

☆ 1989 کے عام انتخابات کے دوران ''تلنگانہ انفارمیشن ٹرسٹ'' (TIT) نے عوام سے آندھرا سیاستدانوں کو ووٹ نہ دینے کو کہا۔

☆ TIT سے متاثر ہو کر عثمانیہ یونیورسٹی کے طلباء وطالبات نے ''تلنگانہ اسٹوڈنٹ فرنٹ'' اور ''تلنگانہ لبریشن اسٹوڈنٹ آرگنائزیشن'' کا قیام عمل میں لایا۔

☆ جدید تلنگانہ کے ادب کو نصاب میں شامل کرنے کی جدوجہد:

☆ 92-1991 کے درمیان ''تلنگانہ اسٹوڈنٹ فرنٹ'' اور TLSO نے عثمانیہ یونیورسٹی کے اعلیٰ عہدیداروں پر دباؤ بنایا کہ وہ پوسٹ گریجویشن کے نصاب میں تلنگانہ کا ادب' ثقافت اور تاریخ کو شامل کرے جس کے نتیجہ میں الورو سوامی کی ناول ''پرجلا منشی'' (Prajala Manishi) کو نصاب کا حصہ بنایا گیا۔

☆ **بھوانا گیری میٹنگ اور اس کا پس منظر:**

☆ مارچ 8 اور 9' 1997 میں بھوانا گیری میں بڑے پیمانے پر میٹنگ منعقد کی گئی۔عوامی شاعر کالوجی نارائن راؤ نے اس میٹنگ کا افتتاح کیا۔

☆ پروفیسر جئے شنکر نے تلنگانہ عوام کے ساتھ تعلیم اور طبی سہولتوں میں ہونے والے تعصب پر بات کی۔

☆ اس میٹنگ کی صدارت پروفیسر پی۔ایل وشوسارراؤ نے کی۔

☆ غدر نے وعدہ کیا کہ وہ تلنگانہ کلچر تہذیب ثقافت کو گاؤں گاؤں پھیلائیں گے اوران کی ثقافتی ٹرپ نے جوش وخروش کے ساتھ تلنگانہ عوام میں امنگ پیدا کی۔

تلنگانہ کانگریس کی کوشش:

☆ حکومتی جماعت کانگریس کے MLAs نے محسوس کیا کہ ان کے علاقہ کے ساتھ ناانصافی ہورہی ہے اورانہوں نے میٹنگ کے دوران کہا کہ ہائی کمانڈان کی درخواست کورد کررہی ہے۔

☆ بالآخر 1992 میں کانگریس کے MLA ویملاجگا پنی راؤ نے کانگریس فورم آف تلنگانہ MLAs کی شروعات کی جس سے مرکز کو تلنگانہ مسئلہ کی اہمیت سے واقفیت ہوئی۔

☆ چیف منسٹر این۔جناردھن ریڈی نے MLAs کو بھروسہ دیا کہ تلنگانہ کے ساتھ انصاف ہوگا۔

☆ 41 کانگریس کے MLAs نے سونیا گاندھی سے علیحدہ تلنگانہ کی یادداشت پیش کی۔

☆ کے چندرشیکھر راؤ جو ڈپٹی اسپیکر تھے اپنے عہدہ سے استعفیٰ دے کر اپنی نئی جماعت تلنگانہ راشٹریہ سمیتی کا آغاز 27اپریل 2001 میں کیا۔

☆ اس کی مخالفت میں چناریڈی نے ''تلنگانہ کانگریس فورم'' کا آغاز کیا بعد میں 2004 کے انتخابات کے دوران دونوں جماعتوں میں سیاسی ملاپ ہوگیا۔

بی جے پی کارول:

☆ پارلیمنٹ کے درمیان چناؤ کے دوران بی جے پی نے کا کی ناڈا میں بڑے پیمانے پر میٹنگ منعقد کی جس میں علیحدہ تلنگانہ کی بات کی گئی۔

☆ 2000 میں بی جے پی نے علیحدہ تین ریاستیں تشکیل دی (1) :اترانچل (2) چھتیس گڑھ (3) جھاڑکھنڈ

☆ تلنگانہ راشٹریہ سمیتی کا قیام 2001۔سیاسی بحالی'انتخابی اتحاد 2004 اور بعد کے دور تلنگانہ تحریک کے:

☆ TRS پارٹی بنانے کا خیال کے۔چندرشیکھر راؤ کو نومبر 2000 میں دوبارہ آیا۔

☆ انہوں نے تلنگانہ کے حامیوں سے نومبر 2000 میں ملاقات کی اوراس مسئلہ پر بحث کی۔اس کے نتیجہ میں 27 اپریل 2001 کو TRS پارٹی کا وجود عمل میں آیا۔

☆ KCR نے 5 مئی 2001 کو عثمانیہ یونیورسٹی میں طلباوطالبات سے خطاب کیا۔

☆ 11 مئی 2001 کو پارٹی نے گلابی رنگ کے پرچم کو تحریک کی نشانی کے طور پر منتخب کیا۔

☆ 17 مئی 2001' میں بڑے پیمانے پر ریلی اور''تلنگانہ سمہا گرجنا'' کریم نگر میں منتخب کیا۔اس کی کامیابی کے بعد وزیراعلیٰ چندرابابو

نائیڈو نے تلنگانہ کے نئے پروجیکٹس کا اعلان کیا۔

☆ 18 اگست 2001 میں ایکشن کمیشن آف انڈیا نے TRS پارٹی کی شناخت کی۔

تلنگانہ تحریک کا آخری مرحلہ:

☆ جولائی 2001 کے بلدیاتی انتخابات میں TRS پارٹی نے کامیابی حاصل کی۔

☆ TRS پارٹی نے گیرگیلانی کمیشن 2001 کی سفارشات پر عمل کرنے کے لئے دباؤ بنایا۔اس کی رپورٹ 30 ستمبر 2004 کو چیف سکریٹری کو پیش کی مگر اس دور کی وائی ایس راج شیکھر ریڈی کی حکومت نے اس پر عمل نہیں کیا۔

☆ 2003 میں TRS کے صدر KCR نے بڑے پیمانے پر کار ریالی دہلی تک لے گئے۔

☆ TRS کے چھ ارکان 23 جون 2004 کو کانگریس میں شامل ہو گئے۔

☆ 26 مئی 2004 کو UPA حکومت نے "Common Minimum Programme" کے تحت علیحدہ تلنگانہ کے مسئلہ کو شامل کیا۔

☆ جملہ 11 جماعتوں نے علیحدہ تلنگانہ کی سفارش کی، ان میں بی جے پی، جنتا دل، راشٹریہ لوک دل، سکم ڈیموکریٹک فرنٹ، NDR وغیرہ شامل تھے جملہ 44، MPs علیحدہ تلنگانہ کے ساتھ تھے۔

☆ 23 اگست 2006 کو KCR اور نریندرا نے اپنے عہدوں سے استعفیٰ دے دیا۔

☆ تلنگانہ عہدیداروں کی مشترکہ ردعمل کمیٹی: (Telangana Employees Joint Action Committee)

☆ دوسرے مرحلے کے دوران تلنگانہ اتحاد نے جی۔او 610 پر وسیع بحث کا آغاز کیا۔

☆ تلنگانہ کے عہدیداروں نے مشترکہ ردعمل کمیٹی ''تلنگانہ ایمپلائز جوائنٹ ایکشن کمیٹی''، حکومت پر دباؤ بنایا۔جس کے نتیجہ میں حکومت نے ایک آدمی کی کمیٹی جو J.M. Girglani کی صدارت میں تھی، 25 جون 2001 کو تشکیل دی جس کو 90 دنوں میں رپورٹ داخل کرنے کے احکام دیے گئے۔اس کمیٹی نے 705 صفحات پر مشتمل رپورٹ پیش کی۔

پرنب مکرجی کمیٹی:

☆ نومبر 2004 میں پرنب مکرجی کمیٹی تشکیل دی تا کہ وہ علیحدہ تلنگانہ کے اثرات کی جانچ کر سکے۔

☆ اس کمیٹی کے ارکان راگھوونش پرساد سنگھ (RJD) اور دیاندھی مارن (DMK) تھے صدر اور ارکان بھی کانگریس کے وزیر تھے اس کمیٹی کو 8 ہفتوں کا وقت دیا گیا۔

☆ 36 جماعتوں نے پرنب مکرجی میں علیحدہ تلنگانہ کے حق میں خط روانہ کئے۔

☆ اکٹوبر 2008 میں TDP نے علیحدہ تلنگانہ کے حق میں خط لکھا۔

2009 کے انتخابات۔اتحاد، انتخابی منشور:

☆ 2009 کے انتخابات کے لئے TDP پارٹی نے TRS کے ساتھ محاذ کیا۔

☆ سی۔پی۔آئی پارٹی نے بھی اس تحریک کا ساتھ دیا۔

☆ وجئے شانتی اداکارہ بھی سیاستداں بنی اور اپنی ایک نئی جماعت جنوری 2009 میں ''تلی تلنگانہ'' کے نام سے شروع جس کو بعد میں TRS میں شامل کردیا۔

☆ TRS،TDP اور پرجا راجیم جماعتوں نے علیحدہ تلنگانہ کو اپنا انتخابی منشور بنایا۔

☆ TRS کے ساتھ CPI،TDP اور CPM اور دیگر جماعتوں نے مل کر ''مہا کوٹامی'' (Maha Kootami) بنائی۔

☆ لوک ستہ اور MIM پارٹی نے اس کی مخالفت کی اور متحدہ آندھرا پردیش پر زور دیا۔بی جے پی نے وعدہ کیا کہ وہ (100 دن کے اندر) علیحدہ تلنگانہ بنائے گی۔

حیدرآباد کو فری زون قرار دینے پر تحریک:

☆ 19 اکٹوبر 2009 کو سپریم کورٹ نے حیدرآباد کو حصول ملازمت کے مواقع کے لئے فری زون قرار دیا۔

☆ اس فیصلہ کی بڑے پیمانے پر مخالفت کی گئی۔28 اکٹوبر 2009 کو حیدرآباد میں ''جیل بھرو'' (Jail Bharo) پروگرام شروع ہوا۔

☆ 18 مارچ 2010 میں اسمبلی نے ایک قرارداد کے ذریعہ اس فری زون کو کالعدم قرار دیا۔

KCR کی بھوک ہڑتال:

☆ علیحدہ تلنگانہ کی خاطر KCR نے آخری وقت تک بھوک ہڑتال پر رہنے کا اعلان کیا۔

☆ KCR نے بھوک ہڑتال گاؤں رنگادھام پلی، سدی پیٹ منڈل میں 29 نومبر 2009 کو شروع کرنے کا فیصلہ کیا مگر وہاں ان کے پہنچنے سے پہلے ہی ان کو گرفتار کرلیا گیا اور کھمم جیل روانہ کیا گیا۔KCR نے وہیں سے بھوک ہڑتال کا آغاز کیا۔

☆ سری کانتا چاری نے 3 ڈسمبر 2009 کو ایل۔بی نگر میں ''جئے تلنگانہ'' کے نعرہ کو فروغ دیا۔

☆ چیف منسٹر روشیا نے ہم جماعتی میٹنگ کا 7 ڈسمبر 2009 کو منعقد کی۔8 جماعتوں نے اس میں حصہ لیا جس میں MIM اور CPI نے

علیحدہ تلنگانہ کی مخالفت کی۔

☆ مرکزی وزیرداخلہ پی۔چدمبرم نے 11:30، 9 ڈسمبر 2009 میں علیحدہ تلنگانہ کی کارروائی کی شروعات کا اعلان کیا۔

☆ 10 ڈسمبر 2009 کو سیما آندھرا کے عوام نے اس کی مخالفت کی۔

☆ مرکز کی جانب سے 3 فروری 2010 کو ''سری کرشنا کمیٹی'' کی تشکیل عمل میں آئی۔

☆ 30 ڈسمبر 2011 میں اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ داخل کی۔

☆ فروری 2014 میں آندھرا پردیش کی تنظیم نو کی بل پر KCR نے اہم رول ادا کیا۔

☆ 2009 میں تلنگانہ سیاسی مشترکہ عمل کمیٹی قائم کی گئی۔

☆ 24ڈسمبر2009 کوکودنڈارام نےTPJAC کی تشکیل کی۔

علیحدہ تلنگانہ پر سیاسی جماعتوں کا رول:

☆ علیحدہ تلنگانہ کامسئلہ تمام سیاسی جماعتوں کے لئے عام ہوچکا تھاووٹ کی بناپرعلیحدہ تلنگانہ کی بات کی جارہی تھی۔

☆ 2004میں وائی۔ایس راج شیکھر ریڈی نے کانگریس کی طرف سے وزیراعلیٰ کا حلف لیااور وہ متحدہ آندھراپردیش کے حامی تھے۔

☆ 2009کے انتخابات میں بھی کانگریس نے کامیابی حاصل کی اورYSR وزیراعلیٰ بنے،مگرحادثاتی طور پروہ چتور ضلع کوجاتے ہوئے 2ستمبر2009میں ہیلی کاپٹر کے حادثہ میں وفات پاگئے۔

☆ 3ستمبر2009 کوکے روشیانے وزیراعلیٰ کاحلف لیا۔

☆ 25نومبر2010 کوکرن کمارریڈی وزیراعلیٰ بنے۔

☆ CWC نےعلیحدہ تلنگانہ کااعلان کیاتلنگانہ کو 10 ضلع اورحیدرآباد کےساتھ30جولائی 2013 کواعلان کیا۔

☆ 13فروری 2014 کولوک سبھامیں وزیرداخلہ نےآندھراپردیش کی تنظیم نو کابل پیش کیا۔

☆ 18فروری 2014 کولوک سبھامیں بل منظورہوئی۔

☆ 20فروری 2014 کوراجیہ سبھامیں بل پیش کیاگیااوراسی دن ہی پاس ہوگیا۔

☆ یکم مارچ 2014 کوصدرجمہوریہ کےپاس روانہ کی گئی۔

☆ بی۔جے۔پی پہلی قومی سیاسی جماعت تھی جس نےعلیحدہ تلنگانہ کی تائیدکی۔

☆ 1998میں بی جے پی نےکاکی ناڈا کی میٹنگ میں علیحدہ تلنگانہ کی بات کی۔

☆ 1995تا 2004 تکTDPاقتدارمیں رہی مگروہ متحدہ آندھراکی تائیدمیں تھی۔

☆ مگر 2009کےانتخابات کےدورانTRSکےساتھ محاذ کیا۔

☆ CPI نےعلیحدہ تلنگانہ کی کئی تحریکوں میں شرکت کی،CPI کےصدرکے۔نارائن نےعوام بیداری کی مہم ''پدیاترا'' شروع کی۔

☆ سری کرشناکمیٹی سےپہلےتکAIMIM نےعلیحدہ تلنگانہ کی مخالفت کی مگرجب اسمبلی میں2014 کوآندھراپردیش کی تنظیم جدیدکی بل رکھی گئی تبAIMIM نےرائلاتلنگانہ کی سفارش کی۔

☆ دلت بھوجنا سنگھم نےعلیحدہ تلنگانہ کی تحریک میں اہم رول اداکیاجولائی 1998 میں تلنگانہ جناسبھاکاانعقادعمل میں آیا۔

☆ علیحدہ تلنگانہ کی خاطر885لوگوں نےخودکشی کی۔

فائن آرٹ،ادبی اورثقافت کی بحالی:

☆ تلنگانہ تلی کےمجسمہ کےڈیزائن کوبی۔وینکٹ رامناچاری،بی۔ایس راملواورگنگادھرنےبنایااور15نومبر2007 کوپہلی مرتبہ تلنگانہ تلی کامجسمہ نصب کروایاگیا۔

☆ تلنگانہ جاگروتی کو کے کویتا نے بنایا۔ یہ تلنگانہ کے شاعروں کی تنظیم ہے۔ کئی مشہور شاعر اس کا حصہ تھے' ان میں الم نارائن' کے سرینواس' سنو کی ریڈی' نارائن ریڈی' نندی میدھا ریڈی' سوجنا ریڈی وغیرہ۔

☆ گدایارام رام کرشنا شرما (1919-2006): کی تصانیف

(1) شتا پترا ملو (2) پنچا جنیم (3) بھارت دیسا چرترا (4) اوما مہیشورا چرترا

پکلا ئیشودھا ریڈی کی تصانیف

(1) ماواری موچڑلوں (2) دھرما شالہ (3) ادرو کولو (4) اچما کتھلو

☆ نندی سدھا ریڈی چیرمین تلنگانہ ساہتیہ اکیڈمی اس کے ساتھ ساتھ وہ مانجرا رچتلہ سنگھما (MARASAM) اور تلنگانہ رچتلہ ویدکا کی صدر تھیں ان کی اہم کتابیں:

(1) بھوی سو پنم نظم (2) سمہا شنا

رالا بنڈی کویتا پرستا دیہ نظم اور نثر کے ماہر تھے ان کی اہم کتابیں

(1) Avadhana Vidya Aarambha Vikasalu (2) بندھا (3) اونٹری پولا پٹلو

(4) بدیا منڈپم (5) انگی ہمسا (6) اڈی کاوی سومیم

ماہرین کا رول:

☆ **پروفیسر جے شنکر (1934-2011):** کو تلنگانہ تحریک کا ''اسٹیرنگ وہیل'' کہا جاتا ہے۔ انہوں نے تلنگانہ تحریک کے ہر مرحلے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا' انہوں نے کاکتیہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر کی حیثیت سے بھی کام کیا۔ کوم پلی وینکٹ گوڑ نے ان کی سوانح حیات "Voduvani Muchata" کے نام سے لکھی۔

☆ **چکارامیا:** انہیں IIT رامیا بھی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے تلنگانہ کے لئے کسانوں کی تحریک میں حصہ لیا انہوں نے نظام حکومت اور رضا کاروں کے خلاف بھی تحریک چلائی تھی اور گاندھی جی کے ساتھ چھوت چھات کی تحریک میں حصہ لیا۔

☆ **پروفیسر کودنڈا رام:** سیاسی جماعت JAC کے صدر اور 2009 کے علیحدہ تلنگانہ کی تحریک میں اہم کردار ادا کیا۔

☆ سی۔ ایچ ہنمنت راؤ کو 2004 میں پدما بھوشن سے نوازا گیا انہوں نے 15 کتابوں کی اشاعت کی اور 100 سے زائد مضامین تحریر کیے۔

☆ راما راجو ودیا ساگر راؤ نے تلنگانہ کے... "Neellu-Nizalu" کتابیں تحریر کیں۔

تلنگانہ جرنلسٹ کا رول:

☆ تلنگانہ جرنلسٹ فورم کو 2001 میں تشکیل دیا گیا۔ علیحدہ تلنگانہ کی تحریک میں صحافیوں نے اہم رول ادا کیا۔

عورتوں کا رول:

☆ سمالکا' سارکا گریجن طبقہ کی بہادر خواتین تھیں جنہوں نے کاکتیہ حکومت کی ناانصافی کے خلاف آواز اٹھائی۔

☆ چاکلی ایلماں نے نظام کے خلاف تحریک کی۔ طالبات جو عثمانیہ اور کاکتیہ یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھے، تلنگانہ تحریک میں اہم رول ادا کیا۔

☆ تلنگانہ ویمن JAC نے 3 مارچ 2013 کو دھرنا چوک پر دھوم دھام پروگرام کا انعقاد کیا۔

مسلمانوں کا رول:

☆ جماعت اسلامی ہند نے علیحدہ تلنگانہ کی تائید کی۔

☆ تریبازخان نے نظام کے قوانین کے خلاف آواز اٹھائی۔ مذہبی JAC کا انعقاد عمل میں لایا گیا۔

☆ نظام آباد میں 49 طبقوں نے مل کر علیحدہ تلنگانہ تحریک میں حصہ لیا۔

ملازمین کا رول:

☆ TNGO یونین، تلنگانہ ایمپلائز یونین، ملازمین JAC، تلنگانہ لیجسلیچر فورم نے مل کر تلنگانہ کی جدو جہد میں حصہ لیا۔

☆ 19 جولائی 2012 کو تلنگانہ کے خانگی ملازمین نے ایک ٹور بھومی پتر ولہ پدایاترا شروع کیا۔

ڈاکٹرس کا رول:

☆ ڈاکٹر میش نے تلنگانہ میڈیکل JAC کو قائم کیا بعد میں اس کو ڈاکٹر بورانر سمہا گوڈ نے آگے بڑھایا۔

☆ عثمانیہ میڈیکل کالج میں جنوری 2010 میں ودیا ودیارتھی گرجنا سبھا منعقد کی گئی۔

☆ مئی 2013 میں تلنگانہ ڈاکٹرس JAC نے وقار آباد میں Vaidyula Samkharavam منعقد کیا۔

☆ تلنگانہ کے NRIs نے چلو واشنگٹن ڈی سی منعقد کیا اور ایک بڑی ریلی 15 اکٹوبر 2011 میں تلنگانہ "Telangana Kavaathu" کے نام سے کی اور Sakala Janula Samme کی تائید کی۔

تلنگانہ کی اہم تحریکیں:

☆ کے۔سی۔آر سے ملاقات کے بعد 10 مارچ 2011 کو ملین مارچ کا اعلان کیا گیا۔

☆ ملین مارچ (Million March) مصر کی Tahrir Square Protest in Cairo سے متاثر ہو کر کی گئی۔

☆ 10 مارچ کو 4 بجے شام تک ہی ٹینک بنڈ پر لاکھوں کی تعداد میں لوگ اکٹھا ہوئے علیحدہ تلنگانہ کا مطالبہ کیا۔

☆ 17 فروری تا 4 مارچ 2011 یعنی 16 دن تک عدم اعتماد محاذ پارلیمنٹ میں علیحدہ تلنگانہ بل پیش نہ کرنے کی بنا پر کیا گیا۔

☆ سکالا جنولا سمے 13 (SJS) "Sakala Janula Samme" 13 ستمبر 2011 میں شروع کیا گیا۔

☆ 2 اکٹوبر 2011 کو KCR اور ان کے گروہ نے گاندھی سمادھی کے پاس دہلی میں احتجاج کیا۔

☆ 24 اکٹوبر 2011 کو سکالا جنولا سمے مکمل 42 دن کے بعد اختتام پذیر ہوا۔

☆ تلنگانہ ٹیچرس JAC جو 13 اسوسی ایشن پر مشتمل تھی، اگست 2011 کو اس نے Upadhyaya Garjana کا انعقاد اندرا پارک پر کیا۔

☆ آرٹی سی ملازمین نے 18 ستمبر کو (SJS) میں شریک ہوئے تقریباً67,000 ملازمین نے شرکت کی اور یہ 27 دن تک جاری رہا۔

☆ برقی اور GHMC کے ملازمین نے 23 دن، ریلوے ملازمین ایک دن اور سنگارینی کالونی کے ملازمین نے 35 دن اور فلم چیمبر اور کامرس نے 14 اور 15 اکٹوبر کو سکالا جنولا شمے میں حصہ لیا۔

☆ سونیا گاندھی نے 2004 کے انتخابات کے دوران کریم نگر میں میٹنگ کے دوران علیحدہ تلنگانہ کی بات کی۔

انتھونی کمیٹی :(Anthony Committee)

☆ CWC قرارداد: 30 جولائی 2013 کو 10 ضلعوں کے ساتھ علیحدہ تلنگانہ کی بات کی۔

☆ حیدرآباد 10 سال تک دونوں ریاستوں کا مشترکہ صدر مقام رہے گا۔

☆ انتھونی کمیٹی کو مرکز نے 16 اگست 2013 میں تشکیل دیا اس کو گروپ آف منسٹرس (GoM) بھی کہا گیا۔ یہ تلنگانہ کے مسئلہ اور اسکے حل اور مطالبات کی جانچ کے لئے تشکیل دیا گیا۔

☆ جسٹس سری کرشنا کمیٹی کو 3 فروری 2010 کو مرکز نے آندھراپردیش کے حالات پر تبصرہ کے لئے تشکیل دیا۔

☆ اس کی پہلی میٹنگ 13 فروری 2010 کو دہلی میں ہوئی۔ اس کمیٹی نے ڈسمبر 2010 میں اپنی رپورٹ 9 باب اور 505 صفحات پر پیش کی۔

☆ جسٹس سری کرشنا کمیٹی نے 6 سفارشات کیے۔ یہ سفارشات 8 ویں باب میں بند لفافے میں داخل کی گئیں۔

☆ آندھراپردیش کی تنظیم نو کی بل 2013 ڈسمبر 12 کو پیش کی گئی۔

☆ 3 جنوری 2014 کو اسمبلی میں بل پر بحث کی گئی۔

☆ 9 جنوری 2014 کو تمام منسٹرس نے بل پر بحث کی۔

☆ 22 جنوری 2014 کو وزیراعلیٰ کرن کمار ریڈی نے تلنگانہ بل کی مخالفت کی۔

☆ بالآخر رول 77 کے تحت بل کو Voice Vote کے لئے دی گئی آخرکار مرکز کو بھیجا گیا۔

☆ یونین کیبنٹ نے 7 فروری 2014 کو بل پاس کیا۔

☆ 9 فروری 2014 کو بل صدر جمہوریہ تک پہنچا۔

☆ تلنگانہ بل 18 فروری 2014 کو لوک سبھا میں Voice Vote کے ذریعہ پاس کیا گیا۔

☆ 20 فروری 2014 کو راجیہ سبھا میں بل منظور ہوا۔

☆ 2 جون 2014 کو علیحدہ تلنگانہ تشکیل دیا گیا۔

☆ چیف منسٹر کرن کمار ریڈی نے 19 فروری 2014 کو اپنے عہدہ سے استعفیٰ دے دیا۔

☆ ریاست میں صدر راج نافذ کیا گیا۔

☆ جملہ 14 کمیٹیاں علیحدہ تلنگانہ کے حصول کے لئے بنائی گئیں۔

آندھراپردیش تنظیم نوا یکٹ:2014

☆ یہ ایکٹ 12 حصے اور 108 دفعات اور 13 شیڈول پر مشتمل ہے۔

☆ 5 مارچ 2014 کو چیف الیکشن کمشنر وی۔ایس سمپت نے انتخابات کا اعلان کیا اور 543 اسمبلی حلقوں میں انتخابات منعقد کئے گئے۔

☆ تلنگانہ لوک سبھا کے انتخابات 30 اپریل 2014 اور اسمبلی انتخابات 7 مئی 2014 کو 119 اسمبلی حلقوں اور 17 لوک سبھا نشستوں پر کئے گئے۔ صدارتی راج میں دونوں ریاستوں میں ایک ساتھ کئے گئے۔

☆ TRS پارٹی نے 11 لوک سبھا اور 63 اسمبلی حلقوں میں کامیابی حاصل کی۔

☆ 25 جون 2014 کو تلنگانہ کی پہلی حکومت بنی اور KCR پہلے وزیر اعلیٰ بنے انہوں نے 17 دیگر وزیروں کے ساتھ حلف لیا۔

☆ کاکتیہ کمان اور چارمینار کو تلنگانہ کے نشان میں الاے لکشمن نے ڈیزائن کیا۔

☆ تلنگانہ کا پھول تنگیڈو ہے۔

☆ تلنگانہ کا پرندہ ’’پالا پیٹا‘‘ ہے۔

☆ تلنگانہ کا جانور ’’ہرن‘‘ ہے۔

☆ تلنگانہ کا درخت ’’جمی درخت‘‘ ہے۔

تلنگانہ کی تاریخ وتحریک (تاریخ وار)

(A Chronology of Telangana History and Telangana Movement)

☆ چارمینار کی تعمیر 19 اکتوبر 1591 میں مکمل ہوئی۔

☆ سکندرآباد کا ریلوے اسٹیشن کی تعمیر 1874 میں مکمل ہوئی۔

☆ آریا سماج کا قیام 1892ء میں حیدرآباد میں عمل میں آیا۔

☆ گنیش تہوار پہلی بار میں 1895ء میں منایا گیا۔

☆ ’’سری کرشنا دیورائے آندھرا بھاشا نیلائم‘‘ کو 1901 میں کوماراجو لکشما راؤ نے قائم کیا۔

☆ ہندوستانی آبپاشی کمیشن (Indian Irrigation Commission) کو 1901 میں قائم کیا گیا۔

☆ سری راجا راجا نریندرا آندھرا بھاشا نیلائم کو ہنمکنڈہ میں 1904 میں قائم کیا گیا۔

☆ آندھرا سماوردھنی لائبریری کو 1905 میں قائم کیا گیا۔

☆ وجیتا چندریکا گرنتھ منڈلی کو لکشمنا راؤ نے 1906 میں قائم کیا۔

☆ محکمہ بجلی (Electricity Department) حیدرآباد کا قیام 1910 میں عمل میں آیا۔

☆ 1912 میں آندھرا ساہتیہ پریشت رسالہ شروع کیا گیا۔
☆ ''سٹی ڈیولپمنٹ کارپوریشن'' کو ساتویں نظام میر عثمان علی خاں نے 1912ء میں قائم کیا۔
☆ سلور جوبلی ٹاؤن ہال (موجودہ اسمبلی کی عمارت) کی تعمیر 1913 میں کی گئی۔
☆ سالار جنگ میوزیم کا قیام 1914 میں عمل میں آیا۔
☆ عثمانیہ یونیورسٹی کا افتتاح 22 ستمبر میں 1918 کیا گیا۔
☆ عثمانیہ آرٹس کالج کی شروعات 8 اگست 1919 میں کی گئی۔
☆ ہائی کورٹ کی عمارت کا ڈیزائن فرانسیسی معمار نے کیا اور یہ عمارت 1919 میں تعمیر کی گئی۔
☆ موسیٰ ندی پر 1920 میں عثمان ساگر پراجیکٹ تعمیر کیا گیا۔
☆ نومبر 11 اور 12' 1921ء میں سماجی اصلاحات کے دوران تلگو بولنے والوں کو علیحدہ کیا گیا اور اسی بنیاد پر ''نظام آندھرا مہاسبھا'' کا قیام عمل میں آیا۔
☆ عثمانیہ میڈیکل کالج کا قیام 1920 میں عمل میں آیا۔
☆ گولکنڈہ اخبار 10 مئی 1926 میں شروع کیا گیا۔
☆ آندھرا مہاسبھا نے 1928 میں آندھرا بالیکا ہائی اسکول قائم کیا۔

1930:

☆ H.M ریڈی نے پہلی بار تلگو فلم بنانے کا کام شروع کیا۔ جوگی پیٹ میں آندھرا مہاسبھا کا قیام عمل میں آیا۔
☆ رسالہ ''زمین رعیتو'' شروع کیا گیا۔

1931:

☆ اکولہ میں حیدرآباد کی چوتھی سیاسی کانفرنس منعقد کی گئی۔
☆ اعظم جاہی مل کو ورنگل میں شروع کیا گیا۔

1932:

☆ دکن ریڈیو کو سیف آباد میں شروع کیا گیا۔

1934:

☆ آندھرا مہاسبھا نے نظام کو ایک سیاسی قرارداد پیش کی جس میں ایک ذمہ دار حکومت قائم کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔
☆ پہلا ایئرپورٹ بیگم پیٹ حیدرآباد میں قائم کیا گیا۔

1937:

☆ نظام شوگر فیکٹری بودھن میں قائم کی گئی۔
☆ مہاتما گاندھی نے حیدرآباد کا دورہ کیا۔

1938:

☆ حیدرآباد اسٹیٹ کانگریس کا قیام جولائی میں عمل میں لایا گیا۔
☆ عثمانیہ یونیورسٹی کے احاطہ میں وندے ماترم تحریک شروع ہوئی۔

☆ 8 ستمبر کو نظام حکومت نے حیدرآباد اسٹیٹ کانگریس پر پابندی عائد کی۔

1939:

☆ دستوری اصلاحات کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا۔

☆ کمیونسٹ پارٹی تلنگانہ میں ہی شروع ہوئی اور اس کا ایک یونٹ حیدرآباد میں قائم کیا گیا۔

1940:

☆ آندھرا ساہتیہ پریشد کو حیدرآباد میں قائم کیا گیا۔

☆ نواب بہادر یار جنگ کو مجلس اتحادالمسلمین کا صدر بنایا گیا۔

☆ مجلس اتحادالمسلمین نے پہلی بار رضا کارانہ فوج کو عوام کی مدد کے لئے مقرر کیا۔

1941:

☆ سری رام پاساگر پراجیکٹ جس کو پولاورم پراجیکٹ بھی کہا جاتا ہے اس کو دیوان بہادر، ایل وینکٹ کرشنا ایئر نے ڈیزائن کیا۔

8 اگست کو اسٹیٹ بینک آف حیدرآباد کا قیام عمل میں آیا۔

1942:

☆ ہندوستان چھوڑ دو تحریک کا آغاز حیدرآباد میں ہوا۔

☆ حیدرآباد میں معدنیات کے فرمس شروع کئے گئے۔

☆ 17 جون کو "پرجاشکتی" رسالہ شروع کیا گیا۔

1944:

☆ آندھرا مہاسبھا کے اعتدال پسند اور انتہاپسند گروہ کے درمیان عمودی تقسیم عمل میں آئی۔

1945:

☆ نیلوفر دواخانے کو حیدرآباد میں قائم کیا گیا۔

1946:

☆ قاسم رضوی کو مجلس اتحادالمسلمین کا صدر بنایا گیا اور اس نے رضا کارانہ گروہ کو فوجی تربیت دی۔

☆ حیدرآباد اسٹیٹ کانگریس سے پابندیاں ختم کردی گئیں۔آندھرا مہاسبھا اور مہاراشٹرا پریشد میں اتحاد قائم ہوا اور یہ "حیدرآباد اسٹیٹ کانگریس" کے نام سے ابھرے۔

☆ مدراس اسمبلی کے انتخابات منعقد ہوئے اور ٹنگوٹوری پرکاشم پنتلو نے حکومت قائم کی۔

☆ کمیونسٹ پارٹی پر پابندی عائد کی گئی۔

1947:

☆ اپریل میں کمیونسٹ پارٹی نے مسلح جدوجہد شروع کی۔

☆ 7 اگست کو "ہندوستان میں شامل ہونے کا دن" (Join India day) کے طور پر تسلیم کیا گیا۔نظام نے 12رجون 1947 کو آزادی کا اعلان کیا۔

☆ نظام حکومت نے ہندوستانی ترنگے کو 15راگست کے دن حیدرآباد میں لہرانے پر روک لگائی۔

☆ 14 نومبر سے حیدرآباد میں اسٹاک ایکسچینج کا ادارہ شروع ہوا۔

☆ 29 نومبر کو نظام اور یونین آف انڈیا کے درمیان Stand Still معاہدہ طئے پایا۔

1948:

☆ کے۔ ایم منشی کو حکومت ہند کا نمائندہ بنا کر حیدرآباد روانہ کیا گیا۔

☆ 21 اگست کو نظام نے UNO سے درخواست کی کہ وہ حیدرآباد کو علیحدہ ملک تسلیم کرلے۔

☆ 17 ستمبر کو حیدرآباد میں پولیس ایکشن ختم ہوا اور حیدرآباد ہندوستانی یونین میں شامل ہو گیا۔

☆ رضا کارانہ تنظیم کے صدر قاسم رضوی کو 23 ستمبر کو قید کرلیا گیا۔

☆ ستمبر 18 تا ڈسمبر 1949 تک جے۔ این چودھری نے حیدرآباد پر فوجی حکومت قائم کی۔

☆ تنگبھدرا پراجیکٹ کو مدراس حکومت اور حیدرآباد حکومت نے افتتاح کیا۔

1950:

☆ جنوری 1950 تا مارچ 1952 تک ایم۔ کے ویلوڈی نے وزیر اعلیٰ اور نظام راج پرمکھ کے طور پر حیدرآباد پر حکومت کی۔

1951:

☆ آچاریہ ونو دبھاوے نے پوچم پلی سے بھودان تحریک کا آغاز کیا۔

☆ 21 اکٹوبر کو کمیونسٹ پارٹی نے اپنی مسلح جدوجہد کو بند کردیا۔

1952:

☆ بوروگولا راما کرشنا راؤ نے پہلی عوامی حکومت قائم کی۔ مارچ 1952 میں منعقدہ پہلے اسمبلی انتخابات میں کامیابی حاصل کر کے۔

☆ ستمبر میں پہلی بار ورنگل میں روزگار اور تعلیم کے زمرے میں ملکی تحریک شروع ہوئی۔

1953:

☆ 22 ڈسمبر کو فاضل علی کمیشن کا قیام عمل میں لایا گیا۔

☆ 1 اکتوبر کو کھمم ضلع کو تشکیل دیا گیا۔

1955:

☆ 30 ستمبر کو فاضل علی کمیشن نے اپنی آخری رپورٹ داخل کی۔

☆ فاضل علی کمیشن نے علیحدہ تلنگانہ کی سفارش کی۔

☆ حکومت حیدرآباد اور حکومت آندھرا نے مل کر ناگرجنا ساگر پراجیکٹ کی تعمیر کا کام شروع کیا۔

1956:

☆ 20 فروری کو آندھرا اور تلنگانہ کے رہنماؤں کے درمیان جنٹلمین معاہدہ طئے پایا۔ وزیر اعظم جواہر لال نہرو نے نیلم سنجیوا ریڈی کو وزیر اعلیٰ مقرر کرتے ہوئے متحدہ آندھرا کی حکومت کا نومبر کو افتتاح کیا۔

1957

☆ یکم اگست کو تلنگانہ میں پہلی بار اسمبلی انتخابات منعقد کئے گئے۔

☆ بھیم سین سچر کو متحدہ آندھرا پردیش کا گورنر بنایا گیا۔

1959:

☆ آندھراپردیش حکومت نے قانون نافذ کئے اوراعلان کیا کہ ملکی لوگوں کو بھی تلنگانہ میں 21 مارچ 1959 سے روزگار فراہم کیا جائے گا۔

1960:

☆ دامودر سنجوِایا کو کانگریس پارٹی کا صدر بنایا گیااور نیلم سنجیوا ریڈی کی جگہ پر آندھرا کا وزیر اعلیٰ اور کے۔وی رنگا ریڈی کو تلنگانہ علاقے کا ڈپٹی وزیر اعلیٰ جنوری 10 کو مقرر کیا گیا۔

1961:

☆ مرکزی سطح پر کرشنا۔گوداوری پانی کا کمیشن بنایا گیا۔

1963:

☆ وزیر اعظم جواہر لال نہرو نے سری سیلم ہائیڈرو پراجیکٹ کا افتتاح 24 جولائی کو کیا۔

☆ 26 جولائی کو وزیر اعظم جواہر لال نہرو نے پوچم پاڈو پراجیکٹ کا افتتاح کیا۔

☆ 16 اکتوبر کو نہرو زولوجیکل پارک کا افتتاح کیا گیا۔

1965

☆ مانجرا بیریج کی تعمیر شروع کی گئی۔

☆ وزیر اعظم لال بہادر شاستری نے 20 مارچ کو زرعی یونیورسٹی کا افتتاح حیدرآباد میں کیا۔

☆ 27 مارچ کو سرکاری زبان کا بل منظور کیا گیا۔ پہلا 60 تھرمل پلانٹ کا 4 جولائی کو افتتاح کیا گیا۔

☆ 13 جولائی کو صدر جمہوریہ ایس رادھا کرشنن نے گوداوری ندی پر بھدرا چلم بیریج قائم کیا۔

☆ 19 جولائی کو راما گنڈم نے تھرمل پاور پلانٹ کا آغاز کیا گیا۔

☆ 11 ڈسمبر کو (BHEL) بھارت ہیوی الکٹریکلس لمیٹڈ قائم کیا گیا۔

1967:

☆ 11 اپریل کو Electronics Corporation of India Limited (ECIL) کا قیام عمل میں آیا۔

☆ 15 جولائی کو کوتا گوڑم تھرمل پاور پلانٹ نے 3 اور 4 یونٹ شروع کئے گئے۔

☆ 14 اگست کو وزیر اعظم اندرا گاندھی نے ناگرجنا ساگر سے پانی کو چھوڑا

1968:

☆ 11 اپریل کو کھانڈو بائی دیسائی کو آندھراپردیش کا گورنر بنایا گیا۔

☆ 16 اگست سے تلگو اکیڈمی کا قیام عمل میں آیا۔

☆ نلاواگو اور پیداواگو پراجیکٹس اسی سال شروع کئے گئے۔

1969:

☆ 13 جنوری کو تلنگانہ اسٹوڈنٹس کونسل قائم ہوئی۔

☆ 28 فروری کو مدن موہن کی صدارت میں تلنگانہ پرجا سمیتی قائم کی گئی۔

☆ ایکسپرٹ کمیٹی کو28 مارچ میں ونچو کی صدارت میں قائم کیا گیا۔

☆ 11اپریل کو جسٹس بھارگوا کمیٹی بنائی گئی۔

☆ 11اپریل کو ٹی۔پرشوتم راؤ نے تلنگانہ کا نقشہ بنایا۔

☆ تلنگانہ کے مطالبہ کا دن (Telangana Demands Day) مئی کو مانا جاتا تھا۔

☆ کمارللت کمیٹی بنائی گئی۔

☆ یکم جون کو تلنگانہ جرنلسٹ اسوسی ایشن قائم کی گئی۔

☆ یکم جون کو کونڈا لکشمن باپوجی کی صدارت میں تلنگانہ پردیش کانگریس قائم کی گئی۔

☆ 24اگست کو وی۔وی۔گری صدر جمہوریہ ہند منتخب ہوئے اور اسی دن مخدوم محی الدین کا انتقال ہوا۔

☆ وزیر اعظم نے آٹھ((8 نکاتی فارمولے کا اعلان کیا تاکہ تلنگانہ کے مسائل کا حل نکال سکے۔

1970:

☆ 9 ڈسمبر کو ہائی کورٹ نے ملکی قوانین پر اپنا آخری فیصلہ صادر کیا۔

1971:

☆ پانچ((5 نکاتی فارمولے کا آغاز کیا گیا۔

☆ تلنگانہ پرجا سمیتی کانگریس میں شامل ہوگئی۔

☆ 10 جنوری کو ڈنڈی گل میں ایرفورس اکیڈمی کا قیام عمل میں لایا گیا۔

☆ 25 ستمبر کو پی۔وی۔نرسمہا راؤ نے وزیر اعلیٰ کا حلف لیا۔

1972:

☆ 31 جنوری کو بیگم پیٹ ایرپورٹ شروع کیا گیا۔

☆ 27 نومبر کو وزیر اعظم اندرا گاندھی نے اپنا آٹھ((8 نکاتی فارمولہ پیش کیا۔

1973:

☆ دستور کی32 ویں ترمیم کے دوران دفعہ 371 کو شامل کیا گیا۔

☆ یکم ستمبر کو مرکز نے چھ((6 نکاتی فارمولہ شروع کیا اور ملکی قوانین کو رد کردیا۔

☆ 10 ڈسمبر کو جلگم وینگلا راؤ نے آندھرا پردیش کے وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے حلف لیا۔

1974:

☆ 7 مارچ کو وزیر اعظم نے بی بی نگر تا نندی کوڈی ریلوے لائین کا سنگ بنیاد رکھا۔

1975:

☆ 12 اپریل کو بی۔ڈی جیٹھی نے ورلڈ تلگو کانفرنس کا آغاز حیدرآباد میں کیا۔

☆ 8 ستمبر کو پہلا عالمی تلگو ادارہ حیدرآباد میں قائم کیا گیا۔

☆ 6اکتوبر کو مہاراشٹرا حکومت کے ساتھ گوداوری ندی کے پانی کی تقسیم پر معاہدہ ہوا۔

☆ 17 نومبر کو حیدرآباد سنٹرل یونیورسٹی اور نیشنل پولیس اکیڈمی کا افتتاح وزیر اعظم کے ہاتھوں عمل میں لایا گیا۔

☆ صدر جمہوریہ نے حکم جاری کیا کہ %80 نوکریاں تلنگانہ میں صرف مقامی لوگوں کو دی جائیں۔

1976:

☆ یکم اپریل کو تلگو کو ضلعی سطح پر سرکاری زبان کا درجہ دیا گیا۔

☆ 14 اپریل کو دہلی میں معاہدہ طئے پایا کہ کرشنا ندی کا پانی آندھرا پردیش سے مدارس میں داخل کیا جائے گا۔

☆ 21 جولائی کو گرام پنچایت کے قوانین میں تبدیلی لاتے ہوئے یہ سہولت دی گئی کہ سرپنچ کے عہدہ کے انتخابات راست طور پر ہوں گے۔

1977:

☆ 27 نومبر 1977 کو یونین منسٹر پروفیسر نور الحسن نے کاکتیہ یونیورسٹی کی بنیاد ورنگل میں رکھی۔

☆ 19 اپریل کو شردھا مکرجی نے آندھرا پردیش کے گورنر کی حیثیت سے حلف لیا۔

1978:

☆ 3 مارچ کو ڈاکٹر مری چنا ریڈی نے آندھرا پردیش کے وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے حلف لیا۔

☆ 30 اپریل کو مہاراشٹرا' کرناٹک اور آندھرا پردیش کے درمیان گوداوری ندی کے پانی کی تقسیم کا معاہدہ طئے پایا۔

☆ 9 جون کو گورنر نے آرڈیننس جاری کرتے ہوئے رائے دہندوں کی عمر کو گھٹا کر 18 سال کردی۔

☆ 15 اگست کو رنگا ریڈی ضلع کی تشکیل عمل میں آئی۔

☆ 14 نومبر کو وزیر اعظم مرارجی دیسائی نے 2100 mw تھرمل سوپر پاور کا سنگ بنیاد راما گنڈم میں رکھا۔

☆ 23 جولائی کو حکومت ہند نے اعلان کیا کہ 25,000 سے زیادہ آبادی والا علاقہ میونسپلٹی قرار دیا گیا۔

1980:

☆ 5 جنوری کو اندرا گاندھی نے میدک کی پارلیمنٹری نشست پر جیت حاصل کی۔

☆ ٹنگوری انجیا نے 11 ر اکٹوبر کو آندھرا پردیش کے وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے حلف لیا۔

☆ ملک میں پہلی لوہے کی صنعت کھمم ضلع میں قائم کی گئی۔

1981:

☆ جورالہ پروجیکٹ کا سنگ بنیاد آندھرا پردیش کے وزیر اعلیٰ ٹی۔انجیا نے 6 جنوری کو رکھی۔

☆ یونین منسٹر عبدالغنی چودھری نے NTPC کا سنگ بنیاد 4 اپریل کو راما گنڈم میں رکھا۔

☆ 2 اگست کو حیدرآباد (اولڈ سٹی) ترقی کا ادارہ Hyderabad Development Authority قائم کیا گیا۔

☆ ٹی۔انجیا نے یکم نومبر کو نئی سکریٹریٹ کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔

1982:

☆ یکم جنوری کو مرکزی وزیر برائے صنعت این۔ڈی۔تیواری نے ہندوستان کیبل پروجیکٹ کی بنیاد رکھی۔

☆ یکم فروری کو سٹی ڈیولپمنٹ اتھاریٹی کا قیام ورنگل میں لایا گیا۔

☆ 28 جنوری کو 32 سنٹرس کے ساتھ بھاونم وینکٹ رم نے وزیر اعلیٰ کا حلف لیا۔

☆ 20 مارچ کو این۔ٹی۔راماراؤ نے علیحدہ علاقائی پارٹی کے قیام کا اعلان کیا۔

☆ 22 مارچ کو این۔ ٹی۔ راما راؤ نے اپنی پارٹی کا نام تلگو دیشم رکھا۔

1983:

☆ این۔ ٹی۔ راما راؤ نے بھاری اکثریت کے ساتھ اسمبلی انتخابات میں کامیابی حاصل کی اور پہلی غیر کانگریسی حکومت قائم کی۔

☆ 9 فروری کو سبکدوشی کی عمر کو 55 سال سے 58 سال کیا گیا۔

☆ 14 اپریل کو ریاستی سطح پر تلگو کو سرکاری زبان کا درجہ دیا گیا۔

☆ این ٹی راما راؤ اور ایم۔ پی۔ رام چندرن نے 22 اپریل کو تلگو گنگا کا سنگ بنیاد رکھا۔

☆ 14 اگست کو حیدرآباد ٹیلی ویژن کے نیٹ ورک کو INSAT-1B سے جوڑا گیا۔

1984:

☆ 12 جنوری کو آرڈیننس جاری کیا گیا جس میں قریہ اور تعلقہ کو رد کیا گیا۔

☆ 13 جنوری کو District Development Board قائم کیا گیا۔

☆ 26 فروری کو مری چنا ریڈی نے نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی کا قیام عمل میں لایا۔

☆ جئے بھارت ریڈی کمیٹی قائم کی گئی۔

☆ 2 اپریل کو نیلم سنجیوا ریڈی نے تلگو وجننا پیٹھ کا افتتاح کیا۔

1985:

☆ 20 ڈسمبر کو پہلی بین الاقوامی فلائٹ جدہ سے حیدرآباد ایرپورٹ پہنچی۔

☆ ڈسمبر میں جی۔او 610 کو جاری کیا گیا۔

☆ سندرسین کمیٹی قائم کی گئی۔

☆ فروری میں تلنگانہ جنا سبھا شروع کی گئی۔

1986: تلنگانہ انفارمیشن ٹرسٹ قائم کیا گیا۔

1987: تلنگانہ کے صحافی پرتاب کشور نے پدیاترا کا آغاز 6 جون کو حیدرآباد تا دہلی کیا۔

1989: حیدرآباد میٹرو واٹر سپلائی اور سیوریج بورڈ قائم کیا گیا۔

☆ تلنگانہ ڈیولپمنٹ فورم قائم کیا گیا۔

☆ تلگو دیشم پارٹی کو شکست ہوئی اور کانگریس چنا ریڈی کی صدارت میں دوبارہ اقتدار میں آ گئی۔

1990: چنا ریڈی حکومت نے نکسلزم کو بڑھاوا دیا جس سے ریاست بھر میں تشدد پھیلا۔

1991: راجیو گاندھی کا قتل ایلم ٹائیگر کے ہاتھوں ہوا اس کے بعد ذمہ داری پی وی نرسمہا راؤ کو سونپی گئی۔

1996: 15 جون کو تلگو دیشم پارٹی نے جی۔او 69 جاری کیا جس کے تحت کرشنا ڈیلٹا کا پانی چھوڑا گیا۔

1997: 28 ستمبر کو تلنگانہ یونائیٹڈ فورم تشکیل دیا گیا۔ اندرا ریڈی نے جئے تلنگانہ سیاسی پارٹی شروع کی۔

1999:

☆ جی۔او۔ 202 جاری کیا گیا جس میں تنگبھدرا ندی کے پانی پر تلنگانہ کے حق کی وضاحت کی۔

☆ تلنگانہ ڈیولپمنٹ فورم امریکہ میں قائم کیا گیا۔

2001:

☆ گری گیلانی کو جی۔او610 کو عملی جامہ پہنانے کے لئے تشکیل دیا گیا۔
☆ علیحدہ تلنگانہ کے مقصد کے حصول کے لئے 27 اپریل کو تلنگانہ راشٹریہ سمیتی (TRS) پارٹی کو کے۔ چندر شیکھر راؤ نے تشکیل دیا۔
☆ 16 جون کو دیوادلا پروجیکٹ کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔
☆ 19 ستمبر 2002 کو ''تلنگانہ سادھنا سمیتی'' کو الے نریندر اور مچنی کرشنا راؤ نے تشکیل دیا۔
☆ 11/اگست کو ''تلنگانہ سادھنا سمیتی'' تلنگانہ راشٹریہ سمیتی میں مل گئی۔

2003: 9 ستمبر کو کے۔ چندر شیکھر راؤ نیشنل کمیٹی کے کنوینر مقرر ہوئے۔

2005:

☆ پرنب مکرجی کمیٹی تشکیل دی گئی۔
☆ 3/جولائی ابراہیم پٹنم گاؤں، رنگاریڈی ضلع میں راڈار اسٹیشن قائم کیا گیا۔
☆ 4 نومبر کو ہائی کورٹ کی گولڈن جوبلی تقریب منائی گئی۔
☆ مرکزی انتخابی کمیشن نے وجئے شانتی کی جانب سے قائم کی گئی پارٹی ''تلی تلنگانہ'' کو فوقیت بخشی۔
☆ آندھرا پردیش اسمبلی کی گولڈن جوبلی تقریب 3/ڈسمبر سے شروع کی گئی۔
☆ ہائی کورٹ نے 7/نومبر کو مسلمانوں کو 5 فیصد ریزرویشن تعلیم اور روزگار کے مواقع میں عطا کیا۔

2006:

☆ 16 فروری کو ریاستی حکومت نے گری گیلانی کی رپورٹ کو عمل میں لانے کا فیصلہ کیا۔
☆ 22 فروری کو ریاستی اسمبلی نے تلگو زبان کو کلاسیکی درجہ عطا کیا۔

2007:

☆ اپریل 16 کو MCH کا قیام عمل میں آیا بعد میں اس میں 12 میونسپلٹی اور 8 گاؤں کو شامل کر کے گریٹر حیدرآباد میونسپل کارپوریشن کیا گیا۔
☆ جون 3 کو مکہ مسجد میں بم دھماکہ ہوا اس کی کارروائی کے لئے جسٹس وی۔ بھاسکر راؤ کی صدارت میں کمیشن قائم کیا گیا۔
☆ 2 اگست کو حکومت نے ہائی کورٹ کے سبکدوش جج آئی۔ پانڈورنگا راؤ کی صدارت میں موڈی گونڈا میں ہوئے آگ کے حادثہ کی جانچ کے لئے کمیٹی تشکیل دی۔
☆ نومبر 4 کو وزیر اعلیٰ وائی ایس راج شیکھر ریڈی نے علی ساگر لفٹ آبپاشی کی سہولت کے لئے اسکیم شروع کی اس اسکیم کو نظام آباد، ایڈپلی منڈلم اور جنگم پیٹا میں عمل میں لایا گیا۔

2008:

☆ 2006 کا نیشنل ایوارڈ ماہرات کے لئے ڈاکٹر سید محمود نقوی کو دیا گیا۔
☆ مئی 9 کو بھیم ریڈی نرسمہا ریڈی (B.N. Reddy) کا انتقال ہوا۔
☆ مئی 10 کو Bharat Heavy Plates and Vessels (BHPV) کو Bharat Heavy Electricals Limited (BHEL) میں شامل کیا گیا۔

☆ عثمانیہ یونیورسٹی کے سیاسیات کے پروفیسر کانچی ایلیا کی لکھی ہوئی کتاب "Why I am not a Hindu" کو لندن انسٹیٹیوٹ آف ساؤتھ ایشیا کا خطاب دیا گیا اس کتاب میں تلنگانہ عوام کی زندگی کی عکاسی کی گئی۔ یہ ان پانچ کتابوں میں شامل ہے جو خصوصی مقصد کے لئے ہوتی ہے یہ ایسی پہلی ''دلت بہوجنا'' کتاب ہے جس کو بین الاقوامی ایوارڈ سے نوازا گیا۔

2009:

☆ 19 اکٹوبر کو سپریم کورٹ نے حیدرآباد کے فری زون پر اپنا فیصلہ صادر کیا۔

☆ کے۔روشیا نے پی۔وی نرسمہاراؤ ''ایکسپریس وے'' راستہ کا افتتاح کیا جو راجیو گاندھی انٹرنیشنل ایرپورٹ سے ملتی ہے یہ ملک کا سب سے لمبا فلائی اوور تھا جس کی لمبائی 11.66 کلومیٹر ہے۔ جو سروجنی دیوی آنکھوں کے دواخانے مہدی پٹنم سے شروع ہوکر آرام گھر پر ختم ہوتا ہے۔

☆ نومبر 24 کو کے۔سی۔آر نے بھوک ہڑتال کا آغاز کیا۔

☆ ڈسمبر 4 کو تلنگانہ جے اے سی کی ابتداء ہوئی۔

☆ ڈسمبر 7 کو تمام پارٹیوں کی میٹنگ روشیا نے شروع کی۔

☆ ڈسمبر 9 کو مرکزی وزیر داخلہ پی۔چدمبرم نے علیحدہ تلنگانہ کا اعلان کیا۔

☆ ڈسمبر 10 کو کے۔سی۔آر نے بھوک ہڑتال ختم کی۔

☆ 23 ڈسمبر کو دوسرا اعلان کیا گیا کہ تمام علاقوں کی عوام کے جذبات کو مدنظر رکھتے ہوئے علیحدہ تلنگانہ پر فیصلہ کیا جائے گا۔

2010:

☆ جنوری 5 کو پہلی تمام پارٹی میٹنگ 8 مشہور پارٹیوں کے ساتھ مرکزی وزیر داخلہ پی۔چدمبرم نے کی۔

☆ اپریل 10 کو ریاستی حکومت نے شیروں کے حفاظتی پروجیکٹ کا اعلان کیا۔ عادل آباد ضلع کے کاول کو اس کا مرکز بنایا گیا جس کے لئے مرکزی حکومت نے علیحدہ فنڈس جاری کئے۔

☆ بین ریاستی معاہدہ Pranahita-Chevella Project جو آبپاشی کا تھا آندھراپردیش اور ریاست مہاراشٹرا کے درمیان 5 مئی کو طے پایا۔

☆ جولائی 10 کو Gollabhama Saree جو دوباک اور سدی پیٹ ضلعوں میں ملتی ہے اس کو Geographical Identification (G.I) دی گئی۔

2013:

☆ 30 جولائی کو علیحدہ تلنگانہ کی نوٹ پر کانگریس کمیٹی کی میٹنگ میں اصلاح لائی گئی۔

☆ مرکزی کیبنٹ نے تلنگانہ نوٹ کو منظور کیا۔

☆ 30 اکٹوبر کو وزیروں کا گروہ ریاست کی تقسیم کے لئے تشکیل دیا گیا۔

☆ کیبنٹ نے صدر جمہوریہ کی منظوری کے 56 دن پر علیحدہ تلنگانہ کی بل کو منظوری دی۔

☆ 11 اور 12 نومبر کو تمام پارٹیوں کے ساتھ وزیروں کے گروہ نے ملاقات کی۔

☆ ڈسمبر 5 کو مرکزی حکومت نے 10 ضلعوں کے ساتھ علیحدہ تلنگانہ کو منظوری دی۔ 7 ڈسمبر کو بل صدر جمہوریہ سے ریاستی اسمبلی کو واپس ہوا۔

☆ 12 ڈسمبر کو آندھرا کی تقسیم سے متحدہ آندھرا کا بل بنا۔

☆ ڈسمبر 16 کو اسمبلی میں علیحدہ تلنگانہ پر آخری اجلاس منعقد کیا گیا جو ڈرامائی انداز میں اختتام کو پہنچا۔

2014:

☆ جنوری 22 کو وزیر اعلیٰ نے بل علیحدہ تلنگانہ کو ایک ہفتہ کے لئے ملتوی کیا۔

☆ جنوری 23 کو قانون 77 کے تحت بل کو واپس کیا۔

☆ جنوری 30 کو بحث مکمل ہوئی اور اسپیکر نے وزیر اعلیٰ سے بل کو Voice vote کیا۔

☆ فروری 3 کو بل آندھرا پردیش سے دہلی پہنچا۔

☆ فروری 4 کو آخری اور حتمی شکل آندھرا پردیش کی دوبارہ تشکیل دی گئی۔

☆ فروری 6 کو علیحدہ تلنگانہ کے بل کو کیبنٹ نے منظوری دی اور صدر جمہوریہ کو روانہ کیا گیا۔

☆ فروری 13 کو لوک سبھا میں بل کا آغاز ہوا۔

☆ فروری 18 کو علیحدہ تلنگانہ کی بل کو بی۔جے۔پی پارٹی کی مدد سے کامیابی ملی۔

☆ فروری 20 کو راجیہ سبھا میں علیحدہ تلنگانہ بل کو منظوری دی گئی۔

☆ مارچ 1 کو صدر جمہوریہ نے علیحدہ تلنگانہ بل پر دستخط کئے۔

☆ مارچ 2 کو تلنگانہ گزٹ کا اعلان ہوا۔

☆ مارچ 4 کو مرکزی حکومت نے جون 2 کو تلنگانہ کا یوم تاسیس مقرر کیا۔

☆ اپریل اور مئی میں انتخابات کا آغاز دونوں ریاستوں میں کیا گیا۔

☆ جون 2 کو علیحدہ تلنگانہ کی تشکیل عمل میں آئی اور وزیر اعلیٰ کے۔سی۔آر اور گورنر E.S.L نرسمہن نے ترنگا لہرایا۔

☆ جون 10 کو سری کونڈا مادھو سودھن چاری کو پہلا علیحدہ تلنگانہ اسمبلی کا اسپیکر قرار دیا گیا۔

☆ جون 16 کو بتکماں اور بونال کو تلنگانہ ریاست کا مقامی تہوار قرار دیا گیا۔

☆ جون 21 کو کے۔راما کرشنا ریڈی کو تلنگانہ کا پہلا ایڈوکیٹ جنرل اور جئے رام چرن کو اضافی ایڈوکیٹ جنرل بنایا گیا۔

☆ جولائی 2 کو سوامی گوڑ پہلا تلنگانہ قانون ساز کونسل کا چیرمین منتخب کیا گیا۔

☆ اگست 19 کو ایک دن میں تلنگانہ میں ''سمگر ایا کوٹمبا سروے'' منعقد کیا گیا۔

☆ ستمبر 24 کو تلنگانہ کے مقام میں دوردرشن چیانل کا نام یادگیری سے بدل دیا گیا۔

SOCIETY, CULTURE, HERITAGE, ARTS AND LITERATURE OF TELANGANA RELIGIONS FAIRS IN TELANGANA

تلنگانہ کا سماج،ثقافت،ورثہ،فنون لطیفہ اور تلنگانہ کے مذاہبی میلے/ جاترا

ریاست تلنگانہ کے لوگ روحانی طور پر متحرک ہیں۔اپنی مذہبی عبادات کا یہ اجتماعی مجموعہ دیویوں اور دیوتاؤں کے سالانہ میلوں/ جاترا جیسے نیک مواقع پر اس کا اظہار کیا جاتا ہے۔تلنگانہ سماج ان جاتروں کو انجام دینا اپنا مذہبی فریضہ سمجھتا ہے۔

ایڈوپایالا جاترا: یہ جاترا ہر سال شیوارتری کے دن میدک ضلع کے پاپنا پیٹ منڈل کے ناگاسانی پلی گاؤں کے قریب منعقد ہوتا ہے۔

دیوی وانادرگا دیوی اس مندر کی اہم دیوتا ہے۔ یہ مندر ایک ایسی جگہ پر واقع ہے جہاں دریائے منجیرا اپنے آپ کو سات نہروں میں تقسیم کر رہی ہوتی ہے۔

ناگوبا جاترا (اندراویلی جاترا): یہ جاترا عادل آباد ضلع کے اندراویلی منڈل کے اٹنور کے قریب کیسلا پور میں منعقد ہوتا ہے۔گونڈ قبیلے سے تعلق رکھنے والے لوگ ناگوبا کو دیوتا کے طور پر پوجتے ہیں۔

ہر سال میگھما سا کے پورے چاند کے دن (ایک تیلگو المناک مہینہ جو تقریباً فروری – مارچ کے دوران آتا ہے) گونڈ قبیلہ ناگوبا جتارا مناتا ہے۔اس جتارا کے لیے تلنگانہ کے مختلف اضلاع اور پڑوسی ریاستوں آندھرا پردیش، مہاراشٹرا اور چھتیس گڑھ سے ہزاروں لوگ خاندانوں اور گروہوں کے ساتھ نکلتے ہیں۔پورے چاند کے دن کی پوری رات، قبائلی بھیما دیو مندر میں گاتے اور ناچتے ہیں اور ادیشیشو (بھگوان وشنو کی ایک عظیم سانپ گاڑی) کی پوجا کرتے ہیں۔

ویلالا جاترا: یہ جاترا ہر سال مہاشواراتری کے دن منچیریال ضلع کے جنہور تعلقہ کے ویلالہ میں منعقد ہوتا ہے۔لوگ بھگوان شنکرا کی عبادت گانوں اور رقص کے ساتھ اجتماعی عقیدت کے ساتھ زیادہ سے زیادہ اطمینان کے لیے کرتے ہیں۔

جاترا کا محل وقوع ایک پہاڑی پر ہے جو روحانی دریا گوداوری کے کنارے پر ہریالی کے ساتھ قدرتی نظارہ پیش کرتا ہے۔کریم نگر اور ورنگل اضلاع کے لوگوں کی بڑی تعداد یہ جاترا میں شرکت کرتی ہے۔

سدولا گٹہ جاترا: سدولا گٹہ نظام آباد ضلع کے آرمور منڈل میں واقع ہے۔ بہت عرصہ پہلے، نوناداس (نوعظیم سنتوں) نے پہاڑی کا دورہ کیا اور عبادت کے لیے ایک شیو لنگا (بھگوان شیو کی ایک شکل) قائم کیا۔

یہاں قائم بھگوان شیو کو سدھا لنگیشوراسوامی کے نام سے جانا جاتا ہے اور پہاڑی کو سدھوگٹہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔اس طرح سے قصبہ آرمور نوسنتوں کے ظہور سے ماخوذ ہے۔(ارو کا مطلب ہے چھ، مورو کا مطلب ہے تین سنت)

سماکا—سارکا جاترا: اس جاترا کو میڈارم جاترا کے نام سے بھی جانا جاتا ہے کیونکہ یہ ہر دوسرے سال مولگو ضلع کے تاڈوائی منڈل کے میڈارم حدود میں منعقد ہوتا ہے۔ایک تاریخی کہانی تھی جسے افسانوی طور پر دو بہادر خواتین کی عزت نفس کے دعوے میں ایک جنگ سے متعلق لوگوں نے بیان کیا ہے۔ اگرچہ یہ واقعہ 800 سال پہلے کا مانا جاتا ہے، لیکن ان دو خواتین نے مقامی برادریوں کی عزت نفس کے لیے جس ہمت اور قربانی کا مظاہرہ کیا، اس نے انہیں مقبول دیوی کا درجہ حاصل کرا دیا کہ وہ دو سال میں ایک بار انکی پوجا کرتے ہیں۔

اس سماکا—سرلما جاترا کو کمبھ میلے کے بعد لوگوں کا سب سے بڑا مجموعہ سمجھا جاتا ہے۔ملک بھر میں مختلف ریاستوں جیسے کہ تلنگانہ، آندھرا پردیش، چھتیس گڑھ، مہاراشٹر، مدھیہ پردیش، اور جھارکھنڈ اور دیگر علاقوں کے لوگ اس جاترا کو دیکھنے آتے ہیں۔

حکومت کو کروڑوں روپے ریونیو کے طور پر حاصل ہوتے ہیں اور وہ مذہبی سیاحت کے تحت اس علاقے کو ممتاز کے طور پر ترقی دینے کی منصوبہ بندی کر رہی ہے۔

انوولو جاترا: ورنگل ضلع میں جاترا "میلاردیوا" کے لیے ہر سال انوولو میں منعقد ہوتا ہے۔

اس مندر میں فن تعمیر کی بالادستی کے ساتھ مجسمے ہیں جو بہت سے سیاحوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں۔

میلاردیوا کا سالانہ تہوار کم از کم 20 دنوں تک جاترا کے طور پر شان و شوکت کے ساتھ منایا جاتا ہے۔

کوراوی جاترا: یہ جاترا کوراوی میں "سری ویرا بھدرا سوامی" کے لیے ہر شیوارتری کے دن منعقد کیا جاتا ہے۔کوروی گاؤں محبوب آباد ضلع میں ہے اور جاترا لگاتار 20 دنوں تک منعقد ہوتی ہے۔

نللہ کونڈا جاترا: نللہ کونڈا جاترا کریم نگر ضلع کے کونڈیمیال منڈل کے گاؤں نالگنڈہ میں ہر سال میگھما سا (ایک تلگو المناک مہینہ جو تقریباً

مارچ کے مہینے میں آتا ہے) کے پورے چاند کے دن منعقد ہوتا ہے۔
ایک افسانوی روایت کے مطابق، بھگوان شری مہاوشنو نے شیطان "ہرانیا کاسپا" کو مارڈالااوراس میں اوگرارو پا (ایک غصے کی شکل) آرام کرنے کے لیےاس پہاڑی پر اترا۔

کومراولّی جاترا : یہ جاترا سدی پیٹ ضلع کے چیریال منڈل کے کومراولّی گاؤں میں، ملنادیوا کے لیے منعقد کیا جاتا ہے۔

تلجا بھوانی جاترا: یہ نلگنڈہ ضلع کے چندم پیٹ منڈل کے پدامینیگل گاؤں میں دسہرہ کے تہوار کے دوران 9 روزہ نوارتری کی تقریبات کے طور پر منعقد کیا جاتا ہے۔اس جاترا میں بنیادی طور پر لمباڈا برادری سے تعلق رکھنے والے لوگ اور دیگر لوگ شرکت کرتے ہیں۔
صدر پجاری بھی اسی برادری سے تعلق رکھتے ہیں اور اس جاترا میں سینکڑوں لوگ شریک ہوتے ہیں۔ان 9 دنوں کے دوران تمام پجاری بشمول صدر پادری ایک مذہبی عمل کے طور پر روزہ رکھتے ہیں۔
9 روزہ تہوار کے اختتام پر جو وجیا دشمی پر آتا ہے، روزہ کھولا جاتا ہے اور بڑے پیمانے پر دعوت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

کرومورتی جاترا: یہ جاترا محبوب نگر ضلع میں آتمکور کے قریب منعقد ہوتا ہے۔
یہ جاترا بھگوان سری وینکٹیشورا سوامی کی سالانہ برہما تسو تقریبات کے ایک حصے کے طور پر منعقد کیا جاتا ہے۔اس میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ شرکت کرتے ہیں۔

گدوال جاترا: یہ جاتراوشنوائی روایت کے مطابق گدوال ضلع کے گدوال قصبے میں لارڈ سری چنا کیسوا مندر میں منعقد ہوتا ہے۔
اس جاترا کے لیے ہزاروں کی تعداد میں عقیدت مند جمع ہوتے ہیں۔سابقہ ریاستوں کے لوگ بھی اس جاترا میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

مالدگل جاترا:
یہ جاترا محبوب نگر ضلع کے ملدگل گاؤں میں منعقد ہوتی ہے اوراسے تیمپا جاترا کے نام سے جانا جاتا ہے۔
لوگ اس علاقے میں بھگوان سری وینکٹیشورسوامی کو سری تیمپا کے طور پر پوجتے ہیں۔

مانیمکونڈہ جاترا: محبوب نگر ضلع میں، مانیمکونڈہ سری وینکٹیشوراسوامی مندر، سری سیتاراما چندرا مورتی مندر اور لارڈ بھکتا انجنیا سوامی مندر کے لیے مشہور ہے۔سالانہ برہما وتسو تقریبات کے ایک حصے کے طور پر، یہ جاترا بڑے پیمانے پر منعقد کی جاتی ہے۔
کچھ نوجوان دیکشا (ایک وقت کے پابند سخت مذہبی عبادت) کے ساتھ ہنومتھ فرقے کو بھی پکارتے ہیں اور اس جاترا میں حصہ لیتے ہیں۔

چیویلا جاترا: چوویلا میں واقع لارڈ سری لکشمی وینکٹیشوراسوامی مندر کی سالانہ تقریبات کے ایک حصے کے طور پر، یہ جاترا چیتر اماسا (ایک تیلگو المناک مہینہ مارچ – اپریل میں آتا ہے) میں منعقد ہوتا ہے۔
اس تین روزہ تہوار میں برہما وتسوام اور رتھووتسوام شامل ہیں۔ہزاروں لوگ ان تہواروں میں شرکت کرتے ہیں اور بھگوان کے مقدس درشن کرتے ہیں۔

جوگینا دھونی جاترا: یہ جاترا سنگاریڈی ضلع کے جوگی پیٹ میں منعقد ہوتا ہے۔بھگوان جوگینادھا نے جوگی پیٹ کی ایک پہاڑی پر دولنگوں (جودولنگالو) کی شکل میں جنم لیا۔
ہر سال مارچ کے مہینے میں جاترا منعقد ہوتی ہے۔

کیتھکی سنگامیشوراسوامی جاترا: بھگوان کیتھکی سنگامیشوراسوامی کا مندرسنگاریڈی ضلع کے جھارسنگھم میں واقع ہے۔
ہر سال جاترا اس مندر میں ماگھ بہولا دشمی (تقریباً مارچ کے پہلے ہفتے میں آتا ہے) سے لے کر پھالگون شدھا پدیامی (تیلگو تقویم کے

12ویں مہینے کے پورے چاند کا پہلا دن) تک تقریباً ایک ہفتہ کے دنوں تک نوروزہ مندر کے برہموتسوا تہوار کے حصے کے طور پر منعقد کیا جاتا ہے۔

تلنگانہ ریاست۔ثقافتی خصوصیات Tealangan State Cultural Features

تلنگانہ خطہ کی ایک الگ ثقافت، تاریخ اور زبان بولی ہے۔سماجی، مختلف تاریخی اور ثقافتی وجوہات نے تلنگانہ کی شناخت کی تشکیل میں اہم کردار ادا

کیا۔

لوگ جو زبان بولتے ہیں اور اس کی بولی، روایات اور رسم و رواج، تہوار، کھانے کی عادات وغیرہ دوسرے خطوں کے مقابلے میں الگ ہیں۔

شاتاوہنا دور سے لے کر کاکتیوں تک کی شاندار تاریخ نے تلنگانہ ثقافت کے ابھرنے کے لیے مضبوطی سے بیج بوئے تھے۔یہ کاکتیوں کے دور حکومت میں مضبوط ہوا اور بہمنی سلطنت، قطب شاہیوں، آصف جاہیوں اور اسی طرح کے دور میں مضبوط ہوا۔

اس کے علاوہ عربوں، روہیلوں، کائستھوں، مہاراشٹریوں، لودھیوں، کناڑیوں، شمالی ہند کے مسلمانوں نے تلنگانہ میں ہجرت کر کے اسے مالا مال کیا ہے۔ان برادریوں میں سے کچھ مشرق وسطی ایشیا سے اور کچھ مغل دربار سے حکمرانوں کی مدد کے لیے دکن آئے تھے۔

تلنگانہ کا علاقہ تقریباً 400 سال تک مسلمانوں کے زیر تسلط رہا۔اسلامی ثقافت کا اثر ان زبانوں پر جو لوگ بولتے ہیں اور ان کے رہن سہن کے طریقے سے ظاہر ہوتا ہے۔اس سے پہلے، تلنگانہ پر اکشوا کولو، وشنو کنڈنز، مغربی چلوکیوں، کاکتیوں، پدما نائکس اور دیگر کی حکومت تھی۔

ان خاندانوں کے مذہبی رسوم و رواج کا آج تک لوگوں پر گہرا اثر ہے۔

تلنگانہ کا سماجی پروفائل Social Profile of Telangana

ہندوستانی یونین کی 29ویں ریاست کے طور پر، تلنگانہ سماج کی آبادی تقریباً 61.33 فیصد ہے جو گاؤں اور دیگر دیہی علاقوں میں رہتی ہے۔2011 کی مردم شماری کے تخمینے کے مطابق، تلنگانہ کی آبادی 3,51,93,978 ہے۔

سماجی ڈھانچے میں، بہت سے لوگ درج فہرست ذاتوں، درج فہرست قبائل، پسماندہ طبقات اور اقلیتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

مختلف مذہبی عقائد کے ماننے والے لوگ ہیں۔ہندومت، اسلام، عیسائیت، جین مت، بدھ مت، پارسی مت اور دیگر سے تعلق رکھنے والے لاکھوں لوگ تلنگانہ میں رہتے ہیں۔تلنگانہ بہت سی آدیواسی قبائلی برادریوں کا آبائی وطن ہے۔ان میں گونڈ، کولام، نائک پوڈ، پردھام، تھوٹی، کونڈا ریڈیز، کویا، گوتھیکو یا، چنچس، لمباداس، والمیکی اور دیگر اہم قبائل ہیں۔

تلنگانہ میں فنون لطیفہ روایتی ہنر اور دستکاری

Handicrafts in Telanana Art Forms, Traditional Skills and

ہندوستانی دستکاری اپنی تخلیقی صلاحیتوں اور خوبصورتی کی وجہ سے دنیا بھر میں مشہور ہے۔یہ نسل در نسل ہندوستان میں شاندار تاریخی ورثے کے طور پر ابھر کر آیا ہے۔ان فنکاروں اور دستکاریوں میں تلنگانہ کی مصنوعات کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔

تلنگانہ ہندوستان میں مختلف مخصوص اور متنوع دستکاریوں کی جائے پیدائش ہے۔ہزاروں دیہی کاریگروں اور دستکاریوں نے ریاست اور تلنگانہ کے خطہ کو اپنی دستکاری اور مہارت سے بہت نام اور شہرت فراہم کی۔ان دستکاریوں میں جو کہ میں تیار کی جاتی ہیں۔

تلنگانہ، پیمبرتھی آرٹسک شیٹ میٹل، حیدرآباد کے موتی، نرمل لکڑی کے کھلونے، نرمل پینٹنگز، نرمل لکڑی کا فرنیچر، عادل آباد ضلع کے قبائل کی

دوا کرا کاسٹنگ، چیریال پینٹنگز، بنجارہ ٹائی اور رنگنے والے کپڑے، لکڑی کی کھدی ہوئی شکلیں بہت اہم ہیں۔

نرمل آرٹ ویئر:

نرمل ضلع کا نرمل شہر بہت سے تخلیقی دستکاری کی مصنوعات کا مرکز ہے جیسے فنکارانہ کھلونے، مناظر پر تصویریں، فرنیچر اور دیگر اشکال۔ یہ "نقش" کے نام سے مشہور ہیں۔ان سب کو نرمل آرٹ ویئر کہا جاتا ہے۔جن میں نرمل کے کھلونے، گڑیا جیسے بھگوان کے مجسمے اور دیوی، رادھا کرشن، قبائلی عورت، بدھ، گنیش اور دیگر بہت مشہور ہیں۔

بھونگیری میں لکڑی کے نقش ونگار: تلنگانہ کے بھونگیری ضلع میں بھوانا گیری قصبہ اور آس پاس کے علاقے لکڑی کی تراش خراشی کے لیے مشہور ہیں۔ یہ مختلف اقسام کے لکڑیوں سے عظیم فنکارانہ شکل کے طور پر تراشے گئے ہیں۔

ان میں لکڑی کے تختے، آرائشی اشیاء، دیوار کے بریکٹ، لکڑی کے کھلونے اور دیوی دیوتاؤں کے مجسمے، لکڑی کے کنگھے، محراب، کرسیاں وغیرہ شامل ہیں۔ یہاں لکڑی کے تخلیقی نقش ونگار بھی ہیں۔

چیریال اسکرول پینٹنگز:

یہ پینٹنگز ایسے کپڑوں پر بنائی جاتی ہیں جولوک داستانوں کے مناظر کو بیان کرتی ہیں۔ یہ چیریال اور سدی پیٹ کے آس پاس کے علاقوں میں کھینچے جاتے ہیں اور تلنگانہ کی فنکارانہ مصنوعات کے طور پر ملک بھر میں مشہور ہیں۔

سلور فلیگری (طلاکاری/زردوزی کام):

یہ ایک قیمتی فن ہے جسے کریم نگر ضلع میں دستکاریوں نے انجام دیا ہے۔ چاندی اور سونے کی پتلی پرت کے ساتھ، بہت سی اشیاء تیار کی جاتی ہیں۔درحقیقت، یہ فن گولڈ اسمتھ کمیونٹی نے قدیم زمانے سے ہینڈی کرافٹ کے طور پر سیکھا ہے۔

تیلیا رومال (تھیلیہ رومال):- یہ بھونگیری ضلع میں پوچم پلی اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں بنائے جاتے ہیں۔ یہ اکت نامی ایک پیچیدہ بنائی کی شکل کے ساتھ بنائے جاتے ہیں۔کپڑے کے ٹکڑوں پر بہت سارے خطوطی پیمانے، تصویریں اور حاشیے لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ دلکش لائنوں کے لیے استعمال ہونے والی تار کو استعمال کرنے سے پہلے ایک خاص تیل میں تھوڑی دیر کے لیے رکھا جاتا ہے۔

گدوال کوتھا کوٹا ساڑیاں:- گدوال اور کوتھا کوٹا کے کئی خاندان اس قسم کی ساڑیاں بُنتے ہیں۔ یہ سلک میٹریل لیس اور کالنکاری کا استعمال کر کے اعلی مہارت اور پیچیدہ طریقہ کار کے ساتھ نازک طریقے سے بنے ہوئے ہیں۔

تلنگانہ میں آرٹس اور آرٹ فارم Arts and Art Forms in Telangana

کلاسیکی اور لوک فن کی بہت سی شکلیں تلنگانہ میں نمایاں ہیں۔تلنگانہ میں ادب، شاعری، مصوری، مجسمہ سازی، کلاسیکی موسیقی، رقص، ڈرامہ وغیرہ مختلف سطحوں پر پھل پھول رہے ہیں۔ یہ فنون شاہی درباروں کی سرپرستی میں پروان چڑھے۔

اس آرٹ فارم کی نہ صرف ایک تفریحی قدر ہے بلکہ اس کی علمی قدر بھی ہے جس میں تصوراتی خیالات کو دلیرانہ بیانات کے گرد نزاکت سے باندھا گیا ہے۔ کلاسیکی موسیقی کی دیگر شکلوں میں، بھکتھ رامداس کے بھکت گیت بہت مقبول ہیں اور تقریباً گھر گھر بھکت گیت سننے کو ملتے ہیں۔درحقیقت، بھکتھا راما داس نے بہت ساری ادبی مہارتوں اور موسیقی کی کمپوزیشن کے ساتھ ان آوازوں کو پیش کیا۔

تھولو بوممالاتلو (کٹھ پتلی)، ہریکتھالو (بھگوان وشنو کی مہاکاوی کہانیوں کی موسیقی کی پیش کش)، اویالپاتالو (جھولا گانا)، پانڈووں (مہاکاوی شخصیات) کے بہادری کے کاموں پر کہانی سنانا، چنڈو یکشا گانالو

میوزیکل کہانی سنانے کی مخصوص شکلیں بھی ہیں جیسے اوگوکتھا، بررہ کتھا، جنگم کتھن۔ تلنگانہ میں بینڈلا کتھا وغیرہ کا رواج ہے۔ ان شکلوں کے

علاوہ، کولاٹم، چیرکا بھجنا، بیر پا ڈولولو، گورایالا نرتیم، اوگوڈولو، ڈنڈ وراڈ پپونیتیم، ماراگلو، پیرلا پانڈوگا میں مادیلی رقص جیسے منفرد رقص بھی ہیں۔بتوکما، گوبیاوغیرہ۔

موسیقی اور رقص:۔۔تلنگانہ خطہ موسیقی اور رقص کے شعبوں میں ایک بھرپور ورثہ اور شاندار تاریخ رکھتا ہے۔بہت سے شاعروں اور موسیقی کے فنکاروں کو اپنی تخلیقی صلاحیتوں کی وجہ سے شاہی خاندانوں اور عوام کی سرپرستی حاصل ہے۔مثال کے طور پر، کاکتیہ حکومت کے دوران، ایک اختراعی رقص کی شکل جسے" پیرینی شیوا ٹنڈاوم" کے نام سے جانا جاتا ہے، ناٹیہ میلم اور نٹومیلم رقص کے اس وقت کے موجودہ نمونوں سے ہٹ کر تخلیق کیا گیا۔

درحقیقت پیرینی شیوا ٹنڈاوم کولوگوں کے ایک گروپ کے ذریعہ پیش کردہ عقیدت مندانہ گانا سے زیادہ تشبیہ دی جاتی ہے۔

پیرنی شیوا ٹنڈاوم:۔۔رقص کی شکل، اختراع کی گئی تھی اور کاکتیہ کے دور میں سپاہیوں کے بہادر جذبوں کو مدعو کرنے کے لیے بنائی گئی تھی۔یہ اجتماعی رقص اس بہادری کی عکاسی کرتا ہے جو فوجی اشرافیہ کی طرف سے مختلف صفوں کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے جیسے کہ جنگجو، پشوپتی، مہیشولو، میلاردیولو اور اسی طرح بھگوان شیو کی ترغیب سے۔

درحقیقت، ایک مشہور اسکالر اور کلاسیکی تیلگو شاعر، پالگوریکی سوماندتھ نے اپنی مشہور کتاب" پنڈیتارادھیا چرترا" میں پیرینی رقص کے متعدد پہلوؤں کو مشہور رقص کی شکل کی شیوتی روایت کے طور پر واضح طور پر بیان کیا ہے۔

اس کے بنیادی عناصر، خصوصیات، کرنسیوں اور تربیتی مشق کی تکنیکوں کی تفصیلات پر ایک جامع متن کو" نرتیہ رتناولی" کے عنوان سے ایک کتاب میں شامل کیا گیا ہے جو کاکتیہ کے حکمران گنپتی دیوا کے بہنوئی کی طرف سے لکھی گئی تھی، جسے جیاپا سینانی کے نام سے جانا جاتا ہے۔

پیرینی شیوا ٹنڈاوم ایک جنگجو رقص کے سوا کچھ نہیں ہے جس میں جسمانی عناصر کو تال میں حرکت دی جاتی ہے تاکہ الہی کے ساتھ واریر کی قربت کا تصور کر کے بھگوان شیو کی نعمتوں کو حاصل کیا جا سکے۔اس رقص کا پنچمکھا شبدا (پانچ جہتی تال) بہت مشہور ہوا اور مریڈنگا تال کو دھماراکا، سما، وشاما اور پیپیلیکا جٹی کے نمونوں کے ساتھ ملایا گیا ہے۔

ویرارا ستھانداوا (واریر اسپرٹ ڈانس) اور شرونگارا رساسندھیا تھانڈوا (رومانٹک ٹوائلائٹ اسپرٹ ڈانس) کی شکلیں ہیں۔

تھیٹر آرٹس:۔

تلنگانہ نے ابتدائی مراحل میں ترقی پسند نظریہ کے اردگرد اسٹریٹ ڈراموں اور تھیٹر شوز کے ساتھ تھیٹر آرٹس میں ترقی کی ہے۔معاشرے کا مسائل اور بحرانی حالات ان پرفارمنگ آرٹس کا بنیادی موضوع بن گئے۔متاثرین اور دبے ہوئے افراد نے ایک آسان طریقے سے
ڈرامے
کے ذریعے اپنی آواز بلند کی۔

دیہی عوام کی جدوجہد، مسائل اور چیلنجز، جاگیردار استحصالی طبقے کے تسلط کے نمونے اور ان کی بداعمالیاں، خواتین کو ہراساں کرنا وغیرہ اسٹریٹ ڈراموں کی کہانیاں بن گئیں۔پرجاناٹیہ منڈلی 1943 کے قیام کے ساتھ، یہ اسٹریٹ ڈرامے جیسے اپانندا، منڈاڈوگو، ما بھومی وغیرہ بڑے پیمانے پر مقبول ہوئے۔

ان میں" ماں بھومی" نام کا ڈرامہ بھی ایک اسکرین پلے بنا جس کا گانا فلم" بڈینکا بنڈیکٹی" بہت مقبول ہوا۔

تلنگانہ میں لوک فنون　　Folk Arts in Telangana

دیہی علاقوں میں لوگوں کو زبانی ادبی طریقوں، محاوروں، گانوں، بیانات اور رقص کے طریقوں کو" جاناپدمولو" کے نام سے جانا جاتا

ہے۔دیہی ثقافت سے نکلنے والے گیت ، رقص، کہانیاں اور بیانات کولوک فنون کی شکلیں کہا جاتا ہے۔ یہ لوک فنون زبانی ادب کے ذریعے بالترتیب ایک نسل سے دوسری نسلوں میں منتقل ہوتے ہیں۔

کتھا گنالو(طویل بیانات):۔

عام لوگوں کی توجہ مبذول کرنے کے لیے موسیقی کے ساتھ کہانی کے بیانات کوکتھا گنالو کہا جاتا ہے۔ یہ جذبات،کامیڈی ،ڈوبے ڈرامے اور دیہی موسیقی کے آلات کے ساتھ گانے سے بھرے ہوئے ہیں۔ان کتھا گنالو میں، کچھ آرٹ کی شکلیں جیسے اوگو کتھا، اشدھیکتھا، پچی کنٹلا کتھا، بینڈ لا کتھا،جنگم کتھا، بررہ کتھاوغیرہ تلنگانہ میں بہت مشہور ہیں۔

جنگم دیورالو:

جنگم فرقہ کے نام سے مشہور شیوتائی کےایک الگ فرقہ کے ذریعہ بیان کردہ کہانیاں" جنگم کتھالو" کہلاتی ہیں۔

بررہ کتھا:

اس لوک فن کی شکل کو"تمبورا کتھا" (تمبورا ایک تار موسیقی کا آلہ ہے)اور ٹنڈ نا کتھا(ایک مرکزی کردار بیان کرنے والااور دو دیگر حامیوں کوٹنڈ نا کہا جاتا ہے) کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔عام طور پر تین لوگ بررہ کتھابیان کرتے ہیں جب کہ درمیانی (اہم)شخص تمبورا کے آلے کے ساتھ گانا گاتا ہےاور بیان کی وضاحت کرتا ہے، دو دیگر معاون فنکار موسیقی کے صور کے ساتھ اس کی حمایت کرتے ہیں اورسوالات،مزاح اور جذباتی اشتراک میں مداخلت کرتے ہیں۔

اسادھی کتھا:

مادیگا طبقہ میں سے ایک ذیلی ذات جو"یلنیما کتھا" کی روایت کرتی ہے۔ جاویکی اور چیڈیکارے فنکاروں کے ذریعہ استعمال ہونے والے آلات موسیقی ہیں۔

اوگو کتھا:

یہ تلنگانہ کے علاقے میں ایک منفرد لوک فن بیانیہ ہے۔اوگو، جسے" دھمارو کم" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ" فنکار رملنا کتھا"،" بیرانہ کتھا" اور اسی طرح کی موسیقی کی یز گونل اور اوگو گونل کہانیاں میوزیکل ڈانس کے ساتھ کے بیان کرتے ہیں۔

پچی کنٹلا کتھا:

یہ کہانیاں تلنگانہ میں مختلف ذاتوں اور برادریوں کی ہمت اور دیگر جانی پہچانی تاریخوں کے گرد مرکوز ہیں۔

2) :انفرادی رقص:۔

ایک ہی فنکار کی طرف سے پیش کردہ رقص انفرادی رقص کہلاتا ہے۔بعض اوقات، وہی شخص موسیقی کا آلہ بھی اٹھاتا ہے۔انفرادی رقصوں کی لوک شکلوں میں، نملا سنگاڈو، گرِوڑا استمبھا داسری، گڈیسانی وغیرہ تلنگانہ میں بہت نمایاں ہیں۔

نالالا سنگاڈو کوعام طور پر مذاہب کے میلوں (جاتارا) یا پیرلا پانڈوگا میں دیکھا جاتا ہے۔ایک فرد اپنے آپ کو ہلدی سے سجاتا ہے اور رقص کے لیے موسیقی کی تالیں بناتا ہے۔نمل سنگاڈو، بطور لوک فنکار خود کو خدا کا بندہ سمجھتا ہے۔قدرتی ملبوسات کے ساتھ فنکاروں کی ظاہری شکل عام طور پر لوگوں اور خاص طور پر بچوں میں مزاح کو جنم دیتی ہے۔ان فنکاروں کوسفید،سرخ اور پیلے رنگ کے نشانات سے سجایا جاتا ہے۔ چہرے پرعمودی نمونہ،سر کو نیم کے پتوں کی شاخوں سے باندھتے ہیں،ہاتھ کے کف اور ٹانگوں کے لیے پازیب۔

ان میں سے کچھ کے پاس ایک تمبورا بھی ہے جو تاروں کے ساتھ ایک موسیقی کا آلہ ہے جس کو چراغ کا پیڈسٹل گروڈا ھمبھم کے نام سے

جانا جاتا ہے۔

یہ فنکار عام طور پر دسہرہ اور سنکراتی تہوار کے دوران گاؤں کا دورہ کرتے ہیں گڈے سانی تار کا آلہ پکڑتے ہیں اور پیشے کے ساتھ بیانیہ بیان کرتے ہیں۔

3) :اجتماعی رقص یا رتھامک سٹیپنگ :۔

اجتماعی رقص اور تال پر چلنے کی مختلف لوک شکلوں میں سے، تلنگانہ معاشرے میں کولاتم، چیکا بھجنا پنڈاری بھجنا، گورو ایالو، بیر پاڈولالو، اوگلوڈولو، ڈپو اسٹیپس، مارا گلو، مدیلی، چنڈو نروتیم اور خواتین کے رقص ہیں۔

کولاٹم:

کولا کا مطلب ہے بانس کی چھڑی کے ٹکڑے۔ یہ رقص کی شکل مختلف انداز میں لوگوں کے ایک گروپ جو کہ دائرے کی شکل میں خدا کی تعریف کرنے والے گیت گا کر قدم بڑھاتی ہے۔ اسے "ڈنڈا ناراٹھنم" یا "ڈنڈ السیام" کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ قدم ڈالتے وقت، ہر دو افراد کو ووجیجی یا اُڈّی (جوڑا) میں تقسیم کیا جاتا ہے اور مرکز میں کولنا کو گھیر لیا جاتا ہے۔

چیکا بھجنا:۔

لوگوں کے ایک گروپ کے ذریعہ لکڑی کے ٹکڑوں کی مدد سے موسیقی کے ساتھ عقیدت کے گیت گائے جاتے ہیں۔ عام طور پر، بھگوان رام اور بھگوان کرشنا پر موسیقی کی داستانیں اور ان کے بہادری کے کاموں کو گانوں کے طور پر منتخب کیا جاتا ہے۔ یہ مہا کاوی کہانیوں کے ساتھ "سری راما لیلالو" اور "سری کرشنا لیلالو" کے نام سے مشہور ہیں۔ ایک گرو (استاد) گانا بلند آواز سے شروع کرتا ہے اور گروپ سے کورس کو مدعو کرتا ہے۔ عام طور پر سری راما ناومی تہوار کے موقع پر، چیکا بھجنا تقریباً ہر گاؤں میں منعقد ہوتا ہے۔ یہ لوک موسیقی آرٹ کی قدیم ترین شکلوں میں سے ایک ہے۔

پنڈاری بھجن: تلنگانہ کے کچھ حصوں میں، لوگ بھجن (موسیقی کے آلات کے ساتھ بھکت گیتوں کا اجتماعی جذباتی گانا) پیش کرتے ہیں۔ ان بھجنوں میں، پنڈاری بھجن میدک، رنگا ریڈی اور حیدرآباد ضلع کے کچھ حصوں میں بہت مقبول ہے۔ پنڈاری پور میں پانڈورنگا کی تعریف میں بھکت گیت کو پنڈاری بھجن کہا جاتا ہے۔

گورو ایالو: "کروبا" برادری کے کچھ لوگ عقیدت مندی کے ساتھ "گرووبہ" بن جاتے ہیں۔ انہوں نے ایک طرف ڈھمروکم (ایک میوزیکل ڈرم جسے بھگوان شیو نے پکڑا ہوا ہے) پکڑے ہوئے ہوتے ہیں اور دوسری طرف ترسول (سلاخ کا ٹکڑا جس کے تین کونے ہوتے ہیں جس میں نیمبو کو رکھا جاتا ہے) پکڑے کالی کمبل اوڈھے ہوئیں رہتے ہیں۔

بیر پاڈولالو: کروبا کمیونٹی کے رہنے والے اس فن کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ موسیقی کا ایک آلہ "ڈھولک" ڈھول کی تھاپ کے مطابق رقص کے ساتھ لے جایا جاتا ہے۔

اوگلوڈولو: تلنگانہ سماج میں وگلو فرقہ اس فن کو انجام دیتا ہے۔ یہ عقیدت مند گانوں کے ساتھ مہا کاوی کہانیاں بیان کرتے ہوئے انجام دیا جاتا ہے۔ مختلف شکلوں جیسے کہ گھومتے ہوئے دائرے بنانا یا ایک دوسرے کو اوپر کرنا اس رقص میں شامل ہے۔

ڈپوڈانس: اسے تپیتا، کنا کا تپیتا، پالکا اور ڈپو ڈانس بھی کہا جاتا ہے۔ اگرچہ رقص کی شکل ماضی میں مخصوص برادریوں تک محدود تھی لیکن مختلف برادریوں سے تعلق رکھنے والے زیادہ سے زیادہ لوگ اس فن میں دلچسپی ظاہر کر رہے ہیں۔ ایک تال "جگنا کن" آواز مختلف شکلوں اور نمونوں میں متحرک گونج پیدا کرتی ہے۔ یہ نمونے "کوپولو" کے نام سے مشہور ہیں۔ ان میں چٹنپو، ڈنڈورا، مدیلی کوپو، گنڈم کوپو، ٹپی اڈوگو، چاو کوپو وغیرہ شامل ہیں۔ موسیقی کے مطابق تال میں قدم رکھنا اس رقص کی شکل کا ایک لازمی حصہ ہے۔

ماراگالو: لکڑی یا اسٹیل کے لمبے فریموں کو ٹانگوں سے باندھا جاتا ہے تاکہ غیر معمولی اونچائی پر کھڑے ہو کر تال کے مطابق قدم رکھتے رکھتے ہوئے اس رقص کو کیا جاتا ہے،اس سے انسان کم از کم اے۔ 10 فٹ اونچا دکھائی دیتا ہے۔

مدیلی: یہ پیرلا پانڈوگا(پیروں کی عید) کے دوران کھیلا جاتا ہے۔ایک کھلی جگہ پر لوگ آگ کے گرد رقص کرتے ہیں تاکہ بہادر نوجوانوں کو کراس – کراس پیٹرن میں آگ پر چلنے کی ترغیب دیں۔ڈھول کی تھاپ کے مطابق لوگ آگ اور آف فائر دونوں پر رقص کرتے ہیں جسے مدیلی ڈانس کہتے ہیں۔

خواتین کی لوک داستانوں کے رقص: کچھ لوک تہواروں اور پورے چاند کے دنوں میں ان منفرد آرٹ فارم کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ان میں سے کچھ رقص بتوکما، گوبلو، کولاٹم، کٹھ پتلی وغیرہ ہیں۔دسہرہ کے تہوار کے دنوں میں، شاخوں کے مختلف پتوں اور آرائشی پھولوں (ترجیحی طور پر تانگیڈو) سے ایک" بولکما" بنایا جاتا ہے اور مرکز میں رکھا جاتا ہے،جس کے ارد گرد خواتین گانے گاتی ہیں اور ناچتی ہیں۔

چنڈوڈانس: ڈھول کی تھاپ کے ساتھ تال کے ساتھ ناچنے کو" چنڈو" کہتے ہیں۔یہ تلنگانہ میں مادیگا کمیونٹی میں آرٹ کی ایک قدیم شکل ہے۔کچھ فنکار بھگوتھم کی کہانیاں بھی بیان کرتے ہیں اور اسی لیے رقص کی شکل کو" چنڈو بھگوتھم" بھی کہا جاتا ہے۔یہ لوک فن کی ایک دلچسپ شکل ہے۔

4) : جانوروں کی مدد سے چلنے والے فنون:۔

لوک فنکار جانوروں اور پرندوں کو بھی اپنے فن میں رقص اور ناچنے کے لیے شامل کرتے ہیں۔ایلو گوبٹی نروتیم (ریچھ کا رقص)، گنگیر ددولٹا(بیلوں کو سجانے کا مظاہرہ)،گھوڑے کا رقص، سانپ کا بین کے ساتھ رقص، بھیڑوں کی جنگ، مرغوں کی لڑائی وغیرہ ان میں اہم ہیں۔

مندرجہ بالا رقص کی شکلوں کے علاوہ، کمیونٹی پر مبنی آرٹ کی شکلیں بھی ہیں۔

تلنگانہ کے تہوار Festivals of Telangana

تہوار اور میلے تلنگانہ کی ثقافت کا ایک ناگزیر اور اٹوٹ حصہ ہیں۔اگرچہ تلنگانہ کا معاشرہ متنوع مذاہب اور متعدد برادریوں پر مشتمل ہے، لیکن مذاہب کے فرقوں کو الگ رکھ کر تمام تہواروں میں لوگوں کی شرکت بڑے پیمانے پر واضح ہوتی ہے۔کچھ تہوار تلنگانہ کے مخصوص تہوار ہیں، جن کی پیروی ایک امیر ورثہ کے طور پر کی جاتی ہے۔

بوڈیما پنڈوگا، بتوکما پنڈوگا، بونالو(مہانکالی جتارا)،۔ہولی (کامونی پنڈوگا)، پیرلا پنڈوگا، سمکا – سرلما جاترا، گنیش نیمجنم ان تہواروں میں شامل ہیں جن کے میں تمام لوگ روحانی جوش وخروش سے آتے ہیں، تلنگانہ کے لوگ فخر سے دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ تہوار ان کی ثقافت سے جڑے ہوئے ہیں۔

فصلوں، بھگوں، پھولوں، پتے وغیرہ کو قدرت کی عبادت کے حصے کے طور پر مدعو کیا جاتا ہے اور ان کی پوجا کی جاتی ہے۔ان تہواروں کے دوران قدرت کے تئیں عقیدت اور روحانی تصور وسیع پیمانے پر ظاہر ہوتا ہے۔تہوار، رشتہ داروں کی آمد اور ملاقاتوں، خاندانی بندھنوں اور قیام

میں بھی سہولت فراہم کرتے ہیں۔

تمام مذاہب کے لوگ دسہرہ، دیپاولی، ہولی، رمضان، محرم، کرسمس وغیرہ اپنے مذہبی تشخص کے جذبات سے ہٹ کر عید مناتے ہیں وناکا چوتھی اور گنیش نمرجنم کے اوقات میں، لوگ اپنی نیک تمناؤں کو پیش کرتے ہیں۔اسی طرح کرسمس اور جنوری کی پہلی تاریخ کی تقریبات کے دوران ہر طرف دوستانہ ماحول ہوتا ہے۔تلنگانہ کے تہواروں پر تاریخی اور جغرافیائی عوامل کا اثر پڑتا ہے۔

بونالا پنڈوگا:

بھونم کا مطلب ہے بھوج یا مکمل کھانا۔لوگ اس تہوار کو بالخصوص بچوں اورخواتین کی حفاظت کرنے اورزراعت سے افزا فصل حاصل کرنے کے لیے مقامی دیوی سے اظہار تشکر کے لیے مناتے ہیں۔ بونالا پانڈوگا کا پورا عمل اوراس کی مذہبی رسومات کواُردی کے نام سے جانا جاتا ہے۔

کچھ علاقوں میں یہ" اوفا پنڈوگا" کے نام سے مشہور ہے۔

دارالحکومت حیدرآباد میں، اشاڈام کے مہینے میں (ایک تیلگوتقویم کا مہینہ تقریباً جولائی میں آتا ہے) بونالوکی تقریبات ہراتوار کوتمام حصوں میں منائی جاتی ہیں۔ پوجا کی کارکردگی گولکنڈہ قلعہ (پہلے اتوار) سے شروع ہوتی ہے اور بعد میں پرانے شہر کے لال دروازہ اور سکندرآباد اجینی مہانکالی مندر میں ہوتی ہے۔

اس لیے نارسیانے ساتھ اجین سے مہانکالی کی مورتی لے کرآئے۔اس کے بعد،عقیدت مند نے سکندرآباد میں" آئیڈل انان آرکیٹیکچر ل مندر" قائم کیا اور ہرسال بونالوپیش کیا۔ مدیراج برادری سے تعلق رکھنے والی خواتین پجاری بونالوتہوار کے دن روزہ رکھتی ہیں اوراگلے دن دیوی کی روح کے ساتھ مستقبل کی پیشین گوئی کرتی ہیں۔ یہ" رنگم" کے نام سے مشہور ہے۔

دسہرہ تہوار—الائی بلائی:

یہ تہوار تلنگانہ بھر میں تمام طبقوں میں بڑی عقیدت کے ساتھ مناتے ہیں۔ پرتعیش دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد،لوگ پرندے کی شدت سے تلاش کرتے ہیں کیونکہ اس مخصوص پرندے کو یل (پالاپٹا) کودیکھنا بہت اچھا سمجھا جاتا ہے۔

کچھ علاقوں میں لوگ بنی کے درخت (جمی چیٹو) کے پتے جمع کرتے ہیں تاکہ انہیں آپس میں خوشگوار اور برکت کے طور پر پیش کیا جا سکے۔تہوار کے اگلے ہی دن دوستوں اور رشتہ داروں کے لیے الائی بالائی کے نام سے لذیذ دوپہر کے کھانے کے بعد دوستوں اور رشتہ داروں کے ساتھ خوشگوار وقت گزارتے ہیں۔

دھنترایوداسی دیپاولی:

یہ تہوارایک شیطان" نرکاسورا" کے قتل پر فتح کے نشان کے طور پر منایا جاتا ہے۔

صدرفیسٹیول:

اس تہوار کو" مہیشا پنڈوگا" کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، یہ تہوار دیپاولی کے تہوار کے دو سے تین دن بعد منایا جاتا ہے۔ایک بھینس (بھگوان یاما دھرما راجہ کی گاڑی) کو پازیب، ہلدی اور کمکم سے سجایا جاتا ہے اور ایک جلوس نکالا جاتا ہے۔ عام طور پر یہ تہوار یادو برادری میں منایا جاتا ہے۔ایک مقبول عقیدہ ہے کہ یہ تہوار اوراس کی تقریبات یاما گانداس (جان لیوا حالات) اورانسانوں اور جانوروں دونوں میں بے وقت ہونے والی اموات کودور کردیتی ہیں۔

بتوکما پنڈوگا: یہ تہوار اشویجا ماسا (ایک تیلگو المناک مہینہ تقریباً اکتوبر میں آتا ہے) کے پورے چاند کے دنوں میں نو دنوں تک منایا جاتا ہے۔خواتین بتوکما کو پتوں اور پھولوں سے سجاتی ہیں اورعقیدت کے ساتھ پوجا کرتی ہیں۔ پھولوں کی بہت سی اقسام جیسے کدو کے پتے، راکھ کے پتے، سیسین اینگولرلوکی کے پتے، اولینڈر (گنیرو) ،تھانگیڈو،لوٹس،سورج کا پھول وغیرہ خاص طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

ہریتالیکا: یہ تہوار ونایا کا چوتھی سے ایک دن پہلے منایا جاتا ہے۔ بہت سے لوگ اپنے گھروں کوصاف کرتے ہیں، اسے گائے کے گوبر سے چسپاں کرتے ہیں اور پورے دن روزہ رکھتے ہیں۔رات کے وقت، ریت اورمٹی سے شیولنگم بنایا جاتا ہے اور بھگوان شیواور دیوی پاروتی کی عقیدت سے پوجا کرتے ہیں۔ اگلے دن ونایکا چوتھی منائی جاتی ہے۔ بھدر پد پر (تیلگو المناک مہینہ ستمبر میں آتا ہے) شکلا ودیا (پورے

چاند کے دنوں کا تیسرا دن)، ہریتالیکا منایا جاتا ہے۔

کارتیکا دیپرادھنا—کارتجیکا پورنمی: دیپاولی کے اگلے ہی دن سے،کارتیکا ماسم (ایک تیلگو المناک مہینہ تقریباً نومبر میں آتا ہے) شروع ہوجاتا ہے۔پورے مہینے کے لیے عورتیں صبح کے اوقات میں اٹھتی ہیں اور خدا کے سامنے دیپ جلانے کے لیے مقدس غسل کرنے کے بعد عقیدت مند ستاروں کو دیکھتے ہیں۔

پولالا اماواسیہ: شراوانا ماسم پر (اگست اور ستمبر) کے آخری دن اور بھدر پد ماسم کے آغاز کے دن لوگ اس نئے چاند کے یہ مناتے ہیں۔زرعی برادریوں کے تمام خاندان سرخ مٹی جمع کرتے ہیں اور اسے بیلوں اور گایوں پر چسپاں کرتے ہیں اور پوجا کے لیے صاف کرتے ہیں۔لوگ اپنے بیلوں اور گایوں کے سینگوں پر مور کے پنکھ کو باندھنے سے پہلے مختلف رنگوں اور نقطوں سے سجاتے ہیں۔

ہولی کا تہوار: یہ تہوار شمالی ہندوستانی ثقافت کے اثرات کے ساتھ منایا جاتا ہے۔اس تہوار کے دوران لوگ بلا لحاظ عمر اور برادری ایک دوسرے پر رنگ چھڑکتے ہیں۔دوپہر اور شام کے وقت،لوگ" بھانگ" (ایک نیم نشہ آور مشروب) نامی کچھ قدرتی اشیاء سے مشروب بناتے ہیں اور اسے پیتے ہیں۔اس موقع پر ڈیمن کاما کا ڈھانچہ برائی پر اچھائی کی فتح کے نشان کے طور پر جلایا جا ہے۔

پیرلا پنڈوگا: تلنگانہ میں مسلم طبقے اسے پیر یلا پنڈوگا کے طور پر مناتی ہیں۔اگرچہ یہ بنیادی طور پر ایک مسلم تہوار ہے،لیکن دیگر تمام کمیونٹیز بھی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

رمضان ،بکرعید میلادالنبی کے تہوار: بہت سے لوگ ان تہواروں کو مذہبی فرقوں سے قطع نظر مناتے ہیں، حالانکہ یہ تہوار مسلم تہوار ہیں۔بقرعید کے اوقات میں بھیڑ بکریوں کی قربانی کی جاتی ہے اور ان کا گوشت مختلف پکوانوں کی تیاری کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔یہ تہوار ہندوؤں اور مسلمانوں میں بھائی چارے اور اتحاد کا باعث بنتے ہیں۔رمضان مسلمانوں کا ایک مقدس مہینہ ہے جس میں تمام مسلمان روزہ رکھتے ہے اور رمضان کی عید بڑے ہی خوشی سے مناتے ہیں۔مسلمانوں کے آخری پیغمبر کی پیدائش کے موقعے پر میلادالنبی منائی جاتی ہے

کرسمس اور پہلی جنوری: عیسائی مذہب کا تہوار کرسمس اور نئے سال کا پہلا دن (یکم جنوری) تقریباً سبھی لوگ مناتے ہیں۔اس موقع پر لوگ کیک کاٹ کر آپس میں تقسیم کرتے ہیں اور نئے سال کے موقع پر ایک دوسرے کے لیے خوشیوں اور خوشحالی کی دعا کرتے ہیں۔

ان روایتی تہواروں کے علاوہ،حکومت فروری کے مہینے میں حیدرآباد میں دکن فیسٹیول، اپریل—مئی کے مہینوں میں بدھ جینتی کے موقع پر "لمبینی فیسٹیول" اکتوبر کے دوران وارنگل میں کاکتیہ تہوار، جنوری میں پتنگ کا تہوار اور کریم نگر میں ستھاواہنا تہوار وغیرہ بھی مناتی ہے۔

تلنگانہ کا ادب Literature of Telangana

گوناڈھیا: گوناڈھیا ریاست تلنگانہ کا پہلا شاعر سمجھا جاتا ہے گوناڈھیا کونڈاپور علاقہ،ضلع میدک کے مقامی ہے۔یہ شاتاوہنہ حکمران کے درباری شاعر تھے۔بروہت کتھا تیلگو کی پہلی نظم کہانی ہے بروہت کتھا کو گوناڈھیا نے" پیساچی پراکرت۔بروہت کتھا بہت سی کہانیوں کا مجموعہ ہے اسکے سنسکرت ترجمے یہ ہیں۔

1) بروہت کتھا سلوکہ سنگرام (سوما دیواسوری)

2) کتھا سریتا ساگارم

3) بروہت کتھا منجری

ملکا رجنا پنڈت : شیواتا تواسارم اور سری گری ملیکا رجناستکم انکے تلگو کے کام ہیں۔پلکوری سومنا نے اپنی کتاب پنڈت رادھیا چرترا"

میں ملیکارجنا کےزندگی کے بارے میں لکھاملیکارجنا نے سنسکرت، آندھرااور کنڈا میں بہت سی کتابیں لکھیں۔
شیواتاتواسارم ایک منطقی متن تھا جسکو کنڈازبان میں بھی ترجمہ کیا گیا۔مورخین کے حساب سے انہوں نے سنسکرت میں" رودرامہاام یشوارا شتکم لنگو بھواگریم اور پنچا گڈیا اوراسکے علاوہ کنڈازبان میں بسواگیت اور پرابھولنگا لکھا سومناتھ نے ملیکارجنا کو" شیواکوی" اور کوی مللو" کے نام سے موسوم کیا۔

پالگورکی سوماناتھ : تلنگانہ کا پہلے شاعرجس نے کئی قسم کے ادبی کاموں کی بنیادرکھی وہ پالگوریکی سوماناتھ تھے۔سومنا کی پیدائش جنگاؤں کے قریب پلکوریکی گاؤں میں ہوئی

سوماناتھ کا پہلاادبی کام" انوبواسرمو" ہے۔
ان کی آخری کتاب پنڈت آرادھیاچارتراملیکارجنا پنڈت کی سوانح عمری تھی۔پالگوریکی سومانتھانے اپنے دوہے کومقبول بنایااورآنے والی کئی نسلوں کومتاثر کرنے کیلئے تلگوادب کی تاریخ میں کویتابرہماکے نام سے یادگار بن گئے۔

گونابدھاریڈی: گونابدھاریڈی ایک ایسامشہورشاعرہےجس نے پہلاتیلگورامائنم" رنگاناتھ رامائنم" لکھا تھا جسکوانہوں نے ہونے والدوٹھل ریڈی کے کے نام کے ساتھ جاری کیا۔
انہوں نے اپنی رنگاناتھ رامائنم والمیکی کے کام کے مطابق جاری کیاجس میں انہوں نے کئی کہانیاں اورلوک داستانیں شامل کیں جووالمیکی رامائنم میں موجودنہیں تھیں۔

سریکانت کرشنما چاریلو: یہ تیلگوزبان کے واچناس کے پہلے مصنف تھے۔ان کی زندگی کی تفصیلات اکمبرناتھ کے پرتاپ چرترکتاب، سرسوتی محل لابینریری میں پائی گئیں۔

مرانہ : مرانہ تیلگو میں" مارگاپرانا" کاسرخیل تھا،ان کاتعلق 13 ویں صدی سے تھاان کے تلگوادب سنسکرت روایات اور" مارگا" شاعری سے ہٹ گیاتھاجوبعدمیں سنسکرت طرزمیں واپس لایاگیا۔
انہوں نے 18 پرانوں میں سے ایک" مرکندییا" کاتلگو میں ترجمہ کیااورتیلگو پرانہ کے پہلے مصنف بن گئے جسکانام" پرادھاماندھرا پرانکرتا" ہے۔
مرکندییا پرانہ میں مہابھارت کی غیرواضح اورمشکوک کہانیوں کی وضاحت موجود ہے یہ 18 پرانوں کاساتواں پرانہ تھاجسے" ساگارشی" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔جیسا کہ اس پرانہ میں مہابھارت کی تمام غیرواضح کہانیوں کوتلگو مورنہ نے ترجمہ کر کے مجموعی طور پر مہابھارت کے ترجمے کاعمل مکمل کیا ہے،اس کتاب میں بہت سی چھوٹی چھوٹی کہانیوں کی وضاحت شامل ہے۔مرکندییا پرانہ کو" نوتانہ کتھاوستارم" بھی کہتے ہیں جسمے 34 نیے کہانیاں شامل ہیں۔منوچرترا" جوکے پڈنناکی لکھی ہی ہے اس کی اصل کہانی بھی مرکندییا پرانہ سے لی گئی۔

بھاسکررامائیناکےشعرا: بھاسکررامائنا" تیلگو میں شاعرانہ ساخت کا پہلارامائنا ہے مہابھارت اوربھگوت کی طرح بہت سے شاعریوں نے اسے لکھا۔جیسا کہ ہولکی بھاسکرا شاعرانہ ساخت کا بنیادی ستون تھااسی لئے اسے" بھاسکرارامائن" کے نام سے پکاراجاتاتھایہ پرتاپ رودرا ی فوج کے سواریوں کےسربراہ ساہنی مرانہ کے لیے وقف تھا۔

حللکی بھساسکرا : حللکی بھساسکراکورامائن" کے مرکزی شاعر کی حیثیت حاصل ہے۔" آرانیہ کنڈا" اور" یودھاکنڈا" کے پہلے حصے کوبھاسکرانے لکھا تھا۔" بھاسکروہ وضاحتی محاوروں اورمقامی محاوروں کے استعمال میں ماہرتھا۔ انہوں نے" سری رام" کوایک عظیم اور معززکردار کے طورپرپیش کیا۔

ملیکارجنا بھٹو: انہوں نے بھاسکر رامائن کا ایک بڑا حصہ لکھا۔انہوں نے دونوں" بالا کنداموً" ،اور" سندر کنداموً کو آیات اور نثر میں لکھا تھا۔اس نے" ایودھیا پورہ" کی وضاحت کے ساتھ بالا کنداموشروع کیا۔

ساکالیہ ائیالاریا:

ساکالیہ ائیالاریا نے" یودھا کانڈا" کو مکمل کیا جو کہ ہلکلی بھاسکرا نے شروع کی تھی۔

اس کا اسلوب بھی بھاسکرا سے ملتا جلتا ہے اور اس نے بھاسکرا کی طرح محاورے اور بول چال کا استعمال کیا ہے اسی لیے یودھا کنڈا کے دونوں حصّے ایک ہی طرز عمل میں ایک ہی مصنف کے لکھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔

مدیکی سنگننا: پہلی تیلگو کتاب کی تالیف مدیکی سنگننا نے لکھی تھی،ان کا تعلق 15 ویں صدی سے تھا۔انہوں نے" پدما پرانوتر کھنڈ موااور" دیسما کھنڈمو" جیسی مشہور تصانیف لکھیں۔انہوں نے ایک کتاب تالیف کی جس کا نام" سکالہ نیتی سماتمو" ہے۔ اس نے اپنے وقت سے پہلے لکھی گئی بہت سی کتابوں جیسے" کمان داکم"،" پنچا تانترم" اور دیگر سے سیاسی اہم نکات لیے اور ان میں اپنے سائنسی نکات کو شامل کیا اور انہیں کتاب میں مرتب کیا۔

بمیرا پوتانہ: مورخین کے حساب سے پوتانہ ایک قدرتی شاعر" سہاجا کوی" تھے۔انہوں نے بھوگینی دنداکم، ویرا بھدرہ وجیم، نارایناستکم اور آندھرا مہا بھگواتم لکھیں۔یہ ماننا ہے کہ پوتانہ سارواجنا سنگھ کے دربار میں رہتا تھا جس نے رچا کونڈہ کے علاقے پر حکومت کی تھی اس نے اس وقت بوگینی دنداکم لکھا تھا۔ پوتانہ کی لکھی ہوئی بھگوتم،مہا بھارتم کی طرح سب سے مشہور کتاب تھی۔

گورانا گورانا وہ پہلے شاعر تھے جنہوں نے ہریش چندر کی کہانی بیان کی۔انہوں نے ہریش چندروپکھیم اور نوانا تاچرتر کے نام سے دو دوہے لکھے۔انہوں نے اسے قدرتی طور پر سادہ اور خوبصورت انداز میں لکھا۔یہ کتاب گورانا کو تیلگو ادب میں ادبی شہرت حاصل کرنے میں مدد کی اس کا ایک لقب" سارسہ ساہتیہ لکشانہ چکرورتی" تھا۔

پللہ مرری پناویرا بھدروڈو: وہ غیر منقسم نلگنڈہ ضلع میں رہا کرتے تھے بعد میں نیلور گئے اور وہاں سے وجئے نگر پہنچ گئے۔سرنگارہ شکنتالم" اور" جیمنی بھراتم" انکے مشہور کتابیں ہیں۔

کوروی گوپاراجو: کوروی گوپاراجو بھمگل نظام آباد میں ہوئی یہ 15 ویں صدی سے تعلق رکھتے ہیں۔اس کی مرکزی کتاب سمہاسنا دواتریمسکا" تھی جو سنسکرت سے ترجمہ شدہ کام تھی یہ 12 بابوں پر مشتمل ہے۔

ہری بھٹو: ہری بھٹو نے وراہاپورم،متسیاپرانم،نرسمہاپرانم اور بھگوت گیتم جیسے مشہور کتابیں لکھیں انکا تعلق 16 ویں صدی سے تھا ۔انہوں نے وراہاپ" کو کولیپکا ایرریبا اور نرسمہاپرانم پرولوگنتی رنگیا کو وقف کیا۔اشٹا گھنٹہ وادھنی ان کا خطاب ہے۔

چاری گونڈ ادھرمنا: چاری گونڈا دھرمنا کی پیدائش چاری گونڈا علاقہ،تعلقہ کلوکرتی اور ناگرکرنول میں ہوئی۔انہوں ن" چترا بھراتم" لکھا یہ 16 ویں صدی سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے اپنے کام کو ینموُلا پللی پڈّنا متیا کو وقف کیا۔ان کا خطاب" ستا گھنٹہ سراترانہ" ہے جسکا مطلب ہے کہ ایک شاعر جو ایک گھنٹہ میں سونظمیں فراہم کرسکتا ہے۔

کندکوری رودرا کوی: کندکوری رودرا نے تیلگو ادبی کاموں کی تین شکلیں یکشا گانم،سوشل پرابندھم اور اشٹا کم متعارف کروائیں۔یہ تین کام ان کے سب سے قدیم تھے۔رودرا کوی 16 ویں صدی سے تعلق رکھتے تھے۔سوگریوا وجیم تیلگو کا پہلا" یکشا گنا" تھی جسکو رودر کاوی نے یہ کتاب کنڈوکوری سوامی کو وقف کی اور اپنا دوسرا کام" نرانکش پکینم" سومیش وارا کو وقف کیا۔

اڈنکی گنگادھر کوی: گنگادھر وہ پہلا تیلگو شاعر تھا جس نے اپنا تیلگو کام" تپتی سموراانوپتینم" ایک مسلمان راجہ ابراہیم قطب شاہ کے نام وقف کیا جو گولکنڈہ کا حکمران تھا یہ 16 ویں صدی سے تھے اور گولکنڈہ سے تعلق رکھتے ہیں۔انہوں نے اپنی کتاب میں قطب شاہ کو" ملکی

بھرم" کے خطاب سے نوازا ہے۔

پونّنے کنٹی تلنگانہ: تیلگو میں پہلا خالص تیلگو رومانٹک کمپوزیشن" یاتی چرتر" تھا جسے پونّنے تلنگانہ نے لکھا تھا وہ 16 صدی سے تعلق رکھتا تھا اور پوتھم کا رہنے والا تھا۔ان دنوں ادبی کاموں میں سنسکرت کے الفاظ تمام شکلوں میں عام طور پر استعمال ہوتے تھے۔

سنسکرت کا ایک بھی لفظ استعمال کیے بغیر جو کام کرتے تھے اسے چھ تلگو یا خالص تلگو کام کہتے تھے۔جیسا کہ پنگالی رمنا دوہرے معنی والے جملے کی تشکیل کا علمبردار تھا۔ وہیں پونّنے کانٹی تلنگانہ خالص تیلگو ادبی کام کا علمبردار تھا۔

سرنگو تمیا: سارنگو تمیا بھگوان وشنو کے عقیدت مند تھے جنہوں نے محمد قطب شاہ کے دور حکومت میں گولکنڈہ کے سردار کے طور پر کام کیا وہ شاعر بھی تھے جنکا تعلق 16 ویں صدی سے تھا انکے والد کا نام نارا سملو اور والدہ کا نام اکامبا تھا اور انکے خاندان کا نام سرنگو تھا۔

انہوں نے" وئجنتی ولاسم" لکھا جو کہ ویرا نارائنا کی کہانی ہے جو بھگوان کی طرف سے پہنائی جانے والی وجینتی مالا کا اوتار تھا۔

تمیا نے ہری بھکتی سودھدیام کے نام سے ایک سنسکرت مزاحیہ تفسیر" بھکتی سنجیونی" کے نام سے لکھا جو نارادیا پرانہ کا ایک حصہ تھا۔

مریم گنتی سنگاراچاریلو: مریم گنتی سنگاراچاریلو نے تیلگو میں پہلی نیرو کمپوزیشن اور خالص تیلگو کے کام لے کر آئے۔سیتا گھنٹہ وادھانی" اور" اشٹا بھاشا کویتا ویسرادھا" انکے خطاب ہیں۔

یلا کوچی بالا سرسوتی: انکا تعلق 17 ویں صدی سے تھا انکا اصلی نام یلا کوچی وینکٹا کرشنیا ہے۔اور یہ تیلگو کے پہلے شاعر تھے جنہوں نے" مہامہا نادھیا کا خطاب پایا۔تیلگو ادب کی تاریخ میں انکا نام بہت مشہور ہے چونکہ انہوں نے"" آندھرا سبھا چِنتامنل" لکھا۔انہوں نے رومانی تفسیر" چندریکا پرنیم" لکھا۔انہوں نے پہلی مرتبہ بھتروہری کی" سبھاشتہ ترستی" تیلگو میں ترجمہ کیا۔

کنکوری اپپا کوی: کنکوری اپپا کوی کنکورگاؤں،شادنگر تعلقہ،رنگاریڈی میں 17 ویں صدی سے تعلق رکھتے تھے۔

انکے والد کا نام ونگانا ریا اور والدہ کا نام شیشامہ تھا انکے پر دادا کنکوری تیمہ کوی تھے جنہوں نے علم نجومی کی کتاب" کالا بالرنوامو" لکھی۔

اپپا کوی نے قواعد میں ایک کتاب لکھی" جو اپپا کویم" کے نام سے موسوم کی جاتی ہے۔

انہوں نے کئی کتابیں لکھی جسمے" اننا ناورو تاکلپم" اور" سری سیلہ ملکا رجنا ستکم" شامل ہے ۔لکشا نکا کوی" انکا خطاب ہے۔

کنچرلا گوپنا (رام داس): کنچرلا گوپنا کھمم سے تعلق رکھتے تھے۔رام داس کو بھدرا چلم کے تحصیلدار کے طور پر مقرر کیا گیا تھا اور انہوں نے اس علاقے کا ٹیکس جمع کیا تھا۔لیکن انہوں نے وہ ٹیکس رولر کے حوالے نہیں کیا تھا بلکہ سری رام بھدرا چلم کے لئے ایک مندر تعمیر کیا تھا جس کی وجہ انکو وہاں کے حکمران نے 12 سال تک قید میں رکھا تھا۔اور انہوں نے قید میں رہ کر" دشہراتی شتکم" کتاب لکھی۔

کنندم پڈّنا سومایاجی: انہوں نے پنچاوار گیاس کے خطوط کے بغیر" شیشا سیلیشہ" لکھا لیکن ان میں سے کوئی کام موجود نہیں ہے آج کے زمانے میں انکے صرف چند کتابیں" یاداسلو کا تاتپریا رامائیم" بالا کنڈہ اور" مکندہ ولاسم" موجود ہیں۔

ان کی کتابیں شاعرانہ تشریحات میں تھیں اور انکی" سبدلا نکارس" کندا کوری ویریسالنگم اور بہت سے دیگر افراد نے اسکی تعریف کی تھی۔

چِنّا سوما بھوپالوڈو: چنّا سوما بھوپال، پڈّ اسوما بھوپالوڈو کے پوتے تھے اور انکا خطاب" ابھیوانا بھوجا" تھا۔

ان کے دور کو گدوال کی سلطنت کا سنہری دور کہا جاتا ہے انکو شاعروں اور اسکالروں کا نمونہ مانا جاتا تھا اور خود بھی ایک ادیب تھا۔

ہری بھٹو کی لکھی ہی کتاب" راتی ساسترا" کو انہوں نے تیلگو میں ترجمہ کیا انکی لکھی ہی" یکشا گنا" کو" اشٹا پڑلو" بھی کہتے تھے۔انکے دربار میں 8 شعرا ہوا کرتے تھے جنکو" اشٹا دگجس" کہتے ہے۔

کومارا راجو وینکٹا لکشمن راؤ: کومارا راجو وینکٹا لکشمن راؤ وہ پہلے مصنف تھے جنہوں نے تیلگو میں انسائیکلو پیڈیا "وگینیانہ سرواسوم" مرتب کیا۔

یہ "وگینیانہ چندریکا منڈالی" کے بانی تھے۔ انہوں نے سماچار، وویدھا دجنم اور وستار میں مراٹھی میگزین کے ایڈیٹر کے طور پر کام کیا۔ انہوں نے مہا بھارت کی جدید کاپی کو درست اور شائع کیا جسے قدیم مراٹھی شاعر مورو پنت نے لکھا تھا۔

لکشمن راؤ "تیلگو جنانا" میں مضامین لکھتے تھے جو بیجا واڈا کرسچن اسکول میں ایک استاد وینکٹ سیوا کے ذریعہ چلائے جاتے تھے۔ لکشمن راؤ کی تیلگو میں پہلی کتاب "شیواجی چرترامو" ہے۔

کمارراجو لکشمن راؤ، نایِنی وینکٹ راؤ، ادپدی سومنت راؤ، میلاور پونر سمہا شاستری اور دیگر نے حیدرآباد میں اکٹھے ہو کر دی ریزیڈنسی بازار میں روی چٹور نگا راؤ کی رہائش گاہ میں "سری کرشنا دیورایندھرا بھاشا نیلایم کی بنیاد رکھی۔ ان کی چھپی ہوئی پہلی کتاب "ابراہم لنکن" تھی جسے ہری ثروت راؤ نے لکھا تھا۔

لکشمن راؤ اور ادی راجو ویرا بھدرہ راؤ اور دیگر کے ساتھ مل کر ۲۷ دسمبر ۱۹۲۲ کو حیدرآباد میں" آندھرا پرشودھکا منڈالی" کو قائم کیا۔ وگینیانہ سرواسوم" انکی سب سے بہترین کامیابی تھی۔ انکی وفات ۱۲ جولائی ۱۹۲۳ میں ہوئی۔

ڈاکٹر بردوراجو راما راجو: راما راجو نے لوک ادب پر تحقیق کی۔ وہ 1923 میں تلنگانہ میں پیدا ہوئے اور کئی زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔ وہ تلنگانہ کے پہلے شخص تھے جنہوں نے لوک گیتوں اور ادب پر تحقیق کی تھی اور 1956 میں عثمانیہ یونیورسٹی سے انہوں نے ڈاکٹری کی ڈگری حاصل کی۔ قابل ذکر بات تھی کہ عثمانیہ یونیورسٹی کے تلگو شعبہ سے پہلی پی ایچ ڈی لوک ادب پر کی گئی۔ راما راجو کی لکھی ہوئی کتاب" آندھرا پردیش کی لوک کہانیاں" دہلی کے سٹرلنگ پبلشرز نے شائع کی تھی۔ انہوں نے کئی کتابیں لکھیں جس میں" ویرا کتھلو"،" تیلگو ویروڈو "،" تیلگو جانا پدا گیا ساہتیم" اور ریکشا گانلو شامل ہیں اس طرح انہوں پورے 29 کتابیں لکھی۔

ڈاکٹر مودی گنٹی سجاتا ریڈی: سجاتا ریڈی ضلع نلگنڈہ کی عظیم خواتین ریسرچ میں سے ایک تھیں۔ انکی پیدائش آکارم گاؤں میں ہوئی۔ سجاتا ریڈی کو عثمانیہ یونیورسٹی سے تلگو ادب میں پی ایچ ڈی ڈگری حاصل تھی جو ان کے تحقیقی مقالے" منو چرترا"، واسو چرترالا طلاتما کا پریشیلانا کے لیے حاصل ہوئی تھی۔ وہ کہانیاں، ناول اور تاریخی کتابیں بھی لکھتی تھیں۔ ادب کے لحاظ سے انکی کتاب" سری ناتھ دنی کویتا سوندریم" بہت مشہور ہوئی انکی اور ایک کتاب" اندھرولا چرترا سنسکروتی تیلگو اکیڈمی کی جانب سے شائع کی گئی۔

سجاتا نے تیلگو ناولوں کا ایک تجزیاتی اکاؤنٹ" نوالا نوسی ایم" لکھا، اور اسکی وجہ سے انھیں مصنف" کا ایوارڈ دیا تھا۔

سمرتلو" نام کی ایک کہانی لکھی جو گولکنڈہ پتریکا میگزین میں چھپی تھی۔ انہوں نے" مددیرا" کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی جس میں علاقائی وجودیت سے متعلق تنقید کی گئی۔ وہ اپنے شوہر پروفیسر گوپالا ریڈی کے ساتھ ملکر سنسکرتا ساہتیہ چارترا" لکھیں۔ چونکہ یہ کے تلنگانہ کی بولیوں میں لکھتی تھیں تو ان کی کتابیں بے حد مقبول ہوئیں اور ان میں سے بہت سے کتابوں کو اعزازات بھی حاصل ہوئیں ہیں۔

ڈاکٹر پکلا یشودہ ریڈی: یشودہ ریڈی نے اپنی کم عمری سے ہی" ماترو بھرتی" اور" شوبھا" جیسے میگزین میں اپنے مضامین لکھنے شروع کردے تھے بعد میں وہ ادب کی ریسرچر بن گئیں اور" چرو گجیلو" اور" ایررا پرگا ڈہ" کے نام سے تنقیدی کتابیں لکھیں۔

انہوں نے ایک نظریاتی کتاب" تیلگو ہریوامالو" لکھیں اور قومی رہنماؤں پر" امراجیولو" کے نام سے مضمون بھی لکھا اور آگرہ یونیورسٹی نے انہیں ادب کے میدان میں ان کی خدمات کے صلے میں ایوارڈ سے نوازا۔ انہوں نے تلنگانہ کی زبان میں کئی کہانیاں لکھیں جس میں" ما دوری مچلو" اور تچما کتھالو شامل ہیں ان کی وفات اکتوبر 2008 میں حیدرآباد میں ہوئی۔

وناما مالائی وردہ چاریلو: وردہ چاریولو 1912 میں مدیکونڈہ گاؤں، ورنگل ضلع میں پیدا ہوئے۔ بعد میں وہ عادل آباد کے چنور گاؤں میں مقیم

ہو گئے۔انہوں نے" پوتانہ چرترا مواہوانم" اور دھوجم" جیسی نظمیں لکھیں۔۔

پوتانہ چرترا" کتاب نے انہیں "ابھی نوا پوتانہ" کا خطاب دیا" پوتانہ چرترا" کتاب تیلگو کے عظیم شاعر کی زندگی کے بارے میں عکاسی کرنے والی پہلی کتاب تھی۔آچاریہ نے تیلگو ادب کو لکھنے کے لیے 25 ادبی شکلیں استعمال کیں۔انہوں نے تیلگو میں دوہے (دوی پاڑا) ،کھنڈا کوایس، مہا کویاس، وچنا کویتا، گانے، ہری کتھا اور برّہ کتھا لکھیں۔

کالوجی نارائنا راؤ: کالوجی نارائنا راؤ 9 ستمبر 1914 کو پیدا ہوئے اور رنگا راؤ اور رام بائی انکے والدین تھے۔ جب وہ دو سال کے تھے تو ان کا خاندان ورنگل ضلع کے میڈی کونڈا گاؤں میں آباد ہو گیا۔ کالوجی راؤ کو" پرجا کیوی" عوامی شاعر کہا جاتا تھا کیونکہ انہوں نے جو کچھ بھی لکھا اس میں ہمیشہ لوگوں کے مسائل کی تصویر کشی کی تھی۔انہوں نے" تلنگانہ تحریک" میں لوگوں کی حمایت کی اور اس وقت کے نظام کی برائیوں پر تنقید کرنے کے لیے اپنے قلم کو تلوار کے طور پر استعمال کیا۔انہوں نے اپنی نظمیں" نا گوڈاوا" کے نام سے 7 جلدوں میں شائع کیں، ان میں سے کچھ کویوا بھارتی نے 13 جلدوں میں شائع کیا۔چونکہ کالوجی نے تلنگانہ بولیوں کے استعمال کا پرچار کیا تھا اسی لئے 9 ستمبر کو ان کی یوم پیدائش کے موقع پر" تلنگانہ ڈیالکٹ ڈے" کے طور پر منایا جاتا ہے۔

کالوجی راؤ کو 1992 میں حکومت ہند نے تیلگو ادب میں ان کی خدمات پر" پدم بھوشن ایوارڈ" سے نوازا تھا اور کاکتیہ یونیورسٹی سے انہیں ڈاکٹریٹ کی ڈگری کا اعزاز حاصل ہوا، انہوں نے 1993 میں پہلا" برگوراما کرشنا راؤ میموریل ایوارڈ" بھی جیتا تھا۔

تلنگانہ کے چیف منسٹر کے سی آر نے حال ہی میں اعلان کیا کہ کاکتیہ میڈیکل کالج کے کیمپس میں کلونجی راؤ کے نام سے ایک ہیلتھ یونیورسٹی قائم کی جائے گی۔ان کی وفات 13 نومبر 2002 کو ہوئی۔

ڈاکٹر۔ سی۔ نارائنا ریڈی: ڈاکٹر سی نارائن ریڈی 29 جولائی 1931 کو کریم نگر ضلع کے ہنوماجی پیٹ میں پیدا ہوئے۔اس کا پورا نام سنگی ریڈی نارائن ریڈی ہے لیکن ہر کوئی اسے پیارے سنارے کے نام سے پکارتا ہے۔نارائن ریڈی نے روایتی اور جدید دونوں شکلوں میں شاعری لکھتے ہیں — وہ نہ صرف ایک شاعر تھے بلکہ ایک خطیب، مبصر اور متعدد زبانوں میں ماہر تھے۔انہوں نے کئی سالوں تک عثمانیہ یونیورسٹی کے تلگو شعبہ کے پروفیسر اور سربراہ کے طور پر کام کیا۔

انہیں" ادھونی کندرا کویتا وامو" اور" سمپر ادیلو"، "پریوگالو" پر ان کے تحقیقی مقالے کے لیے ڈاکٹریٹ سے نوازا گیا، انہوں نے تقریباً 60 کتابیں لکھیں۔ان میں ناگارجن ساگارام، کرپوراوسنتھر یالو، مدھیا تراگتی منڈا ہسم، وشومبھارا، مٹی منشی — اکاسم، سمدرسنم، پرنچا پادولو اور دیگر مشہور ہیں۔انہیں 1988 پدم بھوشن سے نوازا۔سی نارائن ریڈی کو کئی اور اعزازات سے نوازا گیا جیسے کہ" سوویٹ لینڈ — نہرو ایوارڈ" کمارن آشن ایوارڈ، انڈین لینگویج پریشد(کولکتہ) بلواٹرا ایوارڈ، راجہ لکشمی فاؤنڈیشن اعزاز، نئی دہلی کی طرف سے ہارمنی ایوارڈ اور ان کی کتاب 'مانتالو — ماناوڈوُ کے لیے مرکزی ادبی اکیڈمی کا ایوارڈ بھی حاصل ہوا۔انہوں نے اردو ادبی شکل غزل کو تیلگو میں متعارف کرایا۔ان کا اسلوب نہ صرف سادہ اور خوبصورت ہے بلکہ گیت کی طرح بھی تھا۔

دیوولاپلی راما نجاراؤ:

دیولاپلی راما نجا راؤ کی پیدائش 1917 میں ورنگل میں ہوئی تھی۔انہوں نے شوبھا اور گولکنڈہ پتریکا رسالوں کی تدوین کی۔انہوں نے سوروَرام پرتاپ ریڈی کے ساتھ ہی تیلگو ادبی میدان میں انمول خدمات انجام دیں۔انہوں نے بالواسطہ 22 ادبی تنظیموں کے ساتھ کام کیا ،اور تعلیمی میدان میں عثمانیہ یونیورسٹی میں بہت سے عہدوں پر فائز رہے۔انہوں نے 16 کتابیں لکھیں۔ان میں جواہر لعل نہرو، نا ریڈیو پرسنگالو، تلنگانہ لوجاتی ودیامالو، یابھائی سموتسرالا جناپکالو، گوتم بدھو، کاویامالا، ویگوچکا اور وغیرہ مشہور ہیں۔انہوں نے انتظامی ممبر، بانی کے طور پر کئی عہدوں پر حصہ لیا۔اے پی میں سیاسی میدان میں بھی قدم رکھا اور 62— 1960 کے درمیان راجیہ سبھا کے رکن رہے۔

انہیں1990 میں آندھرا پردیش سرسوتا یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ سے نوازا گیا۔

ڈاکٹراندے سری :ان کا تلنگانہ کے شعرا اور ادیب میں ڈاکٹر اندے سری کا نمایاں انداز ہے۔ وہ ریبرتی ، مدور منڈل، ورنگل ضلع کے ایک غریب گھرانے میں پیدا ہوئے اور بچپن میں مویشی چرانے کا کام کرتے تھے۔

بعد میں، ڈاکٹر بردودرا جورامارا جو اوران کی اہلیہ نے اسے اپنے بیٹے کے طور پر گود لیا، جس کے لیے انہوں نے اپنی گودلی ہوئی ماں کو متعدد پوجا کے گانوں سے نوازا۔انہوں نے واکو لما کے نام سے شاعری کی ایک جلد لکھی۔

ان کے کئی گانے بعد میں بہت مشہور ہوئے۔انہوں نے کہا کہ" گدر اور سڈا الا" کے گانوں سے انھیں شاعری لکھنے کیلئے حوصلہ افزائی ملی ۔پاڑیتے کانٹھا نالم تیکی پڑالی، اور سڈ اسلکنی تلّی،"سکلل لوجا بللی" ان کے چند مشہور گیت ہیں۔

گڈیارم راما کرشنا شرما: رام کرشن شرما6مارچ 1919 کو عالم پور، جو گولمبا گدوال ضلع میں پیدا ہوئے۔ وہ سوورام پرتاپاریڈی کے پیروکار تھے، جنہوں نے اپنی تحقیق کو آگے بڑھایا۔انہوں نہ صرف عالم پور کی ترقی میں مدد کی، بلکہ اس کی تاریخ پر تحقیق بھی کی اور اسے منظر عام پر لایا۔انہوں نے نوشتہ جات، فن تعمیر اور زبان پر بھی تحقیق کی۔ اس نے پالگوریکی سومانا، منچنا اور دیگر شاعروں پر مضامین اور تبصرے لکھے۔ کرشنا شرما نے کنڑا کام رنانی گدا یودھم کا تیلگو میں ترجمہ کیا۔

انہوں نے ستاپترمو(سوانح عمری)، مدھاودیارانیہ، پنچا جنیم (کھنڈا کا ویاس کی جلد)،(داسروپا کا سرام، بھارتا دیسا چارتر(عقیدت مند مقامات کی تاریخ)اور ماہیشوارہ چارتر لکھے۔ انہیں2008 میں مرکزی ادبی اکیڈمی ایوارڈ سے نوازا گیا۔

مادی ریڈی سلوچنا: مادی ریڈی سلوچنا1936 میں سمش آباد میں پیدا ہوئیں۔ وہ پہلی خاتون مصنفہ تھیں جنہوں نے تلنگانہ بولی میں ناول لکھا۔انہوں نے لگ بھگ 65ناول، 150 کہانیاں، 2ڈرامے لکھے۔جیوناترا ان کا پہلا ناول تھا۔انہوں نے اپنی کتابوں سندھیاراگم، پنٹو لما، ترم مارندی اور دیگر میں تلنگانہ کی جا گیردارانہ ثقافت کی عکاسی کی ہے۔

انہوں نے" ترم مرنیدی" لکھا تلنگانہ بولی اور تلنگانہ کے ماہرین کے نظریات کے کمی کی نشاندہی کی۔انہوں نے محسوس کیا کہ تمام تلگو لوگوں کو متحد رہنا چاہیے۔انہوں نے اپنے ناولوں میں بے روزگاری، جہیز اور دیگر سماجی برائیوں جیسی سوچ کو اور عورت کے کردار کی مختلف شکلوں کو پیش کیا۔

تیلٹی سدھادیوی: سودھادیوی 1952 میں ہنمکندہ، ورنگل ضلع میں پیدا ہوئیں۔اس کی ادبی تخلیقات متوسط طبقے کے لوگوں کے دور کے سماجی مسائل کی آئینہ دار ہیں۔انہوں نے کہانیوں کی 3 جلدیں لکھیں۔ان کے گانے ریڈیو اور ٹی وی پر نشر ہوتے تھے۔ وہ کہاوتوں کی بنیاد پر ڈرامے لکھنے والی پہلی مصنفہ تھیں۔انہیں 1985 میں پریا درشنی اکیڈمی کے" بہترین کہانی نویس" کا ایوارڈ دیا گیا تھا۔

نندنی سدھاریڈی: نندنی سدھاریڈی کی پیدائش بندرام گاؤں، کونڈا پا کا منڈل، ضلع میدک میں رتنو وا اور نارا بالا سدھاریڈی (تلنگانہ مسلح جدوجہد میں حصہ لیا) کے ہاں ہوئی۔ وہ تلنگانہ رچائیتلا ویدیکا اور منجیرا رچائیتا لا ویدیکا کے بانی چیئرمین کے عہدوں پر فائز رہے۔

وہ بنیادی طور پر تیلگو مصنف اور شاعر ہیں اور انہوں نے تلنگانہ زبان (بولی) اور ثقافت پر تحقیق کی ہے۔ ان کے گانے" ناگیتی سلالونا تلنگانہ، نو ویٹی بتوکلونا تلنگانہ" کو 2010 میں ریاستی حکومت سے نندی ایوارڈ سے نوازا ہے۔ یہ گانے تلنگانہ کے سماجی اور ثقافتی ورثے کی عکاسی کرتے ہیں۔ وہ تلنگانہ کے چیف منسٹر کے. چندرشیکھر راؤ کے شریک طالب علم کے ساتھ تلنگانہ تحریک میں کام کیا۔

(TPJAC)انہوں نے کودنڈارام کے ساتھ تلنگانہ تحریک میں کام کیا۔

ایوارڈز : نندی ایوارڈ –2011 (ویرا تلنگانہ)، وشوا کلا پیٹھم – 2009اور دسرتھی ایوارڈ –1988

کتابیں : بھومی سوپنم –1986 (نظم)، سمہاشنا – 1991 (نظم)، پراناہیتا – 1995 (نظم)، اوکا بادھا کادو – 2001 (نظم)،

نادی پٹوواری—2008

(نظم)، اگورام— 2008 (تلنگانہ زبان اور ثقافت) تلنگانہ کولاورتولا ساہتیم—2008

تنظیمیں: منجیرا رچائیتالا سنگھم کے بانی (مراسم)— جولائی 1986؛ تلنگانہ رچائیتالا ویدیکا کے بانی اکتوبر 2001۔

سدھا ریڈی نے یو جی سی کے قومی سیمینار میں درج ذیل امور پر مقالے پیش کیے۔

۱۔دسرتھی ساماجیکا درو پتھم

2۔انڈین تھیٹر ڈرامہ کا انگریزی ترجمہ

3—ساہتیم—سماجیکا مار پو

4—سری سری ساہتیم، سماجیکا چیتنیم، سری وچن ساہتیم

5—تلنگانہ ساہتیم، چرترا چترنم، تلنگانہ سمسکرتی

فلمی میدان: "نا گیٹی سلالونا تلنگانہ" (ویرا تلنگانہ فلم)، اوکا پووو، اوکانو و (جئے بولو تلنگانہ—فلم) اور پدامی، پنڈوگا پووولا جاترا (کوئی فلم) کے لیے بہترین مصنف کے طور پر نندی ایوارڈ سے نوازا گیا۔

گوراٹی وینکنا: گوراٹی وینکنا 1963 میں ناگر کرنول ضلع کے گورارام میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک مشہور شاعر اور گلوکار ہیں۔ انہوں نے بنیادی طور پر فطرت پر لکھا۔ اس نے گورارام اور راگھو پتی پیٹا (ہاسٹل) میں تعلیم حاصل کی۔ اس ہاسٹل کی 11 سال کی تاریخ میں وہ پہلے دلت تھے جنہوں نے گریجویشن کی تعلیم کے دوران ایس ایس سی پاس کیا، اس نے اے پی پی ایس سی کا امتحان دیا اور محکمہ کو آپریٹو میں ملازمت حاصل کی۔ بعد میں وہ جکاوینکٹایا، پچھلا پلی سندرایا اور دیگر کے نظریات سے متاثر ہوئے۔

ان کے بہت سے گانے بطور سی ڈی ریلیز ہوئے ہیں۔ ان میں سے جنم گوسا، اٹلناو—ایڈوناو اور تلنگانہ وینا اہم ہیں۔ انہیں پرجا کاوی عوامی شاعر کہا جاتا ہے۔تلنگانہ حکومت نے انہیں سال 2015 کے لیے یوگادی پرسکارم سے نوازا۔

سدداالا اشوک تیجا: سدداالا اشوک تیجا ٹالی ووڈ فلم انڈسٹری میں ایک مشہور شاعر، گلوکار اور گیت نگار ہیں۔ وہ 16 مئی 1954 کو نلگنڈہ ضلع کے ایک گاؤں سدداالا میں تلنگانہ کی بغاوت کی تحریک کے ایک معروف تلگو شاعر سدداالا ہنو منتھو کے ہاں پیدا ہوئے۔

انہوں نے بچپن سے ہی غزلیں لکھنا شروع کر دی تھیں۔ اشوک تیجا نے تیلگو فلم انڈسٹری میں قدم رکھنے سے پہلے بندلنگا پور (کریم نگر ضلع) میں بطور استاد کام کیا۔ وہ 98—1996 کے سالوں کے دوران فلموں "نے ی پیلا ڈھام" اور اوسے رامولمہ" کے بول لکھنے کے بعد مقبول ہوئے۔ انہوں نے سال 2003 میں فلم" ٹیگور" (2003) میں اپنے گانے" نینو سیتم" کے لئے بہترین دھن کا" قومی فلم ایوارڈ" جیتا تھا، یہ سری سری کے" مہا پرستھانم کے نینو سیتھم پر مبنی ہے۔

وہ سری سری کے بعد یہ ایوارڈ جیتنے والے تیسرے مصنف ہیں جنہوں نے" الوری ستارام راجو" فلم میں ان کی" تیلگو ویرا لیوارا" اور" ماترو دیو بھوا" فلم میں ان کی" راالیپوئے پووا نیکورا گالیند وکے" کے لئے ویٹوری حاصل ہوا۔

انہیں ریاستی حکومت کی طرف سے فلم" کنٹے کوتورنے کنو" (1998) اور" مستری" (2009) کے لیے 2 مرتبہ بہترین گیت نگار کا نندی ایوارڈ ملا۔ انہوں نے تیلگو میں" نیلما نیلما" اور" نیدورا پوتونندی پٹنم" جیسے بہت مشہور گانے اور فلموں اور البمز میں بہت سارے گانے لکھے۔

ریاست تلنگانہ کی اسکیمات

.1 تلنگانہ آئی سی ٹی پالیسی 2016 کی کامیابی

حکومت تلنگانہ نے 2016 میں اپنی پہلی انفارمیشن اینڈ کمیونیکیشن ٹیکنالوجی پالیسی/ICT Policy متعارف کروائی۔ اس پالیسی میں تلنگانہ کو آئی ٹی کمپنیوں کے لیے پسندیدہ ترین مقام میں تبدیل کرنے کی تجویز پیش کی گئی تا کہ ریاست کو ملک بھر میں ٹکنالوجی انٹر پرینیورشپ اور اختراع کے مرکز میں تبدیل کر دیا جائے۔ آئی ٹی شعبہ کی شرح ترقی میں مزید اضافے کے لیے حکومت نے 2016 میں الیکٹرانک، انوویشن، دیہی ٹیکنالوجی، ڈیٹا سنٹرز، اوپن ڈیٹا، سابیئر سیکوریٹی، ڈیٹا انالٹکس، انٹرنیٹ آف تھنگز (آئی او ٹی) اور الکٹرانک فضلہ کے محاذ پر سیکٹورل پالیسی فریم ورک کو بھی متعارف کروایا۔ ریاست تلنگانہ کی پہلی آئی سی ٹی پالیسی کی کامیابی آئی ٹی و آئی ٹی ای ایس سیکٹر میں برآمدات اور روزگار میں اضافے کے رجحانات سے ظاہر ہوتی ہے۔

.2 دوسری آئی سی ٹی پالیسی 26–2021

تلنگانہ کی دوسری آئی سی ٹی پالیسی شہریوں کو ڈیجیٹل اعتبار سے بااختیار بنانے پر زور دیتی ہے۔ اختراعیت اور انٹر پرینیورشپ اس محاذ پر ترقی کے محرک کے طور پر کارفرما ہیں۔ اس پالیسی کا اہم مقصد اس شعبے سے جڑی برآمدات کو موجودہ 1.45 لاکھ کروڑ روپے سے بڑھا کر سال 2026 تک 3 لاکھ کروڑ روپے تک پہنچانا ہے۔ اسی طرح اس مقصد کے حصول کے دوران اس شعبے میں روزگار کے مواقعوں کو 2026 تک 6.3 لاکھ سے بڑھا کر 10 لاکھ کرنے کا ہدف بھی رکھا گیا ہے۔

.3 دو فصلوں (خریف اور ربیع) کی کاشت کے لیے جملہ 10 ہزار روپے کی سالانہ ان پٹ سبسڈی (Input Subsidy)

وزیر اعلی کے چندر شیکھر راؤ کی جانب سے کسانوں کو خریف اور ربیع کی فصلوں کی کاشت کے لئے فی ایکر 5 ہزار روپے بطور ان پٹ سبسڈی کی ادائیگی کا فیصلہ ریاست میں زرعی شعبہ کو ایک منفعت بخش شعبہ میں بدلنے میں بڑی حد تک معاون رہیگا۔ حکومت کی جانب سے کسانوں کو ان پٹ سبسڈی کی ادائیگی کا یہ فیصلہ دنیا بھر میں اپنی نوعیت کی اولین فلاحی اسکیم ہے جس سے کسانوں کے ساتھ ہو رہے استحصال کا خاتمہ ہوگا اور ان کا اعتماد بحال ہوگا۔

.4 رعیتو سمنویہ سمیتی جیسی کوآرڈینیشن کمیٹیوں میں شمولیت کے ذریعے کسانوں کی منظم شعبہ سے وابستگی

ریاست تلنگانہ میں مواضعات کی سطح سے لیکر ریاستی سطح تک رعیتو سمیتیوں کا قیام، ملک کی تاریخ میں ایک انقلابی اقدام ہے۔ ان کوآرڈینیشن کمیٹیوں سے نہ صرف یہ کہ لینڈ ریکارڈس (زمین کے ریکارڈس) کی شفاف طریقے سے برقراری کے عمل میں مدد ملے گی بلکہ کسانوں کو فی ایکر 10 ہزار روپے ان پٹ سبسڈی کی ادائیگی کے عمل کی بھی راست طور پر نگرانی ممکن ہو پائے گی۔ اسکے ذریعے سے کسانوں کو اپنی پیداوار کے عوض اقل ترین امدادی قیمت کے حصول میں مدد ملے گی اور کسان اپنی پیداوار کی بہتر مارکیٹ قیمت پر فروخت کے لئے منصوبہ بندی کر پائیں گے۔ علاوہ ازیں کوآرڈینیشن کمیٹیاں قیمتوں میں گراوٹ کی صورت میں درکار مداخلت کرتے ہوئے

کسانوں سے اُنکی پیداوار کو خرید کر اُس پیداوار کو بعد میں زائد قیمت پر فروخت کریں گی۔

.5 ریاستی بجٹ میں شعبہ زراعت کے لئے 25 ہزار کروڑ روپے سالانہ مختص

جس قدر بڑے پیمانے پر ریاست تلنگانہ میں شعبہ زراعت کے لئے سالانہ بجٹ میں فنڈز کو مختص کیا گیا ہے۔ ملک میں آج تک کسی بھی ریاست میں اس قدر بھاری رقم کو مختص نہیں کیا گیا۔ اس کے ذریعہ زیر التواء بڑے، درمیانی اور چھوٹے آبپاشی پراجکٹس کی تکمیل ونیز لفٹ اریگیشن اسکیمات کی تکمیل کے ذریعے ریاست میں ایک کروڑ ایکر اراضی کے رقبے کی سیرابی کے خواب کی تعبیر میں مدد ملے گی۔ ریاستی حکومت کے اس اقدام سے ریاست بھر میں بڑے پیمانے پر فصلوں کی کاشت میں مدد ملے گی۔

.6 پالی ہاوسز وگرین ہاوسز کے لئے سبسیڈی کی فراہمی

ریاست میں ہارٹیکلچر (باغبانی) کی حوصلہ افزائی کے لئے پالی ہاوسز اور گرین ہاوسز پر دی جانے والی سبسیڈی کی حد میں اضافہ کرتے ہوئے اُسے ایس سیز اور ایس ٹیز کے لئے 95 فیصد اور دیگر کے لئے 75 فیصد کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح اس مقصد کے تحت زیر کاشت اراضی کی حد کو بھی ایک ایکر سے بڑھا کر تین ایکر کر دیا گیا ہے۔

.7 ڈرپ اریگیشن پر 80 تا 100 فیصد سبسیڈی

پانی کے ضیاع کو روکنے کے لئے حکومت ڈرپ اریگیشن نظام کی حوصلہ افزائی کرتی آرہی ہے۔ اس مقصد کے تحت حکومت کی جانب سے ایس سی، ایس ٹی طبقات سے تعلق رکھنے والے کسانوں کو 100 فیصد سبسیڈی جبکہ بی سی طبقہ سے تعلق رکھنے والے ونیز چھوٹے کسانوں کو 90 فیصد سبسیڈی اور دیگر تمام کسانوں کو 80 فیصد سبسیڈی فراہم کر رہی ہے۔ پانچ ہیکٹر قطعہ اراضی کے مالکین اس سبسیڈی کے حصول کے لئے اہل رہیں گے۔

.8 مشن کا کتیہ 46 ہزار تالابوں کا احیاء

حکومت کی جانب سے تلنگانہ کی عظمت رفتہ کی بحالی کے لئے مشن کا کتیہ اسکیم کا آغاز کیا گیا۔ کا کتیہ دور حکومت میں تلنگانہ علاقہ ہزاروں تالابوں کا مسکن ہوا کرتا تھا۔ اسی لئے حکومت تلنگانہ نے اس اسکیم کا آغاز کرتے ہوئے اسے کا کتیہ حکمرانوں کے نام سے منسوب کیا اور اس اسکیم کے تحت حکومت سالانہ 9 ہزار 200 تالابوں کے منجملہ پانچ سالوں میں جملہ 46000 تالابوں کا احیاء کرنے کے منصوبے کو عملی جامہ پہنا رہی ہے۔ حکومت کے اس فیصلے سے ریاست تلنگانہ کو مائنر اریگیشن (چھوٹی آبپاشی) کے تحت مختص شدہ 265 ٹی ایم سی پانی کی مقدار کے مکمل استعمال میں مدد ملے گی۔

.9 مارکیٹ کمیٹیوں میں تحفظات

مارکیٹ کمیٹیوں میں پہلی دفعہ تحفظات پالیسی کو متعارف کروانے سے سماج کے کمزور طبقات کو بالعموم اور خواتین کو بالخصوص فائدہ پہنچا ہے۔ بی سی طبقات کے لئے 29 فیصد، ایس سی طبقہ کے لئے 15 فیصد، ایس ٹی طبقہ کے لئے 6 فیصد اور خواتین کے لئے 33 فیصد تحفظات کو متعارف کروایا گیا۔

.10 سادہ بیع ناموں کی باقاعدگی

اراضی تنازعات کے خاتمے ونیز اراضی ریکارڈس کی تنقیح کے لئے متعدد اصلاحات کو متعارف کروایا گیا۔ اس کے ایک حصے کے طور پر

زائد از 11 لاکھ 19 ہزار 111 سادہ بیع ناموں کو جو کہ جملہ 15 لاکھ 68 ہزار 171 سروے نمبروں کا احاطہ کرتے ہیں، باقاعدہ بنایا گیا۔

.11 ہر 5 ہزار ایکر زرعی اراضی کو ایک کلسٹر قرار دیا گیا اور ہر کلسٹر کے لئے ایک اگریکلچر ایکسٹینشن آفیسر کی تعیناتی عمل میں لائی گئی

ریاست میں زرعی سرگرمیوں کو مزید پیشہ وارانہ اور منفعت بخش بنانے کے لئے ہر 5 ہزار ایکر زرعی اراضی کو ایک کلسٹر قرار دیا گیا اور ہر کلسٹر کے لئے ایک اگریکلچر ایکسٹینشن آفیسر کی تعیناتی عمل میں لائی گئی جو کہ ملک میں اپنی نوعیت کا پہلا اقدام ہے۔

.12 خودکشی کرنے والے کسانوں کے ورثاء کو 5 لاکھ روپے ایکس گریشیا کی رقم

ستمبر 2015 کے ایک کابینی فیصلے کی رو سے ریاست میں خودکشی کرنے والے کسانوں کے ورثاء کو دی جانے والی ایکس گریشیا کی رقم کو بڑھا کر 5 لاکھ روپے کر دیا گیا جو کہ ملک بھر میں سب سے زیادہ ہے۔

.13 تاڑی تاسندوں اور مچھیروں کے لئے 6 لاکھ روپے ایکس گریشیا

حادثہ میں زخمی ہو جانے یا فوت ہو جانے والے تاڑی تاسندوں اور مچھیروں کے لئے ایکس گریشیا کی رقم کو بڑھا کر 6 لاکھ کر دیا گیا۔

.14 ہوم گارڈس، صحافیوں، تعمیری مزدور اور ڈرائیوروں کے لئے 5 لاکھ روپے تک کی حادثاتی زندگی بیمہ اسکیم

ریاستی حکومت نے ہوم گارڈس، ورکنگ جرنلسٹوں، آٹو، کیاب اور ٹرک ڈرائیوروں کے لئے 5 لاکھ روپے پر مشتمل ایکسیڈنٹل انشورنس پالیسی متعارف کروائی ہے۔ اس پالیسی کا سالانہ پریمیم 46 روپے رکھا گیا ہے اور اس خصوص میں حکومت کی جانب سے 19 اگسٹ 2015 کو احکامات کی اجرائی عمل میں لائی گئی ہے۔

.15 کلیان لکشمی/ شادی مبارک 100 116 روپے

دور حاضر میں لڑکی کی شادی کے اخراجات کا بوجھ اُٹھانا اُسکے والدین کے لئے ایک مشکل کام بن گیا ہے۔ اس مشکل کے پیش نظر حکومت نے خط غربت سے نیچے زندگی گذارنے والے گھرانوں کی لڑکیوں کی شادی سے متعلق اخراجات کی تکمیل کے لئے لڑکیوں کے والدین کو ابتداً 51 ہزار روپے بطور مالی امداد دینے شروع کئے جسے بعد ازاں بڑھا کر 75 116 روپے اور پھر بالآخر 001 116 کر دیا گیا۔

.16 ڈبل بیڈ روم امکنہ اسکیم، غرباء کی عزت نفس کے تحفظ کا سامان

ریاست کے غریب طبقہ کی عزت نفس کے تحفظ و نیز سماج میں اُنکے معیار زندگی کو بلند کرنے کے مقصد سے حکومت کی جانب سے اُنہیں مفت میں ڈبل بیڈ روم مکانات فراہم کیے جا رہے ہیں۔ اس مقصد کے تحت جون 2017 تک جملہ 2 لاکھ 66 ہزار امکنہ کو منظوری دیتے ہوئے ان مکانات کے تعمیری کاموں کا آغاز کر دیا گیا ہے۔

.17 مشن بھگیرتا ریاست کے ہر گھر کو صاف و محفوظ پینے کے پانی کی سربراہی

ریاست کے ہر گھر کو پینے کے پانی کی سربراہی کو یقینی بنانے کے لئے مشن بھگیرتا اسکیم کے تحت ہر گھر کو صاف و محفوظ پینے کے پانی کی سربراہی عمل میں لائی جائے گی۔ اس اسکیم کو اگسٹ 2016 میں وزیر اعظم مودی کی جانب سے باقاعدہ طور پر لانچ کیا گیا۔ نبارڈ، ہڈکو اور دیگر 18 قومی بینکوں کی جانب سے اس اسکیم کو رقم مہیا کی جا رہی ہے جبکہ ریاستی حکومت اس اسکیم کے لئے مارجن رقم فراہم کر رہی ہے۔ اس اسکیم کو دو مراحل میں نافذ کیا گیا ہے۔ پہلے مرحلے میں سال 2017 کے اختتام تک ریاست کے 25000 سے زائد

آبادیوں کو صاف و محفوظ پینے کے پانی کی سربراہی عمل میں لائی گی ہے۔ جبکہ دوسرے مرحلے کے تحت سال 2018 کے وسط تک اندرونی پائپ لائینوں کو بچھانے کا کام مکمل کیا گیا ہے۔

18. تلنگانہ ہریتا ہرم پروگرام 230 کروڑ پودوں کی شجرکاری

جنگلات کے رقبہ میں کمی کے سبب فطرت کی ستم ظریفیوں میں اضافہ درج کیا گیا ہے۔ عالمی حدت گلوبل وارمنگ ایک بڑا مسئلہ بن چکا ہے۔ ریاست میں سبزہ کو فروغ دینے کی بابت حکومت نہایت سنجیدہ ہے۔ اسی لئے حکومت نے تلنگانہ ہریتا ہرم پروگرام کے تحت ریاست بھر میں سبزہ کے فروغ کے لئے 230 کروڑ پودوں کی شجرکاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ریاست کے ہر موضع میں ایک نرسری کا قیام عمل میں لایا جائے گا اور اس مقصد کی تکمیل کے لئے کامپا کے بشمول دیگر ذرائع سے فنڈز کا انتظام کیا جائے گا۔ اس پروگرام کے تحت 2015 تا 2022 جملہ 243 پودے لگائے گئے اور اسکی بقاو نشونما کو یقینی بنایا گیا۔

19. سمگر اکٹمبا سروے جامع عائلی سروے

ملک کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک جامع عائلی سروے منعقد کیا گیا جہاں مختلف عوامی پہلوؤں سے متعلق ڈیٹا حاصل کیا گیا۔ ریاست بھر میں منعقدہ ایک دن پر مشتمل اس سروے کے دوران ریاست کے جملہ ایک کروڑ نو لاکھ خاندانوں سے متعلق سماجی و اقتصادی تفصیلات حاصل کی گئیں جس سے ریاست میں متعدد فلاحی اسکیمات اور پراجکٹس کے نفاذ میں مدد ملی۔

20. اراکین اسمبلی کے لئے اُن کے اپنے اسمبلی حلقہ جات میں دفاتر کا قیام

عوام کے لئے نظم و نسق تک رسائی کو یقینی بنانے کے لئے اضلاع کی تنظیم جدید کی گئی۔ اس خصوص میں حکومت کی جانب سے یکم مئی 2017 کو یہ فیصلہ کیا گیا کہ تمام اسمبلی حلقہ جات میں متعلقہ اراکین اسمبلی کے لئے مقامی سطح پر دفاتر کا قیام عمل میں لایا جائے۔ اس ضمن میں اپنے ایک بیان میں وزیر اعلی نے خواہش ظاہر کی تھی کہ" یہ بات لوگوں کے لئے کافی فائدہ مند ثابت ہوگی کہ ہم ان دفاتر کا مقامی سطح پر ہی بلا تاخیر قیام عمل میں لائیں۔"

21. اسمبلی حلقہ کی ترقی کے لئے فی رکن سمبلی 3 کروڑ روپے پر مشتمل اسپیشل ڈیولپمنٹ فنڈ

ضلعی نظم و نسق میں بہتری و نیز ریاست بھر میں ترقی کے عمل کا عملاً آغاز کرتے ہوئے 14 ڈسمبر 2016 کو وزیر اعلی نے تمام ضلع کلکٹروں کو فی اسمبلی حلقہ 3 کروڑ روپے پر مشتمل اسپیشل ڈیولپمنٹ فنڈ جاری کرنے کا اعلان کیا۔ ضلع کلکٹرس کو ہنگامی صورتحال میں و نیز دیگر اہم اُمور کے سلسلے میں ان فنڈز کے استعمال کی بابت بااختیار بنایا گیا۔ اسی طرح ارکان اسمبلی و پارلیمنٹ کو جاری کیے جانے والے حلقہ کی ترقی سے متعلق فنڈز کو بھی اسپتالوں اور ہاسٹلوں کی حالت زار کو بہتر بنانے کے لئے استعمال میں لایا جائے گا۔

22. سنگل وومین (تنہا خاتون) کے لئے ماہانہ وظیفہ

2 جون 2017 کو ریاستی یوم تاسیس کے موقع پر شروع کی گئی اس اسکیم کے تحت ریاست کی ہر اُس خاتون کو جسکی عمر 18 سال سے زائد ہے اور جو شادی شدہ ہونے کے باوجود پچھلے ایک سال یا اُس سے زائد عرصے سے اپنے شوہر سے علیحدہ زندگی بسر کر رہی ہے یا پھر غیر شادہ شدہ تنہا زندگی بسر کرنے والی خواتین کو ماہانہ ایک ہزار روپے بطور وظیفہ ادا کیے جا رہے ہیں۔ ریاست تلنگانہ کی جانب سے روبہ عمل لائی جا رہی یہ اسکیم ملک بھر میں ایک منفرد اسکیم ہے جس سے تاحال ایک لاکھ بیس ہزار مستحق خواتین مستفید ہو رہی ہیں۔

.23 بیڑی ورکرس کو ماہانہ وظیفہ

مارچ 2015 سے ریاست بھر کے 5۔ 4 لاکھ بیڑی ورکرس کو ماہانہ ایک ہزار روپے کی رقم بطور وظیفہ دی جارہی ہے۔

.24 آسرا پنشن

سماج کے مفلس اور محروم طبقات کو مالی امداد فراہم کرنے کی غرض سے 8 نومبر 2014 کو ضلع محبوب نگر کے کوتور میں آسرا پنشن اسکیم کو لانچ کیا گیا۔ اس موقع پر معمرین کو ادا کی جانے والی ماہانہ 200 روپے وظیفہ کی رقم میں اضافہ کرتے ہوئے اُسے 1000 روپے ماہانہ کردیا گیا اور معمرین کے ساتھ ساتھ معذورین، بیواوں، تاڑی تاسندوں، ایڈس کے متاثرین، بیڑی ورکرس اور فنکاروں کو اس اسکیم کے استفادہ کنندگان میں شامل کرلیا گیا۔ اسی طرح اپریل 2017 سے سنگل وومین کو بھی اس زمرہ میں شامل کرلیا گیا۔ گذشتہ حکومتوں نے پنشن کی ادائیگی کے مقصد سے جملہ 64۔ 835 کروڑ روپے صرف کئے تھے جبکہ موجودہ تلنگانہ حکومت کی جانب سے محض 8 1 – 2017 کے سالانہ بجٹ میں 19۔ 5303 کروڑ روپے کی مجموعی رقم خرچ کی گئی جس سے 0238 671 استفادہ کنندگان نے استفادہ کیا۔ ہر ماہ اوسطاً 440 کروڑ روپے اس مقصد کے تحت خرچ کئے جارہے ہیں اور اس اسکیم کے استفادہ کنندگان میں سنگل وومین کی شمولیت سے جملہ استفادہ کنندگان کی تعداد 40 لاکھ تک پہنچ جائے گی۔

.25 اپریل 2015 سے 8934 ائمہ وموذنین کے لئے ماہانہ 1500 مشاہرہ

5000 مساجد میں خدمات انجام دینے والے ائمہ وموذنین کے ماہانہ مشاہرہ کو 1000 روپے سے بڑھا کر 1500 روپے ماہانہ کردیا گیا جس سے ریاست بھر کے 8934 ائمہ وموذنین کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔ اس مقصد کے تحت 12 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

.26 فنکاروں کے لئے سرکاری ملازمتیں

لوگوں میں حکومت کی اسکیمات اور پروگراموں سے متعلق بڑے پیمانے پر شعور بیدار کرنے کے لئے ستمبر 2014 میں سمسکرو تیکا سرادھی کا آغاز عمل میں لایا گیا۔ اس مقصد کے تحت علیحدہ تلنگانہ تحریک کا حصہ رہے 550 فنکاروں کو سرکاری ملازمتیں عطا کی گئیں۔

.27 ہاسٹل کے طلبہ کے لئے فائن رائس

اقامتی تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کررہے طلبہ کے لئے تغذیہ بخش غذاء کی ضرورت کو ملحوظ رکھتے ہوئے حکومت اُنہیں مڈ ڈے میل میں فائن رائس فراہم کررہی ہے۔ آنگن واڑی مراکز میں بھی اس اسکیم پر عمل آوری کی جارہی ہے۔ ریاست بھر میں جملہ 569 32 تعلیمی اداروں کے تحت 7032 370 طلبہ اس اسکیم سے استفادہ کررہے ہیں۔

.28 ایڈوکیٹس ویلفیر فنڈ کے لئے 100 کروڑ روپے

تلنگانہ تحریک میں سرگرم کردار ادا کرنے والے وکلاء کی بہبود کے لئے حکومت تلنگانہ نے 26 مارچ 2015 کو 100 کروڑ روپے پر مشتمل ایڈوکیٹس ویلفیئر فنڈ کی منظوری کے احکامات جاری کئے۔ ریاست کی مختلف عدالتوں میں خدمات انجام دے رہے ایڈوکیٹس کی بہبود کے لئے مذکورہ فنڈز کو استعمال میں لایا جائے گا۔ اس فنڈ کو بینکوں میں فکسڈ ڈپازٹ کرتے ہوئے اُس پر حاصل ہونے والی سود کی رقم کو وکلاء برادری کی بہبود کے لئے استعمال کیا جارہا ہے۔

.29 صحافیوں/ جرنلسٹس کی بہبود کے لئے 50 کروڑ روپے

صحافیوں کی بہبود کے لئے 18- 2017 کے بجٹ میں 30 کروڑ روپے مختص کئے گئے۔حکومت کی جانب سے صحافیوں کولڑ کی کی شادی کے موقع پر 3 لاکھ روپے دیئے جاتے ہیں اور بچوں کی تعلیم کے لئے 1000 روپے بطور اسکالرشپ دیئے جاتے ہیں۔علاوہ ازیں اُنکے بچوں کو اقامتی تعلیمی اداروں میں تحفظات، ہیلت کارڈ 5 لاکھ کا انشورنس اور مفت طبّی سہولیات بھی فراہم کی جاتی ہیں۔اسی طرح سال 18- 2017 کے بجٹ میں ریاست میں ایک ہائی ٹیک جرنلسٹ بھون کی تعمیر کے لئے 10 کروڑ روپے منظور کئے گئے۔حکومت کی جانب سے فراہم کئے جارہے ڈبل بیڈروم مکانات میں بھی جرنلسٹ برادری کو ترجیح دی جائے گی۔

.30 برہمن طبقہ کی بہبود کے لئے 100 کروڑ روپے

معاشی طور پر کمزور برہمنوں کی بہبود کے لئے حکوت تلنگانہ کی جانب سے 100 کروڑ روپے پر مشتمل برہمن ویلفیئر فنڈ کو منظوری دی گئی جو کہ اپنی نوعیت کا اولین فلاحی اقدام ہے۔

.31 سرکاری ملازمین کی طرز پر آرچا کاس کو تنخواہوں کی ادائیگی

آرچا کاس کی بہبود کو پیش نظر رکھتے ہوئے حکومت کی جانب سے اُنہیں سرکاری ملازمین کی طرز پر تنخواہوں کی ادائیگی عمل میں لائی جارہی ہے۔

.32 مزید 542 اقامتی تعلیمی ادارے

نوجوانوں کو تعلیمی میدان میں وسیع تر مواقع فراہم کرنے کی غرض سے حکومت کی جانب سے بی سی، ایس سی، ایس ٹی، ایم بی سیز، اقلیتوں اور سماج کے دیگر پسماندہ طبقات کے لئے نئے اقامتی تعلیمی اداروں کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔

.33 اوورسیز اسکالرشپ کو بڑھا کر 20 لاکھ روپے کر دیا گیا

حکومت کی جانب سے کی گئی ایک منفرد پہل کے تحت ایس سی، ایس ٹی، بی سی اور اقلیتی طبقات سے تعلق رکھنے والے طلبہ کے لئے بیرون ملک اعلی تعلیم کے حصول کے لئے اوورسیز اسکالرشپ اسکیم کو روبہ عمل لایا جارہا ہے۔جس سے غریب برہمن طلبہ بھی مستفید ہورہے ہیں۔ اس اسکیم کے تحت دی جانے والی اسکالرشپ کی رقم کو بڑھا کر 20 لاکھ روپے کردیا گیا ہے۔

.34 درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کے لئے خصوصی فنڈس فنڈ کو درج فہرست اقوام پر ہی صرف کیا جائے گا

تلنگانہ اسٹیٹ ایس سی اینڈ ایس ٹی ڈیولپمنٹ فنڈ کے ذریعے ایس سیز اور ایس ٹیز کی ترقی کو یقینی بنایا جائے گا۔ساتھ ہی ساتھ ان طبقات کے حق میں معاشی اور تعلیم کے شعبہ میں مساوات کے حصول کے لئے بھی سعی کی جائے گی۔اس مقصد کے تحت پرگتی پدّ د کے لئے مختص کردہ جملہ رقم کا ایک حصہ ایس سی ایس ڈی ایف اور ایس ٹی ایس ڈی ایف کے لئے مختص کردیا گیا ہے۔اس رقم کو صرف اور صرف ایس سیز اور ایس ٹیز کی ترقی کے لئے استعمال میں لایا جائے گا۔اگر کسی ایک مالی سال کے دوران اس فنڈ کے تحت کچھ رقم غیر استعمال شدہ رہ جاتی ہے تو اُس رقم کو آئندہ مالی سال اُسی تناسب میں استعمال میں لایا جائے گا۔

.35 تانڈاس اور گوڈیمس کا گرام پنچایت کی حیثیت سے اپ گریڈیشن

تانڈاس کا شمار وارڈس کی حیثیت سے کئے جانے کی بناء پر ترقی کے محاز پر اُنکے ساتھ امتیاز برتا گیا۔اس تناظر میں ریاستی حکومت نے

1472 تانڈاس اور گوڈیمس کی نشاندہی کرتے ہوئے انھیں گرام پنچایتوں کا درجہ دیا۔موجودہ گرام پنچایتوں کی میعاد کے اختتام پر نئے گرام پنچایت کارکرد ہوجائیں گے۔

.36 ایک ہزار کروڑ روپئے سے ایم بی سی کارپوریشن کا قیام

موجودہ طور پر کارکرد بی سی کارپوریشن سے قطع نظر حکومت نے ایم بی سی کارپوریشن کا قیام عمل میں لاتے ہوئے اس کارپوریشن کو مالی سال 2017 – 18 کے لئے ایک ہزار کروڑ روپئے مالیہ کی فراہمی عمل میں لائی ہے۔

.37 یادو اور کروما برادری میں 75 فیصد سبسیڈی پر مویشیوں کی تقسیم

وزیراعلی نے 20 جون 2017 کو بھیڑوں/مویشیوں کی تقسیم کے پروگرام کا رسمی طور پر افتتاح انجام دیا۔اس پروگرام کے تحت یادو اور کروما برادری میں 5000 کروڑ روپئے کے صرفہ سے مویشیوں کی تقسیم عمل میں لائی جائے گی۔اس اسکیم کے تحت استفادہ کنندہ اپنے طور پر 25 فیصد یعنی 31 ہزار 250 روپئے کا مالی بوجھ برداشت کریگا جبکہ مابقی 75 فیصد یعنی 93 ہزار 750 روپئے کی رقم حکومت کی جانب سے بطور سبسیڈی دی جائے گی۔اس اسکیم کے تحت کل 84 لاکھ مویشیوں کی تقسیم عمل میں لائی جائے گی جنھیں جملہ 4 لاکھ یونٹوں میں بانٹتے ہوئے تقسیم کیا جائے گا۔حکومت کی جانب سے متعارف کردہ اس منفرد اسکیم کے چلتے آئندہ دو سال کے دوران یادو اور کروما برادریوں کے ہاں جملہ 25 ہزار کروڑ روپئے ویلتھ جنریشن متوقع ہے جس سے نہ صرف ان طبقات کے معاشی استحکام کی راہیں ہموار ہونگی بلکہ ریاست تلنگانہ گوشت کی پیداوار میں خودمکتفی ہوجائے گا اور آئندہ برسوں میں ریاست گوشت برآمد کرنے والی ریاست کے طور پر بھی ابھرے گی۔

.38 موبائیل ویٹرنری کلینکس

حکومت کی جانب سے ستمبر 2017 میں فی کلینک 65-14 لاکھ کی لاگت سے 100 موبائیل ویٹرنری کلینکس کا افتتاح عمل میں لایا گیا۔ان موبائیل کلینکس سے ٹول فری نمبر 1962 کے ذریعے رابطہ کیا جاسکتا ہے اور یہ کلینکس ربط کئے جانے کے اندرون 30 منٹ سروس ڈیلیوری کے مقام پر پہنچ جاتے ہیں۔

.39 حکومت کی جانب سے صد فیصد سبسیڈی پر مچھلی پالن

ریاست کے تمام آبی ذخائر، تالاب، آبپاشی پراجکٹس اور دیگر آبی وسائل کو مچھلی پالن کے فروغ کے لئے استعمال میں لایا جارہا ہے۔اس مقصد کے تحت حکومت کی جانب سے ندیراج، بیستا اور دیگر مچھلی پالن برادریوں میں صد فیصد سبسیڈی پر مچھلی کے سیڈس کی سربراہی عمل میں لائی جارہی ہے اور درکار بجٹ کی فراہمی بھی عمل میں لائی گئی ہے۔ایک اندازے کے مطابق 75 ہزار ٹن مچھلی کی پیداوار کے نشانے کو حاصل کیا جائے گا اور اس قدر بڑی مقدار میں پیداشدہ مچھلیوں کی فروخت کے لئے فی ضلع دو کے حساب سے 62 فش مارکٹ یارڈس کی تعمیر بھی عمل میں لائی جائے گی۔

.40 سوت اور کیمیکلس پر 50 فیصد سبسیڈی

پاورلوم اور ہینڈلوم سیکٹرس میں سوت اور کیمیکلس پر 50 فیصد سبسیڈی دیئے جانے کے ساتھ ساتھ دیگر کئی ڈیولپمنٹ اور ویلفیئر پروگراموں کو روبہ عمل لایا جارہا ہے جس سے ان سیکٹرس کو مزید نفع بخش بنایا جاسکے گا۔

.41 بافندوں کے لیے ریاستی بجٹ میں 1200 کروڑ روپے مختص

ہینڈلوم بنکر/ ویورز/ بافندوں کی بہبود کے لیے حکومت نے ریاستی بجٹ میں 1200 کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔ حکومت کی جانب سے کئے گئے اس اقدام کے چلتے دیگر کئی فوائد کے بشمول ریاست کے بافندوں کو ماہانہ 15000 تا 20000 روپے کی گیارنٹیڈ انکم ملنے کے ساتھ ساتھ ان کے مصنوعات کی مارکیٹنگ اور پاورلوم بنکر کی صنعت کاری کو یقینی بنایا جا سکے گا۔

.42 میڈیکل ڈیوائسز (طبی آلات) پارک

سال 2017 میں حکومت تلنگانہ کی جانب سے آغاز کردہ میڈیکل ڈیوائسز پارک ملک بھر میں طبی آلات تیار کرنے والی سرکردہ کمپنیوں کے لیے ایک پسندیدہ مقام کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ تا حال اس پارک کے تحت موجود 302 ایکر کی کل اراضی کے منجملہ 105 ایکر اراضی (یعنی کل قابل الاٹمنٹ اراضی کا 60 فیصد) 40 مختلف کمپنیوں کو الاٹ کی جا چکی ہے۔ اس پارک کے لیے حکومت نے 1200 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری کا نشانہ مقرر کیا ہے وہیں اس میڈیکل ڈیوائسز پارک کے ذریعے 6700 افراد کے لیے روزگار کے مواقع پیدا ہو سکے۔

.43 جینوم ویلی

جینوم ویلی، ہندوستان کا سب سے بڑا آر اینڈ ڈی وکلین مینوفیکچرنگ کلسٹر بڑی تیزی کے ساتھ دنیا بھر میں "ویکسین کیپٹل" کے طور پر مقبولیت حاصل کر رہا ہے۔ تین مرحلوں میں 1200 ایکر اراضی پر تعمیر کردہ اس کلسٹر میں مزید اراضی (زائد از 2 ملین مربع فٹ اراضی) اور اضافی تیار شدہ لیب اسپیس کو شامل کیا جا رہا ہے۔ جینوم ویلی میں تقریباً 200 کمپنیاں کارکرد ہیں جن سے کم وبیش 15,000 پیشہ ور وسائنٹفک افرادی قوت جڑی ہوئی ہے۔ حکومت ہند کے 150 بلین امریکی ڈالر کی بائیو- اکانومی کی تعمیر کے ویژن کے مطابق، ریاست تلنگانہ جینوم ویلی میں بی ہب (B-Hub) نامی ایک اسکیل- اپ مینوفیکچرنگ مرکز کی تعمیر عمل میں لا رہی ہے۔ آئی سی ایم آر (ICMR) کی جانب سے جینوم ویلی میں بائیو میڈیکل ریسرچ کے لئے نیشنل اینیمل ریسورس فیسیلیٹی نامی ملک کے سب سے بڑے تحقیقی مرکز کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے۔

.44 حیدرآباد فارما سٹی

حیدرآباد فارما سٹی کا شمار دنیا کے سب سے بڑے انٹگریٹیڈ فارما کلسٹر کے طور پر کیا جا رہا ہے جو کہ تقریباً 19,333 ایکر اراضی کے رقبے پر پھیلا ہوا ہے۔ فارما سٹی کو حکومت ہند نے نیشنل انوسٹمنٹ ومینوفیکچرنگ زون (NIMZ) کا درجہ عطا کیا ہے۔ اس پراجکٹ سے مجموعی طور پر 64 000 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری متوقع ہے جبکہ 60,5,000 راست اور بالواسطہ روزگار کے مواقع پیدا ہونے کی توقع کی جا رہی ہے۔

.45 دلت بندھو اسکیم

اس اسکیم کے تحت دی جانے والی مکمل مالی امداد گرانٹس کی شکل میں دی جاتی ہے جو واپس ادائیگی کی شرط سے مستثنیٰ ہے۔ اس اسکیم کے تحت استفادہ کنندہ کے بینک اکاؤنٹ میں دس لاکھ (10,000 ,00,) کی رقم راست طور پر منتقل کی جاتی ہے تا کہ وہ کوئی کاروبار شروع کر سکے۔ اس اسکیم کو ایس سی اور ایس ٹی کے خصوصی ترقیاتی فنڈ سے موسوم کیا گیا۔ مزید یہ کہ استفادہ کنندہ کو اپنی مہارت/

صلاحیت کی مناسبت سے کسی بھی قسم کے کاروبار کو منتخب کرنے کی مکمل آزادی ہوتی ہے۔ ہر اسمبلی حلقہ میں 100 خاندانوں کو فائدہ پہنچے گا۔ 2022- 23 کے لیئے 17700 کروڑ روپے تجویز کیئے گئے۔

.46 کے سی آر کٹس

حکومت تلنگانہ نے 4 جون 2017 کو کے سی آر کٹس اسکیم کا آغاز کیا۔ اس اسکیم سے حاملہ خواتین زیادہ سے زیادہ 2 زچگیوں کے لیے استفادہ کرسکتی ہیں۔ اس اسکیم سے صرف وہی خواتین استفادہ کرسکتی ہیں جنکی زچگی کسی سرکاری ہسپتال میں ہوئی ہو۔ اس اسکیم کا بنیادی مقصد حاملہ خواتین اور نوزائیدہ بچے کو تمام ضروری اشیاء فراہم کروانا ہے۔

اس اسکیم کے تحت حاملہ خواتین کو 4 مختلف مراحل میں 12000, روپے کی مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ اسی طرح لڑکی کی پیدائش کی صورت میں اضافی 1000 روپے کی امداد دی جاتی ہے۔ کے سی آر کٹ کل 16 اشیاء پر مشتمل ہوتی ہے جن میں نوزائیدہ کے لیے آئل، ماں اور نوزائیدہ کے استعمال کے لیے صابن، مچھر دانی، کپڑے، ہینڈ بیاگ، کھلونے، ڈائپر، پاؤڈر، شیمپو، ساڑیاں، تولیہ اور نیپکن (دستی)، نوزائیدہ کا بیڈ وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ پندرہ (15) ہزار روپے لاگتی کے سی آر کٹ میں فراہم کردہ اشیاء نوزائیدہ کے لیے 3 ماہ تک کارآمد ہوتی ہیں۔

.47 کسانوں کے لیے قرض معافی

حکومت تلنگانہ کی جانب سے ٹی ایس کراپ لون ویور (قرض معافی اسکیم) کا نفاذ عمل میں لایا گیا ہے تاکہ ریاست تلنگانہ کے ایسے کسانوں کے لیے راحت کا سامان کیا جاسکے جنھوں نے فصلوں کی کاشت کے لیے حکومت سے قرض تو لیا تھا مگر اُس قرض کی بازادائیگی کے موقف میں نہیں ہیں۔

.48 تلنگانہ مناا وورو منابڑی (ہمارا گاؤں۔ ہمارا اسکول) اسکیم

حکومت تلنگانہ نے مدارس کے انفراسٹرکچر کی جامع ترقی کے لیے ایک نئے پروگرام "مناا وورو۔ منابڑی/ منابستی۔ منابڑی" کا اعلان کیا ہے۔ اس اسکیم کا آغاز تعلیمی سال 22- 2021 سے ہوگا جو آئندہ تین سالوں تک نافذ العمل رہے گی۔

یہ پروگرام 26,067 سرکاری اور مجالس مقامی اسکولس کا احاطہ کرے گا جہاں 19,84,167 طلبہ زیر تعلیم ہیں۔

حکومت نے اس پروگرام کے نفاذ کے لیے 7,289.54 کروڑ روپئے مختص کیے ہیں۔ اس پروگرام کے تحت کئے جانے والے تمام کاموں کی تکمیل اسکول مینجمنٹ کمیٹیوں (ایس ایم سیز) کے ذریعے کی جائے گی۔

.49 زراعت کے لیے بجلی کی مفت سربراہی

یکم جنوری 2018 سے حکومت تلنگانہ ریاست بھر میں زرعی صارفین کو 24 گھنٹے بلاتعطل مفت اور معیاری بجلی فراہم کرتی آرہی ہے۔

ریاست کی تشکیل کے بعد 6.39 لاکھ نئے زرعی کنکشنس منظور کیے گئے ہیں جس پر حکومت کو 3. 196 کروڑ روپئے کا خرچ برداشت کرنا پڑا۔ ان نئے منظور شدہ زرعی کنکشنس کے چلتے ریاست میں زرعی کنکشنس کی کل تعداد 25.63 لاکھ تک پہنچ گئی ہے۔

واضح رہے کہ کل ہند سطح پر ریاست تلنگانہ زرعی مقاصد کے لیے سب سے زیادہ (41.25 فیصد) بجلی کا استعمال کرتی ہے۔

50. فارم میکانائزیشن

فارم میکانائزیشن (کھیتوں کی میکانک سازی) کا بنیادی مقصد کسٹم ہائرنگ سنٹرز (CHCs) کے ذریعے ہمہ اقسام کی فارم مشینری کو سبسیڈی پر حاصل کرنا اور اسکے ذریعے فصلوں کی پیداواری صلاحیت کو بہتر بنانا ہے۔

51. رعیتو بندھو

اس اسکیم کے تحت کسانوں کو دس ہزار روپے فی ایکر ارضی سرمایا کاری فرہم کی جارہی ہے۔

52. رعیتو بیمہ

اس اسکیم میں کسی کسان کی ناگہانی حالات میں موت واقع ہوجائے تب اگر کسان کے پاس نصف گنٹہ اراضی ہوتو وہ 5 لاکھ روپئے تک بیمہ پانے کا حق ہوگا۔

53. رعیتو ویدیکا

حکومت تلنگانہ نے کسانوں کو ایک پلیٹ فارم پر لانے و نیز بہتر منافع کے حصول میں کسانوں کی مدد کرنے کے لیے ایک تا تین دیہاتوں پر مشتمل تمام ایگریکلچر ایکسٹینشن آفیسر کلسٹرز کے لیے ایک رعیتو ویدیکا کی تعمیر کی پہل کی ہے۔

54. ڈیری سیکٹر — خصوصی ترغیبات

ڈیری انڈسٹری سے جڑے کاروبار میں کسانوں کی مشغولیت کی حوصلہ افزائی کے لیے ریاستی حکومت نے امداد باہمی کے اُصول پر ڈیری اداروں کے اراکین کو ہر ماہ انکی جانب سے وصول کیے جانے والے ہر ایک لیٹر دودھ کی مقدار پر 4 روپئے کی رقم بطور ترغیب براہ راست اُنکے بینک کھاتوں میں جمع کرانے کی اسکیم متعارف کروائی ہے۔

55. ریاست میں ویئر ہاؤسنگ کی گنجائش میں اضافہ

حکومت تلنگانہ کی جانب سے ریاست میں ویئر ہاؤسنگ کی گنجائش میں اضافے کی غرض سے تلنگانہ اسٹیٹ ویئر ہاؤسنگ کارپوریشن کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ سال 2014 سے لیکر تا حال اس قانونی ادارے نے کامیابی کے ساتھ ریاست کی اوسط ویئر ہاؤسنگ گنجائش کو 9 لاکھ ایم ٹی سے بڑھا کر 23 لاکھ ایم ٹی (یعنی تقریباً 140 فیصد) تک بڑھا دیا ہے۔ ریاست کے قیام کے بعد سے ریاست میں گوداموں کی جملہ تعداد 70 سے بڑھ کر 313 ہوگئی ہے۔

56. دھرانی

دھرانی ویب پورٹل ریاست میں زرعی اراضیوں کی معاملتوں سے جڑی خدمات کے شعبہ کی ایک اختراع ہے جو زرعی اراضیات کے لین دین کے لیے ون اسٹاپ حل پیش کرتا ہے۔ دھرانی پورٹل صد فیصد ایڈوانس سلاٹ بکنگ و نیز رجسٹریشن اور میوٹیشن کے عمل کی فوری انجام دہی کے ذریعے ان خدمات کو استفادہ کنندہ کی دہلیز تک لے آتا ہے۔ رجسٹریشن کے اس پورے عمل کے دوران اسٹامپ ڈیوٹی فیس کا تعین از خود کرتے ہوئے دھرانی پورٹل انسانی مداخلت پر روک لگاتا ہے تا کہ کسی بھی اہلکار کے لیے اختیار صوابدید کی گنجائش باقی نہ رہے۔

57. تلنگانہ اسٹیٹ بلڈنگ پرمیشن و سیلف سرٹیفیکیشن سسٹم (TS-BPASS)

سال 2020 میں حکومت تلنگانہ نے عمارتوں کے لے آؤٹس کو منظوری دینے کے لیے ٹی ایس بی پاس اسکیم کو متعارف کروایا۔ یہ ایک

سنگل ونڈو سسٹم ہے جو عمارتوں کے ڈیزائنس کی وسیع زمروں میں درجہ بندی کے لحاظ سے اگلی منظوری کے عمل کو تیز کرتا ہے۔ ٹی ایس بی پاس کو ڈیولپمنٹ پرمیشن مینجمنٹ سسٹم (DPMS) کے متبادل کے طور پر متعارف کروایا گیا تھا۔ نئے قواعد کی رو سے گراؤنڈ فلور اور گراؤنڈ پلس ون فلور والی رہائشی عمارتوں کے لیے بلڈنگ پرمیشن کا حصول لازمی نہیں ہے۔

58. ٹکنالوجی ہب (ٹی ہب) (T-Hub)

ٹی ہب حیدرآباد میں واقع ایک اختراعی درمیانی بزنس انکیوبیٹر ہے جس کو ریاست تلنگانہ میں انٹرپرینیورشپ کو فروغ دینے کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ اس انکیوبیٹر کے پہلے مرحلے کو سال 2015 میں شروع کیا گیا تھا۔ اپنے قیام کے بعد سے ٹی ہب نے 1,800 سے زیادہ قومی اور بین الاقوامی اسٹارٹ اپ کمپنیوں کو بہتر ٹیکنالوجی، افرادی صلاحیتوں، ماہرین، کارپوریٹس اور سرمایہ کاروں وسرکاری ایجنسیوں تک رسائی فراہم کی۔

59. خواتین انٹرپرینیورس کا مرکز (وی ہب)

وومین انٹرپرینیورس ہب (وی – ہب) کو سال 2017 میں قائم کیا گیا جس کا مقصد ریاست میں وومین انٹرپرینیورشپ کو فروغ دینا ہے۔ سال 2018 سے وی ہب نے 4951 چھوٹے/ درمیانی اسٹارٹ اپ کمپنیوں کے ذریعے کم وبیش 4,527 بزنس وومین کو کاروبار سے منسلک کیا ہے۔

60. تلنگانہ اسٹیٹ انوویشن سیل (ٹی ایس آئی سی)

ٹی ایس آئی سی کو سال 2017 میں قائم کیا گیا۔ یہ ادارہ اسکولوں میں جدت طرازی، سماجی اختراع، اختراعی چھپاؤ، اسٹارٹ اپ سپورٹ، اور گراس روٹ انوویشن کے شعبوں کے تحت کام کرتا ہے۔ یونیسیف اور انکوئی لیب فاؤنڈیشن کے اشتراک سے یہ ادارہ تلنگانہ سوشل انوویشن چیلنج کی زیرنگرانی اسکولوں اور بچوں کو سماجی اختراع اور ڈیزائن تھنکنگ کے بنیادی اصولوں سے متعارف کرواتا ہے۔ 2020 میں اس کے پہلے ایڈیشن میں اسکولی طلبہ کے 7,092 آئیڈیاس میں سے سرفہرست 25 آئیڈیاس کی نمائش کی گئی۔

61. خصوصی آئی ٹی – ایس ای زی اور ڈسٹری بیوٹڈ گروتھ – گرڈ پالیسی ((انفارمیشن ٹکنالوجی – اسپیشل اکنامک زون)

حکومت تلنگانہ اپنی منفرد گرڈ پالیسی کے ذریعے ان کمپنیوں کو خصوصی مراعات فراہم کرتی ہے جو حیدرآباد کے مغربی حصے سے باہر اپنے کاروباری یونٹس کو توسیع دیتی ہیں یا قائم کرتی ہیں۔ اپل، پوچارم، کومپلی، کولاپور، شمش آباد میں آئی ٹی پارکس تیار ہورہے ہیں اور مہیشورم اور راویریال میں دو الیکٹرانک مینوفیکچرنگ کلسٹرز تیار ہورہے ہیں۔

مزید یہ کہ حکومت ریاست بھر میں 53 آئی ٹی – اسپیشل اکنامک زونس کے قیام کا بھی منصوبہ رکھتی ہے جن میں ورنگل، کریمنگر، محبوب نگر، سدی پیٹ، نلگنڈہ، اور نظام آباد سمیت مختلف ٹاؤنس میں کلسٹرز کے قیام پر فوکس کیا جارہا ہے۔

62. تلنگانہ اکیڈمی فار اسکل اینڈ نالج – ٹاسک

تلنگانہ اکیڈمی فار اسکل اینڈ نالج (TASK) سرکاری اداروں، صنعتوں اور تعلیمی اداروں کے درمیان ہنر/ صلاحیتوں کے فروغ کے اصول پر کارکرد ہے۔ اس ادارے کی جانب سے پیش کی جانے والی خدمات کا تعلق تین بڑے زمروں، اسکل ڈیولپمنٹ، انٹرپرینیورشپ، اور سرکاری مشینری کے لیے مزید گنجائش کی تعمیر سے ہے۔

63. پلّے دواخانہ

پلّے دواخانوں کے ذریعے مقامی آبادی کو جامع ابتدائی نگہداشت صحت خدمات کی فراہمی عمل میں لائی جائے گی۔ ان مراکز پر عام بیماریوں کے لیے ادویات کا ذخیرہ کیا جائے گا اور بیسک ڈائگناسٹک ٹیسٹ کی سہولت کی فراہمی کے لیے درکار سہولیات سے لیس ایک لیب بھی ہوگا۔ نیز ٹیلی میڈیسن کے ذریعے ماہر ڈاکٹرز سے مشاورت کی سہولت بھی دستیاب ہوگی۔

64. بستی دواخانے

ریاستی حکومت کی جانب سے شہری علاقوں میں تاحال 256 بستی دواخانوں کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ ایک بستی دواخانہ میں 000 ,5 تا 000 ,10 افراد کو طبّی خدمت فراہم کی جارہی ہے۔ ان مراکز پر آؤٹ پیشنٹ مشاورت، ادویات، بنیادی تشخیصی لیب، قبل ازولادت/ بعد از ولادت نگہداشت اور غیر متعدی امراض کی اسکریننگ کے بشمول 53 مختلف اقسام کی مفت طبی خدمات فراہم کی جاتی ہیں۔

65. تلنگانہ ڈائگناسٹکس اسکیم

حکومت تلنگانہ نے 2018 میں تلنگانہ ڈائگناسٹک اسکیم کا آغاز کیا ہے۔ اس اسکیم کا مقصد کم قیمت پر لوگوں کو مختلف امراض کے لیے تشخیصی خدمات اور امیجنگ خدمات کی فراہمی ہے۔ فی الحال ریاست میں 20 ضلعی سطح کے ڈائگناسٹک سنٹرز اور 300 ذیلی مراکز کارکرد ہیں۔ ضلعی مراکز پر اعلیٰ تشخیصی آلات کے استعمال سے 60 سے زائد اقسام کے ٹیسٹ کئے جاتے ہیں۔ ریاست کے سرکاری دواخانوں میں 14 مقامات پر سی ٹی اسکیان اور ایم آر آئی اسکیان دستیاب ہیں۔

66. تلنگانہ ڈائیلاسز اسکیم

اس اسکیم کے تحت ضلعی و ذیلی ضلعی طبی مراکز میں عوامی و خانگی شراکت داری کے ماڈل کے تحت 42 ڈائیلاسز سنٹرز قائم کیے گئے ہیں۔ ان مراکز کے قیام کا مقصد ریاست کے تمام اضلاع میں عوام کو مربوط خدمات فراہم کرنا ہے۔ ہر سال ان مراکز میں تقریباً 6 لاکھ ڈائیلاسز سیشنس منعقد کیے جاتے ہیں جس سے سالانہ اوسطاً 8,500 مریض مستفید ہوتے ہیں۔

67. ملازمین وصحافی ہیلتھ سکیم

حکومت نے تمام ریاستی سرکاری ملازمین، پنشنرز اور ان کے زیر کفالت اہل خانہ کو غیر رقمی علاج کی سہولیات فراہم کرنے کے لیے ملازمین وصحافی ہیلتھ اسکیم شروع کی ہے۔ آؤٹ پیشنٹس کا علاج ویلنس سنٹرز کے ذریعے کیا جاتا ہے جبکہ علاج کی مزید سہولیات فہرست میں شامل 344 اسپتالوں کے ذریعے فراہم کی جاتی ہیں۔

68. آروگیہ شری

قبل ازیں اس پر دولاکھ روپے کی حد مقرر تھی جس میں اضافہ کرتے ہوئے اسے 5 لاکھ روپے کردیا گیا۔

69. اماں ووڈی اسکیم

یہ اسکیم ریاستی حکومت کی جانب سے 2018 میں شروع کی گئی۔ یہ ایک خصوصی ایمبولینس سروس ہے جو حاملہ خواتین کو مفت سفر کی سہولت فراہم کرتی ہے۔ ایمبولینس گاڑی میں حاملہ خواتین کا باقاعدگی سے میڈیکل چیک اپ اور ٹسٹ کئے جاتے ہیں۔ زچگی سے پہلے د

زچگی کے بعد خواتین کو حفاظتی ٹیکے دیئے جاتے ہیں۔ اور نوزائیدہ اور دودھ پلانے والی ماؤں کیلئے دیگر نگہداشت صحت سے متعلق خدمات اور ادویات فراہم کی جاتی ہیں۔

70. آروگیہ لکشمی

آروگیہ لکشمی اسکیم آنگن واڑی مراکز میں رجسٹرڈ تمام حاملہ اور دودھ پلانے والی ماؤں کو غذائیت سے بھرپور اور صحت بخش کھانا فراہم کرتی ہے۔ حکومت ہند کے اصولوں کے مطابق اس اسکیم کے لیے سرمایہ کاری مرکزی اور ریاستی حکومت کے درمیان 50:50 کی نسبت سے کی جاتی ہے۔ اس اسکیم کے تحت استفادہ کنندگان کو 30 دن دودھ اور انڈے فراہم کئے جاتے ہیں۔ اس سکیم کے تحت تمام حاملہ اور دودھ پلانے والی ماؤں کو 25 دن تک ایک مکمل غذائیت سے بھرپور کھانا اور 200 ملی لیٹر دودھ اور ایک انڈا ہر ماہ 30 دن تک ملتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہیں حمل کے دوران 100 دنوں تک آئرن اور فولک ایسڈ کی گولیاں بھی دی جاتی ہیں۔

71. کنگارو مدر کیئر سنٹرز (KMC)

ریاست میں کل 22 کنگارو مدر کیئر سنٹرز ہیں جہاں ماؤں اور نوزائیدہ بچوں کو آسان، سستی اور حفاظتی دیکھ بھال فراہم کی جاتی ہیں۔ اس قسم کی نگہداشت میں ماں اور نوزائیدہ کے درمیان جلد سے جلد کا رابطہ، کم وزن والے بچوں کے لیے دودھ پلانا جیسی خدمات شامل ہیں۔

72. بال امرتھم

تین سال سے کم عمر اور 7 ماہ سے زیادہ عمر کے بچوں کے لیے حکومت کی جانب سے ایک کیلوریز سے بھرپور غذائی خوراک فراہم کی جاتی ہے جسے بال امرتھم کہا جاتا ہے۔ یہ گیہوں، چنے کی دال، دودھ کا پاؤڈر، تیل اور چینی کو ملا کر بنایا جاتا ہے جس میں آئرن، کیلشیم، وٹامنز اور دیگر اجزاء کا مرکب بھی ملایا جاتا ہے جو بچوں کو روزانہ درکار غذائی مقدار کی تکمیل کرتی ہے۔ بچوں کو روزانہ 3 تا 5 بار 100 گرام کی مقدار میں بال امرتھم دیا جاتا ہے۔

73. کنٹی ویلگو

اس پروگرام کا افتتاح وزیر اعلیٰ نے 15.08.2018 کو کیا تھا جس کے تحت ریاست کے تمام شہریوں کے لیے آنکھوں کی جانچ اور بصارت کی جانچ کی گئی اور مفت عینکوں کی فراہمی عمل میں لائی گئی۔ علاوہ ازیں یہ پروگرام مختلف امراض چشم کے لیے ادویات کی فراہم کا بھی ذریعہ بنا۔

74. ٹی۔شی باکس (T-SHE BOX)

یہ ایک موبائل اور ویب ایپ ہے جس کے قیام کا مقصد منظم یا غیر منظم شعبے میں زیر ملازمت ہر خاتون ملازم کو ایک سنگل ونڈو تک رسائی فراہم کرنا ہے تاکہ جنسی ہراسانی کا شکار خواتین اپنی شکایات درج کرا سکیں۔ کسی بھی قسم کی مدد درکار رہنے پر خواتین مختلف ذرائع مواصلات جیسے واٹس ایپ، ڈائل 100 وغیرہ کے ذریعے SHE ٹیموں تک رسائی حاصل کرسکتی ہیں۔

75. (سکھی سنٹرز) ون اسٹاپ سنٹرز

ون اسٹاپ سنٹرس، جن کو سکھی سینٹرس بھی کہا جاتا ہے۔ یہ مراکز ڈسمبر 2017 میں ریاست کے تمام 33 اضلاع میں قائم کیے گئے جن کا مقصد نجی و عوامی مقامات پر، اندرون خاندان، اندرون کمیونٹی اور ملازمت کی جگہوں پر تشدد سے متاثرہ خواتین کو مربوط امداد فراہم کرنا ہے۔

.76 بھروسہ سنٹرز

بھروسہ سنٹرز دراصل ایک نکاتی امدادی مراکز ہیں جہاں خواتین اور بچوں کو جسمانی، جنسی، مالی یا جذباتی تشدد کا نشانہ بنائے جانے پر مربوط امداد بہم پہنچائی جاتی ہے۔

.77 شی ٹیم

شی ٹیمس کو سال 2014 میں تلنگانہ پولیس کے ایک ونگ کے طور پر قائم کیا گیا۔ ان کے قیام کا مقصد عوامی مقامات، روزگار کی جگہوں، تعلیمی اداروں، رہائشی علاقوں یا سوشل میڈیا پر خواتین کے خلاف جرائم جیسے چھیڑ چھاڑ، تعاقب، ہراسانی جیسے معاملات سے نمٹنا ہے۔

.78 درج فہرست طبقات، قبائل اور پسماندہ طبقات کو مفت بجلی کی فراہمی

اس اسکیم کے تحت حکومت درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کے خاندانوں کو گھریلو اصراف کے لیے 101 یونٹ تک مفت بجلی فراہم کر رہی ہے۔ اس اسکیم سے تقریباً 19.73 لاکھ ایس سی اور 1.47 لاکھ ایس ٹی طبقات کے گھرانوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔ ریاستی حکومت نے سال 22-2021 سے لانڈری شاپس، دھوبی گھاٹوں اور سیلونس کو 250 یونٹ تک مفت بجلی فراہم کرنے کی اسکیم روبہ عمل لائی ہے جس سے رجاکا اور حجام برادری کے 54,035 لوگوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔

.79 انٹرپرینیورشپ ڈیولپمنٹ – ٹی پرائیڈ

ریاستی حکومت نے 2014 میں تلنگانہ اسٹیٹ پروگرام فار ریپڈ انکیوبیشن آف دلت انٹرپرینیورس (ٹی پرائیڈ) کے نام سے ایک خصوصی ترغیبی پیکج اسکیم شروع کی ہے تاکہ درج فہرست اقوام SCs STs اور جسمانی طور پر معذور شہریوں کی کاروبار شروع کرنے کے لیے حوصلہ افزائی کی جاسکے۔

.80 تلنگانہ ہریتا ندھی

تلنگانہ میں ہریتاہرم پروگرام کے تحت بڑے پیمانے پر شجرکاری کی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی اور اسے برقرار رکھنے کے لیے حکومت نے تلنگانہ ہریتا ندھی یا تلنگانہ گرین فنڈ قائم کیا ہے جس کے لیے عوامی نمائندوں، سرکاری ملازمین اور سیول سوسائٹی سے عطیات وصول کئے جاتے ہیں۔

.81 اربن فاریسٹ بلاکس

وزیراعلیٰ نے ہریتاہرم پروگرام کے تحت حیدرآباد کے شہری و مضافاتی علاقوں میں موجود جنگلاتی بلاکس کا تحفظ کرتے ہوئے انہیں شہری پارکس میں تبدیل کرنے کی محکمہ جنگلات کو ہدایت دی تاکہ بڑھتی ہوئی آلودگی پر قابو پایا جاسکے۔

.82 پلے پرگتی، دیہی ترقیاتی پروگرام

حکومت تلنگانہ نے سال 2019 میں دیہی علاقوں میں معیار زندگی کو بہتر بنانے اور گرام پنچایتوں کے نظم ونسق کو بہتر بنانے کے دوہرے مقاصد کے ساتھ پلے پرگتی پروگرام کا آغاز کیا۔ پروگرام کی فنڈنگ گرانٹ – ان – ایڈز، فینانس کمیشن کی گرانٹس، پنچایت کے اپنے وسائل، دیگر اسکیموں اور عطیات واجتماعی فنڈز کے ذریعے ہوتی ہے۔

پرگتی ،شہری ترقیاتی پروگرام

پٹنا پرگتی پروگرام کو حکومت نے فروری 2020 میں شہری عوام کی بہتر معیار زندگی کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کرنے کے مقصد سے شروع کیا۔اس پروگرام کے دیگر اہداف میں شہری علاقوں کو صاف و سرسبزو شاداب بنانا اور بڑے پیمانے پر شہری عوام کو بہتر خدمات کی فراہمی ہے۔ پٹنا پرگتی تین مراحل میں نافذ کی جاری ہے۔ پٹنا پرگتی کے پہلے اور دوسرے مرحلے کو 21– 2020 میں نافذ کیا گیا تھا۔ تیسرا مرحلہ 22– 2021 میں مکمل ہوگا۔

.84 شمشان گھاٹوں کی تعمیر

ریاست بھر میں کل 265 شمسان گھاٹ تعمیر کئے گئے جو کہ پارکنگ ،بیت الخلا ،روشنی کا نظم ،سبزہ اور سی سی ٹی وی کیمروں جیسی بنیادی سہولیات سے آراستہ ہے۔

.85 انٹگریٹیڈ مارکٹس

اربن لوکل باڈیز (Urban Local Bodies) میں انفراسٹرکچرل خامیوں کے ازالہ کے لیے حکومت نے تمام 142 اربن لوکل باڈیز میں انٹگریٹیڈ ویج و نان ویج مارکیٹس کی تعمیر کے لیے 500 کروڑ روپے مختص کیے ہیں۔اس کے تحت 25,000 سے کم آبادی والے علاقوں کے لیے ایک ایکراراضی پر محیط انٹگریٹیڈ مارکیٹ تعمیر کی جائے گی۔ جبکہ زیادہ آبادی والے یو ایل بیز کے لیے 2 تا 5 ایکراراضی پر محیط مارکیٹس تعمیر کیے جائیں گے۔ گجویل ،سدی پیٹ ،سرسلہ ،کھمم اور ویجامیں پہلے ہی ان مارکیٹس کو تعمیر کیا جاچکا ہے جبکہ مزید 6 یو ایل بیز میں ان مارکیٹس کی تعمیر کام جاری ہے۔

.86 اسٹریٹجک روڈ ڈیولپمنٹ پروگرام—ایس آر ڈی پی

عظیم تر بلدیہ حیدرآباد نے سڑکوں ،پلوں اور فلائی اوورز کی تعمیر کے لیے اسٹریٹجک روڈ ڈیولپمنٹ پروگرام کا ترجیحی بنیاد پر آغاز کیا ہے۔اس کا مقصد سڑکوں کے جال کو کچھ اس انداز میں ڈیزائن کرنا ہے کہ شہر حیدرآباد کے بڑی ٹریفک گزرگاہوں اور زیادہ سرگرمیوں والے مصروف مراکز میں حادثات سے ہونے والی اموات اور گاڑیوں کی آلودگی کے مسئلے کو حل کیا جاسکے۔

.87 میٹرو ریل

شہر حیدرآباد میں میٹروٹرین سسٹم کو خانگی وعوامی شراکت داری کے ماڈل کے تحت 22 کروڑ روپیوں کی لاگت سے تعمیر کیا جارہا ہے۔ شہری علاقوں کو خوشنما بنانے کے لیے ایچ ایم آر ایل نے 57 میٹرو اسٹیشنوں کے اطراف تجدیدکاری کا کام شروع کیا ہے۔

.88 اناپورنا کھانے کے مراکز

ان مراکز پر ہر شہری کو پانچ روپے میں کھانا فراہم کیا جاتا ہے۔اس اسکیم کا مقصد یہ ھیکہ کوئی بھی شہری اپنی مالی مجبوریوں کی وجہ سے بھوکا نہ سونے پائے۔ 2014 سے ہر دن جی ایچ ایم سی کی جانب سے 45,000 سے زیادہ افراد کے لیے ظہرانے کا نظم کیا جارہا ہے۔ تاحال 373 مراکز کے ذریعے یہ خدمات انجام دی جارہی ہے۔

.89 ٹی—والیٹ

ٹی والیٹ اسکیم سال 2017 میں آغاز کردہ اپنی نوعیت کی پہلی سرکاری ڈیجیٹل والیٹ اسکیم ہے۔ ٹی والیٹ کو سرکاری وخانگی دونوں

طرح کے لین دین کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اسکے تحت صارفین 73 محکمہ جات کی جانب سے فراہم کی جاری 1,032 قسم کی خدمات سے استفادہ کرسکتے ہیں جن میں ٹول پلازا، سرکاری فوائد/ سبسیڈیز اور دیگر خدمات شامل ہیں۔

90. راشن کارڈ پورٹیبلیٹی اسکیم

حکومت تلنگانہ نے 2018 سے راشن کارڈ پورٹیبلیٹی اسکیم کو متعارف کروایا ہے جس کے تحت کوئی بھی فرد کسی بھی ریاست وضلع میں راشن حاصل کرسکتا ہے۔ کارڈ گیرندوں کے لیے پورٹیبلیٹی کا یہ عمل انتہائی آسان ہے کیونکہ وہ اپنے متعلقہ رجسٹرڈ راشن شاپ سے قطع نظر کسی بھی قریبی راشن شاپ سے راشن حاصل کرسکتے ہیں۔

91. سی سی ٹی وی سرویلنس سسٹم

ریاست تلنگانہ ملک کی تمام ریاستوں میں سے سب سے زیادہ یعنی 8,51,644 پبلک سی سی ٹی وی کیمروں کی تنصیب کا ریکارڈ رکھتی ہے۔ ان سی سی ٹی وی کیمروں کی کل 90 فیصد تعداد یعنی تقریباً 7,76,284 کیمرے حکومت کی مالی اعانت (نینو سیٹیتھم اسکیم اور ایم پی/ ایم ایل اے/ ایم ایل سی فنڈز کے تحت معاونت) سے تنصیب کیے گئے ہیں جبکہ مابقی کیمروں کو کمیونٹی فنڈز کے تحت نصب کیا گیا ہے۔

92. مہاتما جیوتیبا پھولے تلنگانہ پسماندہ طبقات کے فلاحی اقامتی تعلیمی اداروں کی سوسائٹی (MJPTBCWREIS)

یہ سوسائٹی 2014 میں قائم ہوئی تھی۔ فی الحال یہ 261 اسکولوں، 19 جونیئر کالجز اور ایک ڈگری کالج چلارہی ہے جس کے تحت طلبہ کی منظور شدہ تعداد 1,32,440 تعلیم حاصل کررہی ہے۔ 22-2021 میں اس سوسائٹی کے تحت چلائے جانے والے 119 BC اقامتی اسکولوں کو جونیئر کالجوں کے طور پر اپ گریڈ کیا گیا تھا جن میں طلبہ کی منظور شدہ تعداد 9650 تھی۔

93. ہاک آئی ایپ

حکومت نے ہاک آئی ایپ نامی ایک موبائل اپلیکیشن متعارف کروایا ہے جس کے ذریعے شہری ٹریفک کی خلاف ورزیوں، جرائم، جرائم سے جڑی معلومات اور پولیس اہلکاروں کی خلاف ورزیوں کی اطلاع دے سکتے ہیں اور پولیسنگ کے عمل کو بہتر بنانے کے لیے تجاویز دے سکتے ہیں۔

94. کمانڈ اینڈ کنٹرول سنٹر

شہر حیدرآباد میں محفوظ اور سمارٹ سٹی پراجکٹ کے ایک حصے کے طور پر عصری آئی ٹی وکمیونکیشن ٹکنالوجی (ICT) سے لیس ایک جدید ترین کمانڈ اینڈ کنٹرول سنٹر قائم کیا گیا ہے۔ یہ ریاستی سطح پر ایک ڈیزاسٹر/ کرائسس مینجمنٹ سنٹر کے طور پر بھی کام کرے گا۔

95. انٹگریٹیڈ ٹریفک مینجمنٹ سسٹم

حکومت نے ٹریفک قواعد کی پابندی، روڈ سیفٹی اور عوامی نقل وحرکت کو بہتر بنانے کے لیے ایک انٹگریٹیڈ ٹریفک مینجمنٹ سسٹم آئی ٹی ایم ایس قائم کیا ہے۔ آئی ٹی ایم ایس سے موصول ہونے والی اطلاعات کو ٹریفک عملہ، ٹریفک سگنلز پر ویٹنگ ٹائم کو منظم کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے تاکہ ٹریفک کے بہاو کو قابو کیا جاسکے۔ علاوہ ازیں اس سسٹم کا استعمال ہنگامی خدمات جیسے ایمبولینس، فائر سرویسز اور ٹریفک سگنلز کے قریب وی آئی پی گاڑیوں کے لیے راستہ مہیا کرنے کے لیے بھی کیا جاتا ہے۔

96. تلنگانہ کی صنعتی ترقی، ٹی – آئیڈیا

ٹی – آئیڈیا پروگرام کے تحت ریاست صنعت کاروں کو صنعتوں کے قیام پر اسٹامپ ڈیوٹی اور بجلی کی لاگت کی بازادائیگی، سود اور سرمایہ کاری پر سبسیڈی کی پیشکش، سرمایہ کے ذریعے امداد اور کوالٹی کنٹرول و نیز پیٹنٹ رجسٹریشن کے عمل کے دوران تعاون جیسی ترغیبات/ مراعات پیش کرتی ہے۔

97. بافندوں کے لیے تھرفٹ (کفایت) فنڈ اسکیم

ہینڈلوم بافندوں میں بچت/ کفایت شعاری کی عادت کو پروان چڑھانے کے لیے حکومت نے جون 2017 میں کسانوں کے لیے ایک تھرفٹ فنڈ اسکیم کا آغاز کیا۔ اس اسکیم کے تحت جہاں ایک طرف بافندہ اپنی اجرت کا 8 فیصد حصہ بچت کی شکل میں اپنے اکاؤنٹ میں جمع کراتا ہے تو وہیں دوسری طرف آجر (ریاستی صنعتیں) اُنکی اجرت کا 16 فیصد حصہ انکے اکاؤنٹس میں جمع کراتی ہیں۔ یہ اسکیم بافندوں کو سماجی تحفظ بھی فراہم کرتی ہے۔

98. آبپاشی

ریاست کی تشکیل کے بعد حکومت نے بڑے اور درمیانی آبپاشی پراجکٹس پر 1,28,596 کروڑ روپے خرچ کیے ہیں جس کی وجہ سے مجموعی سیراب شدہ رقبہ میں 15– 2014 تا 21– 2020 کے دوران 119 فیصد کا نمایاں اضافہ ہوا ہے۔

99. آبپاشی کے شعبہ میں اختیار کردہ حکمت عملی کچھ اس طرح ہے

نئے آبپاشی پراجیکٹس ولفٹ اریگیشن اسکیموں جیسے کالیشورم، پالمور – رنگاریڈی، سیتاراما لفٹ اریگیشن اسکیم اور جے چوکا راؤ دیوادولا لفٹ اریگیشن اسکیم کو شروع کرنا۔

100. مشن کاکتیہ کے تحت ریاست میں تمام چھوٹے آبپاشی تالابوں اور آبی ذخائر کی بحالی۔

قدیم پراجکٹس جیسے ناگرجنا ساگر، نظام ساگر اور سری رام ساگر پراجکٹس کی تجدید کاری۔

101. تلنگانہ اقامتی تعلیمی ادارہ جات سوسائٹی/ ٹمریز TMRIES

تعلیمی سال 2021-2022 تک اس سوسائٹی کے تحت کل 37 تعلیمی اداروں کو چلایا جارہا ہے۔ اسی طرح اس سوسائٹی کے تحت سال 21– 2020 تک منظور شدہ طلبہ کی جملہ تعداد یعنی 22,960 کے برخلاف 21 789 طلبہ کا اندراج عمل میں لایا گیا۔

ٹمریز کے زیر نگرانی ریاست کے جملہ 31 اضلاع میں 204 اسکولس و اقامتی جونیئر کالجس چلائے جارہے ہیں۔

102. تلنگانہ سماجی بہبود اقامتی تعلیمی ادارہ جات سوسائٹی

اس سوسائٹی کے تحت 268 اقامتی تعلیمی ادارے کارکرد ہیں جن میں سے 173 ادارے صرف طالبات کے لیے مخصوص ہیں۔ ان اداروں میں طلبہ کی جملہ تعداد تقریباً 1.5 لاکھ ہے۔ علاوہ ازیں یہ سوسائٹی ریاست بھر میں 872 ایس سی ہاسٹلس بھی چلاتی ہے جن میں ابتدائی تعلیم سے لیکر پوسٹ گریجویٹ سطح تک کے 74,000 طلبہ رہائش پذیر ہیں۔

103. تلنگانہ قبائلی بہبود اقامتی تعلیمی ادارہ جات سوسائٹی

اس سوسائٹی کے تحت تاحال 188 اقامتی تعلیمی ادارے چلائے جارہے ہیں جن میں گریڈ 1 تا گریڈ 10 و نیز انٹرمیڈیٹ اور ڈگری

کالجوں میں ذریعہ تعلیم انگریزی ہے۔ ان تعلیمی اداروں میں 69 ادارے صرف لڑکوں کے لیے مخصوص ہیں جبکہ 103 ادارے صرف طالبات کے لیے اور 16 مخلوط تعلیمی ادارے ہیں۔

105. کستوربا گاندھی بالیکا ودیالیاس — کے جی بی ویز

تاحال ریاست میں 475 کے جی بی ویز کارکرد ہیں جن کے منجملہ 267 کے جی بی ویز جماعت ششم تا دہم تک جبکہ مابقی 208 ادارے انٹرمیڈیٹ کی سطح تک تعلیم فراہم کررہے ہیں۔ ان ادارہ جات میں جماعت دہم تک تعلیم حاصل کررہے طالبات کی تعداد 91 617 ہے جبکہ 22 453 طالبات انٹرمیڈیٹ میں زیرتعلیم ہیں۔

106. گری وکاسم

گری وکاسم اسکیم کا مقصد پائیدار زراعت کی ترقی کے لیے درج فہرست قبائل کی چھوٹی ناقابل کاشت زرعی اراضیات کو قابل کاشت اراضی میں تبدیل کرنا ہے۔ ڈسمبر 2021 تک درج فہرست قبائل سے تعلق رکھنے والے 6,118 کسانوں کی جملہ 18,228 ایکر اراضی کو 43.1 کروڑ روپے کی لاگت سے قابل کاشت اراضی میں تبدیل کیا گیا۔

107. بتکماں ساڑیاں

حکومت تلنگانہ سال 2017 سے ہر سال بتکماں تہوار کے موقع پر فوڈ سیکورٹی اسکیم کے تحت اندراج شدہ تمام بالغ خواتین میں بتکماں ساڑیاں تقسیم کرتی آرہی ہے۔

108. دعوت افطار اور ماہ رمضان میں کپڑوں کی تقسیم

ریاست کی تشکیل کے بعد سے حکومت تلنگانہ ہر سال ماہ رمضان میں ریاست کے مسلمانوں کے لیے سرکاری سطح پر دعوت افطار کا اہتمام کرنے کے علاوہ غریب مسلمانوں میں کپڑوں پر مشتمل گفٹ پیاکٹس تقسیم کرتی آرہی ہے۔

109. کرسمس عشائیہ اور کرسمس گفٹ پیاکٹس کی تقسیم

سال 2015 سے حکومت تلنگانہ کرسمس تہوار کے موقع پر جی ایچ ایم سی حدود میں عیسائی برادری کے لیے کرسمس عشائیہ ترتیب دیتی آرہی ہے۔ علاوہ ازیں کرسمس کے موقع پر حکومت تلنگانہ بطور تحفہ مستحق عیسائیوں میں گفٹ پیاکٹس کی تقسیم عمل میں لارہی ہے۔

110. گراما جیوتی

گراما جیوتی پروگرام کا آغاز وزیر اعلی کے چندرشیکھر راؤ کے ہاتھوں 15 اگست 2015 کو ورنگل ضلع کے گنگا دیوی پلّے گاؤں میں عمل میں آیا۔ گراما جیوتی اسکیم گاؤں کی سطح پر مقامی لیڈروں اور لوگوں کے اشتراک سے ترقیاتی سرگرمیوں کی انجام دہی کو یقینی بناتی ہے جس سے شراکتی جمہوریت اور پنچایت راج کی روح کو برقرار رکھنے میں مدد ملتی ہے۔

111. ٹی — فابینر

حکومت تلنگانہ فابینر گرڈ پراجکٹ کے تحت ڈیجیٹل تلنگانہ کے خواب کو پورا کرنے کے لیے جدید ترین نیٹ ورک انفراسٹرکچر قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ مزید حکومت تلنگانہ ریاست کے ہر گھر کو و نیز سرکاری اور نجی اداروں کو سستے داموں میں تیز رفتار براڈ بینڈ کنکٹیویٹی فراہم

کرنے کا منصوبہ رکھتی ہے۔ اس خصوص میں ریاستی حکومت نے تلنگانہ آئی ٹی پالیسی کو بھی متعارف کیا ہے تاکہ ریاست میں آئی ٹی صنعت کو مزید آگے بڑھانے اور مزید فعال بنانے کے لیے ایک اہم اقدام کیا جا سکے۔ مشن بھگیرتا کے تحت گھروں کو پہنچائے جانے والے پینے کے پانی کی پائپ لائنوں کے ذریعہ فائبر آپٹک کیبل لائن بھی بچھائی جا رہی ہے۔

112. سافٹ نیٹ

سافٹ نیٹ کی اہم کارکردگیاں

سافٹ نیٹ نے دو سیٹلائٹ چینلز، ٹی سیٹ ودیا اور ٹی سیٹ نیٹورک شروع کیے ہیں۔

سافٹ نیٹ نے پروفیسر جے شنکر زرعی یونیورسٹی کے ساتھ ایک یادداشت مفاہمت پر دستخط کیے ہیں۔

پنچایت راج اور دیہی ترقی محکموں نے سافٹ نیٹ کے ساتھ معاہدہ کیا ہے۔

سافٹ نیٹ کی جانب سے جماعت ششم تا جماعت دہم کے بچوں کے لیے ڈیجیٹل کلاسس کا انعقاد عمل میں لایا جا رہا ہے۔

113. فارما اور لائف سائنس

دنیا بھر میں "ویکسین کیپٹل" کے طور پر ریاست تلنگانہ کو ایک اہم مقام حاصل ہوا ہے اور ریاست تلنگانہ کے لیے فخر کی بات ہے اس میدان میں دنیا کی نظریں حیدرآباد پر مرکوز ہیں۔

وزیر اعظم کا جینوم ویلی کا دورہ عالمی تناظر میں اس کی افادیت کا منہ بولتا ثبوت ہے اور یہ کہ وزیر اعظم کا دورہ ملک کی ویکسین لانچنگ میں اس کلسٹر کے کردار کی اہمیت کا مظہر ہے۔

ریاست تلنگانہ سال 16-2015 سے ملک بھر میں فارما برآمدات میں سب سے آگے ہے۔ مالی سال 21-2020 میں تلنگانہ کی فارما برآمدات ملک کی جملہ برآمدات کا 28 فیصد رہی ہیں۔

مزید یہ کہ تلنگانہ کی برآمدات کا سالانہ اوسط نمو شرح 22 فیصد رہا ہے جو کہ ہندوستان کی اوسط نمو شرح، 11 فیصد کا دوگنا ہے اور چوٹی کی 5 ریاستوں میں سب سے زیادہ ہے۔

حیدرآباد ایشیاء میں لائف سائنس کا مرکز جانا جاتا ہے اور ویکسین کی عالمی پیداوار میں اس کا حصہ ایک تہائی ہے۔ حیدرآباد میں 800 سے زیادہ فارما اور بائیوٹیک کمپنیاں کارکرد ہیں۔

بین الاقوامی تعلقات
(INTERNATIONAL RELATIONS)

1. خودمختار ریاستی نظام : نوعیت اور تعریف
(Sovereign State System: Nature and Definition):

خودمختار ریاستی نظام کو مغربی مملکتی نظام، قومی مملکتی نظام اور بین الاقوامی مملکتی نظام کے طور پر بھی جانا جاتا ہے۔ 17ویں صدی سے ہی قومی مملکتی بین الاقوامی سیاست میں کلیدی اداکار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ خودمختار ریاستیں سفارتکاروں اور بین الاقوامی قانون کے آلہ کے ذریعہ اپنے قومی مفادات کو حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ اس طرح خودمختار ریاستی نظام جو کہ قومی مفادات اور طاقت حاصل کرنے کے لئے بین الاقوامی قانون کی پاسداری کرتا ہے۔

☆ موجودہ مملکتی نظام یوروپ میں پیدا ہونے والے قومی مملکتی نظام کا تسلسل اور اس کی ترقی یافتہ شکل ہے۔

☆ خودمختار ریاستی نظام کی ابتداء پیچیدہ، سیاسی، معاشی اور تاریخی تناظر میں ہوتی ہے۔

خودمختار ریاستی نظام کی خصوصیات:

خودمختار ریاستی نظام کی چند بنیادی خصوصیات حسب ذیل ہیں:

1. علاقائیت:(Territoriality)

☆ مملکت علاقائیت کی بنیاد پر کام کرتی ہے ہر مملکت کے لئے لازمی ہے کہ اس کا اپنا ایک علاقہ ہو جس پر اس کو مکمل اختیار حاصل رہے۔

☆ علاقائی وحدت باقی نہ ہو تو اقتدار اعلیٰ بھی منقسم ہو جاتا ہے اس طرح اقتدار اعلیٰ اور علاقائی خودمختاری ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔

2. اقتدار اعلیٰ:(Sovereignty)

☆ اقتدار اعلیٰ کا تصور قومی مملکتی نظام کے ساتھ ابھرا ہے۔ اقتدار اعلیٰ داخلی و بیرونی تعلقات استوار کرنے کی مملکت کی برتر طاقت ہوتی ہے۔

☆ اقتدار اعلیٰ کی حامل مملکتیں اور ان کی حکومتیں اپنے علاقائی حدود میں آزاد اور خودمختار ہونے کے ساتھ بڑی اتھاریٹی ہیں۔

☆ ہر مملکت طاقت اور سفارتکاری کے ذریعہ اپنے قومی مفادات کا لحاظ و تحفظ کرتے ہوئے دوسرے ممالک کے ساتھ رضاکارانہ طور پر طویل مدتی معاہدات کرتی ہے۔

3. مملکتوں کا مساوی رتبہ:(Equal Status of States)

☆ خودمختار ریاستی نظام تمام مملکتوں کی قانونی مساوات کے واہمہ میں کام کرتا ہے۔

☆ بین الاقوامی قانون تمام مملکتوں کے قانون مساوات کو تسلیم کرتا ہے۔ چھوٹی اور بڑی مملکتوں کے درمیان مساوات کے حق کے اصول کو اقوام متحدہ میں تسلیم کیا گیا ہے۔

4. قوم پرستی :(Nationalism)

☆ قومیت سماجی گروہوں میں پایا جانے والا احساس یکجہتی ہے۔ قوم پرستی کا جذبہ ایک ہی مذہب' تاریخ' تمدن' زبان اور جغرافیہ سے تعلق رکھنے کے درمیان اتحاد سے پیدا ہوتا ہے۔

5. طاقت کی سیاست :(Power Politics)

☆ مملکتی نظام کے کام کی ایک اور اہم خصوصیت طاقت کی سیاست ہے۔ ہر مملکت اپنے آپ کو طاقت سے لیس کرنا چاہتی ہے اور داخلی و خارجی مسائل سے نمٹنے کے لئے اس کو ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کرتی ہے۔

☆ ہر قومی مملکت کی طاقت کی سطحیں مختلف ہوتی ہیں۔ مملکتی نظام میں بڑی طاقتیں اوسط درجہ کی طاقتیں اور چھوٹی طاقتیں ہوتی ہیں۔

6. قومی مفاد :(National Interest)

☆ حقیقت میں ممالک کے درمیان تعلقات کی استواری میں قومی مفاد بہت اہم ہوتا ہے۔ خارجہ پالیسیوں کے ذریعہ قومی مفاد حاصل کرنے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔

7. توازن طاقت اور اجتماعی سلامتی :(Balance of Power & Collective Security)

☆ بین الاقوامی امن و نظم کی برقراری میں توازن طاقت کی ناکامی کے نتیجہ میں اجتماعی سلامتی کا تصور ابھرا۔ 20 ویں صدی میں مجلس اقوام اور بعد میں تنظیم اقوام متحدہ کے قیام سے اجتماعی سلامتی کے تصور کی وضاحت ہوتی ہے۔

8. سفارتکاری اور بین الاقوامی قانون :(Diplomacy & International Law)

☆ یہ قانون تنظیم اقوام متحدہ جیسی بین الاقوامی تنظیمیں وضع کرتی ہیں۔ اجتماعی سلامتی کے اصول کی برقراری کے لئے بین الاقوامی قانون کا پاس و لحاظ رکھنا ہر مملکت کے لئے ضروری ہے۔ سفارتکاری کے ذریعہ خارجہ پالیسی کی راہیں ہموار ہوتی ہیں۔

بین الاقوامی واقعات (International Events)

II. پہلی جنگ عظیم وجوہات و نتائج (First World War - Causes and Consequences)

پہلی جنگ عظیم 1914 سے 1918 تک لڑی گئی۔ تباہی اور اثرات کے لحاظ سے یہ حقیقی معنوں میں ایک "مکمل جنگ" (Total War) تھی۔ اس جنگ کو تمام جنگوں کو ختم کرنے کی جنگ کہا جاتا ہے۔

پہلی جنگ عظیم کی وجوہات:

1. خفیہ دفاعی معاہدات کی تشکیل:

ان معاہدوں کا مطلب تھا کہ اگر کسی ایک ملک پر حملہ ہو تو اتحادی ممالک ان کا دفاع کرنے کے پابند ہیں۔

پہلی جنگ عظیم کے شروع ہونے سے پہلے جرمنی نے 1871 کو فرانس کے علاقہ Alsace Lorraine کو اپنے قبضہ میں کرلیا۔ اور فرانس کی کارروائیوں سے بچنے کے لئے آسٹریا ہنگری سے اتحاد کیا۔ 1882ء میں اس اتحاد میں اٹلی بھی شامل ہو گیا۔ اس طرح جرمنی' آسٹریا یا ہنگری اور اٹلی کا اتحاد Tripple Alliance (اتحاد ثلاثہ) کہلاتا ہے۔

برطانیہ نے 1902ء میں جاپان سے خفیہ معاہدہ ۔ 1904 میں اس معاہدہ میں فرانس شامل ہو گیا اور 1907 میں روس بھی اس معاہدہ میں شامل ہو گیا۔ یہ معاہدہ ''اتحاد سہ گانہ'' (Triple Ententa) کہلایا۔

2. سامراجیت

جب کوئی ملک اضافی علاقوں کو اپنے زیر اقتدار لا کر اپنی طاقت اور دولت میں اضافہ کرتا ہے تو یہ عمل سامراجیت کہلاتا ہے۔

3. عسکریت پسندی: (Militarism)

1914 تک جرمنی کے پاس قریب 100 جنگی جہاز اور 20 لاکھ تربیت یافتہ افواج تھی۔ اس وقت برطانیہ اور جرمنی دونوں نے اپنے بحری جہازوں میں بہت اضافہ کیا۔ جرمنی کے ہر ایک بحری جنگی جہاز کے مقابلے میں برطانیہ دو جنگی جہاز تیار کرتا تھا۔ نتیجہ میں خوف' تناؤ اور کشیدگی بڑھی اور یہ فوجی مسابقت پہلی جنگ عظیم کی وجہ ہوئی۔

پہلی جنگ عظیم کی فوری وجہ۔

آرچ ڈیوک فرڈیننڈ کا قتل:

سربیا کے ایک قوم پرست دہشت گرد گروہ بلیک ہارڈ کے روانہ کردہ Gavirlo Princip نامی قوم پرست سرب نے آسٹریا کے تخت کے وارث آرچ ڈیوک فرڈیننڈ اور اس کی اہلیہ کو جون 1914 میں گولی ماردی۔

نتیجہ میں آسٹریا نے سربا کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔

روس نے اتحاد دفاع کے لئے سربیا کی مدد کا اعلان کیا اس طرح آسٹریا ہنگری اور سربا کے درمیان 28 جولائی 1914 کو جنگ کا آغاز ہو گیا۔

سربا کو روس کی مدد کے خلاف جرمنی نے روس کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا اور بلجیم پر حملہ کر دیا۔

جنگ کا اختتام اور اثرات:

پہلی جنگ عظیم نہایت پرتشدد طریقے سے لڑی گئی۔ اس جنگ میں چار کروڑ چودہ لاکھ انتیس ہزار لوگ مارے گئے۔ 166 ملین ڈالر کے مالی نقصانات بھی ہوئے۔

1917ء میں روسی افواج نے اپنی سرزمین میں انقلاب کی وجہ سے جنگ کے میدان چھوڑ دیے اور آخر کار پہلی جنگ عظیم 1918 کو اختتام کو پہنچی۔

سرد جنگ (Cold War)

سرد جنگ 20ویں صدی میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات میں سے سب سے اہم ہے جس نے بین الاقوامی منظر کو بے حد متاثر کیا ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد عالمی منظر پر دو عظیم طاقتیں ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور سوویت یونین ابھریں۔ سرد جنگ امریکہ اور سوویت یونین کے درمیان ایک نظریاتی جدوجہد تھی جو بالترتیب سرمایہ دارانہ نظام اور کمیونزم کی نمائندگی کرتے تھے۔

سرد جنگ اپنی نوعیت میں معاشی، سیاسی، فوجی اور نظریاتی جدوجہد تھی جو پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھی تھی چونکہ یہ دو ممالک اور ان کے اتحادی ممالک کے درمیان تھی۔ امریکہ اور اس کے اتحادیں جنوبی کوریا، پاکستان، شامل تھے۔ مشرقی بلاک جو کمیونسٹ بلاک تھا۔ سوویت یونین اور مشرقی یوروپ کے ممالک پر مشتمل تھا جو یکساں نظریات کے حامل کمیونسٹ مملکتیں تھیں۔

غیر کمیونسٹ بلاک کے لئے آزاد دنیا (Free World) کی اصطلاح کو بھی استعمال کیا گیا۔ کمیونسٹ بلاک اور غیر کمیونسٹ بلاک جس کے لئے ''آزاد دنیا'' کی اصطلاح بھی استعمال کی گئی کے درمیان رسہ کشی، جدوجہد چلتی رہی۔ سوویت یونین کا دعویٰ تھا کہ اس کی حکومت حقیقی معنوں میں جمہوریت اور امریکہ کی سامراجیت کے خلاف ہے۔ دوسری جانب امریکہ کا ماننا تھا کہ سوویت یونین پوری دنیا میں کمیونزم کو پھیلانا چاہتا ہے۔ اس طرح دنیا طاقت کے دو مراکز میں منقسم ہوگئی۔ دو عظیم طاقتوں کے درمیان طاقت کے خطرہ جدوجہد دو نظریات کے درمیان جدوجہد میں تبدیل ہوگئی۔ دنیا کی دو مخالف بلاکوں مشرق و مغرب میں تقسیم کو بین الاقوامی تعلقات کی اصطلاح میں دو قطبی نظام (Bi-Polar) کا نام دیا گیا۔ اس دو قطبی نظام نے سرد جنگ کو ہوا دیا۔ دو مخالف نظاموں کی وجہ سے تناؤ بڑھتا گیا اور اسی تناؤ کو سرد جنگ (Cold War) کا نام دیا گیا۔

سرد جنگ کی اصطلاح کو سب سے پہلے صدر امریکہ ہیری ٹرومن کے مشیر برنارڈ بروچس نے 16/اپریل 1947 کو اپنی ایک تقریر میں استعمال کیا۔ اس نے کہا تھا کہ دنیا آج سرد جنگ کے درمیان ہے۔ بعد میں اس اصطلاح کو Walter Limpan نے فروغ دیا۔ یہ جنگ بغیر ہتھیاروں کے لڑی جاتی ہے۔ یہ سیاسی، معاشی اور نظریاتی جنگ ہوتی ہے جس میں ممالک مصلح تصادم کے بغیر ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے اور اپنے مفادات کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس میں کوئی بھی ملک دوسرے ملک سے جنگ نہیں کرتا بلکہ اس میں نائبین (Proxies) رکھے جاتے ہیں جو اس کی جانب سے لڑتے ہیں۔ انھیں دونوں ممالک سے معاشی فوجی اور سیاسی حدود ملتی ہے۔ سرد جنگ کو اعصابی جنگ، پروپگنڈہ جنگ، سفارتی جنگ بھی کہا جاتا ہے۔

سرد جنگ کی تاریخ / ابتداء:

سوویت روس اور مغرب کے درمیان کشیدہ حالات کو 1917ء بالشویک انقلاب سے جوڑا سکتا ہے جبکہ اس انقلاب کے بعد روس یوروپ میں ایک طاقت بن کر ابھرا۔ ابتداء میں مغربی طاقتیں اور امریکہ نے روس میں بالشویک حکومت کو تسلیم نہیں کیا تھا۔ سوویت یونین جرمنی کے تئیں امریکہ، فرانس اور برطانیہ کی خوشامدانہ پالیسی سے بدظن تھا۔ 1934ء کو امریکہ نے سوویت یونین کو تسلیم کیا اور دونوں ممالک کے درمیان کام کی حد تک تعلقات استوار ہو رہے تھے لیکن اس کے باوجود باہمی شک و شبہات اب بھی قائم تھے جو دونوں کو اپنے مشترکہ دشمن جرمن نازی کے خلاف یکجا ہونے سے روکے رکھا۔ اسی کو سرد جنگ کے آغاز کا دور کہا جاسکتا ہے۔ 1939ء

ہیں اسٹالن اور ہٹلر دونوں نے عدم جارحیت کے معاہدہ پر دستخط کئے۔ جرمن نازی نے 1939ء میں پولینڈ پر حملہ کیا جو دوسری جنگ عظیم کی وجہ ثابت ہوا اس کو مغرب نے دھوکہ تصور کیا۔

سرد جنگ کے آغاز کے تین نظریات ہیں۔ پہلے نظریہ کے مطابق سوویت یونین پوری دنیا میں کمیونزم کو فروغ دینے اور امریکہ کے معاشی اور سیاسی نظام کو تباہ کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ دوسرا نظریہ بتاتا ہے کہ امریکہ نے بیگانگی اور جارحانہ رویہ اپنائے رکھا اور روسیوں کو غیر ضروری اکساتا رہا۔ امریکہ پر روس کا احترام نہ کرنے اور صرف سرمایہ دارانہ نظام کو ہی صحیح سمجھنے کا الزام لگایا گیا۔ امریکہ یورپ اور ایشیاء کو قابو میں رکھنے کی حکمت عملی کی کوشش میں ملوث تھا۔ 1945ء کی یالٹا (Yalta) کانفرنس میں اس بات سے اتفاق کیا گیا کہ سوویت یونین کے کنٹرول والے علاقوں میں دوستانہ حکومتیں قائم کی جائیں گی۔ روس کو نپولین اور ہٹلر کے حملہ کی وجہ سے مغرب کا تلخ تجربہ تھا۔ امریکہ سوویت کے حفاظتی معاملات میں حساس نہیں تھا۔ صدر ٹرومن نے ٹرومن اصول کے ایک حصہ کے طور پر یونان اور ترکی کی معاشی و سیاسی امداد کی۔

تیسرا نظریہ سوویت یونین اور امریکہ دونوں کو سرد جنگ کا ذمہ دار ٹھہراتا ہے۔ دونوں ہمیشہ ایک دوسرے کا مخالف رویہ اپنانے اور شک وشبہات میں مبتلا رہے۔ دونوں ممالک میں نظریاتی اختلاف تھا۔ امریکہ روس کے کمیونزم کو جمہوریت کے خلاف نظریہ مانتا تھا اور اس کے فروغ کو روکنے کی کوشش کرتا رہا جبکہ سوویت یونین کا استدلال تھا کہ سرمایہ داریت ایک تباہ کن نظریہ ہے۔ اور وہ دنیا میں اس کے فروغ کو روکنا چاہتا تھا۔ اس طرح دونوں ممالک سرد جنگ کے دوران دنیا کے سامنے اپنے نظریہ کو صحیح ثابت کرنا اور اپنے نظام کو دنیا پر حاوی کرنا چاہتے تھے جس کی وجہ سے دونوں کے درمیان تناؤ بڑھتا گیا۔ ایک دوسرے پر برتری حاصل کرنے کے لئے اسلحہ اور نئے نئے تباہ کن ہتھیاروں کا استعمال سرد جنگ کا ایک اور اہم عنصر ہے۔

سرد جنگ کا ارتقاء:

پہلے دور کا آغاز 1945ء میں دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ کے فوری بعد ہوا جبکہ دونوں ممالک ابھی متحد تھے اور ایک طرح تعاون اور امن وامان دونوں کے درمیان موجود تھا۔ سانفرانسکو (San Francisco) کو کانفرنس 1945ء میں دونوں عظیم طاقتیں عالمی امن وتعاون کے لئے اقوام متحدہ کے قیام سے اتفاق کیا لیکن نئے امریکی صدر ٹرومن نے صدر روزولٹ کی دوستانہ پالیسی کو ترک کر دیا اور سوویت یونین کے تئیں مشکوک وعدم اعتمادی کا رویہ رکھا اس نے ٹرومن اصول اور مارشل منصوبہ کے تحت دباؤ ڈالا۔

سوویت یونین کے اثر کو روکنے کے لئے امریکہ کی پالیسی اور فوجی امداد جاری رہی۔ 12 / مارچ 1947ء میں پیش کردہ ٹرومن اصول نے ترکی اور یونان کو معاشی اور صیانتی امداد بہم پہنچائی۔ جون 1947ء کے مارشل پلان کے ذریعہ مغربی یوروپی ممالک کو امداد پہنچائی گئی۔ امریکہ ہر چیز کو سوویت سازش کا ایک حصہ مانتا رہا۔ کئی ایسے واقعات بھی جو سرد جنگ کو اجاگر کرتے ہیں جسمیں چیکوسلواکیہ میں کمیونسٹ افواج کا داخل ہونا۔ 1948ء کی برلن محاصرہ 1949ء میں NATO کا قیام اور سب سے اہم چین اور تیوان پر کمیونسٹوں کا اقتدار پر قبضہ شامل ہیں۔ اس دور میں امریکہ صیانتی معاہدات کرتے ہوئے آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے ساتھ ANZUS معاہدہ کیا اور ناٹو کا معاہدہ کیا۔

1950 میں جنوبی کوریا اور شمالی کوریا کے قبضہ میں سے ایشیاء میں سرد جنگ کا پھیلاؤ ہوا۔ کوریا کی جنگ تاریخ کا اہم واقعہ ہے۔ امریکہ اور سوویت یونین کے درمیان یہ ایک اہم تصادم تھا۔ سوویت یونین اور چین شمالی کوریا کا ساتھ دیئے جبکہ امریکہ جنوبی کوریا کی جانب سے لڑا۔ جولائی 1953 میں جنگ بندی کا معاہدہ ہوا۔ کئی ملین ڈالر خرچ کرتے ہوئے کئی ملین ڈالر خرچ کرتے ہوئے امریکہ نے کمیونزم کے خلاف پروپگنڈہ شروع کیا۔ سوویت یونین ہمیشہ امریکہ کے بارے میں مشکوک ہی رہا۔ 1949ء میں سوویت یونین نے نیوکلیر دھماکہ کرتے ہوئے امریکہ کی نیوکلیر اجارہ داری کو ختم کر دیا۔ دونوں جانب طاقت کی سیاست کا کھیل جاری رہا اور دونوں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوششیں کرتے رہے۔ دونوں ایشیاء اور یوروپ دونوں طرف اثر انداز ہونے کی کوشش کرتے رہے۔

1953ء میں اسٹالن کی موت اور خرشچوف کے اقتدار سنبھالنے کے بعد سوویت یونین نے باہمی بقاء کی پالیسی کا اعلان کیا۔ اس دور میں امریکہ صیانتی معاہدات کو جاری رکھتے ہوئے SEATO اور CENTO کے معاہدات کیا۔ اس کے علاوہ امریکہ تقریباً 43 مما لک کے ساتھ معاہدات کئے۔ سوویت یونین نے بھی مشرقی یوروپی کمیونسٹ مما لک کے ساتھ مئی 1955ء میں وارسا WARSA کے نام سے دفاعی معاہدہ کرتے ہوئے ناٹو کے مقابلہ میں ایک مضبوط فوجی طاقت حاصل کرلیا۔ اس دور میں امریکہ اور سوویت یونین دونوں ہی ہائیڈروجن بم کے تجربے سے گزر چکے تھے۔ اس کے باوجود دونوں جانب نے محسوس کیا کہ پرامن بقائے باہم کی پالیسی کو اپنانا بہتر ہوگا۔ اس دور میں دونوں کے درمیان دوستی کے فروغ کا مثبت رجحان دیکھنے میں آیا۔ 1955ء میں امریکی سوویت صدر کی جنیوا میں ملاقات سے تناؤ میں کمی آئی۔ 1956ء میں سوئز تنازعہ پر امریکہ اور سوویت دونوں مشترکہ طور پر برطانیہ۔ فرانس کے اقدامات کی مخالفت کئے اور 1959ء میں خرشچوف نے امریکہ کا تاریخی دورہ کیا۔ 1959ء میں انٹارٹکا معاہدہ پر دستخط سے کشیدگی میں اور کمی واقع ہوئی۔ دونوں کے درمیان پروان چڑھتی اس دوستی کے رجحان کو دیتانت (e Detent) کہا جائے گا۔

1957-62ء کے دور میں متضاد رجحانات سامنے آئے کیوبا کا میزائلی بحران اس دور کا اہم واقعہ ہے جہاں دونوں کے درمیان بڑھتی دوستی کے تعلقات ایک مرتبہ پھر کشیدگی کا شکار ہو گئے۔ 1960ء میں کیوبا میں کمیونسٹ انقلاب آیا اور جنرل فیڈل کاسٹرو کی حکومت قائم ہوئی۔ 1962ء میں سوویت یونین نے کیوبا میں میزائیل نصب کئے۔ تب امریکہ نے کیوبا کا بحری محاصرہ کیا۔ جواب میں سوویت یونین کے نیوکلیر اسلحہ سے لیس جہاز کیوبا کی طرف روانہ ہوئے اور پھر ایک بار دونوں کے درمیان تناؤ عروج پر پہنچ گیا۔ امریکہ اور سوویت یونین کے درمیان سمندر میں مصلح تصادم کے امکانی خطرہ کو محسوس کرتے ہوئے امریکی صدر کینیڈی سوویت صدر سے مسئلہ پر پُرامن حل کی خواہش کا اظہار کیا اس طرح سوویت یونین کیوبا سے میزائیل ہٹا لینے کے لئے راضی ہوا جس کے جواب میں امریکہ کیوبا کا محاصرہ ختم کرنے کے لئے رضامند ہوا 1963-1969ء کے دور میں دونوں مما لک خطرات کو محسوس کرتے ہوئے نیوکلیر اسلحہ پر مصالحت کے لئے آمادہ ہوئے۔ جس کے نتیجہ میں 1963ء میں PIBI ہاٹ اسٹن معاہدہ (Hot Line Agreement) اور 1969ء میں NPI پر دستخط کئے۔ اس دور کو دینانت کے دور سے تعبیر کیا جاتا ہے کہ اس دور میں امریکہ اور سوویت یونین دونوں کے درمیان کئی معاہدات طئے پائے اور دونوں کے درمیان تعاون پروان چڑھا۔ 1963ء میں صدر کینیڈی نے کہا تھا کہ کوئی بھی ملک نہ مکمل جنگ جیت سکتا ہے اور نہ ہی شکوک وشبہات دور ہو سکتے ہیں۔ اس لئے دونوں مما لک کو عالمی امن کے لئے کام کرنا چاہئے۔ دونوں مما لک کے

درمیان حکمت عملی کے طور پر ہتھیاروں کو کم کرنے کے لئے 1972ء میں SALT اور ABM معاہدات طے پائے۔ دونوں ممالک کے صدر ایک دوسرے ملک کا دورہ کئے۔ علاوہ ازیں ثقافتی تبادلہ، تجارتی معاہدات اور تعاون نے تناؤ میں کمی کی۔ ان سب کے باوجود بھی دونوں کے تعلقات میں تناؤ کی کیفیت جاری رہی جیسے 1971ء کی ہند پاک جنگ میں امریکہ نے پاکستان کا ساتھ دیا جبکہ سوویت یونین ہندوستان کے ساتھ رہا۔ 1977ء میں امریکہ اور سوویت یونین (SALT-II) پر دستخط کئے اس کے باوجود دونوں کے درمیان تناؤ کے نئے مسائل جنم لینے لگے۔ امریکہ نے سوویت یونین پر امریکہ، کینیڈا اور 25 یورپی اقوام کے درمیان یوروپ کی سیکوریٹی اور تعاون کے لئے کئے گئے ہلسنکی معاہدہ جس پر سوویت یونین نے بھی دستخط کئے تھے، کی خلاف ورزی کا الزام لگایا جبکہ سوویت یونین امریکہ پر مشرقی یوروپ کے داخلی معاملات میں مداخلت کا الزام لگایا۔ اس طرح خوشگوار دور کا خاتمہ ہوا اور ایک نئی سرد جنگ کا آغاز ہوا۔

نئی سرد جنگ (New Cold War)

دونوں عظیم طاقتیں مثبت تعلقات کے ارتقاء اور دیتانت کے باوجود دیرپا پُرامن تعلقات کے معاہدات پر قائم نہیں رہ سکیں۔ 1978ء اور 1979ء کے واقعات پھر ایک بار دونوں کے درمیان دشمنی وشکوک وشبہات کے بیج بوئے۔ 1979ء میں سوویت یونین کی افغانستان میں مداخلت سے سرد جنگ کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا جسے نئی سرد جنگ کا نام دیا گیا۔ اس کے علاوہ سوویت یونین کا دفاع پر بہت زیادہ خرچ آفریقہ، کیوبا میں اس کی موجودگی اور کمیونسٹ آمریت قائم کرنے کی کوشش وغیرہ نئی سرد جنگ کے شروعات کے لئے کافی تھیں۔ دوسری جانب سوویت یونین نئی سرد جنگ کے آغاز کے لئے امریکہ کو ذمہ دار ٹھہراتا رہا ہے۔ ڈیموکریٹک صدر جمی کارٹر کے انتظامیہ کی جانب سے شروع کردہ عالمی انسانی حقوق مہم نے سوویت یونین کو چراغ پا کردیا اور جس کے تحت وہ امریکہ کے ارادوں پر سوالات اٹھانے لگا۔

امریکہ کو چونکہ ویتنام میں ہزیمت اٹھانی پڑی تھی اس لئے اس نے سوویت یونین کے ساتھ دیتانت کی پالیسی اپنایا اور SALT معاہدہ کیا۔ وہ سوویت یونین کی اسلحہ میں برتری کو روکنا چاہتا تھا۔ سوویت یونین اور چین کے درمیان کشیدگی، سعودی عرب، ایران اور مصر کا امریکہ کی طرف جھکاؤ یہ سب باتیں امریکہ کے حق میں تھیں۔ اس لئے امریکہ جوں کی توں حالت برقرار رکھنا چاہتا تھا لیکن 1970ء کے دہے تک سوویت یونین کا موقف مضبوط ہوگیا۔ فروری 1979ء میں ایران میں اسلامی انقلاب اور ڈسمبر 1979ء میں افغانستان میں سویت یونین کی مداخلت سے امریکی وقار مجروح ہوا۔ صدر جمی کارٹر نے امریکی وقار کی بحالی کے لئے Rapid Depolyment force تشکیل دی۔ ناٹو نے 1983ء سے مغربی یوروپ میں درمیانی فاصلے تک وار کرنے والے میزائل نصب کرنے کا فیصلہ کیا چونکہ ناٹو کے مطابق مشرقی یوروپ میں سوویت یونین کی جانب سے میزائل نصب کئے جانے سے یوروپ کی سالمیت خطرہ میں تھی۔ اس طرح کے حالات سے دونوں ممالک کے درمیان تناؤ اور کشیدگی میں اضافہ ہوتا گیا۔

بعض کے نزدیک یہ دور دیتانت کے خاتمہ کی ترجمانی ہے اور ایک نئی سرد جنگ کا آغاز ہے۔ دوسرے اس کو دونوں بلاکوں کے درمیان تعلقات کے نمونہ کا ایک حصہ تصور کرتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا رہا کہ یہ دونوں ممالک کے درمیان شکوک وشبہات ہمیشہ برقرار رہے کبھی بھی یہ پوری طرح ختم نہیں ہو پائے۔ تاہم 1985ء میں نئے صدر میخائیل گورباچوف کے سوویت یونین میں اقتدار سنبھالنے کے

بعد سے حالات میں تبدیلی آنی شروع ہوئی۔ اس نے مغرب اور اس کے ملک کے درمیان حالات کے سدھار کے لئے اقدامات کئے۔

1985ء میں جنیوا میں امریکی صدر گورباچوف اور سوویت صدر گورباچوف کے درمیان ہوئی ملاقات ہوئی جس میں دونوں ممالک نے صرف ایک سطری اعلان نامہ جاری کرتے ہوئے کہا کہ چونکہ نیوکلیر جنگ جیتی نہیں جاسکتی لہٰذا اس کا ہے اور آئندہ سال 1986ء میں دوبارہ ملاقات سے اتفاق کیا۔

1986ء میں ہوئی ملاقات کے نتیجہ میں مسئلہ افغانستان اور ترک اسلحہ پر بات چیت کا آغاز ہوا اور بالآخر مارچ 1988ء سے سوویت یونین کی افواج افغانستان سے واپس ہونے لگیں اور یوروپ سے اسلحہ کو ہٹانے کے لئے دسمبر 1987ء کو INF معاہدہ پر دستخط کئے گئے۔

سوویت یونین میں داخلی سیاسی حالات بگڑنے لگے اور بالآخر دسمبر 1991ء کو سوویت یونین بکھر گیا اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ فروری 1992ء میں امریکی صدر جارج بش اور روسی صدر بورس یلتسن نے روایتی طور پر سرد جنگ کے خاتمہ کا اعلان کیا۔

سرد جنگ کا خاتمہ:

سرد جنگ اختتام کے قریب تھی جب رستوریا اور لتھوانیا میں احتجاج شروع ہوا جس کو سوویت حکومت نے طاقت کے ذریعہ کچل دیا۔ جس پر مغرب نے طاقت کے استعمال کے خلاف انتباہ دیا۔ گورباچوف کے خلاف اندرونی سیاسی حالات دگرگوں ہو گئے اور صدر بورس یلتسین کو اقتدار حاصل ہو گیا۔ جب اس کی حکومت نے خودمختار جمہوریاؤں کو آزادی دی وہ سوویت یونین سے علیحدگی کا اعلان کردیئے۔ اس طرح دسمبر 1991ء کو سوویت یونین بکھر گیا۔ اس طرح سرد جنگ کا خاتمہ ہو گیا۔

دیتانت (Detente)

1960ء کے دہے کے اواخر سے مشرق و مغرب کے تعلقات میں بہتری پیدا ہونے لگی۔ سرد جنگ کے کشیدہ اور تناؤ زدہ حالات میں خصوصاً صیانتی حکمت عملی اور سلامتی کے معاملات میں بہتری کو دیتانت کا نام دیا گیا جس سے امید کی کرن جاگی کہ بین الاقوامی تناؤ میں کمی ہوگی اور عالمی امن کا دور شروع ہوگا۔

دیتانت ایک فرانسیسی لفظ ہے جس کے معنی تناؤ اور کشیدگی کے تعلقات میں کمی سے ہے۔ عظیم طاقتوں کے درمیان شکوک و شبہات اور دشمنی میں کمی ہے۔ عالمی ماحول میں قدرے سکون پیدا ہوا چنانچہ 1960 کے دہے کے اواخر سے سوویت یونین، امریکہ اور چین کے تعلقات میں بہتری پیدا ہونے لگی جیسے ماہرین نے امن کے ماحول سے تعبیر کرتے ہوئے دیتانت کا نام دیا۔ نیوکلیائی دور میں بقا کے لئے کسی نا کسی شکل میں دیتانت ضروری ہے۔ دونوں عظیم طاقتوں نے محسوس کیا کہ باہمی تعاون کے ذریعہ عدم اعتماد دور ہو کر تنازعات کی شدت کم ہو سکتی ہے باہمی تعاون کے لئے سازگار ماحول دونوں ممالک کے مفاد میں تھا۔ باہمی تباہی کے تعین نے دونوں عظیم طاقتور کو برباد کرایا کہ نیوکلیر اسلحہ کے ساتھ متصادم ہوں تو دونوں کی تباہی یقینی ہے کیونکہ میزائیل بحران سے یہ احساس پختہ ہو گیا اور دونوں ممالک کے درمیان باہمی سوجھ بوجھ میں اضافہ ہوا جس کے نتیجہ میں 1963ء میں دونوں ممالک کے درمیان Hot Line Agreement اور اس کے بعد NPT، PTBT اور SALT معاہدوں پر دستخط ہوئے۔

سرد جنگ کے دور ایک عرصہ تک دیتانت پر عمل رہا اس پر رائے زنی مشکل ہے کہ [illegible]
نہیں ہوا تھا۔ مفکرین کا خیال ہے کہ کیوبا میزائل تنازعہ 1962 سے اس عمل کا آغاز ہوا اور 1979 [illegible]
میں مداخلت سے دیتانت کا خاتمہ ہوا اور نئی سرد جنگ کی شروعات ہوئی لیکن کئی مفکرین اس کی ابتدا اور خاتمہ [illegible]
بعض کے نزدیک 1953ء میں اسٹالن کی موت اور آئزن ہاور کے انتظامیہ سنبھالنے کے فوری بعد سے اس کی ابتدا ہوئی [illegible]
کینیڈی خرشچوف کے دور کی دین سمجھتے ہیں۔ تاہم اکثریت اس بات سے متفق ہے کہ اس سے باہمی تعلقات [illegible]
میں نمایاں تبدیلیاں محسوس کی اور ان کے درمیان مذاکرات و شاید اور کئی معاہدات طے پائے۔

دیتانت سے یہ مراد نہیں ہے کہ تمام تنازعات حل کر لئے گئے ہیں اور دونوں ممالک ایک دوسرے [illegible]
کر چکے ہیں بلکہ اس کو بین الاقوامی نظام کے تبدیل شدہ ادوار کے طور پر دیکھنا چاہئے باہمی تباہی کی امکانات سے آگاہی [illegible]
کے ابھرنے اور جمہوری معاشی ترجیحات نے بھی عظیم طاقتوں کے درمیان کوئی امن نہیں ہے بلکہ یہ امن کی جانب ایک [illegible]
امن کا سامان ہے۔ سرد جنگ کے خاتمہ سے دیتانت کا تصور بھی معدوم ہو گیا۔

تخفیف اسلحہ، ہتھیاروں کی دوڑ، ترک اسلحہ یا اسلحہ پر کنٹرول

(Disarmament, Arms Race, Arms Control)

اکیسویں صدی میں بین الاقوامی امن و سلامتی کے تحفظ کے لئے ایک بڑی کوشش یہ ہے کہ ہتھیاروں کی تعداد اور ان [illegible]
کو کنٹرول کیا جائے جن سے ہتھیاروں کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے دو مختلف ذرائع ہیں ایک تخفیف
کرنا، دوسرے اسلحہ پر قابو پانا۔

اسلحہ پر کنٹرول سے مراد ممکنہ مخالفین کے مابین کیئے جانے والے معاہدوں سے ہوتا ہے۔ جو جنگ کے امکانات اور
وسعت کو کم کرتے ہیں۔ عام طور پر فوجی قابلیت پر حدود عائد کرتے ہیں۔ اگرچہ تخفیف اسلحہ میں عموماً فوجی دستوں یا ہتھیاروں میں کمی شامل
ہوتی ہے۔ لیکن اسلحہ پر قابو نہیں پایا جاتا۔ درحقیقت اسلحہ پر قابو پانے کے معاہدے بعض اوقات ایک یا زیادہ فریقوں کے ذریعے [illegible]
معاہدہ میں ہتھیاروں میں اضافے کی اجازت دیتے ہیں۔

سرد جنگ امریکہ اور سوویت یونین کے درمیان شاید تاریخ کی سب سے بڑی اور سب سے مہنگی دوڑ ہے۔

تخفیف اسلحہ اور ترک اسلحہ (اسلحہ کا کنٹرول): اسلحہ کے کنٹرول سے مراد اسلحہ کو ختم کرنا ہے۔ روز ویلٹ کے مطابق اسلحہ پر
کنٹرول (Arms control) عالمی سطح پر اسلحہ کو اس حد تک کم کرنا ہے کہ کوئی قوم اپنے پڑوس کے خلاف یا دنیا کے خلاف جارحیت نہ
کرے"۔

1) اسلحہ جنگ کا اور تخفیف اسلحہ امن کا باعث
2) اسلحہ سے عسکریت پسندی ہوتی ہے جو جنگ کی طرف جاتی ہے
3) تخفیف اسلحہ بین الاقوامی تعلقات کے کئی تناؤں کو کم کرتے ہیں

4) تخفیف اسلحہ اور اسلحہ کے کنٹرول کے حق میں معاشی استدلال

5) اسلحہ کی دوڑ کی جگہ پر امن دوڑ کی ضرورت

6) تخفیف اسلحہ اور اسلحہ پر کنٹرول کے حق میں اخلاقی دلیل

7) اسلحہ کا ایک عالمگیر مقصد ہے

اسلحہ بندی کے حق میں ایک عملی دلیل اور ایک بہت ہی مضبوط دلیل یہ ہے کہ واقعتا اسلحہ سازی کا موجودہ جنون دماغ کی صورتحال کو مزید بڑھاوا دے رہا ہے اور انسانیت کا مشینوں پر زیادہ سے زیادہ انحصار ہوتا جارہا ہے جب مشین انسانوں پر حکمرانی شروع کردیتی ہے تو وہ قابو میں نہیں رہتی۔

ترک اسلحہ کی قسمیں

ترکِ اسلحہ کی حسب ذیل قسمیں ہیں۔

1) لازمی اور اختیاری

لازمی ترک اسلحہ میں ممالک کسی بھی ملک کو ہتھیاروں کی تخفیف پر مجبور کرسکتے ہیں۔ مثلاً پہلی جنگ عظیم کے بعد معاہدہ وارسائی 1919 کے تحت جرمنی کو افواج اور اسلحہ کی تعداد کو ایک لاکھ تک گھٹانے پر مجبور کیا گیا تھا۔

اختیاری ترکِ اسلحہ یا رضا کارانہ ترکِ اسلحہ کی مشروعات دوسری جنگ عظیم کے بعد ہوئی جس میں ترکِ اسلحہ وتخفیف اسلحہ کی کوشش قوموں کی طرف سے رضا کارانہ تھی۔ اقوام متحدہ کی طرف سے ترکِ اسلحہ کے لئے پیش گئے گئے اقدامات پر کئی ممالک نے اپنی منظوری نہیں دی جیسے NPT اور CTBT وغیرہ۔

ایک خاص قسم کے ہتھیاروں میں کمی یا کنٹرول کو قسمی ترک اسلحہ کہا جاتا ہے۔ جیسے NPT'INF_CTBT معاہدات کا مقصد خصوصی اور نیوکلیر ہتھیاروں میں تخفیف کرنا ہے۔ جبکہ عددی ترکِ اسلحہ کا مقصد تمام قسم کے ہتھیاروں میں ایک مخصوص حد تک کمی لانا ہے۔

جب ایک یا دو ممالک مل کر اسلحہ میں کمی کے اقدامات کرتے ہیں تو اس کو مقامی ترکِ اسلحہ کہا جاتا ہے۔ جب ترک اسلحہ کی کوشش بین الاقوامی تنظیموں جیسے مجلسِ اقوام متحدہ کی طرف سے ہوتی ہے تو اس کو عام ترکِ اسلحہ کہتے ہیں۔

جب دنیا کے ممالک مختلف کانفرنسوں کے ذریعہ تفصیلی ایجنڈہ اور مباحث کے ذریعہ کسی معاہدہ کی توثیق کرتے ہوئے ترک اسلحہ کے اقدامات میں حصہ لیتے ہیں تو اس کو رسمی ترکِ اسلحہ کہا جاتا ہے۔ مثلاً ترکِ اسلحہ کے کئی معاہدات اس کی مثالیں ہیں۔ جیسے SALT-II،START،CTBT،PTBT،NPT،SALT-I وغیرہ۔

غیر رسمی ترکِ اسلحہ سے مراد ممالک اپنے پاس ہتھیاروں کا اور نیوکلیر ہتھیاروں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ رکھنے کے باوجود عالمی امن اور عالمی تباہی کے خطرے کی خاطر اُن کو استعمال کرنے سے گریز کرتے ہیں۔

1) ہیگ کانفرنس 1899 اور 1907

1899 اور 1907 کی ہیگ کنونشن بین الاقوامی معاہدوں کا ایک سلسلہ ہے جو ہالینڈ میں ہیگ میں 1899 اور 1907 میں منعقدہ بین الاقوامی کانفرنسوں سے جاری ہوا۔

پہلی کانفرنس

کاؤنٹ میخائل نکولاوچ مرویف' جو روس کے زار نکوس دوم کے وزیر برائے امور خارجہ تھے کی دعوت پر بلائی گئی۔ کانفرنس کا اجلاس 18 مئی سے 27 جولائی 1899 تک ہوا۔ اس میں 26 ممالک نے نمائندگی کی، صرف دو امریکی ممالک امریکہ اور میکسیکو نے حصہ لیا۔ اس کانفرنس نے چند ہتھیاروں کو استعمال کرنے کے طریقوں کو طے کیا تاکہ جنگوں سے کم سے کم تباہی ہو۔

1907 کی کانفرنس

اگر چہ کہ اس کانفرنس کو امریکی صدر تھیوڈور روزویلٹ نے تجویز کیا تھا۔ یہ کانفرنس 15 جون سے 18 اکتوبر 1907 تک جاری رہی اور اس میں 44 ممالک نے شرکت کی۔

واشنگٹن بحری کانفرنس

امریکہ کی طرف سے بلائی گئی ترک اسلحہ کی کانفرنس تھی۔ جو واشنگٹن ڈی سی میں 6 رفبروری 1922 میں منعقد ہوئی۔ 1921 میں متحدہ لیگ کے نو ممالک (امریکہ، جاپان، چین، فرانس، برطانیہ، اٹلی، بلجیم، ہالینڈ اور پرتگال) نے شرکت کی۔ یہ تاریخ میں ہتھیاروں پر قابو پانے والی پہلی کانفرنس تھی۔ اس کانفرنس میں جنگی جہازوں کی تیاری پر دس سال کے لئے امتناع عائد کیا گیا۔

لندن بحری کانفرنس برطانیہ، جاپان، فرانس، اٹلی اور امریکہ کے درمیان 22 اپریل 1930 کو منعقد ہوئی تھی۔ جس میں آبدوز جہازوں اور بحری محدود جہاز سازی 27 اکتوبر 1930 کو لندن میں تناسب کا تبادلہ ہوا۔ اور اس ہی دن یہ معاہدہ عمل میں آیا۔ یہ 6 فبروری 1931 کو مجلس اقوام معاہدہ سیریز میں رجسٹرڈ ہوا تھا۔ اس معاہدہ کی شرائط کو پہلی جنگ عظیم کے بعد بحری ہتھیاروں کی دوڑ کو روکنے کے لئے کی جانے والی واشنگٹن نیول ٹریٹی میں طے شدہ شرائط میں توسیع کے طور پر دیکھا گیا۔ اس معاہدہ پر امریکہ' برطانیہ اور جاپان نے دستخط کیے۔

عالمی ترک اسلحہ کانفرنس

مجلس اقوام کی ایک اہم کوشش تھی۔ اس کا انعقاد 1932ء میں جینوا میں ہوا۔ اس میں 61 ممالک نے شرکت کی اس کانفرنس میں کیمیائی اور حیاتیاتی اسلحہ کی مذمت کی گئی اور اس پر خرچ کئے جانے والی بجٹ میں کمی کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ اس کے علاوہ یہ کانفرنس مستقبل کے ترک اسلحہ کے اقدامات کی نگرانی کے لئے ایک بین الاقوامی ادارہ کے قیام پر بھی زور دی۔ اس میں امریکہ نے حسب ذیل پابندیوں پر زور دیا۔ ٹینکوں اور بھاری موٹر گنوں کے نئے خصوصی پابندیاں جنھیں جارحانہ کاروائیوں کے لئے خاص اسلحہ سمجھا جاتا تھا۔ مسلح افواج کی تعداد کا حساب کتاب، مہلک گیسوں اور جراثیم کش جنگ سے گریز، فضائی بیماری سے شہری آبادی کے تحفظ کے لئے موثر اقدامات، آبدوزوں کا خاتمہ، واشنگٹن اور لندن میں طے پائے جانے والے بحروں معاہدوں کو طول دینا، واشنگٹن اور لندن کے معاہدوں میں طے شدہ اعداد و شمار میں متناسب کمی کرنا وغیرہ۔

تھی۔ یہ کنٹرول کرنے اسلحہ کے کئی اہم معاہدوں پر منتج ہونے کا سبب بنا۔

باروچ پلان (The Baruch plan)

اقوام متحدہ کے جوہری توانائی کمیشن (UNAEC) کی پہلی میٹنگ میں امریکہ نے 14 جون 1946 کو ایک منصوبہ پیش کیا۔ اس منصوبہ میں بین الاقوامی جوہری ڈیویلپمنٹ اتھارٹی (IADA) کے قیام کی سفارش کی گئی تھی اس منصوبہ کی تجاویز درج ذیل ہیں۔

1) تمام ممالک کے مابین پر امن مقاصد کے لئے بنیادی سائنسی معلومات کے تبادلے کی توسیع

2) جوہری طاقت کو صرف پر امن مقاصد کے لئے استعمال کرنے کو یقینی بنانے کے لئے جوہری طاقت کے کنٹرول کو ضروری حد تک باہر کرنا۔

خلاف ورزیوں اور کارروائیوں کے خطرات سے مطابقت رکھنے والی ریاستوں کی حفاظت کے لئے معائنہ اور دوسرے طریقوں سے موثر حفاظتی انتظامات قائم کریں۔ باروچ منصوبہ کی تجویز نے جوہری پیداوار کی سہولیات کے بین الاقوامی کنٹرول اور معائنہ کی سہولت فراہم کی۔

اسلحہ پر کنٹرول کا مقصد سکیورٹی انتظامات کو تشکیل دینا ہے جو بین الاقوامی امن و استحکام کو کم کرنے والے جوہری ہتھیاروں سے ماپنے والے استحکام کو مضبوط بناتا ہے۔ اس عمل میں کئی سیاسی اختلافات اور تنازعات کو نظر انداز نہیں کیا جاتا ہے۔ اسلحہ کے کنٹرول سے مذاکرات کے ذریعے اسلحہ کی دوڑ کو منظم کرنے اور سیاسی بحران کو ختم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہ اسلحہ کا قانون سے باہر یا ختم سے کہیں زیادہ محدود کرتا ہے یا اس کو کنٹرول کرتا ہے۔

اسلحہ پر قابو پانے کے معاہدے:

اسلحہ پر کنٹرول کرنے کے معاہدے یا تو دوطرفہ یا کثیر قطبی ہیں اور یہ اپنی وسعت اور اثرات میں محدود بھی ہیں۔

1959 کا انٹارکٹیکا معاہدہ:

یہ معاہدہ یکم دسمبر 1959 میں ہوا۔ اس پر 12 ممالک نے دستخط کئے جس میں انٹارکٹک براعظم کو ایک غیر مسلح زون بنایا گیا تھا۔ تاکہ اسے سائنسی تحقیق کے لئے محفوظ کیا جا سکے۔ اس میں ارجنٹائن، آسٹریلیا، بلجیم، برطانیہ، چلی، فرانس، جاپان، نیوزی لینڈ، ناروے، جنوبی افریقہ، امریکہ اور سوویت یونین نے شرکت کی۔ بعد میں دیگر اقوام نے بھی اس معاہدے پر عمل کیا۔

30 سال بعد اس کے احکامات پر نظر ثانی کے ساتھ پروٹوکول 1959 کے معاہدے پر 50 سال کی پابندی معدنیات اور تیل کی تلاش کے معاہدے پر 1991 کو دستخط کئے اور انٹارکٹک کے تحفظ کے لئے قواعد و ضوابط تشکیل دیئے۔

ہاٹ لائن معاہدہ:

ہاٹ لائن سربراہان مملکت کے مابین ایک تیز مواصلاتی رابطہ ہے جو کسی حادثے، غلط یا حیرت زدہ حملے اور خاص طور پر ایک ایسے واقع کے خطرے کو کم کرنے کے لئے بنائی گئی ہے جو ایٹمی جنگ کا سبب بن سکتی ہے۔ 1962 میں کیوبا میزائل بحران کے بعد

20 جون 1963 میں امریکہ اور سوویت یونین نے ہارٹ لائین معاہدہ پر دستخط کئے۔ اس طرح امریکہ اور سوویت یونین کے درمیان براہ راست ایک مواصلاتی رابطے کا قیام بھی ہارٹ لائین معاہدہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔

امریکہ نے 22 نومبر 1963 میں اسرائیل، مصر، اردن اور شام کے مابین بحیرۂ روم امریکی بحری بیڑے کی نقل وحرکت کے ارادوں کو واضح کرنے کے لئے ہاٹ لائین کا استعمال کیا گیا تھا۔ اس طرح امریکہ اور سوویت یونین نے ایک دوسرے کو یقینی دہانی کروائے کہ وہ فوجی طور پر بحران میں شامل کی کوشش نہیں کرتے ہیں۔

چھ دن کی جنگ کے دوران دونوں فریقوں نے مختلف مقاصد کے لئے تقریباً دو درجن بار ہاٹ لائین کا استعمال کیا۔

تجربات پر جزوی امتناع کا معاہدہ: 1963

نیوکلیر ہتھیاروں کے تجربات پر جزوی امتناع کا معاہدہ 15 اگست 1963 کو ماسکو سوویت یونین میں ہوا۔ اس پر امریکہ، سوویت یونین اور برطانیہ نے دستخط کئے اور یہ 10 اکٹوبر 1963 کو نافذ ہوا۔

اس معاہدہ کے خصوصیات یہ تھی کہ اس میں دستخط کنندہ ممالک، فضاء، خلا اور پانی میں نیوکلیر تجربات نہیں کریں گے۔ علاقائی پانیوں، آبی سرحدوں اور آبی شاہراہوں میں نیوکلیر تجربات نہیں کریں گے اور ایک دوسرے کی تجربات کے لئے ہمت افزائی نہیں کریں گے۔

بیرونی خلائی معاہدہ 1967 (The Outer Space treaty of 1967)

اس معاہدہ پر 27 جنوری 1967 کو امریکہ، برطانیہ اور سوویت یونین نے دستخط کیئے، اس طرح یہ ایک سہ رُخی معاہدہ ہے اس معاہدہ پر 10 اکٹوبر 1967 کو عمل درآمد ہوا تھا۔ 2019 تک 109 ممالک اس معاہدہ کے فریق بنے۔

اس معاہدہ کے نکات حسب ذیل ہیں:۔

یہ معاہدہ خلا میں جوہری ہتھیار رکھنے سے منع کرتا ہے۔ اور یہ ثابت کرتا ہے کہ خلا تمام ممالک کے ذریعہ کھوج اور استعمال کے لئے آزاد رہے گی اور کوئی بھی قوم بیرونی خلا یا کسی بھی آسمانی ادارہ کی خودمختاری کا دعویٰ نہیں کرسکتی ہے۔

ٹیلیٹولوکو کا معاہدہ 1967 (The Treaty of Tlateloco of 1967)

اس معاہدہ کا روایتی نام لاطینی امریکہ میں Tlateloco جوہری ہتھیاروں کی ممانعت اور Caribbean معاہدہ ہے۔ اس معاہدہ پر 14 فبروری 1967 کو میکسیکو شہر میں دستخط ہوئے، اس معاہدہ پر لاطینی امریکہ کے 24 ممالک نے دستخط کئے۔ ارجنٹینا اور کیوبا نے اس پر ابھی تک دستخط نہیں کئے۔ اس معاہدہ کے تحت ممالک کی پارٹیاں کسی بھی طرح سے نیوکلیر ہتھیاروں کی جانچ استعمال تیاری یا حصول اور رسد، ذخیرہ، تنصیب، تعیناتی اور کسی بھی جوہری ہتھیاروں کے قبضے کی کسی بھی شکل کو روکنے پر متفق ہیں۔

سمندری فرش کا معاہدہ 1971 (Seabed treaty):

سمندری فرش اور بحر ہند کے فرش اور بڑے پیمانے پر تباہی کے دیگر ہتھیاروں کے اخراج کی ممانعت سے متعلق معاہدہ 11 فبروری 1971 کو اپنایا گیا تھا۔ اور اس معاہدہ پر امریکہ، سوویت یونین، برطانیہ اور 84 دیگر ممالک نے دستخط کیئے۔ اس کا

نفاذ 18 مئی 1972 کو عمل میں آیا

نیوکلیر عدم پھیلاؤ کا معاہدہ 1968 (Nuclear Non-Proliferation treaty (NPT)

نیوکلیر عدم پھیلاؤ کا معاہدہ ایک اہم بین الاقوامی معاہدہ ہے جس کا مقصد جوہری ہتھیاروں اور ہتھیاروں کی ٹیکنالوجی کے پھیلاؤ کو روکنا ہے جوہری توانائی کے پرامن استعمال میں تعاون کو فروغ دینا اور جوہری اسلحہ کے خاتمہ کے مقصد کو آگے بڑھانا ہے۔ یہ معاہدہ جوہر ہتھیاروں والے ممالک کے ذریعہ تخفیفِ اسلحہ کے مقصد کے لئے ایک ہمہ جہتی معاہدہ ہے۔ اس معاہدہ پر یکم جولائی 1968 کو دستخط ہوئے اور اس کا نفاذ 5 مارچ 1970 کو عمل میں آیا۔ 11 مئی 1995 کو اس معاہدہ کو غیر معینہ مدت کے لئے بڑھادیا گیا۔ اس معاہدہ میں مجموئی طور پر 191 ممالک شامل ہیں۔ جن میں پانچ جوہری ہتھیاروں والے ممالک شامل ہیں۔ مزید ممالک نے اسلحہ کی پابندی اور تخفیف اسلحہ کے معاہدہ کی توثیق کی ہے۔

معاہدہ کی دفعات خاص طور پر آرٹیکل VIII اور پیراگراف 3 میں ہر پانچ سال کے بعد معاہدہ کے عمل کا جائزہ لینے کی تجویز کی گئی ہے۔ اس ضمن میں مملکتوں کے فریقین نے 1995 کے جائزہ اور توسیع کانفرنس میں اس بات کی تصدیق کی تھی کہ 2015 جائزہ جوہری ہتھیاروں کے عدم پھیلاؤ سے متعلق معاہدے۔ 1995 میں آرٹیکل II ایکس پیراگراف 2 کے مطابق جوہری ہتھیاروں کے عدم پھیلاؤ سے متعلق معاہدے کے لئے فریقین کی جائزہ و توسیع کانفرنس نے فیصلہ کیا کہ معاہدہ غیر مفید مدت تک جاری رہنا چاہئے۔

حیاتیاتی ہتھیاروں کا کنونشن :(Biological weapons convention 1972)

حیاتیاتی ہتھیاروں کا کنونشن (BWC) حیاتیاتی اور کیمیائی ہتھیاروں کی تیاری یا اس کے قبضے کے استعمال پر پابندی عائد کرنا ہے۔ اس معاہدہ پر 10 اپریل 1972 کو دستخط ہوئے اور 26 مارچ 1975 کو اس کا نفاذ ہوا۔

BWC کی ممانعت کی وسعت دفعہ 1 میں بتائی گئی ہے جو حسب ذیل ہے۔

1) مائکروبیس یا دیگر حیاتیاتی ایجنٹوں یا اُن کی اصل پیداوار کے طریقۂ کار اقسام اور مقدار میں جو زہریلا مادّہ ہوتا ہے اُن میں حفاظتی، یا دیگر پرامن مقاصد کا کوئی جواز نہیں ہوتا ہے۔

2) اسلحہ، سازوسامان یا ترسیل کے ذرائع جو ایسے ایجنٹوں یا ٹاکسن کو دشمنانہ مقاصد کے لئے مسلح تصادم میں استعمال کرنے کے لئے تیار کئے گئے ہیں۔

اس طرح اس کنونشن کا دفعہ 1 کبھی بھی کسی بھی حالت میں حیاتیاتی ہتھیاروں کے حصول اور اُسے برقرار رکھنے کے لئے نہیں۔

دفعہ :2۔ اس معاہدہ میں شامل ہونے سے پہلے پرامن مقاصد، حیاتیاتی ہتھیاروں اور اس سے وابستہ وسائل کو ختم کرنا۔

دفعہ :3۔ حیاتیاتی ہتھیاروں کے حصول یا برقرار رکھنے کے لئے کسی بھی طرح کی منتقلی۔ یا کسی بھی طرح سے مدد، حوصلہ افزائی کرنا نہیں ہے۔

دفعہ :4۔ BWC کو نافذ کرنے کے نئے مقامی سطح پر قومی اقدامات کرنا۔

دفعہ :5۔ BWC کے نفاذ سے کسی پریشانی کو حل کرنے کے لئے دوطرفہ ہمہ جہتی مشاورت کرنا۔

دفعہ 6۔ BWC اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل سے مبینہ خلاف ورزیوں کی تحقیقات اور اس کے بعد فیصلوں پر عمل کرنے کی درخواست کرے۔

دفعہ 7۔ BWC کی خلاف ورزی کے نتیجے میں کسی خطرے سے دوچار مملکتوں کی مدد کرنا۔

دفعہ 8۔ مذکورہ بالا سارے کام کو اس طرح کرنا جو حیاتیاتی سائنس اور ٹیکنالوجی کے پر امن استعمال کی حوصلہ افزائی کرے۔

BWC کی جائزہ کانفرنس 1980، 1986، 1991، 1996، 2001، 2006، 2011 اور 2016 میں منعقد ہوئیں۔ ان جائزہ کانفرنسوں کے دوران مملکتوں کی جماعتوں نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ کنونشن کی وسعت نئی سائنسی اور ٹیکنیکی ترقیوں تک پھیلی ہوئی ہے اور شفافیت کو بڑھانے اور BWC کو مضبوط بنانے کے لئے اعتماد سازی کے ڈیٹا ایکسچینج کا بھی آغاز کیا۔

SALT-I معاہدہ

ترک اسلحہ کا یہ ایک اہم معاہدہ شمار کیا جاتا ہے۔ SALT اول پر 26 مئی 1972 میں دستخط کئے گئے۔

Strategic Arms Limitation Treaty معاہدہ کے مذاکرات کا مشترکہ نام ہے۔ یہ مذاکرات امریکہ اور سوویت یونین کے درمیان جینوا میں طویل مدت تک اسلحہ کو کم کرنے کے لئے ہوئے۔ اس کے بعد ہلسنکی چوٹی کانفرنس میں امریکی و سوویت قائدین اصولی طور پر ہتھیاروں کی دوڑ میں کمی کرنے اور تباہ کن ہتھیاروں کو محدود کرنے سے اتفاق کئے۔ اس کے چار سال بعد سالٹ معاہدہ پر دستخط ہوئے۔ اس معاہدہ میں دو معاہدے شامل ہیں ایک معاہدہ ABM نظام کو محدود کرنا۔ دوسرا اسٹریٹیجک بیلسٹک ہتھیاروں کو محدود کرنا۔ پہلا معاہدہ غیر محدود مدت کے لئے تھا جبکہ دوسرا معاہدہ کی مدت پانچ سال تھی۔

ان معاہدات کے ساتھ ساتھ امریکہ اور سوویت یونین مناسب طرز عمل کے حوالے سے متعدد بنیادی اصولوں پر بھی اتفاق کیا۔ ہر ایک دوسرے کی خودمختاری کو تسلیم کیا اور عدم مداخلت اور افزودگی کے معاشی، سائنسی اور ثقافتی تعلقات کو فروغ دینے کی کوشش کی گئی۔

اس معاہدہ نے امریکہ اور سوویت یونین کو اپنے صدر مقام اور ICBM تنصیبات کے مقامات پر ہی ABM میزائل رکھنے کی اجازت تھی، تاکہ ABM کی تعیناتی میں امریکہ اور سوویت یونین میں مقابلہ کو روکا جاسکے، کیونکہ سوویت یونین کے اردگرد اس طرح کے نظام کو تعینات کیا گیا تھا۔

جوہری ہتھیاروں کے عدم پھیلاؤ سے متعلق معاہدہ کے دفعات کے تحت فریقین اپنی ذمہ داریوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل پر اتفاق کیا ہے:۔

دفعہ 1۔ فریقین یکم جولائی 1972 کے بعد اضافی فکسڈ لینڈ پر مبنی بین البراعظمی بیلسٹک میزائل (آئی سی بی ایم) لانچروں کی تعمیر شروع نہ کرنے کا مطالبہ کیا۔

دفعہ 2۔ پارٹیوں کے ہلکے ICBM، یا اس سے قبل کی جانے والی بڑی عمر کے آئی سی بی ایموں کو اس وقت کے بعد بھاری لینڈ بیس لانچروں میں تبدیل نہ کرنا۔

دفعہ 3۔ فریقین اس عبوری معاہدے کے دستخط کی تاریخ پر چلنے والی اور زیر تعمیر تعداد میں آبدوزوں سے شروع کردہ بیلسٹک

میزائیل (ILBM) لانچروں اور جدید بیلیسٹک میزائل آبدوزوں کو محدود کرنا کا ارادہ کریں۔

دفعہ 4۔ اس عبوری معاہدہ کے احاطہ میں strategic offensive Ballistic missiles اور لانچروں کی جدید کاری اور ان کی جگہ لینے کا کام شروع کیا جاسکتا ہے۔

دفعہ 5۔ اس عبوری معاہدہ کی دفعات کی تعمیل کی یقینی دہانی کے مقصد کے لئے ہر فریق بین الاقوامی قانون کے عام طور پر تسلیم شدہ اصولوں کے مطابق اس کے تصفیہ میں قومی ٹیکنیکی توثیق کا استعمال کرے گا۔

2) ہر پارٹی اس دفعہ کے پیراگراف 1 کے مطابق کام کرنے والی دوسری پارٹی کی تصدیق کے قومی ٹیکنیکی ذرائع میں مداخلت نہیں کرے گی اور نہ ہی جان بوجھ کر چھپانے والے اقدامات کا استعمال کرے گی۔

دفعہ 6۔ اس عبوری معاہدے کی مشقوں کے مقاصد اور ان کے نفاذ کے فروغ کے لئے پارٹیاں اس آرٹیکل کی دفعات کے مطابق ABM سسٹم کی حد بندی پر معاہدہ کے دفعہ کے تحت قائم کردہ اسٹینڈنگ مشاورتی کمیشن کا استعمال کرے گی۔

دفعہ 7۔ سرگرم فریقین اسٹریٹیجک جارحانہ اسلحہ کی حدود کے لئے گفت وشنید جاری رکھنے کا عہد کرتے ہیں۔

دفعہ 8۔ 1) یہ عبوری معاہدہ ہر فریق کے ذریعہ قبولیت کے تحریری نوٹسوں کے تبادلے کے بعد نافذ ہوگا۔ جو اپنے ABM سسٹم کی حد بندی پر معاہدہ کی توثیق کرنے والے آلات کے تبادلے کے ساتھ بیک وقت ہوگا۔

2) یہ عبوری معاہدہ پانچ سال کے عرصہ تک نافذ العمل رہے گا۔ جب تک کہ اس سے پہلے اسٹریٹیجک جارحانہ اسلحہ کو محدود رکھنے والے مزید مکمل اقدامات پر کسی معاہدہ کے ذریعہ تبدیل نہ کیا جائے۔

ہر جماعت کو اپنی قومی خودمختاری کا استعمال کرتے ہوئے اس عبوری معاہدہ سے دستبرداری کا حق حاصل ہوگا۔ یہ معاہدہ زمینی ICBM اور آبدوز سے چھوڑے جانے والے ICBM دونوں کا احاطہ کرتا ہے۔

تھریشولڈ ٹسٹ پر پابندی کا معاہدہ (Threshold Test Ban Treaty 1974)(TTBT 1974)

یہ معاہدہ زیر زمین جوہری ہتھیاروں ٹیسٹ کے حدود کے معاہدے کے طور پر بھی جانا جاتا ہے۔ اس معاہدہ پر امریکہ اور سوویت یونین نے 3رجولائی 1974 کو دستخط کئے۔ یہ معاہدہ 31رمارچ 1976 کے بعد 150 کلوٹن سے زیادہ پیداوار والے آلات کے جوہری تجربات پر پابندی لگا کر ایٹمی ''دہلیز'' قائم کرنا ہے۔ کیونکہ 1960 کی دہائی میں دونوں ممالک کے ذریعہ 150 کلوٹن سے اوپر کے بہت سارے ٹیسٹ کروائے گئے تھے۔ معاہدہ کے ذریعہ عائد کردہ باہمی پابندی نے نئے ایٹمی وار ہیڈز اور بموں کی دھماکہ خیز طاقت کو کم کردیا تھا۔ جس کی وجہ سے ہتھیاروں کے نظام کا تجربہ کیا جاسکتا ہے۔ قابل اعتبار، تجربہ کار وار ہیڈز اور پہلی Strike کی اہلیت کی دھماکہ خیز طاقت کے مابین ایک خاص اہمیت تھی۔ جولائی 1974 میں ماسکو میں ہونے والے سربراہی اجلاس کے دوران دہلیز ٹیسٹ ہالینڈ معاہدہ طئے پایا تھا۔

1990 تک متعدد وجوہات کی بناء پر منظوری نہیں دی گئی تھی جس میں تعمیل کی توثیق کرنے کے طریقوں پر بھی اتفاق کرنا بھی شامل ہے۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے دونوں ممالک 1986 میں مشترکہ تصدیقی تجربے پر اتفاق کیئے۔

پرامن جوہری دھماکوں کا معاہدہ - 1976

(Peaceful Nucler Explosion Treaty)

تھریشولڈ ٹیسٹ بائیڈ ٹریٹی (ٹی ٹی بی ٹی) کی تیاری کے لئے تیار کردہ پرامن نیوکلیر دھماکوں سے متعلق معاہدہ (PNET) جوہری دھماکوں پر حکومت کرتا ہے۔ امریکہ اور سوویت یونین 150 کلوٹن سے زائد دھماکوں اور گروہ کے دھماکے نہ کرنے پر اتفاق کرتے ہوئے 28 مئی 1976 کو اس پر دستخط کئے۔ یہ معاہدہ کسی دوسری مملکت کے علاقہ میں پرامن جوہری دھماکوں کے خلاف پابندی عائد نہیں کرتا لیکن ان دھماکوں کو پیداوار کی حدود کی تعمیل کرنی ہوگی اور جوہری عدم پھیلاؤ کے معاہدہ کے مطابق ہونا پڑے گا۔

PNET اور TTBT ایک جامع نظام کے تحت قائم کیا گیا تھا جس میں کوئی بھی اس معاہدہ سے دستبردار نہیں ہوسکتا تھا۔ جب تک کہ TTBT نے اپنی پانچ سال کی مدت پوری نہیں کی۔

سالٹ II معاہدہ (1979)

:(Salt II Treaty of 1979)

سالٹ II معاہدہ امریکی صدر کارٹر اور سوویت صدر برزنیف کے درمیان جون 1979 کو ویانا میں ہوا تھا۔ اس معاہدہ نے دونوں فریقوں کو مجبور کیا کہ وہ اپنے نئے اسٹریٹیجک میزائل کی نوعیت کی ترقی اور تعمیر و تیاری کو محدود کریں۔

اس معاہدہ کی اہم پیشرفت نومبر 1974 میں ولادیوسٹک اجلاس میں اس وقت پیش آئی جب صدر جیرالڈ فورڈ معاہدہ کے بنیادی اور جنرل سکریٹری لیونڈ برزنیف سالٹ ڈھانچے پر ایک معاہدہ پر آئے تھے۔ اس معاہدہ کے عناصر کو 1985 کے دوران نافذ العمل بنایا گیا تھا۔ لیکن ڈسمبر 1979 میں سوویت یونین کی افغانستان میں مداخلت سے امریکی کانگریس نے سالٹ II معاہدہ کی توثیق مدت کے ختم ہونے تک نہیں کی۔

انٹرمیڈیٹ رینج جوہری قوتوں کا معاہدہ (INF) 1987

(Intermediate Range Nuclear Forces):

امریکہ اور سوویت یونین درمیانی فاصلہ تک مار کرنے والے میزائلس کو ہٹانے کے لئے (INF) معاہدہ پر دستخط کئے۔ اس پر دستخط 8 ڈسمبر 1987 کو ہوئی۔ جس کا نفاذ 1 رجون 1988 سے ہوا۔

اس پر دستخط امریکہ کے صدر رونالڈ ریگن اور سوویت یونین جنرل سکریٹری میخائل گورباچوف نے واشنگٹن ڈی سی میں کی۔ یہ معاہدہ انگریزی اور روسی زبانوں میں ہے۔ اس معاہدہ کی سے دونوں ممالک کے زمینی پر مبنی بیلسٹک میزائلوں، کروز میزائلوں اور میزائل لانچروں پر 500-1000 کلومیٹر ((310-620 (مختصر درمیانی فاصلے) اور 1000-5,500 کلومیٹر (620-3,420 میل) پر پابندی عائد کردی گئی۔ ا

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے 20 اکٹوبر 2018 کو اعلان کیا کہ وہ روسی عدم تعمیل کی وجہ سے معاہدہ سے امریکہ کو واپس لے

رہے ہیں۔اس طرح امریکہ یکم فروری 2019 کو معاہدہ کو باضابطہ طور پر معطل کر دیا۔اس کے بعد روس نے اس کے جواب میں اگلے ہی دن اس سے علحدگی اختیار کی۔امریکہ نے باضابطہ طور پر 2 اگست 2019 کو معاہدے سے دستبردار ہو گیا۔

یوروپ میں روایتی مسلح افواج سے متعلق معاہدہ

(Treaty on Conventional Armed forces in Europe):

(CAFE) یوروپ میں روایتی مسلح افواج سے متعلق اصل معاہدہ سرد جنگ کے آخری سالوں کے دوران بات چیت اور اختتام پذیر ہوا تھا۔اور اس نے یور۔اس معاہدہ میں دو "مملکتوں کی جماعتوں" شمالی اٹلانٹک معاہدہ تنظیم (NATO) اور وارسا معاہدہ کے لئے مساوی حدود کی تجویز پیش کی گئی تھی۔اس معاہدہ پر 19 نومبر 1990ء کو پیرس (فرانس) میں NATO اور وارسا معاہدہ کے رُکن ممالک کے دستخط کئے۔اس کی میعاد 26 اپریل 2007 تک تھی اس طرح 2005 کو روس نے معاہدہ میں اپنی شرکت کو "معطل" کر دیا۔اور 10 مارچ 2015 کو NATO کے ڈفیکٹو کا حوالہ دیتے ہوئے معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے روس نے باضابطہ طور پر اعلان کیا کہ وہ مکمل طور پر اگلے دن کے لئے اپنی شرکت کو روک رہا ہے۔

اسٹارٹ-START I معاہدہ :(1991)

اس پر امریکہ اور سوویت یونین نے حکمت عملی کے نیوکلیر ہتھیاروں کو ہٹانے کے لئے اسٹارٹ I معاہدہ پر 31 جولائی 1991 کو دستخط کئے۔دستخط کنندگان میں امریکہ کے صدر جارج ایچ ڈبلیو بش اور سوویت یونین کے سکریٹری گورباچوف شامل تھے۔5 ڈسمبر 1994 کو اس پر عمل درآمد ہوا تھا۔اس معاہدہ پر دستخط کے لئے INF معاہدہ کے تلف کردہ اسلحہ کی دھات سے تیار کردہ خصوصی قسم استعمال کئے گئے۔اس معاہدہ کا نام START I رکھا گیا۔

اسٹارٹ II معاہدہ :1993

اسٹریٹیجک اسلحہ کو کم کرنے کا معاہدہ:۔ اسٹارٹ II امریکہ اور روس کے مابین حکمت عملی کے جارحانہ اسلحہ کی تخفیف اور اس کی حد تک کرنے کا ایک باہمی معاہدہ تھا۔اس پر 3 جنوری 1993 کو امریکہ کے صدر جارج ایچ ڈبلیو بش اور روس کے صدر بورس یلتسن نے دستخط کئے تھے۔دونوں ممالک نے آنے والے دس سالوں میں اپنے نیوکلیر اسلحہ کو دوتہائی حد تک ہٹا دینے کے لئے متفق ہوئے۔

اس معاہدہ کی توثیق امریکی سنیٹ نے 26 جنوری 1996 کو 87-4 کے ووٹوں سے کی۔روس نے اس کی 14 اپریل 2000 کو توثیق کی۔لیکن 14 جون 2002 کو ABM معاہدہ سے امریکہ کے دستبردار ہونے کے جواب میں روس بھی اس معاہدہ سے دستبردار ہو گیا۔

(CTBT) جامع ایٹمی تجربہ سے متعلق معاہدہ :(1996)

CTBT پر 10 ستمبر 1996 کو نیویارک شہر میں دستخط کئے گئے۔فروری 2019ء تک 184 مملکتوں نے اس معاہدہ پر دستخط کئے۔فجی 10 اکٹوبر 1996ء کو معاہدہ کی توثیق کرنے والا پہلا ملک ہے۔اور 168 مملکتیں نے اس کی توثیق کی۔حال ہی میں زمبابوے نے اس معاہدہ پر فروری 2019 میں دستخط کئے اور معاہدہ کی توثیق بھی کی ہے۔امریکہ، چین، مصر، ایران، اسرائیل نے

معاہدہ پر دستخط کئے لیکن اس کی توثیق نہیں کی۔ ہندوستان، پاکستان، شمالی کوریا اس پر دستخط نہیں کئے۔ اس کی پہلی کانفرنس ویانا میں منعقد ہوئی دوسری کانفرنس 2001 میں نیویارک میں منعقد ہوئی اس کانفرنس میں نیوکلیر ممالک سے نیوکلیر تجربات کو نہ کرنے کا عہد کا مطالبہ کیا گیا۔

CTBT کے اہم دفعات:

1) اس معاہدہ میں ہر قسم کے جوہری ہتھیاروں کے تجربہ یا جوہری دھماکے پر پابندی عائد کی گئی۔

2) روایتی دھماکہ خیز مواد ایک ہزار ٹن کے برابر سے زیر زمین یا پانی کے اندر ہونے والے دھماکوں پر امتناع۔ اور اس کی نگرانی 120 اسٹیشنوں کے نٹ ملک سے ہوگی۔

CTBT معاہدہ پر تنقید:

1) پانچ ایٹمی ہتھیار والے ممالک کو اپنے ہتھیاروں کو ختم کرنے کے لئے کیا تیار کرنے کے لئے CTBT میں کوئی پابندی نہیں تھی۔

2) فورس شق میں داخلہ قبول تھا۔

3) جوہری ہتھیاروں سے فوائد برقرار رکھا۔ انہوں نے اپنے ہتھیاروں کو جدید بنانے کے اپنے حق کو تسلیم کیا۔

4) یہ معاہدہ جامع نہیں تھا۔ کیونکہ اس نے صرف جوہری ہتھیاروں کے تجربے پر پابندی عائد کردی تھی۔ جوہری ہتھیاروں کے ذریعہ کمپیوٹر کا تمثیلی ٹسٹ کیا جاسکتا ہے تاکہ وہ اپنے ہتھیاروں کے نظام کی تکمیل کے عمل کو آگے بڑھ سکیں۔ ذیلی تنقیدی ٹیسٹوں کو مبہم طریقے سے نمٹا گیا تھا۔

میزائل ٹیکنالوجی کنٹرول رجیم (MTCR):

میزائل ٹیکنالوجی کنٹرول رجیم (MTCR) ایک بین سرکاری تنظیم ہے جس کے ارکان جوہری، کیمیائی یا حیاتیاتی ہتھیاروں کے ساتھ ساتھ متعلقہ ٹیکنالوجی کی فراہمی کے قابل میزائلوں پر رضاکارانہ، برآمدی کنٹرول نافذ کرتے ہیں۔ فروری 2017 تک 35 ممالک اس تنظیم کے ممبر تھے۔

MTCR کی بنیاد 1987 میں کینیڈا۔ فرانس۔ جرمنی، اٹلی، جاپان، برطانیہ اور امریکہ سے ایٹمی صلاحیت رکھنے والے میزائلوں کے پھیلاؤ اور اُن کی تیاری میں استعمال ہونے والی ٹیکنالوجی کو کنٹرول کرنے کے لئے رکھی گئی تھی۔ 1993 میں اگر گروپ نے کیمیائی اور حیاتیاتی ہتھیاروں کے قابل میزائلوں کو شامل کرنے کے لئے اپنی توجہ کو وسیع بنایا۔

پہلے مقصد کے لئے RIO کانفرنس کے سکریٹریٹ نے 2000-1999ء کے درمیان 8 سے 9 ملین ڈالر خرچ کا تخمینہ تھا۔

دوسرے مقصد کے لئے 102 ٹلین ڈالر کے خرچ کا تخمینہ کیا اور تیسرے کے لئے 5 ٹلین ڈالر کا تخمینہ کیا گیا۔

ماحولیات کے تحفظ کے لئے اقوام متحدہ نے مختلف اہم کانفرنسیں کیں اُن میں سے چند حسب ذیل ہیں:۔

ارض چوٹی کانفرنس (ارتھ سمٹ)

اس کو (UNCED) ماحولیات اور ترقی پر اقوام متحدہ کی کانفرنس بھی کہا جاتا ہے۔ جینوا و کرۂ ارض چوٹی کانفرنس برازیل کے

شہر ریوڈی جینرو (Rio de janeiro) میں ماحولیات کے تحفظ کے لئے اقوام متحدہ کے ادارہ (UNCED) برائے ماحولیات وترقی کے زیر اہتمام 3 جون سے 14 جون تک 1992 میں منعقد کی گئی۔ اس میں ماحول کی آلودگیوں سے انسانی زندگی خطرات سے نمٹنے کے لئے ایک عالمی کمیشن ماحول کی آلودگی کی جانچ کے لئے مقرر کیا گیا۔ اس کمیشن نے 1987 میں ایک تحقیقاتی رپورٹ ''ہمارا مشترکہ مستقبل'' کے نام سے شائع کی تھی۔

سرد جنگ کے بعد ترقیاتی امور پر بین الاقوامی سطح پر باہمی تعاون کے لئے رُکن ممالک کے ردعمل کے طور پر ارض چوٹی کانفرنس تیار کی گئی۔ ارتھ سمٹ دوسرے ممبر ممالک کے ساتھ تعاون کے لئے ایک پلیٹ فارم کے طور پر منعقد ہوئی۔ اس تخلیق کے بعد سے استحکام کے میدان میں بہت سے دوسرے افراد بھی باہمی تعاون کا مظاہرہ کئے جن میں غیر سرکاری تنظیمیں (NGOS) بھی شامل ہیں۔

اس کانفرنس میں ماحولیات، جنگلات، نباتات سمندر، دریا، صاف پانی کے مسائل مختلف آلودگیوں کے اثرات سے ساحلی علاقوں کو محفوظ رکھنے کے اقدامات، جنگلات اور نباتاتی دولت کے تحفظ کے اقدامات کے ساتھ عالمی غربت کے استبداد کے لئے بھی اقدامات تجویز کئے۔

2002ء میں دوسری ارض چوٹی کانفرنس کا انعقاد جوہانسبرگ (جنوبی افریقہ) میں عمل میں آیا۔ اس کانفرنس نے انسانی بقاء کے لئے صحت وتوانائی، پنی، تعلیم، سمندر اور ساحل غذائی صیانت، زراعتی اور دیہی ترقی، جنگلات پر توجہ مرکوز کی۔

2012ء میں تیسری ارض چوٹی کانفرنس قابلِ بقاء ترقی سے متعلق موضوع پر برازیل کے شہر ریوڈی جینر و میں منعقد ہوئی۔ جس میں اقوام متحدہ کے 192 ممالک نے شرکت کی۔ اسے عام طور پر ریو+20 یا ریوارتھ سمٹ 2012 بھی کہا جاتا ہے۔ یہ کانفرنس 13 سے 22 جون تک منعقد ہوئی اس کانفرنس میں حسب ذیل اُمور پر توجہ دی گئی۔

ہندوستان کی خارجہ پالیسی کے خصوصیات

(Features of Indian Foreign Policy)

کسی بھی ملک کی خارجہ پالیسی کا پہلا اور اہم مقصد قومی مفاد ہوتا ہے۔ آ ہر ملک کی خارجہ پالیسی اس وقت کی برسر اقتدار جماعت اور حکمران کے ذہن کی عکاسی کرتی ہے۔ ہندوستان کی خارجہ پالیسی کے بنیادی مقاصد اور اصول کا خاکہ پنڈت جواہر لال نہرو نے پیش کیا ہے اور انکے انتقال کے بعد بھی اسمیں زیادہ تبدیلیاں نہیں آئی ہیں۔ مندرجہ ذیل میں ان اصولوں کو بیان کیا جاتا ہے۔

1) نوآبادیت اور سامرجیت کی مخالفت: ہندوستان کی خارجہ پالیسی ہر قسم کی نوآبادیت اور سامراجیت کی مخالفت کرتی ہے۔ اقوام متحدہ جیسے بین الاقوامی ادارے پر نوابادیت کے خاتمہ کیلئے دباؤ ڈالا۔ نہرو نے قوم سے اپنے خطاب میں کہا تھا کہ ہندوستان نو آبادیت کے خاتمہ کیلئے کام کریگا۔ اس عہد کو پورا کرنے کیلئے ہندوستان تمام بین الاقوامی فورموں میں سامراجیت کے خلاف آواز اٹھاتا رہا ہے۔

2) نسلی امتیاز کے خلاف پالیسی: ہندوستان عالمی بھائی چارگی کے اصول پر یقین رکھتا ہے۔ ہندوستان پہلا ملک تھا جس نے بین الاقوامی سطح پر نسلی امتیازات کے مسائل کو اجاگر کیا۔ اور جنوبی آفریقہ رہوڈیشیا (زمبابوبے) کی جانب سے اختیار کردہ نسلی امتیاز کی پالیسی کی زبردست مذمت کی۔ 1952 میں دوبارہ آفریقہ وایشیائی ممالک کے ساتھ اقوام متحدہ میں نسلی عصبیت (Apartheid) کے خلاف آواز اٹھایا اور اس بات پر زور دیا تھا کے جنوبی آفریقہ کا یہ عمل نہ صرف اقوام متحدہ کے منشور اور اعلان نامہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے بلکہ یہ عالمی امن کیلئے ایک سنگین خطرہ ہے۔ سفید فام آبادی کے غلبہ سے زمبابوبے اور نامبیا کی آزادی میں ہندوستان نے اہم کردار ادا کیا۔

3) بین الاقوامی امن کا فروغ: بلاتفریق سیاسی ومعاشی نظام تمام ممالک کے ساتھ دوستی اور تعاون ہندوستان کی خارجہ پالیسی کا اہم حصہ ہے جسکا مقصد عالمی امن کو بڑھاوا دینا اور معاشی ترقی کیلئے سازگار حالات پیدا کرنا ہے۔ دستور ہند کے چوتھے حصے میں دفعہ 51 (مملکتی پالیسی کے رہنمایانہ اسول) میں حکومت ہند سے عالمی امن اور صیانت کیلئے کام کرنے کی خواہش کی گئی ہے ا

4) پنچ شیل اور پرامن بقائے باہم: بقائے باہم اور تعاون ہندوستان کی خارجہ پالیسی کا ایک اور اہم اصول ہے۔ جو ہندوستان اور چین کے درمیان تبت کے مسئلہ پر 29 مئی 1954 کو کئے گئے معاہدے میں اپنائے گئے تھے جو اسطرح

(۱) ایکدوسرے کے علاقائی یکجہتی اور اقتدار اعلی کی عزت کرنا۔

(۲) ایک دوسرے پر حملہ نہیں کرنا

(۳) ایک دوسرے کے داخلی امور میں عدم مداخلت

(۴) مساوات اور باہمی مفاد

(۵) پرامن بقائے باہم پنچ شیل دنیا کے مقتدر مملکتوں کے درمیان کافی مقبول ہوا اور دنیا کے کئی ممالک نے ان اصولوں کو اپنایا۔ پنچ شیل بین الاقوامی تعلقات میں ہندوستان کی ایک اہم دین ہے۔

5) ایشائی ممالک کے ساتھ خصوصی تعلقات: ہندوستان نے ایشیائی ممالک کے ساتھ قریبی دوستانہ تعلقات بنانے کی کوشش کی ہے اور انکے درمیان یکجہتی واتحاد پیدا کرنے کیلئے کئی کانفرنسوں کا انعقاد عمل میں لایا۔ تحت ہندوستان نے SAARC کے قیام میں ایک کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ اور وہ اسکے ایک فعال رکن کی حیثیت رکھتا ہے۔

6) دولت مشترکہ سے تعلقات: دولت مشترکہ سے اچھے تعلقات ہندوستان کی خارجہ پالیسی کی ایک اور اہم خصوصیت ہے دولت مشترکہ (Common Wealth) برطانیہ کی سابقہ نوآبادیت کی ایک رضاکارانہ تنظیم سے جہاں اب آزاد ممالک مشترکہ مقصد کیلئے متحد ہوئے ہیں

آج ہندوستان بین الاقوامی مسائل پر نظریات کو ظاہر کرنے کیلئے اس پلیٹ فارم کا استعمال کرتا ہے دولت مشترکہ کے اراکین یوروپین یونین (EU) یوروپی معاشی تعاون کی تنظیم (OEEC) اور دوسری معاشی تنظیمیں جیسے بین الاقوامی امور میں بہت اہم رول ادا کرتی ہیں۔ ہندوستان کامن ویلتھ ہیڈ آف گورنمنٹ میٹنگس (CHOGM) میں پابندی سے شرکت کرتے ہوئے اہم رول ادا کرتا ہے۔

7) اقوام متحدہ پر یقین: ہندوستان اکٹوبر 1945 میں اقوام متحدہ کے قیام سے ہی اسکا رکن ہے اسطرح وہ اسکے ابتدائی اراکین میں سے ایک رکن ہے۔ ہندوستان اقوام متحدہ کے مقاصد اور (اصولوں میں یقین رکھتا ہے) عالمی امن کی برقراری کیلئے اسکی کوششوں میں ہمیشہ اسکا ساتھ دیتا رہا آیا وہ کوریائی مسئلہ ہو، ویتنام کا بحران، کمبوڈیا کا مسئلہ، مغربی ایشیاء کا بحران، لبنانی بحران یا جہاں کہیں امن قائم کرنا ہو ہندوستان ہمیشہ اقوام متحدہ کے ساتھ رہا ہے تاکہ امن برقرار رہے۔

اقوام متحدہ کا مستقبل اصلاحات پر منحصر ہے چنانچہ ہندوستان اقوام متحدہ کو زیادہ موثر جمہوری اور نمائندہ بنانے کیلئے سلامتی کونسل کے موجودہ ڈھانچے میں تبدیلی اور توسیع کا حامی ہے۔ تاکہ اقوام متحدہ بڑھتے ہوئے چیلنجوں کا سامنا کر سکے اور بین الاقوامی تنازعات کو صحیح طریقے سے حل کر سکے۔ ہندوستان کا مشورہ ہیکہ 15 رکنی سلامتی کونسل میں توسیع کی جائے اسکو زیادہ جمہوری، شفاف اور کارکرد وموثر بنایا جائے۔

غیر جانبداریت: غیر جانبداریت (Non Alignment) ہندوستان کی خارجہ پالیسی کا بنیادی اصول ہے 1947 میں آزادی کے حصول کے بعد سے اس اصول کو اپنانے کا مقصد اپنے ملک اور تیسری دنیا کے دوسرے ممالک کو دوسری جنگ کے بعد وقوع پذیر ہونے والے طاقت کے دو مراکز سے دور رکھنا تھا۔ بین الاقوامی تعلقات میں غیر جانبداریت کا ارتقاء اور تشہیر جواہر لعل نہرو کی ایک بڑی دین ہے۔

9) ترک اسلحہ: ہندوستان کی خارجہ پالیسی ہمیشہ نیوکلیر وروایتی اسلحہ کو ترک کرنا رہی ہے۔ 1985 میں نئی دہلی میں منعقدہ چھ قوموں کی کانفرنس میں ہندوستان نے ترک اسلحہ کیلئے ٹھوس تجاویز پیش کئے۔ ہندوستان NPT اور (TBT) پر دستخط نہیں کیا چونکہ وہ اسے امتیازی نوعیت کے معاہدے تصور کرتا ہے جس سے نیوکلیر ہتھیاروں اور توانائی پر ہمیشہ منظم طاقتوں کی اجارہ داری ہوگی

10) دہشت گردی کے خلاف لڑائی: بعد میں اپنائے گئے ہندوستان کی خارجہ پالیسی کے دوسرے مقاصد میں دہشت گردی کے خلاف لڑائی بھی شامل ہے 1980 کے آغاز سے ہندوستان سرحد پار دہشت گردی کا نشانہ بنا رہا ہے۔

18 سپٹمبر 1999 کو ہندوستان نے دہشت گردوں کو کچلنے کیلئے اقوام متحدہ کے بین الاقوامی کنونشن میں دستخط کئے۔ آج ہندوستان کی خارجہ پالیسی کا بڑا مقصد امریکہ، روس اور دوسرے ممالک کے ساتھ ملکر بین الاقوامی دہشت کے خلاف لڑائی لڑنا ہے۔

انسانی حقوق، انسانی حقوق کے تحفظ کی ایجنسیاں

(Human Rights, Agencies of Human Rights Protection)

انسانی حقوق کے معنی وتعریف:

انسانی حقوق میں شخصی آزادی اور قانون کے دائرہ عمل کے حقوق شامل ہیں مثلاً فکر، اظہار خیال، مذہب، تنظیم و تحریک کے لئے، نسل، آزادئ مذہب، جائیداد، زبان اور جنس کی بنیاد پر امتیازی سلوک سے آزادی تک ہیں۔ ایک عام آدمی کے لئے انسانی حقوق وہ حقوق ہیں جو تمام انسانوں کو پیدائش سے لے کر موت تک موت ہر جگہ ہر وقت برابری کی بنیادی پر حاصل ہوتے ہیں۔

لیکن موجودہ دور میں انسانی حقوق کا دائرہ بہت زیادہ وسیع ہو چکا ہے۔''عزت سے جینا اور عزت سے مرنا دونوں ہی انسانی حقوق کے زمرے میں آتے ہیں۔ کسی کو تشدد کا نشانہ بنا کر انسانیت سوز حرکات کے ذریعہ اس کی جان لینا بھی انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ مرنے کے بعد بھی کسی لاش یا میت یا اس قبر یا جہاں اُس کی آخری رسوم ادا کی گئی ہے۔ اس جگہ کی بے حرمتی بھی انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔

اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے اعلامیہ کے مطابق ''انسانی حقوق سے مراد وہ بنیادی حقوق و آزادیاں ہیں جن پر تمام انسان حقدار ہیں، جن میں اکثر زندگی، آزادی، سوچ اور اظہار رائے کی آزادی، اور قانون کے سامنے مساوات کا حق شامل ہوتا ہے۔ حقوقِ انسانی ہی انسانی وجود اور بقاء باہم کی بنیاد ہیں۔''

انسانی حقوق تحفظ ایکٹ 1993ء میں انسانی حقوق کی تعریف اس طرح کی گئی ہے ''انسانی حقوق سے مراد کسی فرد کی زندگی، آزادی، مساوات اور عظمت کی نسبت ایسے حقوق جن کی دستور کی رو سے ضمانت دی گئی ہو جو بین الاقوامی معاہدوں میں شامل کئے گئے ہوں۔ اور ہندوستان میں عدالتوں کے ذریعہ قابلِ نفاذ ہوں''۔

برطانیہ کی تاریخ میں جہاں انسانی حقوق کا سوال ہے، سب سے زیادہ اہمیت کی حامل دستاویز میگنا کارٹا ہی ہے اور دوسری اہم دستاویز مسودہ حقوق 1628 پٹیشن آف رائٹ نے لوگوں کے حقوق کا تعین کیا۔

میگنا کارٹا (Magna carta) جسے انگلستان کا عظیم چارٹر یا منشور اعظم کہا جاتا ہے انگلستان کے دستوری ارتقاء میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے اور انسانی حقوق کی تاریخ میں بھی یہ اسی اہمیت کا حامل ہے۔

انسانی حقوق کے رشتہ سے میگنا کارٹا کا سب سے اہم حصہ وہ ہے جس میں قانون اور انصاف کی تشریح، تعبیر و وضاحت کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور حقوق کو تحفظ فراہم کیا گیا۔ 1355 میں برطانیہ کی پارلیمنٹ نے میگنا کارٹا کی توثیق کرتے ہوئے قانونی چارہ جوئی یا قانون کا موزوں و مناسب طریقہ (Due process of law) کو منظوری دی۔ اس سے لوگوں کو قانونی تحفظ حاصل ہوا۔

12 جولائی 1776ء کو امریکہ کو آزادی ملنے کے بعد وہاں فطری قانون کا غلبہ رہا اور امریکی عوام اس سے مطمئن نہیں تھے۔ اس کے اس میں بہت سی ترمیم کی گئی اور پہلی ترمیم کو Bill of right کے نام سے موسوم کیا گیا۔ جس میں زندگی، آزادی اور خوشی کے حقوق کے حق کا اعلان کیا گیا۔

1789 میں انسانوں اور شہریوں کے حقوق کا اعلامیہ فرانس کی ایک دستاویز۔ جس میں کہا گیا کہ قانون کے تحت تمام شہری برابر ہیں۔

19ویں اور 20ویں صدی میں بہت سارے ممالک نے اپنے دساتیر میں انسانی حقوق کو شامل کیا کچھ ممالک نے ان حقوق کو بنیادی حقوق کا نام دیا۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد ضمن میں کافی تیزی آئی اور آج دنیا کے بیشتر ممالک اپنے دساتیر میں انسانی حقوق کو شامل کر چکے ہیں۔ اگست 1941 میں منشور اوقیانوس (Atlantic charter) پر دستخط ہوئے۔ یہ منشور بھی انسانی حقوق کی علمبرداری کی دستاویزوں میں کافی اہمیت کا حامل ہے۔

انسانی حقوق کی مہم کو اس وقت سب سے بڑی کامیابی ملی جب اقوام متحدہ نے 10 دسمبر 1948 کو انسانی حقوق کا عالمگیر اعلامیہ منظور کیا۔ اس دستاویز کی منظوری کے بعد انسانی حقوق کے تحفظ اور حصول کی ذمہ داری اقوام متحدہ پر آ گئی۔ دراصل انسانی حقوق کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھنے والی دستاویز انسانی حقوق کا عالمگیر اعلامیہ ہی ہے۔

انسانی حقوق کی بنیادی خصوصیات

انسانی حقوق کی مندرجہ ذیل بنیادی خصوصیات ہیں:۔

1۔ انسانی حقوق ہر فرد کے لئے موروثی ہوتے ہیں۔

2) بنیادی : انسانی حقوق بنیادی حقوق ہوتے ہیں کیونکہ ان کے بغیر انسان کی زندگی اور وقار بے معنی ہوتا ہے۔

3)۔ انسانی حقوق ناگزیر ہیں۔ کیونکہ انہیں کسی آزاد فرد سے بجا طور پر نہیں لیا جاسکتا۔ اور نہ ہی ضبط کیا جاسکتا ہے۔

4) انسانی حقوق کو ضائع نہیں کیا جاسکتا۔ یہاں تک کہ اگر انسان ان کو استعمال کرنے یا اس پر زور دینے میں ناکام ہوجاتا ہے۔

5) انسانی حقوق ناقابلِ تقسیم ہیں۔

6) انسانی حقوق آفاقی ہیں۔ اور وہ کسی کی اصلیت، حیثیت حالت یا اس جگہ سے قطع نظر لاگو ہوتے ہیں۔

7) انسانی حقوق ایک دوسرے پر انحصار کرتے ہیں۔ کیونکہ کسی کی تکمیل یا اس کا استعمال دوسرے کے احساس کے بغیر نہیں ہوسکتا۔

انسانی حقوق کی درجہ بندی

شہری اور سیاسی حقوق انسانی حقوق کے عالمی اعلامیہ (UDHR) کے دفعہ 3 سے 21 میں اور شہری و سیاسی حقوق کے بین الاقوامی عہدنامہ (ICCR) میں شامل ہیں۔ معاشی سماجی اور ثقافتی حقوق، انسانی حقوق کے عالمی اعلامیہ (UDHR) کے دفعہ 22 سے 28 میں شامل ہیں۔ اور انسانی حقوق کا عالمی ڈیکلریشن (ICESCR) معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق پر بین الاقوامی عہدنامہ ہے۔

انسانی حقوق کا عالمی اعلامیہ

انسانی حقوق کے عالمی اعلامیہ ایک ایسا دستاویز ہے جو انسانی تاریخ میں سنگ میل کی نشاندہی کرتا ہے۔ انسانی حقوق کے عالمی اعلامیہ کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے پیرس میں (جنرل اسمبلی کی قرارداد 217) کے ذریعہ 10 دسمبر 1948ء کو پیش کیا۔ اس وقت 58 اراکین میں سے 48 اراکین نے اس کے حق میں ووٹ دیا جبکہ 18 ارکان اس کے خلاف کوئی اعتراض نہیں کیا اور دو اراکین نے ووٹ نہیں دیا۔ یہ اعلامیہ بھاری اکثریت سے منظور ہوا اور تمام دنیا آج اسے عالمی منشور حقوق انسانی، یا عالمی اعلان برائے حقوق انسانی یا حقوق کے عالمی اعلامیہ کے طور پر جانتی ہے۔ اس اعلامیہ کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے اس کے 183 ویں اجلاس میں 10 دسمبر 1948 کو انسانی حقوق کے اعلامیہ کو اپنایا۔ اس کی اصل زبانیں۔ انگریزی، اور فرانسیسی ہیں۔ اس کا دیگر 500 سے زیادہ زبانوں میں ترجمہ کیا گیا ہے۔

انسانی حقوق کا عالمی اعلامیہ کے منشور میں حسب ذیل 30 دفعات شامل ہیں:۔

دفعہ 1 :۔ تمام انسان آزاد پیدا ہوتے ہیں اور عظمت اور حقوق کے معاملے میں مساوی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہیں عقل اور

ضمیر عطا کیا گیا ہے۔ انہیں ایک دوسرے کے ساتھ برادرانہ سلوک کرنا چاہیئے۔

دفعہ 2:۔ اس اعلامیہ میں کسی بھی قسم کے امتیاز کے بغیر، نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب، سیاسی یا دیگر رائے، قومی معاشرتی، نژاد، جائیداد، پیدائش یا دیگر حیثیت جیسے ہر شخص کو اس اعلامیہ میں متعین تمام حقوق اور آزادی کا حقدار ہے۔ مزید کسی بھی ملک یا علاقہ کی سیاسی، دائرہ اختیار یا بین الاقوامی حیثیت کی بناء پر کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا خواہ وہ آزاد، اعتماد، غیر خود اختیاری میں ہو یا محدود خود مختار ہو۔

دفعہ 3:۔ ہر شخص کو زندگی' آزادی اور فرد کی سلامتی اور اپنی ذات کے تحفظ کا حق حاصل ہے۔

دفعہ 4:۔ کسی بھی شخص کو غلام بنا کر نہیں رکھا جائے گا اور نہ ہی محکوم رکھا جائے گا۔ غلامی اور غلاموں کی تجارت ہر شکل میں ممنوع ہوگی۔

دفعہ 5:۔ کسی بھی شخص کو اذیت یا ظالمانہ، غیر انسانی یا ہتک آمیز سلوک یا سزا کا نشانہ نہیں بنایا جائے گا۔

دفعہ 6:۔ قانون سے پہلے ہر شخص کو ایک شخص کی حیثیت سے ہر جگہ تسلیم کیئے جانے کا حق ہے۔

دفعہ 7:۔ قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور ہر کسی کو امتیاز کے بغیر مساوی قانونی تحفظ کا حق حاصل ہے۔ وہ اس اعلامیہ کی خلاف ورزی کے باعث ہونے والے کسی امتیاز اور ایسے امتیاز کی ترغیب کے خلاف مساوی تحفظ کے حقدار ہے۔

دفعہ 8:۔ ہر شخص کو آئین یا قانون کے ذریعہ عطا کیئے گئے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی اس لئے امتیاز کے منافی کسی بھی فعل کے خلاف باختیار قومی، ٹریبونل میں موثر چارہ جوئی کا حق حاصل ہے۔

دفعہ 9:۔ کسی بھی شخص کو من مانی طور پر گرفتار، نظر بند یا جلاوطن نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ :10۔ ہر شخص کو اپنے بنیادی حقوق وفرائض کے تعین میں یا اپنے خلاف عائد الزامات سے برأت کے لئے آزاد اور غیر جانبدار ٹریبونل میں کھلی اور منصفانہ سماعت کا یکساں حق حاصل ہے۔

دفعہ :11۔ ہر شخص جس پر کسی تعزیری جرم کا الزام لگایا جائے اس بات کا حق رکھتا ہے کہ اس وقت تک بے گناہ سمجھا جائے جب تک وہ کھلی عدالت میں قانون کے مطابق قصوروار ثابت نہ ہو جائے۔

دفعہ :12۔ من مانے طور پر کسی شخص کی رازداری، خاندان، گھر یا خط وکتابت میں مداخلت نہیں کی جائے گی اور نہ ہی اس کی عزت اور وقار پر حملہ کیا جائے گا۔ ہر کسی کو اس طرح کی مداخلت یا حملوں کے خلاف قانون کے تحفظ کا حق حاصل ہے۔

دفعہ :13۔ ہر شخص کو اپنے ملک کے حدود میں نقل وحرکت اور رہائش کی آزادی حاصل ہے۔

دفعہ :14۔ 1) ہر شخص کو ظلم وتشدد سے بچنے کے لئے دوسرے ممالک میں پناہ لینے اور اس سے مستفید ہونے کا حق حاصل ہے۔

2) غیر سیاسی جرائم یا اقوام متحدہ کے اصول ومقاصد کے منافی افعال کے سلسلے میں جائز طور پر قائم کئے گئے مقدمات سے بچنے کے لئے یہ حق قابلِ استعمال نہیں ہوگا۔

دفعہ :15۔ i) ہر شخص کو کوئی بھی قومیت اختیار کرنے کا حق حاصل ہے۔

ii) کسی فرد کو بھی اس کی قومیت سے من مانی طور پر محروم نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اس کی قومیت تبدیل کرنے کے حق سے انکار کیا جائے گا۔

دفعہ :16۔ i) بالغ عمر کے مردوں اور عورتوں، نسل، قومیت یا مذہب کی بناء پر کسی حد کے بغیر خاندان کی بنیاد رکھنے کا حق حاصل ہے۔ شادی، دوران شادی اور اس کی تنسیخ کے سلسلے میں وہ مساوی حقوق رکھتے ہیں۔

ii) شادی کے خواہش مند جوڑوں کی شادی ان کی مکمل رضامندی سے کی جائے۔

iii) خاندان معاشرے کا فطری اور بنیادی اکائی گروپ ہے اور سماج اور مملکت کی طرف سے تحفظ کا حقدار ہے۔

دفعہ :17۔ i) ہر شخص کو تنہا یا دوسروں کے ساتھ مل کر جائیداد رکھنے کا حق حاصل ہے۔

ii) کسی کو بھی اس کی املاک سے من مانی سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ :18۔ ہر فرد کو فکر، ضمیر اور مذہب کی آزادی کا حق ہے۔ اس حق میں اپنے مذہب یا عقیدے کو تبدیل کرنے کی آزادی اور تنہا یا برادری میں دوسروں کے ساتھ عوامی یا نجی طور پر اپنے دین یا عقیدے کی تعلیم، عمل، عبادت کرنے اور اس کی پابندی کرنے کی آزادی کا حق شامل ہے۔

دفعہ :19۔ ہر شخص کو آزادئ رائے اور آزادئ اظہار کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں بلا مداخلت رائے رکھنے کی آزادی اور بلا لحاظ علاقائی حدود کسی بھی ذریعہ سے اطلاعات اور نظریات تلاش کرنے، حاصل کرنے اور انہیں دوسروں تک پہنچانے کی آزادی شامل ہے۔

دفعہ :20۔ i) ہر شخص کو پر امن اجتماع اور جماعت سازی کی آزادی کا حق حاصل ہے۔

ii) کسی شخص کو کسی جماعت سے تعلق رکھنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

دفعہ :21۔ i) ہر شخص کو اپنے ملک کی حکومت میں براہ راست یا آزادانہ طور پر منتخب نمائندوں کے ذریعہ حصہ لینے کا حق ہے۔

ii) ہر شخص کو اپنے ملک میں سرکاری ملازمتوں میں مساوی رسائی کا حق حاصل ہے۔

iii) عوام کی مرضی حکومت کے اقتدار کی بنیاد ہوگی۔ یہ مرضی وقفہ وقفہ سے اور ایسے صحیح انتخابات کے ذریعہ ظاہر کی جائے گی جو عالمگیر اور مساوی رائے دہی پر مبنی ہوگی جو خفیہ یا یکساں آزاد رائے دہی کے طریقوں پر کرائے جائیں۔

دفعہ :22۔ ہر شخص معاشرے کے ایک فرد کی حیثیت سے، سماجی تحفظ کا حق رکھتا ہے اور قومی کوششوں اور بین الاقوامی تعاون کے ذریعہ اور ہر ملک کی تنظیم اور وسائل کے مطابق، معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق جو اس کی شخصیت کی عظمت و آزاد نشوونما کے لئے ضروری ہوں، حاصل کرنے کا حق رکھتا ہے۔

دفعہ :23۔ i) ہر شخص کو کام، ملازمت کرنے کے آزادانہ انتخاب، کام کے منصفانہ اور موافق اور بے روزگاری کے خلاف تحفظ حاصل ہے۔

ii) ہر شخص کو بلا امتیاز مساوی کام کا مساوی معاوضہ کا حق حاصل ہے۔

iii) ہر فرد کو جو کام کرتا ہے ایسے منصفانہ اور موافق اور معاوضہ کا حق حاصل ہے جو اس کو اور اس کے خاندان کو زندہ رہنے کے لیے انسانی عظمت کے قابل بنائے اور اگر ضروری ہو تو معاشرتی تحفظ کے دیگر ذرائع سے اس میں اضافہ کرے۔

iv) ہر شخص کو اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے ٹریڈ یونین بنانے اور اس میں شامل ہونے کا حق حاصل ہے۔

دفعہ 24۔ ہر شخص کو آرام و تفریح کا حق حاصل ہے۔ اس میں کام کے اوقات کے معقول حدود اور وقتاً وقتاً سے تعطیلات شامل ہیں۔

دفعہ 25۔ i) ہر شخص کو ایسے معیار زندگی کا حق حاصل ہے جو اس کی اور اس کے خاندان کی صحت اور بہبود بشمول غذا، لباس، رہائش، طبی دیکھ بھال اور ضروری سماجی خدمات کے حصول کے لیے کافی ہو اور وہ بے روزگاری، بیماری، معذوری، بیوگی، بڑھاپا یا اس کے اختیار سے باہر کے حالات میں واقع ہونے والی عدم روزگاری دیگر صورتحال میں تحفظ کا حق رکھتا ہے۔

ii) ماں اور بچے کو خصوصی توجہ اور مدد کا حق حاصل ہے۔ تمام بچے خواہ وہ شادی کے بعد میں پیدا ہوں یا بغیر شادی کے وہ سماجی تحفظ سے بہرہ ور ہونے کا حق رکھتے ہیں۔

دفعہ 26۔ i) ہر فرد کو تعلیم کا حق ہے۔ تعلیم مفت ہوگی، کم از کم ابتدائی اور بنیادی سطح پر۔ ابتدائی تعلیم لازم ہوگی۔ ٹیکنیکل اور پیشہ ورانہ تعلیم عمومی طور پر میسر کی جائے گی اور اعلیٰ تعلیم تک اہلیت کے مطابق یکساں طور پر ہر شخص کی رسائی ہوگی۔

ii) تعلیم کا مقصد انسانی شخصیت کی مکمل نشوونما اور انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے احترام کی پختگی کا حصول ہوگا۔ تعلیم تمام اقوام، نسلی اور مذہبی گروہوں میں مفاہمت، رواداری اور دوستی کو فروغ دے گی اور قیام امن کے لیے اقوام متحدہ کی سرگرمیوں کو آگے بڑھائے گی۔

3) والدین کو اپنے بچوں کو دی جانے والی تعلیم کے انتخاب کا ترجیحی حق حاصل ہوگا۔

دفعہ 27۔ i) ہر شخص کو آزادانہ طور پر معاشرے کی ثقافتی زندگی میں حصہ لینے فنون لطیفہ سے لطف اندوز ہونے اور سائنسی ترقی اور اس کے فوائد سے مستفید ہونے کا حق حاصل ہے۔

ii) کسی بھی سائنسی، ادبی فنکارانہ تخلیقات کے نتیجہ میں اخلاقی اور مادی مفادات کے تحفظ کا ہر ایک کو حق ہے جس کا وہ مصنف ہے۔

دفعہ 28۔ ہر ایک ایسے معاشرتی اور بین الاقوامی آرڈر کا حقدار ہے جس میں اس اعلامیہ میں طے شدہ حقوق اور آزادیوں کا پوری طرح سے ادراک کیا جا سکے۔

دفعہ 29۔ i) ہر فرد کے فرائض اس کمیونٹی کے ساتھ ہیں جس میں صرف اس کی شخصیت کی آزادی اور مکمل ترقی ممکن ہے۔

ii) اپنے حقوق اور آزادیوں کے استعمال کے دوران ہر ایک کو صرف ان حدود سے مشروط کیا جائے گا جو قانون کے ذریعہ طے شدہ ہیں کہ وہ دوسروں کے حقوق اور آزادیوں کے لیے مناسب اعتراف اور احترام کرنے اور اخلاقیات کے منصفانہ تقاضوں کو پورا کرنے کے مقصد کے لیے مقرر کیے گئے ہوں۔ جیسا کہ امن عامہ، اخلاق عامہ، اور عام فلاح و بہبود کی ضرورت جمہوری سماج میں ہوتی ہے۔

3) یہ حقوق اور آزادیاں کسی بھی صورت میں اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے برخلاف استعمال نہیں کی جاسکتی ہیں۔

دفعہ 30: اس اعلامیہ میں کسی بھی چیز کی ترجمانی کسی بھی ملک، گروہ، فرد کے لئے کسی سرگرمی میں ملوث ہونے یا کسی بھی عمل کو انجام دینے کے حق سے مترادف نہیں کی جاسکتی ہے جس کا مقصد یہاں بیان کردہ حقوق اور آزادیوں کو ختم کرنا ہے۔

انسانی حقوق کے تحفظ کی ذمہ دار ایجنسیاں

(Agencies of Human Rights Protection)

انسانی حقوق کے تحفظ کے لئے کچھ ایجنسیاں تشکیل دی گئی ہیں تا کہ حقوق کی خلاف ورزیوں پر نگرانی رکھی جاسکے بین الاقوامی سطح پر تسلیم شدہ انسانی حقوق کی تنظیمیں حسب ذیل ہیں:۔

1) اقوام متحدہ کے ہائی کمشنر برائے انسانی حقوق کا دفتر

Office of the United Nation High Commissioner for Human Rights

2) ایمنسٹی انٹرنیشنل (Amnesty International)

3) بین الاقوامی ادارۂ محنت International Labour Organisation (ILO)

4) حقوق انسانی کی وکلا کمیٹی Lawyers Committee for Human Rights

5) ہیومنٹ رائٹس۔واچ Human Rights-Watch

6) اقوام متحدہ کی فاؤنڈیشن United Nations Foundations

ہند۔چین تعلقات

(India - China Relation)

چین اور ہندوستان کے درمیان ثقافتی اور معاشی تعلقات قدیم زمانے سے ملتے ہیں۔ مذہب بدھ مت کو پہلی صدی عیسوی میں ہندوستان سے چین منتقل کیا گیا تھا۔ شاہراہ ریشم کے ذریعہ تجارتی تعلقات نے دونوں خطوں کے مابین معاشی رابطہ کا کام کیا۔

1949ء میں چین کے کمیونسٹ پڑوس کی حیثیت سے ابھرنے کے بعد ہندوستان نے چین کے ساتھ دوستی وتعاون کی ترقی میں تیکھے پن کا اظہار کیا۔ اس معاملہ کی حقیقت کے مطابق چین کے ساتھ پرامن اور دوستانہ تعلقات کی ترقی ہندوستانی خارجہ پالیسی کی تشکیل کی اہم خصوصیات بن گئی۔

ہندوستان اور چین کے مابین سرحدی تنازعات Border Issues between India and China

1. تبت کا تنازعہ (Tibet Issue)

کمیونسٹ حکومت کے قیام کے بعد چین نے اپنی سرحدوں کو وسعت دینا شروع کیا اور اس نے تبت کو چین کا ایک حصہ قرار دیا اور تبت کے حصول کے لئے منصوبہ بنائے تھے۔ اکتوبر 1950ء کو چین نے اپنی فوجیں تبت میں روانہ کی اور وہاں فوجی کنٹرول قائم

کرلیا۔

چین نے مئی 1951ء میں دلائی لاما کے نمائندے کو ایک 17 نکاتی معاہدہ پر دستخط کرنے کے لئے دباؤ ڈالا جس کے تحت تبت چین ایک ڈھیلی ڈھالی غیر حقیقی طرز کی خودمختاری کے ساتھ چین کا علاقہ بن گیا۔

یہ مشہور تاثر ہے کہ 1950ء کی دہائی میں چین کے ساتھ ہندوستان کی سفارت کاری کی گرفت ''ہندی چینی بھائی بھائی'' تھی۔

1954ء میں ہندوستان چین کے ساتھ معاہدہ میں داخل ہوا اور رسمی طور پر چین کا تبت پر اقتدار تسلیم کرلیا۔

پنچ شیل : (Punchasheel)

29 اپریل 1954ء میں ہندوستان کے وزیر اعظم جواہر لال نہرو اور چین کے سربراہ جوئین لائی کے درمیان تبت کے مسئلہ پر ایک معاہدہ کیا گیا جس کو پنچ شیل کہتے ہیں۔ اس کے پانچ اصول ہیں۔

1. ایک ملک دوسرے ملک کی علاقائی یکجہتی اور اقتدار اعلیٰ کا احترام کرے۔
2. ایک دوسرے پر حملہ نہ کرے
3. ایک ملک دوسرے ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہ کرے۔
4. مساوات اور باہمی مفادات
5. پر امن بقاء باہم

ہند۔چین نقشہ کے تعلق سے اختلافات: (Differences Over Cartographic Maps)

چین کا رقبہ ہندوستان کے 3.39 ملین مربع کلومیٹر نے مقابلہ میں 9.56 مربع کلومیٹر ہے۔ دونوں ممالک کے درمیان 2896 کلومیٹر لمبی سرحد میں اکسائی چین اروناچل پردیش کا علاقہ سب سے زیادہ متنازعہ ہے۔ چنانچہ دونوں ممالک کے درمیان مشرقی سیکٹر میں 90,000 مربع کلیئر وسطی سیکٹر 2000 کلومیٹر اور مغربی سیکٹر 3300 کلومیٹر کا علاقہ متنازعہ ہے اور اب یہ چین کے قبضہ میں ہے۔

1954ء میں چین کے نقشوں کو شائع کیا گیا جس میں ہندوستان کے بڑے حصہ کو چین کے علاقوں کی حیثیت سے بتلایا گیا۔

جب ہندوستانی حکومت نے **اشمال مشرقی سرحدی ایجنسی (North Eastern Frontier Agency)**

اروناچل پردیش اور تبت تقریباً 710 کلومیٹر طویل ہیں۔ اس سرحد کو میک موہن لائن (Mc-Mahon Line) کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس میک موہن لائن کو 1914ء میں برطانوی حکومت نے چین اور تبت کے نمائندوں کی کانفرنس میں متعین کیا تھا۔ ہندوستان سے سکریٹری آف اسٹیٹ ارتھر ہینری میک موہن نے نمائندگی کی تھی۔ برطانوی ہند کے نمائندے تبت اور چین کے نقشہ پر دستخط کئے تھے لیکن چینی حکومت نے اس کو منظور نہیں کیا جبکہ ہندوستان اس کو ہمیشہ قبول کیا۔

ہند۔چین جنگ 1962ئ:

چینیوں نے میک موہن لائن کو (NEFA) میں مشرقی قطعہ میں پار کرلیا اور 8 ستمبر 1962 میں ہندوستانی علاقہ کا اچھا خاصہ حصہ حاصل کرلیا۔ 20 اکتوبر 1965ء میں لداخ خطہ پر ایک نہایت ہولناک حملہ کیا۔ 16 نومبر 1962ء میں چینیوں نے آسام کے

میدانوں کو پار کر لیا اور لداخ میں مکمل علاقہ میں چین نے اپنی فوج کے ذریعہ قبضہ کا دعویٰ کر رہا تھا۔ا۔ ہندوستان نے اس تجویز کو مسترد کر دیا اور سفارش کی کہ چین اپنی سابقہ حالت کو برقرار رکھے جیسا 8 دسمبر 1962ء میں تھی لیکن اس کو چین نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔اس جنگ میں ہندوستان کو شکست ہوئی۔

چین اور ہندوستان کے مابین تعلقات 1960 کی دہائی کے اواخر اور 1970ء کی دہائی کے دوران خراب ہوئے جبکہ چین پاکستان تعلقات بہتر ہوئے۔ چین اور روس کے تعلقات مزید خراب ہو گئے۔ چین نے ہندوستان کے ساتھ 1965ء کی جنگ میں پاکستان کی حمایت کی۔

بعد کے تنازعات:

1967ء کے آخر میں سکم میں ان کی لڑی جانے والی سرحد پر ہندوستان اور چین کے افواج کے مابین دو تنازعات پیدا ہوئے پہلے تنازعہ کو ''نتھولا واقعہ'' اور دوسرے کو ''چولا واقعہ'' قرار دیا گیا تھا۔

ستمبر 1967ء میں نتھولا میں چین اور ہندوستانی افواج کے درمیان تصادم ہوا۔ 11 ستمبر کو چینی فوجیوں نے ہندوستانی فوجیوں کے لشکر پر فائرنگ کر دی۔ جو نا تھولا کے شمالی حصہ پر باڑ لگا رہی تھی۔ یہ اگلے پانچ دنوں میں ہندوستانی اور بھاری توپ خانے اور مارٹر فائر کے تبادلے میں بڑھ گیا۔چینی افواج اور 62 ہندوستانی فوجی مارے گئے۔ اگست 1971ء میں ہندوستان نے سوویت یونین کے ساتھ امن دوستی اور تعاون کے معاہدہ پر دستخط کئے۔ چین نے ہندوستان کے ساتھ دسمبر 1971ء کی جنگ میں پاکستان کا ساتھ دیا۔

سفارتی تعلقات کی بحالی:(Normalisation of Diplomatic Relations)

1976ء میں چین اور ہندوستان نے اپنے سفیروں کا تبادلہ کرتے ہوئے سفارتی تعلقات کو بہتر بنانے کی کوشش کی اور دونوں ممالک کے درمیان سفارتی تعلقات استوار ہوئے۔ 1978ء میں ہندوستان کے وزیر خارجہ اٹل بہاری واجپائی نے چین کا اہم دورہ کیا اور دونوں ممالک نے باضابطہ طور پر 1979ء میں سفارتی تعلقات کو دوبارہ قائم کیا۔

1980ء کی دہائی میں:

1981ء میں چین کے وزیر خارجہ ہوانگ ہوا نے نئی دہلی کا تاریخی دورہ کیا۔چین کے وزیر اعظم ژاؤ ژیانگ نے بیک وقت پاکستان، نیپال اور بنگلہ دیش کا دورہ کیا۔

1980ء میں ہندوستان کی وزیر اعظم اندرا گاندھی نے لائن آف ایکچول کنٹرول کا ارد گرد افواج کی تعیناتی کو اپ گریڈ کرنے کے منصوبے کی منظوری دی۔ 1987ء میں چین کا ردِعمل اس ہی طرح تھا جیسا کہ 1962ء میں ہوا تھا۔ چنانچہ کئی سفارت کاروں کو جنگ کی پیشن گوئی کرنے پر مجبور کیا۔ تاہم ہندوستانی وزیر خارجہ این ڈی تیواری اور وزیر اعظم راجیو گاندھی Mutual de-escalation پر بات چیت کے لئے بیجنگ کا دورہ کئے۔

ہندوستان اور چین کے درمیان دسمبر 1981ء اور نومبر 1987ء کے مابین سرحدی مذاکرات کے آٹھ دور ہوئے۔ 8 دسمبر 1988ء کو راجیو گاندھی کے دور چین سے تعلقات میں ایک گرم جوشی کا رجحان پیدا ہوا۔ دونوں فریقوں نے مشترکہ اعلامیہ جاری کیا جس میں پنچ شیل کی بنیاد پر دوستانہ تعلقات کی بحالی کی ضرورت پر زور دیا گیا تھا۔ ہندوستان اور چین نے سرحدی تنازعات کا باہمی قابل قبول

حل تلاش کرتے ہوئے ایک منصفانہ اور معقول حل نکالنے پر اتفاق کیا۔

راجیو گاندھی نے سائنس وٹکنالوجی کے تعاون، براہ راست ہوائی رابطوں کے قیام اور ثقافتی تبادلہ سے متعلق دوطرفہ معاہدوں پر دستخط کئے۔ دنوں فریقین نے وزیر خارجہ کے مابین سالانہ سفارتی مشاورت کرنے، اقتصادی اور سائنسی تعاون پر مشترکہ کمیٹی تشکیل دینے پر بھی اتفاق کیا۔

اعتمادی سازی کے اقدامات (Confidence Building Measures)

دسمبر 1991ء میں چین کے وزیر اعظم لی پنگ کے دورہ ہندوستان اور مئی 1992ء میں ہندوستان کی صدر آر وینکٹ رامن کے چین کے دورے پر اعلیٰ سطحی بات چیت جاری رہی۔ سرحدی تنازعات پر ہندوستان، چین مشترکہ ورکنگ گروپ کے مذاکرات کے چھ دور ڈسمبر 1988ء سے جون 1993ء کے درمیان ہوئے۔

1992 ڈسمبر میں ممبئی اور سنگھائی میں قونصل خانے دوبارہ کھولے گئے۔ 1993ء میں مشترکہ ورکنگ گروپ کا چھٹا دور نئی دہلی 1993ء میں ہوا۔ لیکن اس کے نتیجے میں معمولی پیشرفت ہوئی۔ وزیر ماحولیاتی امور (جیسے آلودگی، جانوروں کے خاتمہ گلوبل وارمنگ وغیرہ) اور ریڈیو اور ٹیلی ویژن نشریات سے متعلق ایک سرحدی معاہدہ پر دستخط کئے۔

جنوری 1994ء میں بیجنگ نے اعلان کیا کہ وہ نہ صرف کشمیر کے بارے میں مذاکرات کے حل کا حامی ہے بلکہ اس خطہ کے لئے کسی بھی طرح کی آزادی کی بھی مخالفت کرتا ہے۔ نئی دہلی میں فروری میں یہ بات چیت کی گئی جس کا مقصد "اعتماد سازی کے اقدامات" کی تصدیق، حقیقی کنٹرول کی لائن کی وضاحت، لائن کے ساتھ مسلح افواج میں کمی کی اور آئندہ فوجی مشقوں کے بارے میں پیشگی معلومات پر تبادلہ خیال کرنا تھا۔ چین کی جانب سے سرحدی مسئلہ کے حل کی امید کا اعادہ کیا گیا۔

1995ء جولائی میں بیجنگ میں اور اگست میں نئی دہلی میں سرحدی سلامتی کو بہتر بنانے، سرحد پار سے ہونے والے جرائم کا مقابلہ کرنے اور سرحد سے اضافی دستوں کے انخلاء پر بات چیت ہوئی۔ ان مذاکرات نے تناؤ کو مزید کم کیا۔

1998ء میں ہندوستان کے جوہری تجربات کے بعد چین اور ہندوستان میں کشیدگی آئی۔ ہندوستان کے وزیر خارجہ جارج فرنانڈیس نے اعلان کیا کہ قومی سلامتی کے بارے میں میرے خیال میں چین دشمن نمبر ایک ہے۔ 1998ء میں چین ہندوستان کے جوہری تجربات اور جوہری کلب میں داخلے کے ایک مضبوط بین الاقوامی نقاد تھا۔

1999ء کی کارگل جنگ کے دوران چین نے پاکستان کی حمات کی لیکن پاکستان کو اپنی افواج واپس لینے کے لئے بھی مشورہ دیا۔

2003ء میں چین نے سکم پر ہندوستان کی خودمختاری کو باضابطہ طور پر تسلیم کیا کیونکہ دونوں مما لک اپنے سرحدی تنازعات کو حل کرنے کی طرف بڑھے۔

سرحدی مسئلہ کے حل کے لئے مقررہ خصوصی نمائندوں کے درمیان چھٹے دور کی بات چیت ستمبر 2005ء میں منعقد ہوئی۔ اس سال یعنی 2005ء میں چینی وزیر اعظم وین جیاباؤ اعلیٰ ٹیک صنعتوں میں چین اور ہندوستانی تعاون میں اضافہ کے لئے زور دینے ہندوستان میں بنگلور کا دورہ کئے۔ انہوں نے کہا کہ 21 ویں صدی آئی ٹی انڈسٹری کی ایشین صدی ہوگی۔ 2006ء میں چین اور ہندوستان نے نتھولا

پاس تجارت کے لئے دوبارہ کھول دیا۔

2010 میں چین وزیر اعظم وین جیاباؤ نے وزیر اعظم منموہن سنگھ کی دعوت پر 15 تا 17 دسمبر 2010ء کو ہندوستان کا سرکاری دورہ کیا۔ ان کے ساتھ 400 چینی کاروباری رہنما بھی تھے۔ جو ہندوستانی کمپنیوں کے ساتھ کاروباری معاہدوں پر دستخط کرنے کے خواہاں تھے۔

معاشی اور تجارتی تعلقات: (Economics and Trade Relations)

دونوں ممالک کے درمیان 2011 میں دوطرفہ تجارت 73 ملین امریکی ڈالر تک جا پہنچی۔ جس سے ہندوستان کو سب سے بڑا تجارتی شراکت دار بنا۔

2012ء میں برکس BRICS چوٹی کانفرنس نئی دہلی میں چین کے صدر ہوجنتاؤ نے ہندوستان کے وزیر اعظم منموہن سنگھ کو بتایا کہ چین اور ہندوستان کی دوستی کی ترقی اسٹریٹجک تعاون کو گہرا کرنے اور مشترکہ ترقی کو حاصل کرنے کے لئے چین کی غیر متزلزل پالیسی ہے اور چین ہندوستان اور چین کے درمیان مزید متحرک تعلقات استوار کرنے کے لئے پرعزم ہے۔

2013ء میں وزیر سلمان خورشید نے چین سے کہا کہ دونوں ممالک کی مشترکہ دلچسپی ہے کہ وہ سرحدی معاملات کو بڑھاوا دینے یا تعلقات میں طویل مدتی پیشرفت کو تباہ نہ کرنے میں مشترکہ دلچسپی رکھتے ہیں۔

چینی وزیر اعظم لی کی چیانگ نے 18 مئی 2013 کے سفارتی تعاون بڑھانے تجارتی تعلقات کو مستحکم کرنے اور سرحدی تنازعات کی حل کی تشکیل کے لئے ہندوستان کا پہلا غیر ملکی دورہ کیا۔ 2014ء میں صدر چین ژیاؤ پنگ نے ہندوستان کا دورہ کیا۔ لیکن دونوں ممالک کے نقصانات مین کوئی بہتر اضافہ نہ ہوسکا۔

ڈوکلم اسٹینڈ آف (Doklam Stand off) 2017

سکم میں ڈوکلم کی جگہ پر ہند۔ چین اور بھوٹان کی سرحد ملتی ہے۔ اس سہ راہ پر چین نے 16 جون 2017ء کو چینی فوجیوں نے تعمیراتی گاڑیوں اور سڑک بنانے کے ساز وسامان کے ساتھ ڈوکلم میں جنوب کی طرف ایک موجودہ سڑک میں توسیع شروع کردی۔ یہ علاقہ ہے جس کا دعویٰ چین کے ساتھ ساتھ ہندوستان کا اتحادی بھوٹان بھی کرتا ہے۔ ڈوکلم علاقہ 1961ء سے بھوٹان کا حصہ تسلیم کیا گیا ہے لیکن چین اس علاقہ پر اپنا دعویٰ پیش کرتا رہا ہے۔ چنانچہ چین کی اس علاقہ میں سرگرمی کے بعد ہندوستان بھوٹان کی مداخلت کے لئے 18 جون 2017ء کو تقریباً 270 ہندوستانی فوجی ہتھیاروں اور دو بلڈوزروں کے ساتھ ڈوکلم میں داخل ہوئے تاکہ چینی فوجی کو سڑک کی تعمیر سے روکا جاسکے۔ ہندوستان کو چین کے اس علاقہ پر سڑک بنانے پر اس لئے اعتراض ہے کہ کیلاش مان سرور کو ہندو یاتری اس ہی راستے سے جاتے ہیں۔ 21 جولائی 2017ء کو ہندوستان کی وزیر خارجہ سشما سوراج نے کہا کہ بات چیت کے لئے ہندوستان اور چین دونوں کو اپنی فوج واپس لینا ہوگی۔ 28 اگست 2017ء کو چین اور بھارت نے سرحدی موقف کو ختم کرنے کے لئے اتفاق کیا۔ ان دونوں نے ڈوکلم میں اسٹینڈ آف (Stand off) سے الگ ہونے پر اتفاق کیا ہے۔

2018 کا دور: مئی 2018ء میں دونوں ممالک صحت، تعلیم اور خوراک کی حفاظت کے شعبوں میں افغانستان میں اپنے ترقیاتی پروگراموں کو مربوط کرنے پر متفق ہوئے۔

2019ء میں چین اور ہندوستان کے تعلقات 11: اکتوبر 2019ء کو گیارہویں چینی صدر جن پنگ (Jinping) نے ہندوستانی وزیر اعظم نریندر مودی سے ٹاملناڈو میں ایک دوسری غیر رسمی ملاقات کی اور یہ حتمی شکل دی گئی ہے کہ 2020ء میں چین، ہندوستان کے سفارتی تعلقات کی 70 ویں سالگرہ کے موقع پر 70 تقریبات وجشن منعقد کئے جائیں گے اس کے علاوہ مختلف دیگر سرگرمیوں کا بھی منصوبہ ہے۔

2020ء میں چین اور ہندوستان کے تعلقات:

10 مئی 2020ء کو سکم (ہندوستان) کے ناتھولا میں چینی اور ہندوستانی فوج آپس میں ٹکرا گئے۔ جس میں 11 فوجی زخمی ہو گئے ہیں۔

16 جون 2020ء لداخ کے حساس خطہ مین 5 ہفتے سے جاری سرحدی تنازعہ نے شدید کشیدگی پیدا کردی۔ کیونکہ چینی دستوں نے مشرقی لداخ کی گلوان وادی مین 15 جون 2020ء کی شب سخت جھڑپ کے دوران ایک انڈین آرمی کے کرنل اور دو سپاہیوں کے بشمول کم از کم 20 فوجی ہلاک کر دئے ہیں۔

وزیر اعظم نے صورتحال سے نمٹنے کے لئے 19 جون 2020ء کو ایک کل جماعتی اجلاس بھی طلب کیا اس مسئلہ پر سارے ہندوستانی عوام ایک ہیں اور اپنی افواج کی ہلاکت پر شدید غم وغصہ کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ چین کی اس جارحانہ روش اور اشتعال پر منہ توڑ جواب دیا جائے۔

ہندوستان کے امریکہ سے تعلقات

(India's Relation with USA)

تعارف (Introduction)

امریکہ اور ہندوستان دونوں جمہوری ممالک ہیں۔ ایک دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت ہے تو دوسری دنیا کی سب سے قدیم جمہوریت ہے۔ دوسرے تصورات جیسے آزادی، دستوریت اور معاشی آزادی، دنوں میں مشترکہ ہیں۔ 1947 سے 1954 تک ہندوستان کے امریکہ سے دوستانہ تعلقات تھے۔ امریکہ نے پاکستان کے ساتھ جب (CENTO) معاہدہ کیا تو ہندوستان پاکستان اور امریکہ کا مقابلہ کرنے کے لئے سوویت یونین کے ساتھ اسٹراٹیجک اور فوجی تعلقات کو ہموار کیا۔ 1961ء میں امریکہ اور سوویت یونین کے مابین سرد جنگ کے کھیل میں حصہ لینے سے بچنے کے لئے ہندوستان نے غیر جانبدار تحریک کا بانی رکن گیا۔ 1971 کی ہندوستان پاکستان جنگ 1990ء میں سوویٹ یونین کے زوال تک امریکہ اور ہندوستان کے تعلقات متاثر رہے۔

1990ء کی دہائی میں ہندوستان کی خارجہ پالیسی نے غیر متناسب دنیا سے موافقت اختیار کی اور امریکہ کے ساتھ قریبی تعلقات استوار کئے۔

2017ء میں دوطرفہ تجارت (سامان اور خدمات دونوں میں) 9.8 فیصد اضافہ سے 126,100,000,000 امریکی ڈالر تک جا پہنچی۔

1947 سے 1997 تک کانگریس حکومت کے دوران امریکہ اور ہندوستان کے تعلقات:

امریکہ نے ٹرومین انتظامیہ کے تحت 1940ء کی دہائی کے آخر ہندوستان کی حمایت کرنے کی طرف اپنا جھکاؤ دکھایا۔ تاہم

سرد جنگ کے دوران نہرو کی غیر جانبدارانہ پالیسی بہت سارے امریکی مبصرین کے لئے عجیب تھی۔ امریکی مبصرین نے ہندوستان کی عدم اتحادی پالیسی کو منفی انداز میں سمجھا۔ سفیر ہنری ایف گریڈی نے ہندوستان کے اس وقت کے وزیر اعظم جواہر لال نہرو کو بتایا کہ امریکہ غیر جانبدارانہ کو قبول نہیں کرتا۔ کہ 1948 میں نہرو نے تیسری پارٹی کی ثالثی کے ذریعہ مسئلہ کشمیر کو حل کے لئے امریکی تجاویز کو مسترد کر دیا۔

ہندوستان نے چین کے کمیونسٹ فتح کو تسلیم کرنے کی امریکی صلاح کو مسترد کر دیا۔ لیکن 1950ء میں وہ اقوام متحدہ کی اس قرارداد کی حمایت کی جس میں شمالی کوریا کی جنگ میں جارحیت کی مذمت کی گئی تھی۔ بجلی اور بھاری صنعتوں، ایٹمی توانائی اور خلائی تحقیق کے لئے امریکہ نے ہندوستان کو 1,300,000,000 ڈالر مفت دینے کا وعدہ کیا۔

1959ء میں امریکہ کے صدر آئزن ہاور دونوں ممالک کے مابین تعلقات کو مستحکم کرنے کے لئے ہندوستان کا دورہ کرنے والے پہلے امریکی صدر بنے۔

1961-1963 کے دوران جان ایف کینیڈی کی صدارت میں ہندوستان کمیونسٹ چین کے عروج کے لئے اسٹراٹیجک پارٹنر سمجھا جاتا تھا۔ کینیڈی انتظامیہ نے 1962 میں ہندوستان اور چین کی جنگ کے دوران کھلے عام ہندوستان کی حمایت کیا۔

1963 میں کینیڈی کے قتل کے بعد امریکہ۔ ہند تعلقات بتدریج بگڑ گئے۔ ہندوستان 1974ء میں اپنا پہلا جوہری تجربہ کیا۔ جس کی امریکہ نے مخالفت کی۔

1970ء کی دہائی میں جنتا پارٹی کے رہنما مرارجی دیسائی کے وزیر اعظم بننے کے بعد بھارت نے امریکہ کے ساتھ تعلقات میں بہتری لائی۔ جمی کارٹر کی سربراہی میں 1978 میں ایک معاہدہ پر دستخط کرنے کے باوجود جوہری مواد کو ہندوستان کو برآمد کرنے سے روک دیا گیا۔

1980ء میں اندرا گاندھی کے اقتدار میں واپسی کے باوجود دونوں ممالک کے مابین تعلقات آہستہ آہستہ بہتر ہوتے رہے۔ حالانکہ ہندوستان نے سوویت حملہ اور افغانستان پر قبضہ میں امریکہ کے کردار میں مدد نہیں کی۔

1984ء میں واشنگٹن نے ہندوستان کو جنگی طیارے، فریگیٹوں کے لئے میگن ٹربائن اور پروٹو ٹائپ کے لئے انجن کے ساتھ ہندوستان کو منتخب کردہ ٹکنالوجی کی فراہمی کی منظوری مواصلاتی اسٹیشن VLF دی۔

1998 سے 2004 این ڈی اے اول اور دوم حکومتوں کے دوران تعلقات:

اٹل بہاری واجپائی کے ہندوستان کے وزیر اعظم بننے کے فوراً بعد ہی انہوں نے پوکھران میں جوہری ہتھیاروں کے تجربے کر دیئے۔ امریکہ نے ان تجربوں کی شدید مذمت کی۔ پابندی لگانے کی دھمکی دی اور اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی قرارداد کے حق میں ووٹ دیا جس میں تجربوں کی مذمت کی گئی تھی۔ صدر بل کلنٹن نے ہندوستان پر معاشی پابندیاں عائد کیں۔ بشمول تمام فوجی اور معاشی امداد کو منقطع کر دیا۔ امریکی بینکوں کے ذریعہ سرکاری ہندوستانی کمپنیوں کو قرض پر پابندی لگادی۔ ہندوستان اور امریکی بین الاقوامی قرض دینے والی ایجنسیوں کو ہندوستان کی طرف سے قرض کی تمام درخواستوں کی مخالفت کرنے کے لئے کہا گیا۔ امریکی ایرو اسپیس ٹکنالوجی اور

یورنیم کی برآمدات پر پابندی عائد کر دی گئی۔ تاہم یہ پابندیاں غیر موثر ثابت ہوئیں۔

21 ویں صدی میں ہندوستان اور امریکی خارجہ پالیسی کے مفادات تیزی سے اہم بن کر ابھرے۔ مارچ 2000 میں امریکی صدر بل کلنٹن نے وزیر اعظم واجپائی کے ساتھ دوطرفہ معاشی تبادلہ خیال کرتے ہوئے ہندوستان کا دورہ کیا۔ اس دورے کے دوران Indo-US سائنس اور ٹکنالوجی فورم قائم کیا گیا تھا۔

بش انتظامیہ کے ساتھ بہتر سفارتی تعلقات کے دوران، ہندوستان نے اپنے جوہری ہتھیاروں کی نشوونما پر بین الاقوامی نگرانی کی اجازت دینے پر اتفاق کیا۔ حالانکہ اس نے اپنے موجودہ جوہری ہتھیاروں کو ترک کرنے سے انکار کر دیا۔ 2004ء میں امریکہ نے پاکستان کو میجر غیر NATO اتحادی (ایم این این اے) کا درجہ دینے کا فیصلہ کیا۔ 11 ستمبر 2001 میں امریکہ کے خلاف حملوں کے بعد میں صدر جارج ڈبلیو بش نے ہندوستان کے ساتھ قریبی تعلقات قائم کئے تاکہ بحر ہند۔ نہر سویز اور سنگاپور کے سمندری راستوں کی حکمت عملی اور پالیسیوں کو کنٹرول کر سکے۔

2004ء۔2014ء یو پی اے اول اور دوم کی حکومتوں کے دوران تعلقات:

جارج ڈبلیو بش انتظامیہ کے دور میں ہندوستان اور امریکہ کے مابین تعلقات پروان چڑھتے ہوئے دکھائی دیے تھے۔ بنیادی طور پر بڑھتی ہوئی اسلامی انتہاء پسندی، توانائی کی حفاظت اور آب وہوا کی تبدیلی کے خدشات کے سبب جارج ڈبلیو بش نے تبصرہ کیا کہ ہندوستان ایک بہت بڑی جمہوریت ہونے کی وجہ سے دنیا کو ہندوستان کی ضرورت ہے۔ یو پی اے کی حکمرانی میں امریکہ کے ساتھ دو طرفہ تعلقات میں تبدیلی دیکھنے میں آئی ہے جس کے نتیجہ میں تعلقات، اعلیٰ ٹکنالوجی، علاقہ، تعلیم، زراعت، تجارت، صفائی، توانائی، انسداد دہشت گردی جیسے وسیع معاملات کا احاطہ کرتے ہیں۔ دسمبر 2004 کی سونامی کے بعد امریکہ اور ہندوستانی بحری جہازوں نے سرچ اور راحت کاری کے کاموں اور متاثرہ علاقوں کی تعمیر نو میں تعاون کیا۔

2005ء میں امریکہ اور ہندوستان نے 10 سالہ دفاعی فریم ورک معاہدے پر دستخط کئے۔ جس کا مقصد دوطرفہ سلامتی کے تعاون کو بڑھانا تھا۔ امریکہ اور ہندوستان نے 2005ء میں سائنس وٹکنالوجی تعاون سے متعلق ایک باہمی معاہدے پر بھی دستخط کئے۔ سمندری طوفان کترینہ کے بعد ہندوستان نے امریکن ریڈ کراس کو 5 ملین ڈالر کی امدادی سامان کے دوطیارے بھیجے پھر یکم مارچ 2006ء کو صدر بش نے ہندوستان اور امریکہ کے مابین تعلقات کو مزید وسعت دینے کے لئے ایک سفارتی دورہ بھی کیا۔

نومبر 2010ء میں صدر براک اوبا ہندوستان کا دورہ کئے اور بھارتی پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب بھی کیا۔ اوبا کے 2010 نومبر کے دورے کے دوران اعلان کردہ بوئنگ سی 17 فوجی ٹرانسپورٹ طیارے اور جنرل الیکٹرک ایف 414 انجن فراہم کرنے کے لئے معاہدہ ہوا اور 5 ملین ڈالر کے معاہدہ کے نتیجہ میں امریکہ کو ہندوستان (اسرائیل اور اس کے بعد) تین اعلیٰ فوجی سپلائی کرنے والوں میں شامل کیا گیا۔

یکم اگست 2012ء کو نیویارک میں ایشیاء سوسائٹی سے خطاب کے دوران، ڈپٹی سکریٹری برائے دفاع اشٹن کارٹر نے کہا کہ دونوں ممالک کی رسائی اور اثر ورسوخ کے معاملہ میں ہندوستان اور امریکہ کے تعلقات کا ایک عالمی دائرہ کار ہے۔ انہوں

نے یہ بھی کہا کہ دونوں ممالک اپنے دفاعی اور تحقیقی تنظیموں کے مابین تعلقات کو مستحکم کر رہے ہیں۔

2014ء کی بی جے پی کی حکومت اور امریکہ کے درمیان تعلقات:

وزیر اعظم مودی کا دورہ امریکہ 2015:

2002ء کے گجرات فسادات میں مودی کے مبینہ کردار کے لئے قریب ایک دہائی سے بائیکاٹ کیا تھا۔ تاہم 2014ء میں جب وہ ہندوستان کے وزیر اعظم بنے تو امریکہ کے صدر اوبامہ نے ٹیلیفون پر انہیں مبارکباد دی اور انہیں امریکہ کے دورے کی بھی دعوت دی۔

وزیر اعظم نریندر مودی 27 سے 30 ستمبر 2014ء تک امریکہ کا دورہ کئے اور اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں اپنا پہلا خطاب کیا۔ اس کے بعد نیویارک کے میڈیسن اسکوائر گارڈن میں ہندوستان امریکی کمیونٹی کے ایک جلسہ عام میں شرکت کے بعد اوباما کے ساتھ دوطرفہ بات چیت کے لئے واشنگٹن ڈی سی جانے سے پہلے مودی متعدد امریکی کاروباری رہنماؤں سے بھی ملاقات کی اور انہیں ہندوستان میں میوفیکچرنگ کا مرکز بنانے کے لئے مشہور کاشی میک ان انڈیا پروگرام میں شامل ہونے کی دعوت دی۔

بارک اوباما کا دورہ ہند 2015:

صدر بارک اوباما 26 جنوری 2015 کو منعقدہ ہندوستان کے 66ویں یوم جمہوریہ تقریبات کے مہمان خصوصی کے طور پر پہلے امریکی صدر بنے۔

وزیر اعظم مودی کا دورہ امریکہ 2015:

28 ستمبر کو وزیر اعظم نریندر مودی نے سیلیکن ویلی کا دورہ کیا اور تاجروں سے ملاقات کی۔ NDA حکومت کے میک ان انڈیا اقدامات کو فروغ دینے کے لئے کامیاب مائیکرو الیکٹرانکس ڈیجیٹل مواصلات اور بائیو ٹکنالوجی اسٹارٹ اپس بھی شامل ہیں۔ 2015ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کی اور امریکی صدر بارک اوبا کے ساتھ دوطرفہ بات چیت کی۔

وزیر اعظم مودی کا دورہ امریکہ جون 2016:

وزیر اعظم نریندر مودی نے 2016ء میں امریکہ کا دورہ کرتے ہوئے کانگریس کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کیا۔ جس میں دونوں ملکوں کے درمیان جمہوری پارٹیوں کی مشترکہ خصوصیات اور طویل مدتی دوستی کو اجاگر کیا گیا۔

مودی کا دورہ امریکہ 2017:

25- 26 جون 2017ء کو وزیر اعظم نریندر مودی نے امریکہ دورہ کیا اور امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ سے ملاقات کی 8 نومبر 2017ء کو امریکہ نے ہندوستان اور سری لنکا کو مذہبی آزادی کو فروغ دینے کے لئے آئیڈیاز اور پروجیکٹس لانے والی تنظیموں کے لئے تقریباً 500,000 امریکی ڈالر دینے کا اعلان کیا۔

وزیر اعظم مودی کا دورہ امریکہ 2019:

ستمبر 2019ء میں مودی نے ہیوسٹن کا دورہ کیا اور انہوں نے ہیوسٹن این آر جی اسٹیڈیم میں ایک بڑے ہندوستانی امریکی دستہ سے صدر ڈونالڈ ٹرمپ کے ساتھ خطاب کیا۔ انہوں نے Tiger Triump مشقوں کے آغاز کے ساتھ فوجی تعلقات بڑھانے پر زور

دیتے ہوئے ہندوستانی امریکی تعلقات کی تصدیق کی۔

ٹرمپ کا دورہ ہندوستان:2020

24 فروری 2020 میں ٹرمپ نے گجرات کے شہر احمد آباد میں ایک بڑے ہندوستانی مجمع سے نمستے ٹرمپ کے عنوان سے منعقدہ پروگرام میں شرکت کی۔ اس پروگرام کا انعقاد 2019ء میں منعقدہ ''ہاوڈی مودی'' یونٹ کا ردعمل تھا جس میں 100,000 سے زیادہ لوگوں کی شرکت کی اطلاع ہے۔

ہندوستان اور چین کے مابین باہمی تجارت

چین بھارت کا سب سے بڑا تجارتی شراکت دار ہے۔ ہندوستان سے چینی درآمدات اس کی مجموعی درآمدات کا 16.4 نلین ڈالر یا 0.8 فیصد ہے اور 2014ء میں ہندوستان کی مجموعی برآمدات کا 4.2 فیصد ہندوستان سے چین کو برآمد ہونے والی 9 بڑی اشیاء یہ ہیں۔

1. کاٹن 3.22 نلین
2. جواہرات، قیمتی دھاتیں سکے 2.5 نلین ڈالر
3. کاپر 2.33 نلین ڈالر
4. نامیاتی کیمیکل 1.11 نلین
5. نمک، گندھک، پتھر، سیمنٹ 958.78 ملین
6. 7.639.79 ملین مشین، انجن پمپ
7. پلاسٹک 499.79 ملین
8. الکٹرانک سامان 440.40 ملین
9. Raw Hides چھوڑ کر Furskins 432.7 ملین ڈالر

چین سے ہندوستان کو برآمدات 4.58 ملین ڈالر یا اس کی مجموعی برآمدات کا 2.3 فیصد تھی اور 2014ء ہندوستان کی 12.6 فیصد مجموعی برآمدات تھی اس کی برآمدات کی 10 بڑی اشیاء یہ ہیں۔

1. الکٹرانک سامان 16 ملین۔
2. مشین، انجن، پمپ 9.8 ملین ڈالر
3. نامیاتی کیمیکل 6.33 ملین
4. کھادیں 2.77 ملین
5. آئرن اور اسٹیل 2.33 ملین
6. پلاسٹک 1.77 ملین

7. آئرن اوراسٹیل کی مصنوعات 1.4 ملین

8. جواہرات قیمتی دھاتیں سکے 1.3 ملین ڈالر

9. جہاز، کشتیاں 1.33 ملین

10. طبی، ٹیکنیکی سامان 1.2 ملین وغیرہ۔

پہلی جنگ عظیم وجوہات ونتائج

First World War- Causes and Consequences

تعارف (Introduction)

پہلی جنگ عظیم 1914ء سے 1918ء تک لڑی گئی تباہی اور اثرات کے لحاظ سے حقیقی معنوں میں ایک ''مکمل جنگ'' "Total war" تھی۔اس جنگ کو تمام جنگوں کو ختم کرنے کی جنگ کہا جاتا ہے۔

پہلی جنگ عظیم کی وجوہات (Causes for the first world war)

پہلی جنگ عظیم کی حسب ذیل وجوہات ہیں:۔

1) خفیہ دفاعی معاہدات کی تشکیل (Formation of Secret Defense Aliances)

ان معاہدوں کا مطلب تھا کہ اگر کسی ایک ملک پر حملہ ہوتو اتحادی مما لک ان کا دفاع کرنے کے پابند ہیں۔پہلی جنگ عظیم شروع ہونے سے پہلے جرمنی نے 1871 کو فرانس کے علاقہ Alsace lorraine کو اپنے قبضہ میں کرلیا اور فرانس کی انتقامی کارروائیوں سے محفوظ رہنے کے لئے اسٹریا ہنگری سے اتحاد کیا۔1882 میں اس اتحاد میں اٹلی بھی شامل ہوگیا۔اس طرح جرمنی آسٹریا ہنگری اور اٹلی کا اتحاد"Triple allince"اتحاد ثلاثہ کہلایا۔

دوسری طرف برطانیہ نے 1902ء میں جاپان سے خفیہ معاہدہ کیا اور 1904 میں اس معاہدہ میں فرانس شامل ہوگیا اور 1907ء میں روس بھی اس معاہدہ میں شامل ہوگیا۔یہ معاہدہ اتحادِ سہ گانہ Triple Entente کہلایا۔ا

2) سامراجیت

جب کوئی ملک اضافی علاقوں کو اپنے زیر اقتدار لاکر اپنی طاقت اور دولت میں اضافہ کرتا ہے۔تو یہ عمل **سامراجیت** کہلاتا ہے ڈ

عسکریت پسندی (Militarism)

1914 تک جرمنی کے پاس قریب 100 جنگی جہاز اور 20 لاکھ تربیت یافتہ افواج تھی۔اس وقت برطانیہ اور جرمنی دونوں نے اپنے بحری جہازوں میں بہت اضافہ کیا۔جرمنی کی جانب سے بنائے جانے والے ہر ایک بحری جنگی جہاز کے مقابلے میں برطانیہ دو جنگی جہاز تیار کرتا تھا۔ایسی مسابقت کے نتیجہ میں خوف تناؤ اور کشیدگی بڑھی اور یہ فوجی مسابقت پہلی جنگ عظیم کی وجہ ہوئی۔

فوری وجہ۔آرچ ڈیوک فرڈینینڈ کا قتل

جون 1914 میں سربیا کے ایک قوم پرست دہشت گرد گروہ نے بلیک ہیڈ Black hand نامی گروہ گیوریلو پرنسپ (Gavrilo Princip) نامی سربیا کے ایک قوم پرست نے آسٹریا کے آرچ ڈیوک فرڈینینڈ اوران کی اہلیہ ہلاک کردیا

نتیجہ میں آسٹریا ہنگری نے سربیا کے خلاف اعلان جنگ کردیا۔جب روس نے سربیا کے ساتھ اپنے اتحاد کے دفاع کے لئے متحرک ہوکر سربیا کی مدد کا اعلان کیا۔اوراس اعلان سے حوصلہ پا کرسربیا آسٹریا ہنگری کے مطالبات کوقبول کرنے سے انکار کردیا۔اس طرح آسٹریا ہنگری اور سربیا کے درمیان 28 جولائی 1914 کو جنگ کا آغاز ہوگیا۔سربیا کوروس کی مدد کے خلاف جرمنی نے روس کے خلاف جنگ کا اعلان کردیا۔اوربلجیم پرحملہ کردیا۔

جنگ کا اختتام اوراثرات

پہلی جنگ عظیم نہایت پرتشدد طریقے سے لڑی گئی۔مشین گنیں، دستی بم، ہوائی جہاز، بکتربند ٹینکس، سب میرینزاورزہریلی گیس جیسے کلورین وغیرہ ناقابلِ یقین ہلاکتوں کا باعث بنے۔یہاں تک کہ عام شہری بھی زخمی ہوئے۔اس جنگ میں کوئی چار کروڑ چودہ لاکھ پینتیس ہزارلوگ مارے گئے۔ایک اندازہ کے مطابق 186 ملین ڈالر کے مالی نقصانات بھی ہوئے۔جانی نقصان کے ساتھ ساتھ جرمنی نے بلجیم اور فرانس پر 1914 حملہ کیا۔لیکن پولینڈ کے دارالحکومت وارسا پر قبضہ نہ کرسکا۔ 1917 میں روسی فوج نے اپنی سرزمین میں انقلاب کی وجہ سے جنگ کے میدان چھوڑدے۔امریکی غیرمسلح بحری جہازوں پر جرمنی کے حملے کے نتیجے میں امریکہ 1917 میں اتحادیوں میں شمولیت اختیارکرلی۔آخرکار، مرکزی طاقتوں 1918 میں ہتھیارڈال دیئے۔

دوسری جنگ عظیم Second World War

IMPORTANT INTERNATIONAL EVENTS

تعارف (Introduction)

دوسری جنگ عظیم (1939 سے 1945) تک لڑی گئی یہ جنگ پہلی جنگ عظیم کے دودہوں کے بعدشروع ہوئی۔اس جنگ کی تباہی پچھلی تمام جنگوں کی تباہیوں سے کہیں زیادہ تھی۔تباہی کے اعتبار سے دوسری جنگ عظیم کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔اس جنگ کو پہلی جنگ عظیم کا تسلسل بھی کہا جاسکتا ہے۔کیونکہ پہلی جنگ عظیم کے اسباب ہی کچھ اضافہ کے ساتھ دوسری جنگ عظیم کا سبب بنے۔اس جنگ کو بعض اوقات ہٹلر کی جنگ کہا جاتا ہے۔کیونکہ ہٹلر نے اس کی ابتداء یکم ستمبر 1939 میں پولینڈ پر حملہ کرکے کی تھی۔

ہٹلر کی جارحانہ پالیسیاں اوراس کی جارحیت نے دوسری جنگِ عظیم کا راستہ ہموار کیا۔ 1939 میں ہٹلراقتدارمیں آنے کے بعد جرمنی میں ایک جماعتی آمریت قائم کی۔اقتدار کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے اس نے ارادہ کیا تھا کہ معاہدہ ورسیلز کوختم کرتے ہوئے یوروپ میں اپنی برتری کوقائم کرے گا۔کیونکہ یہ معاہدہ جرمنی سے جبراً کروایا گیا تھا۔اوراس کواس کی نوآبادیات سے بے دخل

کر دیا گیا۔ اور اس کو پہلی جنگ عظیم کا ذمہ دار قرار دیتے ہوئے اس پر بھاری تاوان جنگ عائد کیا گیا۔ ان تمام وجوہات کی وجہ سے ہٹلر نے 1933 میں مجلس اقوام سے علحدگی اختیار کرلی۔ یکم ستمبر 1939 کو جرمنی کی فوجوں نے پولینڈ پر حملہ کر دیا۔ 3 ستمبر کو برطانیہ نازی حکومت کو الٹی میٹم دیا کہ وہ فی الفور جنگ بند کر دے لیکن ہٹلر نے برطانیہ کے الٹی میٹم کو نظر انداز کر دیا۔ تب برطانیہ نے اس ہی دن جرمنی کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا۔ فرانس برطانیہ کا ساتھ دیا اور جنگ کا آغاز ہو گیا۔

دوسری جنگ عظیم کی وجوہات (Causes of the Second World War)

دوسری جنگ عظیم کی کئی وجوہات ہیں۔ جیسے معاہدہ ورسیلز کی خامیاں، مجلس اقوام کی ناکامی، اجتماعی سلامتی اور ترک اسلحہ کی پالیسیوں کی ناکامی، معاشی کساد بازاری وغیرہ۔

جرمنی کی ہتک (Humiliation of Germany)

جرمنی کو پہلی جنگ عظیم کی تباہ کاریوں کے لئے ذمہ دار قرار دیا گیا۔ اور معاہدہ وارسیلز کے ذریعہ معاشی فوجی اور علاقائی طور پر معذور بنا دیا گیا۔ اتحادیوں نے زبردستی جرمنی سے اس معاہدہ پر دستخط کروائے دستخط نہ کرنے کی صورت میں سنگین عواقب و نتائج کی دھمکی دی۔ جرمن وفد کے ساتھ ہتک آمیز سلوک کیا گیا۔ معاہدہ کی رو سے جرمنی کو اپنے کئی ایک علاقوں سے دستبردار ہونا پڑا۔ جرمنی کو جنگی مجرم قرار دیتے ہوئے اُس پر تاوان جنگ کی جملہ رقم چھ ہزار چھ سو ملین پونڈ مقرر کی جس کی ادائیگی جرمنی کے لئے ناممکن تھی۔ اس کے علاوہ جرمن افواج کو ایک لاکھ تک گھٹا دیا گیا۔ ان تمام ناانصافیوں کی وجہ سے جرمنوں میں تلخیاں پیدا ہوئیں۔

2) مجلسِ اقوام اور اجتماعی سلامتی کی ناکامی

(Failure of League of Nation and Collective Security)

مجلس اقوام کو بین الاقوامی امن اور سلامتی کے لئے قائم کیا گیا تھا۔ لیکن مجلسِ اقوام کا اجتماعی سلامتی کا تصور حملہ آوروں پر قابو پانے میں بری طرح ناکام ہو گیا تھا۔ حملہ آوروں کے خلاف معاشی تحدیدات غیر موثر ثابت ہوئے کیونکہ عظیم طاقتوں نے مجلسِ اقوام کا ساتھ نہیں دیا۔ امریکہ تو اس کا رُکن ہی نہیں بنا۔ ہر ملک مجلسِ اقوام کو اپنے قومی مفادات کے حصول کا ایک ذریعہ سمجھنے لگے۔ مجلسِ اقوام کا اجتماعی نظام ایک پر حملہ سب پر حملہ کارکرد ثابت نہ ہو سکا جب لیگ نے حملہ آوروں اور جارحیت کرنے والوں پر پابندیاں لگانے لگی تو یہ ممالک یعنی جرمنی، اٹلی اور جاپان ایک ایک کر کے مجلسِ اقوام کی رُکنیت سے دستبردار ہوئے۔

3) عظیم کساد بازاری (EconomicDepression)

دوسری جنگ عظیم کی ایک اور وجہ عالمی معاشی کساد بازاری بھی تھی۔ 1930 میں اس بحران کی وجہ سے دنیا کے بیشتر ممالک میں بیروزگاری کی شرح میں اضافہ ہوا۔ زرعی و صنعتی شعبوں میں پیداوار میں تو اضافہ نہ ہوا لیکن اشیاء کی قیمتیں گر گئیں۔ معیارِ زندگی میں کمی واقع ہوئی۔ اس صورتحال سے نمٹنے کے لئے محصولات کی شرح بڑھا دی گئی۔ کرنسی کی قدر کم ہو گئی۔ اشیاء کی نقل و حرکت متاثر ہوئی۔ اس کا سب سے زیادہ اثر آمرانہ حکومتوں پر پڑا۔ اور زراعت سے وابستہ عوام فوج کی نوکریوں کی طرف رُخ کرنے لگے۔ معاشی بحران نے اقتصادی قوم پرستی کو ہوا دی جس کی وجہ سے بین الاقوامی اتحاد متاثر ہوا۔ 1930 کے معاشی بحران کی وجہ سے ہتھیاروں کی پیداوار میں غیر معمولی

اضافہ ہوا۔

یورپ میں آمریت کا عروج (Rise of Dictatorship in Europe)

یورپ میں آمریت کا عروج دوسری جنگ عظیم کی ایک اور وجہ تھی۔ معاہدہ وارسلز کی ناانصافیاں، معاشی دباؤ کی پیدا کردہ گھٹن کی وجہ سے جرمنی میں نازی ازم کو عروج حاصل ہوا۔ مسولینی کی قیادت میں فاشزم عروج ہوا۔ جنگ کے بعد شکست خوردہ جرمنی، مایوس اٹلی اور پرعزم جاپان اس بات کے لئے بے چین تھے کہ وہ جلد سے جلد ان علاقوں کو دوبارہ حاصل کرلیں جو ان سے چھین لئے گئے تھے۔ مسولینی بھی 1922 میں اقتدار میں آنے کے بعد رفتہ رفتہ اپنی ڈکٹیٹرشپ کو قائم کیا۔ جرمنی چاہتا تھا کہ تمام یورپ پر جرمنی کا قبضہ ہو 1937 میں جرمنی، جاپان اور اٹلی نے ایک اتحاد قائم کیا جیسے برلن، روم، ٹوکیو معاہدہ محور کہا جاتا ہے۔ مئی 1939 میں اٹلی، جرمنی کے ساتھ ایک اور دس سالہ معاہدہ کیا۔ اس معاہدہ کا مقصد جنگ ہو تو ایک دوسرے کی مدد کی جائے۔ اس طرح جاپان، جرمنی اور اٹلی نے توسیع پسندانہ فوجی پالیسیاں بنائیں اور یہی جارحانہ پالیسیوں کی جنگ عظیم کا سبب بنی۔

جاپانی سامراجیت (Japan'sImperialism)

دوسری عالمی جنگ کی اہم وجہ جاپانی سامراجیت تھی۔ پہلی جنگ کے بعد جاپان اپنی بحری طاقت میں اضافہ کرنے لگا۔ جاپانی نوجوانوں میں انتہاپسندی عام ہوگئی۔ 1930 تک جاپانی طاقت میں بے انتہا اضافہ ہوگیا۔ 1931 میں جاپان منچوریا پر حملہ کیا۔ اس کے بعد تو 1937 میں اعلانِ جنگ کیئے بغیر چین پر ہی حملہ کردیا۔ اور اس کے شہروں اور صدر مقام بیجنگ پر بھی قبضہ کرلیا۔ اور دوسری جنگ عظیم کا ایک حصہ بن گیا۔

جاپان 1941 میں امریکہ کے Pear harbour پر بمباری کرتے ہوئے دوسری عالمی جنگ میں شامل ہوگیا۔

برطانیہ اور فرانس کی خوشامدی کی پالیسی (Appeasement policy by Britain and France)

دوسری جنگ عظیم کی ایک وجہ خوشامدی کی پالیسی ہے۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد برطانیہ اور فرانس جرمنی اور اٹلی سے خوفزدہ تھے کہ یہ دونوں پہلی جنگ عظیم کے بعد کی ناانصافیوں اور معاہدہ وارسلز کا انتقام لینا چاہتے ہیں۔ برطانیہ اور فرانس نے یہ محسوس کیا کہ یورپ میں امن وسلامتی اُس ہی وقت قائم ہوسکتی ہے جب تک کہ جرمنی اور اٹلی کی شکایتوں کو تسلیم کرکے ان کا حل نہ کیا جائے وہ اس بات سے خوفزدہ تھے کہ اگر ایسا نہ ہوا تو وہ معاہدہ وارسلز کے انتقام کے لئے جارحیت کا راستہ اپنائیں گے۔ اس خوف کی وجہ سے وہ خوشامدی کی پالیسی پر عمل پیرا ہوکر جرمنی اور اٹلی کی خوشامد کرنے لگے۔ جاپان کے ساتھ بھی برطانیہ اور فرانس خوشامدی کی پالیسی پر عمل پیرا ہوئے کیونکہ برطانیہ منچوریا پر جاپانی حملے کے خلاف کاروائی کرتے ہوئے ایشیاء میں اپنی نوآبادیات کو خطرہ میں ڈالنا نہیں چاہتا تھا۔ اسی طرح فرانس ابی سینیا میں اٹلی کے حملوں کے خلاف اقدامات وکاروائی کرتے ہوئے اپنی سلامتی کو خطرہ میں ڈالنا نہیں چاہتا تھا۔

دوسری جنگ عظیم کا آغاز :

جرمنی نے معاہدہ وارسلز کی خلاف ورزیاں کرتے ہوئے اپنی افواج میں اضافہ کیا اور فضائیہ کو بھی 1935 میں قائم کرلیا۔ اور اپنی فوج کو دوملین سے زیادہ بڑھالیا۔ مارچ 1938 میں ہٹلر آسٹریا پر قبضہ کرلیا۔ 1938 میں ہٹلر چیکوسلواکیہ سے سوڈیٹن لینڈ کا مطالبہ

کیا۔ چونکہ اس میں جرمن آبادی رہتی تھی۔ برطانیہ اور فرانس نے اس کے مطالبہ کو پورا کیئے کیونکہ وہ یوروپ میں امن وسلامتی برقرار رکھنا چاہتے تھے۔اس کے بعد اگست 1939 کے آخر میں ہٹلر اور سوویت رہنما جوزف اسٹالن نے عدم جارحیت کے معاہدہ پر دستخط کئے۔

ہٹلر کا اسٹالن کے ساتھ معاہدہ کرنے کا مطلب تھا کہ اس کو پولینڈ پر حملہ کرنے کے بعد دومحاذوں پر جنگ کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ یکم ستمبر 1939 کو ہٹلر نے پولینڈ پر مغرب سے حملہ کیا۔ دودن بعد فرانس اور برطانیہ نے دوسری عالمی جنگ کا اعلان کرتے ہوئے جرمنی کے خلاف جنگ کا اعلان کردیئے۔ 17 / ستمبر کو سوویت فوجوں نے پولینڈ پر مشرق سے حملہ کیا۔ 1940 کے اوائل تک جرمنی اور سوویت یونین دونوں کے حملوں کے نتیجہ میں پولینڈ کا تیزی سے خاتمہ ہوگیا۔ اس کے بعد اسٹالن کی افواج (اسٹونیا' لیٹویا اور لتھوانیا) پر قبضہ کرلی۔ اورفن لینڈ کوشکست دی۔

9/ اپریل 1940 کو جرمنی نے بیک وقت ناروے پر حملہ کیا اور ڈنمارک پر قبضہ کرلیا۔ اور جنگ بڑی شدت سے شروع ہوگئی۔ جرمنی افواج بلجیم اور نیدرلینڈ میں پھیل گئیں تین دن بعد ہٹلر کی فوجوں نے دریائے میوس کو عبور کیا۔ اور سیگان پر فرانسیسی فوجوں پر حملہ کیا۔ فرانس کے خاتمہ کے دبانے پر اٹلی کے مسولینی نے ہٹلر کے ساتھ معاہدہ کیا تھا اس کے مطابق اٹلی 10/ جون 1940 کو فرانس اور برطانیہ کے خلاف جنگ کا اعلان کردیا۔

22/ جون 1941 کو ہٹلر سوویت یونین کے ساتھ کئے گئے عدم جارحیت کے معاہدہ کو نظرانداز کرتے ہوئے اس پر حملہ کردیا جو آپریشن بار باروسا کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ جنگی تاریخی کا انتہائی خوفناک حملہ تھا۔ چنانچہ اس حملہ میں تقریباً 3.2 ملین افراد 2,000 طیارے اور 3,500 ٹینکوں نے حصہ لیا۔ ابتداء میں نازی افواج نے زبردست کامیابیاں حاصل کیں اور لینسن گراڈ جرمن افواج کے محاصرہ میں تھا۔ لیکن سوویت یونین کی سرخ افواج نے اپنے دباؤ کو بڑھانا شروع کیا اور لینن گراؤڈ جرمن افواج کے قبرستان میں تبدیل ہوگیا۔ اس طرح جرمن افواج کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کردیا۔

بحرالکاہل کے علاقہ میں جاپانی جارحیت میں اضافہ ہوا۔ 1940 تک وہ پورے چین پر قبضہ کرلیا۔ 7/ ڈسمبر 1941 کو 360 جاپانی طیاروں نے جزائر ہوائی میں پیرل ہار بر Pearl harbour میں واقع امریکی بحری جہاز کے بڑے اڈّے پر حملہ کیا 2,300 سے زیادہ امریکی مارے گئے۔

پرل بار بر پر حملہ دوسری جنگ عظیم میں داخل ہونے کے حق میں امریکی رائے عامہ کو متحد کرنے میں مدد ملی اور 8 ڈسمبر کو امریکی کانگریس نے جاپان کے خلاف جنگ کرنے کی اجازت دی۔ اور امریکہ راست طور پر دوسری جنگ عظیم شامل ہوگیا۔ امریکہ کے جاپانی فتوحات کے بعد امریکی بحرالکاہل کے بیڑے نے جون 1942 میں مڈوے کی جنگ جیت لی۔ جو جنگ میں اہم موثر ثابت ہوئی۔ اتحادیوں کو بھی اگست 1942 سے فبروری 1943 تک جاپان کی افواج کے خلاف کامیابی حاصل ہوئی۔

شمالی افریقہ میں برطانوی اور امریک افواج نے 1943 تک اطالویوں اور جرمنی کوشکست دے دی تھی سسی اور اٹلی پر اتحادیوں کے حملے کے بعد جولائی 1943 میں مسولینی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ لیکن اٹلی میں جرمنوں کے خلاف اتحادیوں کی لڑائی 1945 تک جاری رہی۔ اتحادی افواج نے مغربی محاذ پر اگست 1944 کو پیرس کو جرمنی سے آزاد کروالیا۔ اور فبروری 1945 میں اتحادی افواج دریائے Rhine تک پہنچ گئیں 29 اپریل 1945 کو ہٹلر نے خودکشی کرلی۔ اور 2 مئی کو جرمنی نے جنگ بندی کا اعلان کردیا۔

جرمنی کے ہتھیار ڈالنے کے بعد مشرقِ بعید میں ابھی جنگ جاری رہی۔ امریکہ نے جاپان کی جارحیت کے خلاف 6 اگست اور 8 اگست کو جاپان کے شہر ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹمی بم برسائے جس کے نتیجے میں جاپان نے 10 اگست کو ہتھیار ڈال دیئے۔ اس طرح دوسری جنگ عظیم اپنی تمام ترتباہی کے ساتھ 1945 کو ختم ہوگئی۔

دوسری جنگ عظیم کے اثرات

دوسری جنگ عظیم تاریخ کا بین الاقوامی تنازعہ ثابت ہوئی جس نے بین الاقوامی تعلقات کی نوعیت کو ہی بدل دیا۔ جس میں 60 سے 80 ملین افراد کی جانیں گئیں۔ جن میں 60 لاکھ یہودی شامل تھے جو نازیوں کے ہاتھوں ہلاک ہوئے۔ جنگ کے دوران 21 سے 25 ملین فوجی ہلاک ہوئے۔ دوسری جنگ عظیم میں سب سے اعلیٰ قسموں کے ہتھیاروں کے ساتھ پہلی مرتبہ ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹمی اسلحہ کا بھی استعمال کیا گیا۔ یہ جنگ دنیا کے کل 40 ممالک میں لڑی گئی۔ کئی ملین افراد اپنے گھر اور املاک سے محروم ہوگئے۔ اس جنگ کی تباہ کاری کچھ اس حد تک بڑھی کہ یہ سڑکوں پر بھی لڑی گئی اور بہت سارے یورپ کے شہر علاقوں پر بمباری کی گئی۔ کئی لاکھ لوگ بے گھر ہوئے کہ کئی بستیاں اگر مکمل تباہ نہیں ہوئیں تو جزوی طور پر اُجڑ گئیں۔ دوسری جنگ عظیم پہلی جنگ عظیم سے سات گنا زیادہ تباہ کن تھی۔

غیر جانبدار تحریک/غیر جانبداریت/ناوابستگی

(Non-Alignment Movement)

غیر جانبداریت کا تصور 1955ء کی بانڈونگ (Bondung) کانفرنس سے ابھرا ہے تاہم ایک تحریک کے طور پر اس کا قیام 1961ء کی بلگریڈ کانفرنس سے ہوا۔ غیر جانبداریت تیسری دنیا کی کسی بھی قسم کے اتحاد خصوصاً فوجی اتحاد سے اپنے آپ کو دور رکھنے کی پالیسی ہے۔

مغربی مفکرین غیر جانبداریت (Non-Alignment) کو (بے تعلقی) سے جوڑتے تھیں لیکن یہ نہ بے تعلقی ہے اور نہ علیحدگی پسندی (Isolation) ہے جو کہ منفی خصوصیات ہیں۔ بے تعلق ممالک وہ ہیں جو کسی بھی دو ممالک کے درمیان ہونے والی جنگ میں شامل نہیں ہوئے۔ اس سے یہ بھی مراد ہے کہ بعض ممالک بین الاقوامی معاملات اور بین الاقوامی سیاست سے ایک معاہدہ جو ان کے اقتدار اعلیٰ اور آزادی کا تحفظ کرتے ہوئے اپنے آپ کو بے تعلق رکھنا چاہتے ہیں۔

اس طرح غیر جانبداریت بے تعلقی نہیں ہے بلکہ یہ کسی بھی طاقت کے بلاک میں شامل نہ ہوتے ہوئے عالمی سیاست میں مثبت کردار ادا کرنا ہے۔ لہٰذا غیر جانبداریت ایک مثبت خصوصیت ہے۔ لفظ غیر جانبداریت (Non-Alignment) کو سب سے پہلے ہندوستانی سفیر وی کے مینن نے اقوام متحدہ میں اپنی تقریر کے دوران استعمال کیا تھا۔

غیر جانبداریت کے اصول/خصوصیات

1. فوجی اتحادات کی مخالفت: غیر جانبدار ممالک CENTO، SEATO، NATO وارساد معاہدہ وغیرہ جیسے تمام فوجی اتحادات کے مخالف ہیں

2. سرد جنگ کی مخالفت:

غیر جانبدار تحریک دراصل سرد جنگ کے خلاف ایک ردعمل تھی۔ سرد جنگ جو یقیناً ان نوآزاد ممالک کی بقاء کے لئے ایک خطرہ تھی

3. قابل قیادت:

غیر جانبدار تحریک کی ایک اور اہم خصوصیت ابتدائی دنوں سے اس کو حاصل قابل قیادت ہے چنانچہ دوسری جنگ کے بعد کے دور میں نہرو، ٹیٹو، سکارنو، نیکروما، جمال عبدالناصر وغیرہ جیسے قابل رہنما اس کا حصہ تھے یہ تمام لیڈرس نہ صرف اپنے ممالک میں بلکہ عالمی سطح پر قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ دراصل ان ہی رہنماؤں نے اس تحریک میں جان ڈالی۔ ان ہی کی کاوشوں کے نتیجہ میں غیر جانبدار تحریک عالمی سطح پر مقبول ہوئی۔

غیر جانبدار تحریک کی ابتداء:

دوسری جنگ عظیم کے بعد دنیا یو-ایس-اے اور یو-ایس-ایس-آر کی سرکردگی میں دو فوجی بلاکوں میں منقسم ہوگئی تھی نوآزاد ممالک ہندوستان کے نہرو، یوگوسلاویہ کے ٹیٹو، انڈونیشاء کے سکارنو مصر کے ناصر اور رگھانا کے ینکروما کی سرکردگی میں غیر جانبدار تحریک (NAM) کا قیام عمل میں آیا تاکہ ان دو بلاکوں سے دوری اختیار کی جاسکے۔ اس ضمن میں اٹھائے گئے ان پانچوں رہنماؤں کے اقدامات کو پانچوں کی پیش قدمی (Initiative of Five) کہا جاتا ہے۔ دو وجوہات کی وجہ سے یہ نوآزاد ممالک غیر جانبداریت کو اپنانا چاہتے تھے ایک ان ممالک کو ہر میدان میں ہمہ جہتی ترقی کرنی تھی جو کہ کسی ایک بلاک کے جڑنے سے ممکن نہیں تھی اور دوسرے وہ ان دو بلاکوں کے درمیان بین الاقوامی مسائل پر کھل کر اپنی رائے کا اظہار کرسکتے تھے جو کہ کوئی ایک بلاک کا ساتھ دینے پر ممکن نہیں تھا۔

غیر جانبدار تحریک کی ابتداء 1955ء کی بانڈونگ کانفرنس سے ہوئی جبکہ پہلی مرتبہ آفروایشیائی ممالک زبان، نسل، تہذیب و علاقہ کے اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ایک پلیٹ فارم پر متحد ہوئے اور اپنے ایک ہونے کا اعلان کیا 1961ء کی بلگریڈ چوٹی کانفرنس میں اس کا باضابطہ قیام عمل میں آیا

غیر جانبداریت ایک پالیسی کے طور پر (Non Alignment as a Policy)

غیر جانبدار تحریک کی پالیسی میں حسب ذیل امور جیسے ترقی پذیر ممالک کے مفادات کا تحفظ، کثیر الجہتی اقوام متحدہ کے منشور اور بین الاقوامی قانون کے مطابق تنازعات کے حل کرنے میں اقوام متحدہ کا رول، امیر غریب کے تضاد کے بغیر قوموں کے درمیان معاشی تعلقات، پرامن بقائے باہم کو پروان چڑھانا، ترقی پذیر ممالک کے درمیان اتحاد و یکجہتی کو پروان چڑھانا، عالمگیریت اور غیر جانبداریت کی بنیاد پر انسانی حقوق کو پروان چڑھانا اور انسانی حقوق کو سیاسی رنگ سے بچانا۔ اقوام متحدہ طاقتور اور جمہوری بنانا، اس کو اس کے کام میں مزید بہتری پیدا کرنے کے قابل بنانا اور اقوام متحدہ میں مکمل اصلاحات کی کوشش کرنا۔ عالمی امن واستحکام کو پروان چڑھانے کے لئے اقدامات کرنا، عالمی ترک اسلحہ اور نیوکلیائی ہتھیاروں ان کی تیاری کا مکمل خاتمہ، ترقی پذیر ممالک کے درمیان تعاون کو پروان چڑھانا اس کے ساتھ ساتھ ترقی یافتہ ممالک اور ترقی پذیر ممالک کے درمیان مساوات اور باہمی عزت و وقار کی بنیاد پر تعلقات

استوار کرنا اور عالمی بھائی چارگی کے ذریعہ ترقی پذیر ممالک کے عوام کی ترقی کے حق کو یقینی بنانا اور غیر جانبداریت کے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے مقامی اور بین الاقوامی سطحوں پر شہری سماج کے رول میں رضا کرنا شامل ہیں۔

غیر جانبدار تحریک کی کانفرنسیں (NAM Conferences)

☆ پہلی غیر جانبدار چوٹی کانفرنس 1961ء میں بلگریڈ (یوگوسلاویہ) میں منعقد ہوئی جس میں 25 ممالک کے سربراہوں نے شرکت کی۔

☆ دوسری غیر جانبدار چوٹی کانفرنس اکٹوبر 1964ء میں قاہرہ (مصر) میں منعقد ہوئی جس میں 47 ممالک کے سربراہ شریک ہوئے اور گیارہ ممالک کی بحیثیت مبصر اس میں شرکت کئے۔اس کانفرنس میں بھی ترک اسلحہ پر توجہ دی گئی۔

☆ تیسری چوٹی کانفرنس اکٹوبر 1964ء میں قاہرہ (مصر) میں منعقد ہوئی جس میں 54 ممالک شریک ہوئے۔

☆ چوٹی کانفرنس الجرس (الجیریا) میں 1973ء میں منعقد ہوئی جس میں 76 ممالک نے شرکت کی۔

☆ پانچویں کانفرنس کولمبو (سری لنکا) میں 1976ء میں منعقد ہوئی جس میں 86 ممالک شرکت کئے۔

☆ چھٹی کانفرنس ہوانا (کیوبا) 1979ء میں منعقد ہوئی جس میں 94 ممالک نے شرکت کی۔

☆ ساتویں کانفرنس دہلی (ہندوستان) 1983ء میں منعقد ہوئی اس میں 99 مالک حصہ لئے۔

☆ آٹھویں کانفرنس 1986ء میں ہرارے (زمبابوے) میں منعقد ہوئی جس میں 101 ممالک شرکت کئے۔

☆ نویں چوٹی کانفرنس 1989 میں بلگریڈ (یوگوسلاویہ) میں منعقد ہوئی اس میں 104 ممالک حصہ لئے۔

☆ دسویں کانفرنس جکارتہ (انڈونیشیا) میں 1992ء میں منعقد ہوئی اس میں 108 ممالک شرکت کئے۔

☆ گیارہویں کانفرنس کارٹاجینا کولمبیا میں 1995ء میں منعقد ہوئے جس میں 13 ممالک حصہ لئے۔

☆ بارہویں کانفرنس ستمبر 1991ء میں ڈربن (جنوبی آفریقہ) میں منعقد ہوئی۔

☆ تیرہویں کانفرنس 2003ء میں کوالالمپور (ملایشیاء) میں منعقد ہوئی۔

☆ چودھویں کانفرنس ہوانا (کیوبا) میں 2006ء میں منعقد ہوئی۔

☆ پندرھویں کانفرنس 2009ء میں شرم الشیخ (مصر) میں منعقد ہوئی۔

☆ سولھویں چوٹی کانفرنس 2012ء میں ایران کے صدر مقام تہران میں منعقد ہوئی۔

☆ سترویں کانفرنس 2016ء میں مارگاینا جزیرہ (وینزویلا) میں منعقد ہوئی۔

☆ اٹھارویں کانفرنس باکو (آذربائیجان) میں 2019ء میں منعقد ہوئی۔

غیر جانبداریت ایک تحریک (NAM as a movement)

1980ء کے دہے میں NAM علاقائی تنازعات کے پرامن حل کی جانب توجہ مرکوز کی۔علاقائی تنازعات جیسے ایران،عراق جنگ، افغانستان مسئلہ اور کمبوچیا تنازعہ کے پرامن حل کی کوشش کے ساتھ ساتھ ان ممالک نے اسلحہ پر کنٹرول کے لئے بھی گفت وشنید کئے۔ا

1990ء میں سوویت یونین کا زوال ہوا جس کے ساتھ کمیونسٹ بلاک کے فوجی اتحادات بھی ختم ہو گئے اور سرد جنگ کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ غیر جانبدار ممالک وزرائے خارجہ کی ستمبر 1991ء میں منعقدہ اجلاس میں عالمی امن و تعاون کے لئے ایک منصوبہ تیار کیا گیا۔ ترک اسلحہ علاقائی تنازعات کا حل، شمال۔ جنوب و جنوب۔ جنوب تعاون اقوام متحدہ میں اصلاحات غیر جانبدار ممالک کے اجلاس کا ایجنڈہ تھا۔

1992ء کی جکارتہ کانفرنس میں ترقی پذیر ممالک کی معیشت کو متاثر کرنے والے بین الاقوامی معاشی ماحول پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک نئے منصفانہ معاشی نظام کے قیام کا مطالبہ کیا گیا۔

1995ء میں کولمبیا میں منعقدہ گیارہویں کانفرنس کے موضوعات میں نیوکلیائی اسلحہ سے پاک دنیا دہشت گردی اور انتہا پسندی سے مقابلہ، غربت کے خلاف لڑائی، منشیات کی اسمگلنگ، ماحولیاتی تباہی اور اقوام متحدہ میں اصلاحات شامل تھے۔

لوم کنونشن (Lome Convention) 1975ء کے تحت EEC (یوروپین اکنامک کمیونٹی) کے ممالک نے آفریقی خطہ کے پسماندہ ممالک کی پیداوار پر تمام تجارتی پابندیوں کو ختم کرتے ہوئے ان کی مدد کی۔ غیر جانبدار تحریک عالمی سیاست کا ایک متحرک عنصر ہے جو بلا شبہ قوموں کے درمیان تعلق کے فروغ کا موجب بنا۔

غیر جانبدار تحریک کی معنویت (Relevance of NAM)

مابعد سرد جنگ غیر جانبدار تحریک کی معنویت پر سوالات اٹھ کھڑے ہوئے اور یہ بحث کا موضوع بن گئے۔ ناقدین کہتے ہیں کہ غیر جانبدار تحریک کی اہمیت اب کم ہو گئی ہے کیونکہ نو آبادیت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ سرد جنگ اور فوجی بلاکوں کا کم و بیش خاتمہ ہو گیا ہے۔ دو قطبی نظام بھی نہیں رہا۔ کمیونزم زوال پذیر ہو گیا اور نظریہ کی اہمیت کم ہو گئی

دوسری جانب وہ جو غیر جانبدار تحریک پر یقین رکھتے ہیں ان کے مطابق غیر جانبدار تحریک کی آج بھی معنویت ہے ترقی پذیر ممالک سماجی و معاشی ترقی اور انصاف کے لئے اس تحریک کے ذریعہ آواز اٹھا سکتے ہیں اور عالمی امن و تعاون کی ہر دور میں ضرورت محسوس کی جاتی ہے اور غیر جانبدار تحریک اس کے لئے ایک اہم کردار ادا کر سکتی۔ اہم طاقتیں سرد جنگ کا ماحول ہو یا نہ ہو ہر دور میں طاقت کے لئے جدوجہد کرتی رہتی ہیں۔ اپنے مفادات خاص طور پر معاشی مفادات کے ٹکراؤ کی وجہ سے ان کے تعلقات میں بگاڑ پیدا ہو سکتا ہے۔ اس طرح غیر جانبدار تحریک امن کے لئے اقدامات کر سکتی ہے۔

سلامتی، اجتماعی سلامتی

(Security, Collective Security)

اجتماعی سلامتی ایک ایسا نظام ہے جس میں قومیں ایک دوسرے کے ساتھ اتحاد میں آتی ہیں۔ اور اقوام میں سے کسی ایک پر حملہ کرنے والی قوم کے خلاف مل کر کام کرنے کا عہد کرتی ہیں۔ اجتماعی سلامتی میں ایک سے زائد ممالک کا گروہ ہوتا ہے جو دشمن ممالک کے خلاف مل کر کام کرتا ہے۔ یہ ایک انشورنس سسٹم کی مانند ہوتا ہے جس میں تمام قومیں جارحیت یا جنگ سے متاثر ملک کو بچانے کے پابند ہیں۔ اس لئے اسے بین الاقوامی امن کے لئے سب سے اہم آلہ سمجھا جاتا ہے اس کا مطلب امن کی دفاع میں تمام

ممالک کا اجتماعی اقدام ہے۔

Schwarzen Berger کے مطابق ''کسی بین الاقوامی نظام کے خلاف کسی بھی حملے کو روکنے یا اس کا مقابلہ کرنے کے لئے مشترکہ اقدامات کے لئے اجتماعی سلامتی ایک مشنری ہے۔''

Palmer and Perkins کے مطابق ''اجتماعی تحفظ' سلامتی کو لاحق خطرات سے نمٹنے کے لئے اجتماعی اقدامات کا واضح طور پر مطلب ہے۔''

اجتماعی سلامتی کی اہم خصوصیات

1) اجتماعی سلامتی طاقت کے توازن یا بحران کے انتظام کا ایک آلہ ہے۔

2) تمام اقوام کی جارحیت کے خاتمہ کے لئے اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے کے لئے پُرعزم

3) عالمی سطح پر طاقت کی تیاری' اجتماعی فوجی کاروائی۔

4) کسی بین الاقوامی تنظیم کی موجودگی کا اعتراف

5) اجتماعی سلامتی کا نظام جنگ کے خلاف محرک

جارح قوم کے خلاف اجتماعی سلامتی ایک موثر رکاوٹ ثابت ہوسکتی ہے اس نظام کے تحت ہر قوم جانتی ہے کہ کسی دوسری قوم کے خلاف کسی بھی جارحیت کا مقابلہ تمام دیگر اقوام کی اجتماعی طاقت سے ہوگا۔

6) اجتماعی سلامتی جنگ دشمن ہے نہ کہ ملک دشمن

اجتماعی سلامتی کی ابتداء اور مثالیں

اجتماعی سلامتی کو فروغ دینے کے لئے بین الاقوامی تعاون کا آغاز یوروپ کے کنسرٹ (اتحاد) سے ہوا جس نے انیسویں صدی میں نپولین جنگوں کے بعد یوروپی ملکوں کے مابین اتحاد برقرار رکھنے کی کوشش کی اور اس کے لئے جنگ سے گریز کیا۔ بین الاقوامی پارلیمنٹری یونین (آئی۔ پی۔ یو) 1879 میں تشکیل دی گئی۔ یہ تنظیم 24 ممالک کا اتحاد تھی اور 1914 تک اپنی خدمات انجام دی۔ اس کا مقصد حکومتوں کو پُرامن طریقے سے اور ثالثی کے ذریعہ بین الاقوامی تنازعات کو حل کرنے کی ترغیب دینا تھا۔ اور حکومتوں کو بین الاقوامی ثالثی کے عمل کو بہتر بنانے میں مدد کے لئے سالانہ کانفرنسوں کا انعقاد کرنا تھا۔ 1951 میں یوروپی اقتصادی برادری (یوروپین یونین) جیسی علاقائی تنظیموں کی تشکیل۔ 1963 میں افریقی اتحاد کی تنظیم (افریقی یونین) علاقائی سلامتی کے تعاون کو آگے بڑھانے کے جدوجہد کے نتائج ہیں۔

NATO'OAS اور اقوام متحدہ جیسے ادارے اجتماعی سلامتی اور دنیا میں امن کے قیام میں کارکردرہے ہیں۔

اقوام متحدہ نے پہلی بار 1950 میں کوریائی جنگ میں اجتماعی سلامتی کو استعمال کیا تھا۔ اور امن کے خلاف سوویت یونین کی جارحیت کو ختم کیا۔ کوریائی تجربہ کے بعد 1956 سوئز بحران میں اجتماعی سلامتی کو استعمال کیا اور کامیاب رہا۔ تیسری بار کانگو کے مسئلہ پر اس کے ساتھ ساتھ کویت پر عراقی جارحیت اور قبضہ کو ختم کرنے کے لئے بھی اقوام متحدہ نے اجتماعی سلامتی کا عملی مظاہرہ پیش کیا۔ 2001

میں افغانستان کی القاعدہ دہشت گردانہ حکومت کے خلاف جنگ اقوام متحدہ کے چارٹر کے تحت کی گئی۔

دو قطبی نظام (Bipolarity)

بین الاقوامی سیاست میں ''دو قطبی نظام'' طاقت کی تقسیم کو بیان کرتا ہے جس میں دو ممالک کا بین الاقوامی سطح پر یا علاقائی طور پر معاشی فوجی اور ثقافتی اثر و رسوخ کا مظاہرہ کرنا ہے۔ دو قطبی نظام امریکہ اور سوویت یونین کے درمیان سرد جنگ کے دوران کا ہے۔ اس نظام نے 20 ویں صدی کے دوسرے نصف حصہ پر غلبہ حاصل کیا تھا۔

غیر جانبدار تحریک کے اراکین کی بکھری ہوئی اور غیر متزلزل نوعیت اور کسی مشترکہ جنرل کی عدم دستیابی کی وجہ سے سماجی، معاشی پلیٹ فارم پر دنیا سرمایہ دارانہ مغرب (پہلی دنیا) میں تقسیم ہوگئی تھی، سوشلسٹ نظریہ کے حامل ممالک (دوسری دنیا) اور باقی (تیسری دنیا) کہلانے لگے، اس کے علاوہ دوسرے تمام ہر لحاظ سے دنیا کے دائرہ کی نمائندگی کرتے ہیں جہاں کبھی بھی عظیم طاقتوں کے مفادات ظاہر ہوتے ہیں، خود عظیم طاقتوں کے مابین تنازعہ کا امکان بہت زیادہ تھا لیکن برابری کی وجہ سے مسترد کردیا گیا۔ (خاص طور پر جوہری تباہی کے یقین دہانی کی ضمانت کی وجہ سے) اس نے یہ بتایا کہ طاقت کے توازن کی جزوی نظر ثانی کے لئے ترجیحی علاقے (ایشیاء، افریقہ، لاطینی امریکہ وغیرہ تھے) نظریاتی وجوہات کی بناء پر یہ دو ممالک نصف صدی تک طویل سرد جنگ میں مصروف رہے۔ اس وقت دنیا بہت غیر مستحکم تھی اور ایٹمی جنگ کا خوف ہمیشہ پس منظر میں رہتا تھا۔

ان دو بلاکوں (قطبوں) میں سے ایک کے خاتمہ کے بعد 1991 میں (سوویت یونین کا خاتمہ) دو قطبی نظام کا بھی خاتمہ ہوگیا اور دنیا میں امریکہ واحد سوپر پاور بن کر سامنے آیا۔ اس طرح 1945 سے 1991 تک کا عالمی نظام دو قطبی تھا۔

ہمہ قطبی نظام (Multipolarity)

ہمہ قطبی نظام ایک ایسا نظام ہے جس میں طاقت کے کئی اہم مراکز ہوتے ہیں۔ یہ ایک ایسا نظام ہے جس میں طاقت کم از کم اہم قطبوں میں تقسیم کی جاتی ہے۔ دولت یا فوجی صلاحیتوں کے لئے رسہ کشی مساوی قوتوں کے درمیان ہوتی ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد امریکہ کے مدمقابل کوئی دوسری طاقت نہیں لیکن چین، جاپان امریکہ کی حکمرانی کے لئے ایک چیلنج بن گئے ہیں۔ Charles Krauthammer نے 1990 میں یک قطبی نظام اور امریکی طاقت کو ایک قطبی لمحہ سے تعبیر کیا تھا اور بتایا جاتا ہے کہ اب دنیا تیزی سے ہمہ قطبی نظام کی طرف جارہی ہے۔ آج بین الاقوامی تعلقات کا مطالعہ یہ بتاتا ہے کہ مستقبل کی دنیا کے فیصلے پانچ بڑی قوتوں امریکہ، روس، متحدہ یوروپ، جاپان، چین کے ہاتھوں میں ہوں گے اور آج کی دنیا طاقتور ممالک کے باہمی تعاون سے کام کرے گی۔

یک قطبی نظام (Unipolarity)

یک قطبی نظام (Uni-polarity)

آج امریکی فوجی اخراجات اگلے بیس ممالک کے مشترکہ اخراجات سے زیادہ ہیں۔ اس کی بحریہ، فضائیہ اور خلائی طاقت بے مثال ہے، اس کی ٹیکنالوجی ناقابلِ یقین ہے۔ یہ ہر قوم پر غلبہ رکھتا ہے۔ چنانچہ امریکہ اپنی مرضی کو منوانے کی برتراہلیت کا عملی مظاہرہ عراق اور افغانستان میں کرچکا ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امریکہ کے مدمقابل کوئی طاقت نہیں۔ یک قطبی نظام میں طاقت کا

ایک ہی مرکز ہوتا ہے اور اسے متوازن کرنے کے لئے دوسری طاقت نہیں ہوتی۔ ڈاکٹر ایڈمنر نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ امریکہ ایک طاقتور ملک رہا ہے لیکن انھوں نے کہا ہے کہ اس کی عالمی طاقت میں کمی جو کچھ عرصہ پہلے سے ہوتی آرہی ہے وہ صدر ٹرمپ کی قیادت میں تیز ہوئی ہے کیونکہ ڈونالڈ ٹرمپ انتظامیہ کی معاشی پالیسی انفرادی اور کارپوریٹ میدانوں میں اہمیت رکھتی ہے۔ صدر ٹرمپ کے اقتدار کے ابتدائی تین سالوں کے دوران اقتصادی حکمت عملی کا اہم حصہ ٹیکسوں میں کمی اور اضافی اخراجات کے ذریعہ معاشی نمو کو بڑھانا تھا لیکن امریکی معاشی نمو جو جون 2009 میں عروج پر تھی وہ اچانک فروری 2020 میں زوال پذیر ہو گئی جس کے ساتھ ہی امریکہ کساد بازاری میں داخل ہو گیا ہے۔ وبائی مرض کورونا وائرس کے نتیجہ میں امریکہ میں 21 رمارچ سے 28 رمئی تک 40 ملین سے زیادہ افراد بے روزگار ہو گئے۔ صدر ٹرمپ نے 27 رمارچ کو 2 ٹریلین ڈالر کے کورونا وائرس امداد، امداد اور اقتصادی تحفظ ایکٹ پر دستخط کئے۔

اقوام متحدہ کی فاؤنڈیشن

(United Nations Foundation)

اقوام متحدہ کی حمایت کرنے اور عالمی مسائل کو حل کرنے میں اقوام متحدہ کے لئے ایک اسٹریٹیجک شراکت دار اور وسائل کے طور پر کرنے کے لئے کاروباری شخصیات ٹیڈ ٹرنر Ted Turner نے 1998ء میں اقوام متحدہ فاؤنڈیشن کی بنیاد رکھی تھی۔ فاؤنڈیشن کے قیام میں Ted کے مقاصد اقوام متحدہ میں سرمایہ کاری کی قدر کو ظاہر کرنا، نئے شراکت داروں کو اقوام متحدہ کے ساتھ مل کر کام کرنے کی ترغیب دینا اور اقوام متحدہ میں مضبوط امریکی قیادت کو فروغ دینا تھا۔

اس فاؤنڈیشن کا ہیڈ کوارٹر امریکہ میں واشنگٹن ڈی سی میں واقع ہے اس کے چیرمین Ted Turner ہیں۔ 2015ء میں اس کا محصول 101,198,453 تھا اور اخراجات 139463,058 تھے۔ اقوام متحدہ کی فاؤنڈیشن اقوام متحدہ کو نجی مالی اعانت فراہم کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اقوام متحدہ کے قیام کے لئے Ted Turner نے ایک 1 ارب ڈالر کا عطیہ دیا تھا۔

اقوام متحدہ فاؤنڈیشن کی کارکردگی

یہ فاؤنڈیشن موثر طور پر اجتماعی کاروائیوں کے ذریعہ اقوام متحدہ کی عالمی ترقی میں مدد کرنے کے لئے نظریات، افراد اور وسائل کو متحرک کرتی ہے۔ یہ تنظیم اقوام کے سکریٹری جنرل کے ساتھ مل کر کام کرتی ہے۔ حالانکہ اس کو اقوام متحدہ کی طرف سے کوئی مالی اعانت نہیں ملتی ہے۔

اس کی سرگرمیاں چھ اہم شعبوں میں مرکوز ہیں۔ بچوں کی صحت، توانائی اور آب وہوا کی تبدیلی، خواتین اور آبادی، ٹیکنالوجی، پائیدار ترقی اور اقوام متحدہ کی جانب سے وکالت ہے۔ ہر علاقہ کا انتظام فاؤنڈیشن کے ماہر کے ذریعہ کیا جاتا ہے جو شراکت داروں سے بین الاقوامی سطح پر مدد اور تعاون کرتا ہے۔ وسائل کو مربوط کرتا ہے اور اقوام متحدہ کے مقاصد کی مدد کے لئے نئے اور موجودہ عالمی اقدامات کو فروغ دیتا ہے۔

بچوں کی صحت (Children's Health)

اس شعبہ میں اقوام متحدہ کی فاؤنڈیشن کا مقصد اقوام متحدہ کو بچپن کی اموات کو کم کرنے، صحت عامہ کے نظاموں کو مضبوط بنانے (خاص طور پر ترقی پذیر ممالک میں) اور متعدد بیماریوں کے خاتمے یا ان کی روک تھام میں مدد کرنا۔ فاؤنڈیشن ریڈ کراس (UNICEF) یونیسیف (اقوام متحدہ کے بچوں کا فنڈ) اور عالمی ادارہ صحت (WHO) سے پولیو کو دنیا سے ختم کرنے The global polio eradication پہل جس کو 1988 میں شروع کیا گیا اور خسرہ سے بچپن میں ہونے والی اموات کو کم کرنا ہے۔ اپنے وجود کے پہلے دہے میں اس بیماری سے بچوں کے تحفظ کے لئے 700 ملین بچوں کو خسرہ کے ٹیکے لگانے میں مدد کی۔ فاؤنڈیشن نے پورے افریقہ میں لاکھوں دیرپا کیڑے مار ادویات کا علاج کیا۔

میں لاکھوں بچوں کا علاج کیا اور دیرپا حشرات کش ادویا میں بجھے دام Long-Lasting Insecticide Treated Nets(LLITNs) کی تقسیم عمل میں لائی جو ملیریا سے بچاؤ کا سب سے موثر طریقہ ہے۔

توانائی اور آب وہوا کی تبدیلی

یو۔ین فاؤنڈیشن قومی حکومتوں، اقوام متحدہ، غیر سرکاری تنظیموں اور نجی شعبوں کے اداروں کے ساتھ مل کر صاف، قابل تجربہ، شمسی کی توانائی، ہوا کی قوت اور متبادل بائیو ایندھنوں کی تیاری اور ان پر عمل درآمد کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ فاؤنڈیشن انرجی، فیوچر اتحاد Energy future coalition کو مالی اور اسٹریٹیجک مدد فراہم کرتی ہے۔ جو ایک ایسا اقدام ہے جو کاروباروں، مزدور تنظیموں اور ماحولیاتی گروہوں کو متحد کرتا ہے موسمیاتی تنظیموں اور ماحولیاتی گروہوں کو متحرک کرتا ہے۔ تاکہ موسمیاتی تبدیلیوں سے نمٹنے کے لئے وسیع ترغیر منطقی حکمت عملیوں کی تلاش کی جاسکے۔ یہ خواتین کو بااختیار بنانے اور گرین ہاؤس کو کم کرنے، کے پروگراموں کی بھی حامی ہے۔

خواتین اور آبادی (Women and population)

اقوام متحدہ فاؤنڈیشن کی کوشش ہے کہ تعلیم اور تولیدی صحت کی دیکھ بھال کو تمام خواتین تک قابلِ رسائی بنایا جائے۔ نوعمر لڑکیوں پر فاؤنڈیشن کی خصوصی توجہ ہے۔ جو اقوام متحدہ اور NGOS کے ساتھ مل کر انہیں تشدد اور HIV ایڈس سے بچانے اور بچپن کی شادی کی حوصلہ شکنی کے لئے کام کرتی ہے۔

ٹیکنالوجی (Technology)

اقوام متحدہ کی فاؤنڈیشن، Vodafone فاؤنڈیشن اور NGOS جیسے Teleoms sans frontieres ٹیلی کام بغیر سرحدوں کے کے ساتھ شراکت میں ہنگامی مواصلاتی نیٹ ورکس اور اقوام متحدہ کے آفات سے نجات کے مشینوں کے لئے موبائیل اور سٹیلائیٹ ٹیکنالوجی مہیا کرنے میں مدد کی ہے۔ اس فاؤنڈیشن نے 2009 میں اہم ہیلتھ، (موبائیل ہیلتھ) الائنس کا بانی رکن بھی بنایا تھا۔ جو افریقہ کے ذیلی، صحارا افریقی ممالک میں موبائیل ہیلتھ ورکرز کو فنڈ فراہم کرنے اور ان کی مدد کرنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔ جس سے صحت کے اعداد وشمار کو حاصل کرنے کے لئے انہیں ٹیکنالوجی فراہم کی جاتی ہے۔

قابل بقاء ترقی (Sustainable development)

اقوام متحدہ کی فاؤنڈیشن عالمی ثقافتی ورثہ سے مقامات کے قریب کمیونٹیوں میں قابل بقاء سیاحت اور معاشی ترقی کو فروغ دیتی ہے۔ یہ شراکت برائے عالمی پائیدار سیاحت کے معیار کے ممبروں میں سے ایک ہے۔ جس نے 2008ء میں قابل بقاء میں سیاحت کے طریقوں کے لئے عالمی رضا کارانہ معیار کا ایک مجموعہ تشکیل دیا تھا۔

اقوام متحدہ کی وکالت۔ UN Advocacy

اقوام متحدہ کی فاؤنڈیشن بہتر عالمی مہم کے ساتھ شراکت میں اقوام متحدہ کے مضبوط، مالی اعانت سے چلنے والے نظام کی حمایت کرتی ہے۔ اس فاؤنڈیشن نے متعدد مہمات کی رہنمائی کی ہے جیسے "اقوام متحدہ کو بند نہ کرو" "امن کی قیمت" "ایسے تنہا مت چھوڑو" اور "یوم یکجہتی" وغیرہ۔ عالمی اور بین الاقوامی مسائل جیسے ماحولیاتی تبدیلی، دہشت گردی، جوہری پھیلاؤ اور انسانی حقوق پر حملہ جیسے مسائل حل کرنے میں اس کا کردار ہے۔ 2010ء میں فاؤنڈیشن نے اقوام متحدہ کی USA کے ساتھ اسٹریٹیجک اتحاد کا اعلان کیا۔ اس اتحاد نے اقوام متحدہ کے امریکی حامیوں کا سب سے بڑا نیٹ ورک بنانے کے لئے اقوام متحدہ کے فاؤنڈیشن کے مختلف وکالت اقدامات کے ساتھ اقوام متحدہ کے 100 سے زیادہ ابواب کو ملایا۔

عالمی بینک

World Bank

عالمی بینک

عالمی بینک کو بین الاقوامی بینک برائے تعمیر و ترقی International Bank for Reconstruction and Development (IBRD) بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ایک عالمی بینک ایک بین الاقوامی مالیاتی ادارہ ہے۔ اس کا قیام 27 ڈسمبر 1945 میں برٹین ووڈ کی مالی کانفرنس کے ذریعہ ہوا تھا۔ اس کا آغاز 1946 میں کاروبار کے لئے ہوا۔

تنظیم اور ساخت (Organisation and Structure)

بینک کی تنظیم بورڈ آف گورنرس، بورڈ آف ایگزیکٹیو، ڈائریکٹرز اور مشاورتی کمیٹی، لون کمیٹی اور صدر اور دیگر عملہ کے ارکان پر مشتمل ہے۔ بینک کے تمام اختیارات بورڈ آف گورنرس کے سپرد ہیں جو بینک کی اعلیٰ پالیسی بنانے والا ادارہ ہے۔

بورڈ میں ایک گورنر ایک متبادل گورنر ہوتا ہے جو ہر ممبر ملک کے ذریعہ پانچ سال کے لئے مقرر ہوتا ہے۔ ہر گورنر کو ووٹ ڈالنے کا اختیار ہوتا ہے۔ جو حکومت کے مالی تعاون سے متعلق ہوتا ہے۔ جس کی وہ نمائندگی کرتا ہے۔

ایگزیکٹیو ڈائریکٹرز کا بورڈ 21 اراکین پر مشتمل ہے ان میں سے 6 کو بڑے شیئر ہولڈرز، یعنی امریکہ، جاپان، برطانیہ، مغربی جرمنی، اور ہندوستان کے ذریعہ مقرر کیا گیا ہے۔ باقی 15 اراکین کا انتخاب باقی ممالک کرتے ہیں۔

ہر ایگزیکٹیو ڈائرکٹرز کے ذریعہ بینک کے صدر کو چنا جاتا ہے۔ وہ بینک کے چیف ایگزیکٹیو ہوتے ہیں اور وہ بینک کے

یومیہ کاروبار چلانے کے لئے ذمہ دار ہیں۔

مشاورتی کمیٹیاں

مشاورتی کمیٹیاں 7 اراکین پر مشتمل ہیں جو بینک کی مختلف شاخوں میں ہوتی ہیں۔ ایک اور ادارہ بھی ہوتا ہے جس کو لون کمیٹی کے نام سے جانا جاتا ہے اس کمیٹی سے کسی بھی ملک کو کسی بھی قرض میں توسیع سے پہلے بینک کے ذریعہ مشاورت کی جاتی ہے۔

عالمی بینک کے مقاصد (Objectives of World Bank)

عالمی بینک کے مندرجہ ذیل مقاصد ہوتے ہیں۔

1) پیداواری مقاصد کے لئے اُن ممالک کے علاقوں کی تعمیر نو اور ترقی کے لئے طویل مدتی سرمایہ فراہم کرنا۔

2) ادائیگیوں کے توازن اور بین الاقوامی تجارت کی متوازن ترقی اور بینک کے اراکین کی پیداواری وسائل کی ترقی کے لئے بین الاقوامی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کرنا۔

3) چھوٹے اور بڑے یونیٹوں اور رُکن ممالک کے دوسرے منصوبوں کو دیئے گئے قرضوں کی ضمانت فراہم کرنا۔

4) قرض منصوبوں پر عمل درآمد کو یقینی بنانا۔

5) نجی قرضوں یا سرمایہ کاری کی ضمانت فراہم کرنا۔

6) مختلف ممالک کو فنی امداد فراہم کرنا۔ وغیرہ۔

عالمی بینک کے فرائض (Functions of World Bank)

عالمی بینک رُکن ممالک بالخصوص پسماندہ اور ترقی پذیر ممالک کو ترقیاتی کاموں کے لئے قرضوں کی فراہمی میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ یہ بینک پانچ سے بیس سالوں کی مدت کے مختلف کاموں کے لئے طویل مدتی قرضے مہیا کرتا ہے۔

اس کے فرائض حسبِ ذیل ہیں۔

1) عالمی بینک رُکن ممالک کو مختلف ٹیکنیکی خدمات فراہم کرتا ہے۔ اس مقصد کے لئے بینک نے واشنگٹن میں "Economic development institution" اور ایک اسٹاف کالج بھی قائم کیا ہے۔

2) بینک کسی رُکن ملک کو ادائیگی شدہ سرمایہ میں اپنے حصے کا 20 فیصد تک قرض دے سکتا ہے۔

3) قرضوں کی مقدار، شرح سود، اور شرائط و لون کے ضوابط و قواعد خود ہی طے کرتا ہے۔

4) مقروض قوم کو یا تو کرنسی میں اُس کی ہی کرنسی میں قرض ادا کرنا پڑتا ہے۔ جس میں قرض کی منظوری دی گئی تھی۔

5) بینک رُکن ممالک سے تعلق رکھنے والے نجی سرمایہ کاروں کو بھی اپنی ضمانت پر قرض فراہم کرتا ہے۔ لیکن اس قرض کے لئے نجی سرمایہ کاروں کو پیشگی اجازت لینا ہوگی۔ جہاں یہ رقم اکٹھی کی جائے گی۔

بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (آئی۔ ایم۔ ایف) International Monetary Fund (I.M.F)

بین الاقوامی مالیاتی فنڈ کے قیام کے لئے جولائی 1944 میں منعقدہ بریٹن ووڈس کانفرنس میں 44 غیر کمیونسٹ ممالک نے

شرکت کی اور اس ادارہ کے قیام سے متعلق معاہدہ پر بات چیت کی۔ اور قیام کے لئے 29 ممالک نے معاہدہ کے دفعات اور اس کے چارٹر پر دستخط کیئے اور اپنی توثیق کی۔ اس فنڈ کا آغاز 27 ڈسمبر 1945 کو باضابطہ طور پر کیا گیا اور IMF نے یکم مارچ 1947 سے اپنی مالی کاروائیاں شروع کیں۔ آج I.M.F کے پاس 188 رُکن ممالک کی عالمی سطح پر رُکنیت ہے۔ ہندوستان بھی اس فنڈ کے بانی اراکین میں سے ہے۔

اِس اِدارہ کی اِبتدائی سرمایہ کاری 8,800 ملین ڈالر تھی۔

بین الاقوامی مالیاتی فنڈ کی تنظیم اور ساخت

بین الاقوامی مالیاتی فنڈ ایک بورڈ آف گورنرس، ایک ایگزیکٹیو بورڈ اور ایک بین الاقوامی عملے پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہر ملک ایک نمائندہ جو عام طور پر مرکزی بینکوں کے سربراہان یا وزیر خزانہ بورڈ آف گورنرس کے لئے مقررہ کرتا ہے۔ یہ بورڈ سال میں ایک مرتبہ اپنا اجلاس کرتا ہے اور بنیادی معاملات جیسے نئے اراکین کا انتخاب یا کوٹہ تبدیل کرنے کا فیصلہ لیتا ہے۔

ایگزیکیٹیو بورڈ کو روزانہ کی پالیسی کے فیصلوں کا انتظام سونپا جاتا ہے۔ بورڈ میں 24 ایگزیکٹیو ڈائریکٹرز شامل ہیں۔ جو ممبر ممالک کی حکومت کے ذریعہ بورڈ آف گورنرس کے ذریعہ طے کردہ پالیسیوں کے نفاذ کی نگرانی کرتے ہیں۔

بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (IMF) کا سربراہ مینجنگ ڈائریکٹر ہوتا ہے جو ایگزیکیٹیو بورڈ کے ذریعہ 5 سال کی میعاد کے لئے منتخب کیا جاتا ہے۔

اس کے پانچ ایگزیکیٹو ڈائرکٹرز کا انتخاب وہ ممبر کرتے ہیں جن کا کوٹہ سب سے زیادہ ہوتا ہے اور باقی ڈائریکٹرس کا اراکین کے گورنر کرتے ہیں۔ یہ ڈائریکٹرز فنڈ کے انتظام و وسائل کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ فنڈ میں طاقتوں کا توازن کوٹہ سسٹم کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ کوٹہ عالمی معیشت میں ممبر ممالک کی اہمیت کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ وہ کوٹہ ہے جس پر ادائیگی کی ذمہ داری، کریڈٹ، سہولیات اور ممبروں کے حقِ رائے دہی کا تعین کیا جاتا ہے۔

آئی ایم ایف کے مقاصد (Objectives of IMF)

آئی ایم ایف کے معاہدہ میں 6 مقاصد بیان کئے گئے ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں۔

1) بین الاقوامی مالیاتی تعاون میں اضافہ اور بین الاقوامی تجارت میں ترقی دینا۔

2) بین الاقوامی مالیاتی کی توسیع کے ساتھ ساتھ اس کی متوازن نشو و نما میں آسانی پیدا کرنا اور اس کے ذریعہ روزگار اور حقیقی آمدنی کے اعلیٰ درجہ کے فروغ اور بحالی اور معاشی پالیسی کے بنیادی مقصد کے طور پر تمام اراکین کے پیداواری وسائل کی ترقی میں معاونت کرنا۔

3) تبادلہ کے استحکام کی حالت کو بہتر بنانا، تبادلہ کے متعلق مناسب انتظامات کو برقرار رکھنا اور تبادلہ کے سلسلہ میں نقصانات سے بچنا۔

4) ممبروں کے درمیان موجودہ لین دین کے سلسلہ میں ایک کثیر المقاصد نظام قائم کرنے میں مدد دینا ہے۔ اور ممبر ملکوں کے مابین غیر ملکی زرِ مبادلہ پر عائد شدہ پابندیوں کو ختم کرانا۔ تا کہ عالمی تجارت کے اضافہ میں رُکاوٹ پیدا نہ ہو۔

5) فنڈ کے عمومی وسائل کو عارضی طور پر مناسب حفاظتی انتظامات کے تحت مہیا کر کے ممبروں کو اعتماد فراہم کرنا۔

6) مذکورہ بالا کے مطابق مدت کو کم کرنے ممبروں کی ادائیگی کے بین الاقوامی توازن میں عدم مساوات کے دائرہ کو کم کرنا۔

بین الاقوامی مالیاتی فنڈ کے فرائض واختیارات

بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (IMF) کا بنیادی کام بین الاقوامی مالیاتی نظام کی نگرانی کرنا ہے۔ اس سے کئی فرائض اخذ کئے جاتے ہیں۔ یہ بین ادائیگیوں کے خسارے میں عارضی توازن' رُکن ممالک کی مالیاتی اور زرمبادلہ کی شرح پالیسی پر نگرانی' پالیسی سفارشات جاری کرنے کے دوران رُکن ممالک کو قرض دینا۔ سرمایہ کاری اور بینک کے قرضے حکومت کے اخراجات اور ٹیکسوں کے سلسلے میں افراط زر کی روک تھام کے تعلق اقدامات کی سفارش کرنا ہے۔ اس کے فرائض کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ جو حسب ذیل ہیں:۔ 1) ریگولیٹری۔ 2) مالی (3) مشاورتی۔

ریگولیٹری فرائض

اس کے ذریعہ طے شدہ فنڈ اس کے ضابطۂ اخلاق کے سرپرست کی حیثیت سے کام کرتا ہے۔

مالی فرائض

یہ رُکن ممالک کو درپیش قلیل مدتی اور درمیانی مدت کی ادائیگیوں (بی او پی) کی عدم مساوات کو پورا کرنے کے لئے وسائل کی فراہمی کی ایک ایجنسی کے طور پر کام کرتا ہے۔

مشاورتی فرائض

یہ بین الاقوامی تعاون کے مرکز کے طور پر کام کرتا ہے اور اپنے ممبروں کو مشاورتی اور ٹیکنیکی مدد کا ذریعہ بناتا ہے۔ IMF کا بنیادی کام اس کے ممبروں کو عارضی طور پر مالی مدد فراہم کرنا ہے تاکہ بنیادی' BOP عدم استحکام کو دُرست کیا جاسکے۔ تاہم اس طرح کا قرض دینا سخت شرط سے مشروط ہے۔ غیر مشروط شرح تبادلہ کی پالیسوں یا ممبروں کی ایڈجسمنٹ کے عمل پر آئی ایم ایف کے نگرانی کے فرائض کا راست نتیجہ ہے۔

1980 کی دہائی کے ابتدا میں کم آمدنی والے ممالک آئی ایم ایف کی طرف راغب ہوئے ان میں سے بہت سے ممالک کو بی۔او۔پی کی شدید مشکلات اور قرضوں کی ادائیگی کے شدید دُشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اس پس منظر میں فنڈ کے استحکام پروگرام کے ساتھ ساتھ ساختی ایڈجسمنٹ پروگرام بھی بنایا۔ استحکام کا پروگرام ایک ڈیمانڈ مینجمنٹ کا مسئلہ ہے، جبکہ ساختی پروگرام سپلائی مینجمنٹ پر مرکوز ہے۔ آئی ایم ایف ممبر ممالک پر زور دیتا ہے کہ وہ معاشی عدم استحکام سے نمٹنے کے لئے ان پروگراموں کو نافذ کرے۔

بین الاقوامی مالیاتی فنڈ IMF کے کارنامے

آئی ایم ایف اپنے ممبروں کے مفاد کے لئے ایڈجسمنٹ پر مبنی بین الاقوامی ادارہ کے طور پر کام کرتا ہے۔ مالیاتی فنڈ کا مقصد زرمبادلہ کی شرح استحکام کو فروغ دینا ہے۔ اپنے ابتدائی مرحلہ میں آئی ایم ایف نے مسابقتی تبادلے کی قدر میں کمی سے بچنے کے انتظامات کیئے۔

اس نے بین الاقوامی لیکویڈیٹی (Liquidity) کے مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی ہے، بین الاقوامی لیکویڈیٹی پیدا کرنے

کے لئے خصوصی ڈرائنگ حقوق (Special Drawing Rights)(SDRS) اکاؤنٹ 1969 میں تشکیل دیا گیا تھا۔ خاص طور پر ترقی پذیر ممالک کو فائدہ پہنچانے کے لئے زرِ مبادلہ کے ذخائر (Balance of Payment (BOP کے خسارے کی مالی اعانت کے لئے ممبر ممالک کو ایس ڈی آر (SDR) مختص کیا جاتا ہے۔

یہ ایک ایسا ادارہ ہے جس کے ذریعہ مانیٹری، مالی معاملات میں مشاورت جاری رہتی ہے۔ یہ ممبر ممالک کی معاشی، مالی اور مالی پالیسیوں پر بات چیت کرنے ایک فورم کی حیثیت سے کام کرتا ہے۔

1980 کی دہائی کے بعد جب ترقی پذیر اور غریب ممالک میں قرضوں کا بحران پیدا ہوا تو آئی ایم ایف نے اپنے مالی وسائل کو ان ممالک کی طرف موڑ دیا۔ 1980 کی دہائی میں مرکزی منصوبہ بند معیشتیں ابھی تک فنڈ کے ممبر نہیں تھیں۔ 1990 میں سوویت یونین کے خاتمہ کے سابقہ کمیونسٹ ممالک فنڈ کے رکن بن گئے اور آئی ایم ایف ان ممالک کو مدد کر رہا ہے تا کہ مارکسسٹ کی معیشت کے اُصولوں کو فروغ دیا جاسکے۔ اس نے دہشت گردی اور منی لانڈرنگ سے نمٹنے کے لئے وسائل کی مالی اعانت کا فیصلہ کیا ہے۔ آئی ایم ایف نے مناسب مالیاتی' مالی اور تجارتی پالیسیاں تشکیل دینے میں اپنے ممبروں کی مدد کی ہے۔

یاد رہے کہ عالمی بینک کے برعکس آئی ایم ایف کوئی ترقیاتی ایجنسی نہیں ہے۔ یہ ترقیاتی امداد فراہم کرنے کے بجائے اپنے ممبروں کو BOP کی مشکلات سے نمٹنے کے لئے مالی امداد فراہم کرتا ہے۔

اقوام متحدہ تجارت وترقی سے متعلق کانفرنس (UNCTAD)

اقوام متحدہ کی تجارت اور ترقی سے متعلق کانفرنس (UNCTAD) ایک مستقل بین الحکومتی تنظیم کے طور پر 30 ڈسمبر 1964 کو قائم کی گئی تھی۔ یہ تنظیم عالمی تجارت وترقی کے مسائل سے نمٹنے کے لئے بین الاقوامی معاشی تعاون کو فروغ دینے خاص طور پر ترقی پذیر ممالک کے ''تجارتی خلیج'' کو کم کرنے کے لئے تشکیل دی گئی۔

تجارت وترقی سے متعلق اقوام متحدہ کی پہلی کانفرنس (UNCTAD) کا اجلاس مارچ 1964 میں جینوا میں ہوا۔ جس میں تقریباً 120 ممالک کے نمائندوں نے شرکت کی جو اقوام متحدہ کے رُکن تھے۔ اس کانفرنس نے بین الاقوامی معاشی تعلقات میں ایک اہم موڑ کی نشاندہی کی اور عالمی تجارت اور ترقی کے ارتقاء میں ایک نئے دور کا آغاز کیا۔

UNCTAD کی تنظیم وساخت

(UNCTAD) یو این سی ٹی اے ڈی اقوام متحدہ کے جنرل اسمبلی کے مستقل عضو کے طور پر قائم کیا گیا تھا۔ لیکن اس کی اپنی ماتحت تنظیمیں بھی ہیں اور اس کی خدمت کے لئے ایک مکمل وقتی سیکریٹریٹ بھی ہے جو اس کا مستقل عضو ہے جس کو تجارت اور ترقیاتی بورڈ کہتے ہیں۔ جس میں مرکزی ایگزیکٹیو باڈی ہوتی ہے۔ یہ بورڈ کانفرنس کے مکمل اجلاسوں کے مابین کام کرتا ہے۔ ٹریڈ اینڈ ڈیولپمنٹ بورڈ کی کارکردگی وفرائض کے لئے چار معاون اعضاء ہوتے ہیں۔ 1) اجناس کمیٹی۔ 2) کمیٹی برائے مینوفیکچر۔ 3) جہاز رانی سے متعلق کمیٹی۔ 4) تجارت سے متعلق پوشیدہ اشیاء اور مالیہ سے متعلق کمیٹی۔

عام طور پر یہ کمیٹیاں سالانہ اجلاس کرتی ہیں۔ تاہم فوری معاملات پر غور کرنے کے لئے انہیں خصوصی اجلاس میں دعوت دی

جا سکتی ہے۔UNCTAD کے موجودہ ممبروں کی تعداد 195 ہے اور اس کا ہیڈ کوارٹر جینوا میں ہے۔

UNCTAD کے مقاصد

UNCTAD کے کچھ اہم مقاصد حسب ذیل ہیں۔

1) ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کے مابین تجارتی خلیج کو کم کرنا اور ختم کرنا ہے۔

2) ترقی پذیر دنیا کی معاشی نمو کی شرح کو تیز کرنا۔

3) معاشی ترقی کو تیز کرنے کے مقصد سے ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کے مابین بین الاقوامی تجارت کو فروغ دینا۔

4) بین الاقوامی تجارت اور معاشی ترقی سے متعلق اور مسائل سے متعلق اُصولوں اور پالیسیاں مرتب کرنا۔

5) اس کے اصولوں اور پالیسیوں کو عملی جامہ پہنانے تجارتی معاہدوں پر گفتگو کرنا۔

6) بین الاقوامی تجارت کے میدان میں اقوام متحدہ کے دیگر اداروں کی سرگرمیوں کا جائزہ لینا۔حکومت کی ترقیاتی پالیسیوں میں ہم آہنگی سے متعلق تجارت اور اس سے متعلق دستاویزات کے مرکز کے طور پر کام کرنا۔

UNCTAD کی مختلف کانفرنسیں

UNCTAD کی مختلف کانفرنسیں اور اس کے اہم نکات حسب ذیل ہیں۔

UNCTAD کی کانفرنسوں میں اقوام متحدہ کے تمام ممبر شامل ہوتے ہیں۔حتیٰ کہ وہ ممالک بھی جو اقوام متحدہ کے ممبر تو نہیں ہے لیکن خصوصی اداروں کے یا ایٹمی توانائی کے عالمی ادارے کے ممبر ہیں شامل ہوتے ہیں۔اس کانفرنس کا پہلا اجلاس 1964 میں جینوا میں منعقد ہوا۔اس اجلاس میں کانفرنس نے ترقی یافتہ اور غریب ممالک کے مابین تجارتی تعلقات کے قیام اور کام میں بنیادی تبدیلیاں لانے کے لئے بہت سارے اصول پالیسیوں اور سفارشات پیش کیں۔

اس کانفرنس کا دوسرا اجلاس فروری سے لے کر 28 مارچ ((1968 میں نئی دہلی میں منعقد ہوا۔اس اجلاس میں ترقی پذیر ممالک کے مسائل اور عالمی تجارت اور ترقی سے متعلق دیگر اہم اُمور کا مقابلہ کرنے کا ایک ایجنڈہ بنایا گیا۔

اس کانفرنس کا تیسرا اجلاس 1972 میں 13 اپریل سے 17 مئی تک منعقد کیا گیا۔جس میں 120 ممالک نے شرکت کی جن میں سے 96 ممالک ترقی پذیر ممالک تھے۔یہ اجلاس اینٹیا گو میں منعقد ہوا تھا۔اس اجلاس میں بہت سارے اہم اُمور پر تبادلہ خیال کیا گیا اور اس حقیقت کی طرف توجہ مبذول کروائی گئی کہ ایک دہائی کے دوران عالمی تجارت میں کافی حد تک اضافہ ہوا تھا۔ترقی پذیر ممالک کی تجارت ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے میں سست شرح سے بڑھی۔ترقی پذیر ممالک کی برآمدات 1960 میں دنیا کی برآمدات کا 67 فیصد تھیں جو کہ 1970 میں بڑھ کر 71 فیصد ہوگئیں۔جبکہ اسی مدت کے دوران ترقی پذیر ممالک کا برآمدی حصہ 21 فیصد سے گھٹ کر 18 فیصد رہ گیا۔اس کا چوتھا اجلاس فروری میں 1976 میں ہوا۔اور پانچواں 1979 میں۔منیلا (فلپائن' چھٹا اجلاس 1983 میں بلغراد (سربیا) ساتواں اجلاس جینوا میں اور 1987 میں آٹھواں اجلاس 1992 کارٹجینا (کولمبیا) نواں اجلاس 1996 مڈرانیڈ (جنوبی افریقہ) دسواں اجلاس 200ء میں بینکاک (تھائی لینڈ۔گیارہواں اجلاس 2004 میں ساؤ پالو (برازیل)، بارہواں اجلاس

2008ء میں (گھانا) میں، تیرہواں اجلاس دوحہ (قطر) میں، چودھواں اجلاس 2016 میں نیروبی (کینیا) میں منعقد ہوا تھا۔ اس کی پندرہواں اجلاس 2020 اکتوبر میں بروج ٹاؤن (بارباڈوس) میں منعقد ہوگا۔

اقوام متحدہ کی تجارت وترقی سے متعلق کانفرنس UNCTAD کا مقصد ترقی پذیر ممالک کی مشینی پیداوار اور نیم مشینی پیداوار کی برآمدات کو پھیلانا ہے۔ ترقی پذیر ممالک کے قرضوں سے متعلق مسائل اور بحران ممالک کے وسائل کی منتقلی UNCTAD کے کام کا ایک اہم شعبہ ہے۔ اس نے مالیاتی امداد کی شرائط کو بہتر بنانے، امدادی رقوم میں اضافوں کا اہتمام کرنے قرضوں کے بوجھ کو کم کرنے اور ایک ایسے عالمی مالیاتی نظام کو مرتب کرنے کے اقدامات کی سفارش کی ہے جو موجودہ عالمی معاشی حالات اور خصوصاً ترقی پذیر ممالک کی ضروریات کے ساتھ بہتر طور پر ہم آہنگ ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ یہ کانفرنس تجارت کی توسیع، معاشی اتحاد، معاشی تعاون کے فروغ پر بہت زیادہ زور دیتی ہے۔

شمال۔جنوب بات چیت (North-South Dialogue)

شمال جنوب بات چیت سے مراد وہ عمل ہے جس کے ذریعہ "تیسری دنیا کے ترقی پذیر اور نئے آزاد ممالک، خاص طور پر ایشیاء، افریقہ، اور لاطینی امریکہ میں شمالی امریکہ اور مغربی یوروپ کے صنعتی ممالک کو بین الاقوامی معاشی نظام میں ہونے والی تبدیلیوں پر بات چیت کے لئے آمادہ کیا گیا۔

عالمی شمال کی تعریف میں امریکہ، کینڈا، برطانیہ، یوروپی یونین کے تمام ممبر ممالک روس، اسرائیل، جاپان، سنگاپور، جنوبی کوریا، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ شامل ہیں۔ جبکہ جنوبی افریقہ، لاطینی امریکہ اور مشرقی وسطی کے ساتھ ساتھ ترقی پذیر ایشیاء برازیل، ہندوستان، چین، انڈونیشیاء، وغیرہ جنوبی مملکتیں ہیں۔ شمال کی قومیں دولت مند، کم غیر مساوی اور زیادہ جمہوری سمجھے جاتے ہیں اور ترقی یافتہ ممالک کی حیثیت رکھتے ہیں۔

جنوبی مملکتیں عام طور پر غریب ترقی پذیر ممالک ہیں۔ اور شمالی مملکتوں کے ذریعہ ماضی کی نوآبادیات کی تاریخ رکھتی ہیں۔

اس طرح شمال اور جنوب کے ممالک کے درمیان معاشی مسائل پر غور کرنے کے لئے اور شمال وجنوب کے درمیان باہمی تعاون کو فروغ دینے' ترقی پذیر ممالک کے مسائل کو حل کرنے کے لئے عالمی بینک نے جرمنی کے سابقہ چانسلر Willy Brandt کی صدارت میں ایک کمیشن 1977 میں قائم کیا گیا۔ اس کمیشن کو Independent Commission of development issue کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ اس نے اپنی رپورٹ 1980 میں پیش کی۔ اس کمیشن کا اجلاس 22 اور 23 اکتوبر 1981 منعقد کیا گیا۔ یہ اجلاس شمال جنوب تعاون اور ترقی پر ایک بین الاقوامی اجلاس تھا۔ اس میں 14 ترقی پذیر اور آٹھ ترقی یافتہ صنعتی ممالک کے رہنماؤں نے شرکت کی۔ یہ تاریخ کی شمال جنوب کی واحد کانفرنس تھی۔ اس کانفرنس کی صدارت میکسیکو کے صدر جوس لوپیز پورٹیلو تھے۔ (Jose lopez portillo) اس کانفرنس کے لئے کوئی ایجنڈہ طئے نہیں کیا گیا تھا۔ فرانسیسی صدر فرانسوا میٹرنڈ (Francois mitterrand) نے اس میں صنعتی ممالک اور ترقی پذیر ممالک کے مابین تجارت کی شرائط کو تبدیل کرنے کی ضرورت کے بارے میں بات کی۔ اور تیسری دنیا کی ترقی میں فعال طور پر فرانس کی شرکت کے عزم کی تائید کی۔ چینی وزیر اعظم ژاؤ ژیانگ (Zhao Ziyang) نے نئے بین

الاقوامی معاشی نظام کے قیام کا مطالبہ کیا۔ اس کانفرنس میں امریکہ کے صدر ریگین کے ساتھ ساتھ برطانیہ، جاپان، ہندوستان اور دیگر ممالک کے رہنماؤں نے بھی شرکت کی۔

اس کانفرنس میں زیادہ تر عالمی بات چیت کی تجاویز کو طئے کرنے پر توجہ دی گئی اور ترقی پذیر ممالک نے اقوام متحدہ کے مختلف اداروں جیسے IMF اور عالمی بینک وغیرہ پر اقوام متحدہ کی نگرانی کو قائم کرنے پر زور دیا۔ لیکن امریکہ کے صدر ریگن اس کے لئے راضی نہیں تھے۔ قائدین نے اقوام متحدہ میں ترقیاتی مذاکرات کے لئے ایک عارضی معاہدہ کیا۔ لیکن تیسری دنیا کے کچھ ممالک کی امیدوں کے باوجود نئی بات چیت کی شرائط یا تاریخ پر متفق نہیں ہو سکے۔ صنعتی اور ترقی پذیر ممالک کے رہنماؤں نے اپنے دیرینہ 22 اختلافات میں کسی پیشرفت کے بغیر دوروزہ بند دروازوں میں بات چیت کو ختم کر دیا۔

اس کے بعد ڈسمبر میں ترقی پذیر ممالک کے اراکین نے جنرل اسمبلی میں عالمی معیشت کی از سر نو ترتیب کے لئے شمال جنوب بات چیت کو آگے بڑھانے کے لئے ایک قرارداد بھی پیش کی لیکن امریکہ نے اس قرارداد کی مخالفت کی۔ کیونکہ اس کو خدشہ تھا کہ اس سے عالمی بینک اور IMF جیسے مالیاتی اداروں کی آزادی کو خطرہ لاحق ہوگا۔

برانڈٹ کمیشن نے 1983 میں شمال۔ جنوب بات چیت میں تعاون کے لئے اپنی دوسری رپورٹ شائع کی۔ اس رپورٹ میں اس نے مشترکہ بحران خوراک اور زرعی ترقی، امداد، توانائی، تجارت، بین الاقوامی مالیاتی اور مالی اصلاحات اور عالمی سطح پر مذاکرات کے بین الاقوامی اُمور پر بنیادی طور پر زور دیا۔ برانڈٹ رپورٹوں نے شمالی اور جنوبی دونوں ممالک کے لئے مشترکہ دیگر مسائل' جن میں ماحولیات اسلحہ کی دوڑ، آبادی میں اضافہ اور عالمی معیشت کے غیر یقینی امکانات کے حل کی بھی تلاش کی۔ چونکہ یہ مسائل بالآخر تمام ممالک کی بقا کا خدشہ رکھتے ہیں۔ لہٰذا برانڈٹ کمیشن کی سفارشات کو اجتماعی طور پر دنیا کے مسائل کو حل کرنے کے لئے ایک ساختی پروگرام کے طور پر پیش کیا گیا۔

N.Oluwafemi Mimiko کے مطابق جنوب میں صحیح ٹیکنالوجی کا فقدان ہے۔ یہ اس کی زرمبادلہ کی آمدنی قیمتوں کے اُتار چڑھاؤ کے ساتھ ساتھ شمال میں بنیادی مصنوعات کی برآمدات پر منحصر ہے''۔ جنوب کی ترقی کی کمی اور شمال کی اعلیٰ سطح کی ترقی ان کے درمیان عدم مساوات کو گہرا بناتی ہے۔

بعض ماہرین معاشیات نے کہا ہے کہ آزاد تجارت اور کسی رُکاوٹ کے بغیر سرمایہ ترقی پذیر ممالک کے لئے معاشی طور پر مزید ترقی کا امکان فراہم کرے گا۔ اقوام متحدہ نے بھی شمال۔ جنوب کے درمیان تقسیم کو کم کرنے میں اپنا کردار Millennium development goals کے ذریعہ ادا کر دیا ہے۔

جنوب۔جنوب تعاون (South-South Co-operation)

تعارف

جنوب۔جنوب تعاون کا آغاز 1949 میں اقوام متحدہ کی سماجی ومعاشی کونسل کے ذریعہ پہلے ٹیکنیکی امداد کے پروگرام کے قیام اور 1969 میں اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام (UNDP) کے ساتھ شروع ہوا۔ 1978 میں TCDC پر گوبل ساؤتھ کانفرنس کا انعقاد

بیونس آئرس (Buenos Aires) میں ہوا جس کے نتیجے میں ترقی پذیر ممالک کے مابین ٹیکنیکی تعاون کو فروغ دینے اور اس پر عمل درآمد کرنے کے لئے بیونس آئرس پلان آف ایکشن (BAPA) کو اپنایا گیا۔ یہ جنوب جنوب تعاون کے اہم ستون میں سے ایک ہے۔

جنوب۔ جنوب تعاون سیاسی، معاشی، سماجی، ثقافتی ماحولیاتی اور ٹیکنیکی میدانوں میں جنوب کے ترقی پذیر ممالک کے مابین باہمی تعاون کے لئے ایک وسیع فریم ورک ہے۔ جنوب۔ جنوب تعاون ایک اصطلاح ہے جو تاریخی طور پر پالیسی سازوں اور ماہرین تعلیم کے ذریعہ ترقی پذیر ممالک کے درمیان وسائل، ٹیکنالوجی اور علم کے تبادلہ کو بیان کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔

2001ء میں بروسلز (Brussels) میں اقوام متحدہ کی کم سے کم ترقی پذیر ممالک سے متعلق کانفرنس جنوب۔ جنوب تعاون کا ایک اور سنگ میل ہے۔ جس میں صحت، تعلیم، ترتیب، ماحولیات، سائنس اور ٹیکنالوجی، تجارت، سرمایہ کاری اور ٹرانزٹ ٹرانسپورٹ کے شعبوں میں صلاحیتوں کو پیدا کرنے اور بہترین طریقوں کو طے کرنے پر زور دیا گیا تھا۔

مارچ 2000ء میں Monterrey (Mexico) میں منعقدہ ترقی کے لئے مالیہ سے متعلق بین الاقوامی کانفرنس نے خصوصی حکمت عملی، طریقوں اور تجربے منصوبوں پر تبادلہ خیال کرنے کے لئے سہ رخی تعاون کے ساتھ جنوب۔ جنوب تعاون کی خاص طور پر حوصلہ افزائی کی۔ مزید امداد کی فراہمی میں جنوب۔ جنوب تعاون کو مضبوط بنانے پر زور دیا۔ اس کے بعد بڑے حالیہ فریم ورک جن میں LDCs کے لئے استنبول پروگرام برائے ایکشن (Istanbul programme of action) ایل۔ ایل ڈی سی کے لئے (LLDCs) 2014ء میں ایکشن آف ویانا پروگرام، ترقی کے لئے مالیاتی اعانت سے متعلق 2015ادیس ابابا ایکشن ایجنڈہ Disaster risk کو کم کرنے کے لئے 2015ء (Sendai) سینڈائی فریم ورک۔ اور موسمیاتی تبدیلی سے متعلق 2016 کے پیرس معاہدہ نے بھی تعاون اور سہ رُخی تعاون کو نئی ترغیب دی۔

جنوب کے بہت سے ممالک نے مالی اور ٹیکنیکی صلاحیتوں کو بڑھاوا دیا ہے۔ انہوں نے عالمی مسائل کے انتظام کے لئے جامع نقطہ نظر کے تناظر میں عالمی سطح پر ہونے والے فوائد کو زیادہ وسیع پیمانے پر پھیلایا۔ نئی منڈیوں کی تشکیل۔ جنوب میں دیگر ممالک کو مراعات یا غیر مراعاتی شرائط پر ان وسائل کی منتقلی شروع کردی اور پائیدار معاشی نمو کے لئے ایک وسیع تر بنیاد کو تشکیل دیا۔ حالیہ برسوں میں ترقی پذیر ممالک کے مابین امداد اور دیگر تعاون کی ایک طویل تاریخ کی تشکیل' متعدد جنوبی ممالک ترقیاتی تعاون کے لئے اہم شراکت دار بن گئے ہیں۔ ترقیاتی تعاون میں ایک نئی جہت واضح طور پر شامل کی جارہی ہے۔ خاص طور پر افریقہ اور جنوبی ممالک کے لئے جو خاص طور پر پسماندہ رہے ہیں' خاص طور پر کم ترقی پذیر ممالک (ایل ڈی سی) اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے ذریعہ پائیدار ترقی کے لئے 2030 کے ایجنڈہ کو اپنانے کے ساتھ ان تمام کوششوں کی توثیق اور توسیع کی گئی۔

سہ رُخی تعاون (Triangular cooperation)

وہ تعاون ہے جس میں یوروپی امدادی ممالک اور ہمہ جہتی ترقی فنڈز، ٹریننگ، مینجمنٹ اور ٹیکنالوجی سسٹم کے ساتھ ساتھ امداد کی دیگر اقسام کی فراہمی کے ذریعہ جنوب۔ جنوب میں اقدامات کو آسان بناتی ہیں۔

2019ء میں اقوام متحدہ کی دوسری اعلیٰ سطحی کانفرنس برائے جنوب۔ جنوب تعاون میں عالمی رہنماؤں نے Outcome دستاویز

کو اپنایا جس میں پائیدار ترقی کے حصول کی طرف جنوبی کوریا میں بھی زیادہ تعاون پر زور دیا گیا تھا۔

جنوب۔جنوب تعاون کے مقاصد

جنوب۔جنوب تعاون کے حسب ذیل مقاصد ہیں۔

1) ترقی پذیر مما لک خود انحصاری کو فروغ دیں تا کہ وہ اپنی خواہشات، اقدار، اور خصوصی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی ترقیاتی مسائل کا حل تلاش کرنے کے لئے اپنی تخلیقی صلاحیت میں اضافہ کریں۔

2) تجزیات کے تبادلہ کے ذریعہ ترقی پذیر مما لک کے مابین اجتماعی خود انحصاری کو فروغ اور تقویت دیں۔رائے دہی، اشتراک اور ان کی ٹیکنیکی اور دیگر وسائل کا استعمال اور ان کی ٹیکنیکی صلاحیتوں کی ترقی۔

3) ترقی پذیر مما لک کی صلاحیت کو مستحکم کرنا تا کہ وہ اپنے اہم ترقیاتی اُمور کی شناخت اور تجزیہ کرسکیں اور ان سے نمٹنے کے لئے مطلوبہ حکمت عملی مرتب کریں۔

4) ترقی پذیر مما لک میں موجودہ ٹیکنیکی صلاحیتوں کی تخلیق اور تقویت۔تا کہ ایسی صلاحیتوں کو بہتر بنایا جاسکے۔جس کے صلاحیتوں کے استعمال کے ذریعہ وہ اپنی مخصوص ٹیکنالوجی کی ضروریات کو پورا کرسکے۔

5) ترقی پذیر مما لک کے مابین مواصلات میں اضافہ اور ان کو بہتر بنایا۔جس سے عام مسائل اور عوام کو دستیاب علم وتجربہ تک وسیع تر رسائی کے ساتھ ساتھ ترقیاتی مسائل سے نمٹنے کے لئے علم کی تخلیق کے بارے میں زیادہ سے زیادہ شعور پیدا کرنا ہے۔

6) سب سے کم ترقی یافتہ مما لک، زمینی سرحدوں سے گھرے ترقی پذیر مما لک، چھوٹے جزیرے پر ترقی پذیر مما لک جو قدرتی آفات اور دیگر بحرانوں کے مسائل سے بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں ان کی مشکلات اور ضروریات کو سمجھنا۔اور اس کا حل تلاش کرنا۔اور ترقی پذیر مما لک کو بین الاقوامی معاشی سرگرمیوں میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے اور ترقی کے لئے بین الاقوامی تعاون کو بڑھانے کے قابل بنائیں۔

ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن (عالمی تجارتی تنظیم)

عالمی تجارتی تنظیم WTO (World Trade Organisation) کی ابتداء

عالمی تجارتی تنظیم (WTO) عالمی تجارت کی نگرانی اور اُس کو آزاد کرنے کے لئے قائم کی گئی ایک بین الاقوامی تنظیم ہے۔یہ بین الاقوامی تجارت کے لئے قوموں کے درمیان معاہدات کے نفاذ کے لئے ذمہ دار ہے۔

GATT کے یوروگوائے دور ((1986-1993 نے عالمی تجارتی تنظیم (WTO) کو جنم دیا ہے۔ 123 (GATT) اراکین نے مراکش میں یوروگوائے دور کے معاہدہ پر اپریل 1994ء میں WTO کے نام سے ایک نئی تنظیم کے قیام کے لئے دستخط کیئے۔اس معاہدہ میں بین الاقوامی تجارت میں بڑے پیمانے پر آزادانہ تجارت کو فروغ دینے کے لئے ایک مستقل تنظیم قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔WTO کی تشکیل باضابطہ طور پر یکم جنوری 1995ء میں جینوا میں ہوئی۔جس نے GATT کی جگہ ایک موثر رسمی تنظیم کے طور پر لے لی تھی۔کیونکہ GATT ایک
غیر رسمی تنظیم تھی جو 1948 سے عالمی تجارت کو منظم کر رہی تھی۔

GATT کی عارضی نوعیت کے برخلاف WTO ایک مستقل تنظیم ہے جو شریک ممالک کے ذریعہ منظور شدہ ایک بین الاقوامی معاہدہ کی بنیاد پر قائم کی گئی ہے۔اس نے IMF اور IBRD کی طرح بین الاقوامی حیثیت حاصل کی۔لیکن یہ اقوام متحدہ کی ایجنسی نہیں ہے۔

عالمی تجارتی تنظیم World Trade Organisation (WTO) کی ساخت

ڈبلیو۔ٹی۔او کے موجودہ اراکین 164 ہیں۔اور 24 مبصر حکومتیں ہیں۔Liberia لائبیریا 14 جولائی 2016ء کو 163 واں اور 29 جولائی 2016ء کو افغانستان WTO کا 164 واں ممبر بن گیا۔ممالک کے علاوہ یوروپین یونین اور ہر ایک یوروپی یونین ملک کا اپنا ممبر اس کا ممبر ہے۔جو عالمی تجارت میں 98% فیصد سے زیادہ حصہ رکھتے ہیں۔اس کے فیصلے پوری ممبر شپ کے ذریعہ کئے جاتے ہیں یہ عام طور پر اتفاق رائے سے ہوتا ہے۔

WTO کی اعلیٰ سطحی فیصلہ سازی کا ادارہ وزارتی کانفرنس ہے جو ہر دو سال میں کم از کم ایک بار ہوتی ہیں۔اس کے بعد جنرل کونسل ہوتی ہے۔جنرل کونسل تجارتی پالیسی پر نظر ثانی کرنے والے ادارے اور تنازعات کے تصفیہ ادارہ کی حیثیت سے بھی کام کرتی ہے۔اس کی اگلی سطح پر اشیاء کی کونسل، خدمات کونسل اور (TRIP) (ٹی آر آئی پیز) دانشورانہ املاک کونسل، جنرل کونسل کو رپورٹ کرتی ہے۔متعدد خصوصی کمیٹیاں، ورکنگ گروپس اور ورکنگ پارٹیاں انفرادی معاہدوں اور دیگر شعبوں جیسے ماحولیات ترقی، رکنیت کی درخواستوں اور علاقائی تجارتی معاہدوں سے منسلک ہیں۔

WTO کا سکریٹریٹ

جینوا میں واقع WTO سکریٹریٹ میں 600 کے قریب عملہ ہے اور اس کی سربراہ ڈائریکٹر جنرل رابرٹو ازیوڈو (برازیل) ہیں۔اس کا سالانہ بجٹ 160 ملین سوئس فرانکس ہے۔2018 میں 197.2 ملین سوئس فرانکس تھا۔اس کی کوئی برانچ نہیں۔مختلف کونسلوں اور کمیٹیوں اور وزارتی کانفرنسوں کے لئے ٹیکنیکل مدد فراہم کرتا ہے۔ترقی پذیر ممالک کے لئے ٹیکنیکل مدد فراہم کرنا۔عالمی تجارت کا تجزیہ کرنے اور WTO کے اُمور سے عوام اور میڈیا کو سمجھانا۔سکریٹریٹ کے اہم فرائض ہیں۔WTO کی سرکاری زبانیں، انگریزی، فرانسیسی، ہسپانوی ہیں۔

WTO کے مقاصد

عالمی تجارتی تنظیم (WTO) کے اہم مقاصد مندرجہ ذیل ہیں۔

1) ممبر ممالک میں عوام کی معیار زندگی کو بہتر بنانا۔

2) موثر طلب میں ملازمت کو وسیع پیمانہ پر اضافہ کو یقینی بنانا۔

3) اشیاء کی پیداوار اور تجارت کو وسعت دینا۔خدمات کی تجارت میں اضافہ کرنا۔

4) عالمی وسائل کے زیادہ سے زیادہ استعمال کو یقینی بنانا۔

5) ماحول کی حفاظت کے لئے قابل بقا ترقی کے تصور کو قبول کرنا۔

WTO کے فرائض

WTO کے اہم فرائض حسب ذیل ہیں :۔

1) تجارتی پالیسی پر نظر ثانی کے طریقہ کار سے متعلق وضوابط کو نافذ کرنا۔

2) تجارت اور محصولات سے متعلق مستقبل کی حکمتِ عملیوں کا فیصلہ کرنے کے لئے ممبر ممالک کو ایک پلیٹ فارم مہیا کرنا۔

3) عالمی تجارت کے ہمہ قطبی اور دو قطبی معاہدوں کے نفاذ، انتظامیہ اور ان کے عمل کے لئے سہولیات کی فراہمی۔

4) تنازعات کے تصفیہ سے متعلق قواعد وضوابط کا انتظام کرنا۔

5) عالمی وسائل کے زیادہ سے زیادہ استعمال کو یقینی بنانا۔

6) عالمی اقتصادی پالیسی کے عزم میں ہم آہنگی قائم کرنے کے لئے IMF اور IBRD جیسے بین الاقوامی اداروں کی مدد کرنا۔

WTO معاہدہ کے اُصول

WTO کی بنیاد مندرجہ ذیل اُصولوں پر ہے :۔

1) عدم امتیاز :۔

عدم امتیاز کے دو پہلو ہیں؛ انتہائی پسندیدہ قوم Most Favoured Nations اور قومی سلوک۔ ایم۔ ایف۔ این کے تحت، WTO کے تمام ممبر ممالک کو بلا امتیاز سلوک کیا جانا چاہئے۔ مثال کے طور پر اگر ہندوستان چین سے آئرن ایسک کی درآمد کے لئے بنیادی کسٹم ڈیوٹی کو کم کرنے کا فیصلہ کرتا ہے تو یہ فیصلہ دوسرے تمام ممبر ممالک کے لئے بھی ہونا چاہئے۔

قومی سلوک :۔ غیر ملکی سامان اور مقامی سامان کے ساتھ یکساں سلوک کرنا چاہئے۔

2) **آزادانہ تجارت :۔** مذاکرات کے ذریعہ تمام تجارتی رُکاوٹوں کو آہستہ آہستہ کم کیا جانا چاہئے۔

3) **پیشن گوئی / قیاس آرائی :۔** کسی قوم کی تجارتی قواعد، ٹیرف کے تعلق سے قیاس آرائی کو یقینی بنانا اور تجارتی حالات کو اس کے ذریعہ مضبوط کرنا۔

4) **منصفانہ مقابلے کو فروغ دینا :۔** صحت مند مسابقت کو ممالک کے درمیان کارکردگی کے معیار کے مطابق فروغ دینا۔

5) ترقی اور معاشی اصلاحات کی ترغیب دینا۔

WTO کے معاہدات

WTO کے بنیادی طور پر تین معاہدات ہیں :۔

1) (General agreement on trade and tariffs) تجارت اور ٹیرف کا عام معاہدہ۔ جو اشیاء کی تجارت کی حکمرانی کرتا ہے۔ اس سے جڑے چند معاہدات جیسے زراعت، پارچہ جات اور کپڑے کی صنعت سے متعلق معاہدے ہیں۔

2) (GATS) خدمات کا عام معاہدہ، جو تجارتی خدمات کی حکمرانی کرتا ہے۔

3) Trade Related Aspects of Intellectual Property Rights (TRIPS) تجارت سے متعلق دانشورانہ جائیداد کے حقوق، جو ممالک کے دانشورانہ جائیداد کے حقوق کا تحفظ کرتے ہیں۔

WTO کی وزارتی کانفرنسیس

WTO کی 1996 سے 2017 تک گیارہ وزارتی کانفرنسیس منعقد ہو چکی ہیں۔ اس کی بارہویں کانفرنس نور سلطان (قازقستان) میں 8 جون سے 11 جون 2020 کو منعقد کرنے کے لئے قازقستان نے 12 ویں WTO کی میزبانی کے معاہدے پر 30 اکتوبر 2019 کو دستخط کیئے۔

وزارتی کانفرنسوں کا جدول

کانفرنس	تاریخ	میزبان شہر، ملک
پہلی	9_13 ڈسمبر 1996	سنگاپور
دوسری	18_20 مئی 1998	جینوا۔سوئٹزرلینڈ
تیسری	30 نومبر سے 3 ڈسمبر 1999	سیٹیل، USA (Seattle)
چوتھی	09 سے 14 نومبر 2001	دوحہ، قطر
پانچویں	10`_14 ستمبر 2003	کینکن، میکسیکو
چھٹا	13_18 ڈسمبر 2005	ہانگ کانگ۔چین
ساتویں	30 نومبر سے 2 ڈسمبر 2009	جینوا' سوئٹزرلینڈ
آٹھویں	15 سے 17 ڈسمبر 2011	جینوا' سوئٹزرلینڈ
نویں	3-6 ڈسمبر 2013	بالی۔انڈونیشیا
دسویں	15 - 18 ڈسمبر 2015	نیروبی۔کینیا
گیارہویں	10 - 13 ڈسمبر 2017	بیونس آئرس، ارجنٹینا

پہلی وزارتی کانفرنس:۔

یہ افتتاحی وزارتی کانفرنس 1996 میں سنگاپور میں ہوئی تھی۔ اس کا بنیادی مقصد عالمی تجارتی ملکوں کے مابین ایک بین الاقوامی کوشش کا آغاز تھا کہ وہ محصولات اور تجارت (GATT) کے عمومی معاہدے کے ڈھانچے اور طریقہ کار کی بحالی کرے۔

دوسری وزارتی کانفرنس(1998)

سوئٹزرلینڈ کے شہر جینوا میں منعقد ہوئی۔ اس میں ای۔کامرس کا اعلان شامل ہے۔

تیسری وزارتی کانفرنس(1999)

WTO کی تیسری کانفرنس۔سٹیل Seattle امریکہ میں منعقد ہوئی۔ اس میں عالمی تجارت کے مذاکرات کے ایک ملینیم دور کا افتتاح کیا گیا تھا۔ لیکن اس کانفرنس کے کچھ مثبت نتائج برآمد نہیں ہو سکے اور یہ ناکام رہی۔

چوتھی وزارتی کانفرنس(2001)

WTO چوتھی وزارتی کانفرنس دوحہ' قطر میں منعقد ہوئی تھی۔ اس میں خلیج فارس کے ملک قطر اور شہر دوحہ کے ترقیاتی دور کا آغاز کیا گیا۔ اس کانفرنس میں چین کی شمولیت کی منظوری بھی دی گئی۔ جو WTO میں شامل ہونے والا 143واں ممبر تھا۔

پانچویں وزارتی کانفرنس(2003)

یہ کانفرنس میکسیکو کے شہر کانکن میں منعقد ہوئی۔ اس میں دوحہ راؤنڈ پر معاہدے ہوئے اور G20 کے ممالک نے یوروپی یونین کو زرعی سبسیڈی کے خاتمہ کا مطالبہ کیا۔

چھٹی وزارتی کانفرنس(2005)

WTO کی چھٹی وزارتی کانفرنس کا اجلاس ہانگ کانگ چین میں 13 سے 18 ڈسمبر 2005 کے دوران منعقد ہوا۔ اس میں دوحہ ترقیاتی ایجنڈہ کے چار سالا پُرانے مذاکرات پر غور کیا گیا۔ اور اس اجلاس میں ممالک کی 2013 کے آخر تک ان کی تمام زرعی برآمدی سبسڈیوں کو ختم کرنے اور 2006 کے اختتام تک کپاس کی برآمدی سبسڈی کو ختم کرنے پر اتفاق کیا۔ ترقی پذیر ممالک کو مزید مراعات کم سے کم اشیاء کے لئے ڈیوٹی فری، ٹیرف فری رسائی متعارف کرنے کا معاہدہ بھی شامل تھا۔

ساتویں وزارتی کانفرنس(2009)

WTO کی ساتویں وزارتی کانفرنس 30 نومبر تا 2 ڈسمبر 2009 میں سوئٹزرلینڈ کے شہر جینوا میں منعقد ہوئی۔ اس اجلاس کے موضوع، ڈبلیو۔ ٹی او' ملٹی لیٹرل ٹریڈنگ سسٹم اور موجودہ عالمی اقتصادی ماحولیات تھا۔

آٹھویں وزارتی کانفرنس(2011)

یہ کانفرنس 15 سے 17 ڈسمبر 2011 کو منعقد ہوئی۔ اس میں ممبر شپ رکنیت کا معاہدہ روس' ساموا' اور مونٹی نیگرو کے لئے کیا گیا تھا۔

نویں وزارتی کانفرنس(2013)

WTO کی نویں وزارتی کانفرنس انڈونیشیا کے شہر بالی میں 3 سے 6 ڈسمبر تک منعقد ہوئی۔ اس میں WTO کے 159 اراکین نے بالی پیکیج پر اتفاق کیا۔ اس پیکیج میں بین الاقوامی تجارت میں رُکاوٹوں کو کم کرنے کی بات کی گئی تھی۔

دسویں وزارتی کانفرنس(2015ء)

WTO کی دسویں وزارتی کانفرنس کینیا کے شہر نیروبی میں 2015 کو منعقد ہوئی۔ اس میں زراعت، کپاس، اور کم سے کم ترقی یافتہ ممالک (LDC) سے متعلق اُمور اور چھ وزارتی فیصلوں کی ایک سیریز ''نیروبی پیکیج'' کو اپنایا گیا۔ اس کانفرنس کی صدارت کینیا کی کابینہ کی سکریٹری برائے اُمور خارجہ اور بین الاقوامی تجارت آمنہ محمد نے کی۔

گیارہویں وزارتی کانفرنس 2017

WTO کی گیارہویں وزارتی کانفرنس 10 سے 13 ڈسمبر 2017 تک بیونس آئرس ارجنٹینا میں منعقد ہوئی۔ اس کی صدارت ارجنٹینا کی وزیر سوسانا مالگورا نے کی۔ کانفرنس میں متعدد وزارتی فیصلے لیئے گئے۔ جس میں ماہی گیر کی سبسڈی اور ای۔ کامرس ڈیوٹی، اور

تمام شعبوں میں بات چیت جاری رکھنے کا عزم شامل ہے۔

بارہویں وزارتی کانفرنس((2020

WTO کی بارہویں وزارتی کانفرنس قازقستان کے نورسلطان میں 8 سے 11 جون 2020 کو منعقد ہونے والی تھی لیکن کورونا وائرس کی وباء کی وجہ سے یہ کانفرنس نہیں ہوسکی۔

WTO کا رول

WTO ایک ایسی واحد بین الاقوامی تنظیم ہے جو تجارت کے عالمی قوانین سے نمٹتی ہے۔ اس کا بنیادی کام تجارت کو ممکنہ حد تک آسان اور آزادانہ بنانا ہے۔ WTO تنظیم (GATT) جنرل ٹیرفس اینڈ ٹریڈ معاہدہ کی GATT کے تحت قائم کی گئی تھا اور (GATT) کی عمر 70 سال سے زیادہ ہے۔

ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن (عالمی تجارتی تنظیم)

عالمی تجارتی تنظیم WTO (World Trade Organisation) کی ابتداء

عالمی تجارتی تنظیم (WTO) عالمی تجارت کی نگرانی اور اُس کو آزاد کرنے کے لئے قائم کی گئی ایک بین الاقوامی تنظیم ہے۔ یہ بین الاقوامی تجارت کے لئے قوموں کے درمیان معاہدات کے نفاذ کے لئے ذمہ دار ہے۔

GATT کے یوروگوائے دور ((1986-1993 نے عالمی تجارتی تنظیم (WTO) کو جنم دیا ہے۔ 123 (GATT) اراکین نے مراکش میں یوروگوائے دور کے معاہدہ پر اپریل 1994ء میں WTO کے نام سے ایک نئی تنظیم کے قیام کے لئے دستخط کیئے۔ WTO کی تشکیل باضابطہ طور پر یکم جنوری 1995ء میں جینوا میں ہوئی۔ جس نے GATT کی جگہ ایک موثر رسمی تنظیم کے طور پر لے لی تھی۔ کیونکہ GATT ایک غیر رسمی تنظیم تھی جو 1948 سے عالمی تجارت کو منظم کر رہی تھی۔

GATT کی عارضی نوعیت کے برخلاف WTO ایک مستقل تنظیم ہے جو شریک ممالک کے ذریعہ منظور شدہ ایک بین الاقوامی معاہدہ کی بنیاد پر قائم کی گئی ہے۔ اس نے IMF اور IBRD کی طرح بین الاقوامی حیثیت حاصل کی۔ لیکن یہ اقوام متحدہ کی ایجنسی نہیں ہے۔

عالمی تجارتی تنظیم (WTO) World Trade Organisation کی ساخت

ڈبلیو۔ ٹی۔ او کے موجودہ اراکین 164 ہیں۔ اور 24 مبصر حکومتیں ہیں۔ Liberia لائبیر یا 14 جولائی 2016ء کو 163 واں اور 29 جولائی 2016ء کو افغانستان WTO کا 164 واں ممبر بن گیا۔

WTO کی اعلیٰ سطحی فیصلہ سازی کا ادارہ وزارتی کانفرنس ہے جو ہر دو سال میں کم از کم ایک بار ہوتی ہیں۔ اس کے بعد جنرل کونسل ہوتی ہے۔ جنرل کونسل تجارتی پالیسی پر نظر ثانی کرنے والے ادارے اور تنازعات کے تصفیہ ادارہ کی حیثیت سے بھی کام کرتی ہے۔ اس کی اگلی سطح پر اشیاء کی کونسل، خدمات کونسل اور (TRIP) (ٹی آر آئی پیز) دانشورانہ املاک کونسل، جنرل کونسل کو رپورٹ کرتی ہے۔ متعدد خصوصی کمیٹیاں، ورکنگ گروپس اور ورکنگ پارٹیاں انفرادی معاہدوں اور دیگر شعبوں جیسے ماحولیات ترقی، رکنیت کی

درخواستوں اور علاقائی تجارتی

معاہدوں سے نمٹتی ہیں۔

WTO کا سیکرٹریٹ

جینوا میں واقع WTO سکریٹریٹ میں 600 کے قریب عملہ ہے اور اس کی سربراہ ڈائریکٹر جنرل رابرٹو ازیوڈو (برازیل) ہیں۔ اس کا سالانہ بجٹ 160 ملین سوئس فرانکس ہے۔ 2018 میں 197.2 ملین سوئس فرانکس تھا۔ اس کی کوئی برانچ نہیں۔ مختلف کونسلوں اور کمیٹیوں اور وزارتی کانفرنسوں کے لئے ٹیکنیکی مدد فراہم کرتا ہے۔ ترقی پذیر ممالک کے لئے ٹیکنیکی مدد فراہم کرنا۔ عالمی تجارت کا تجزیہ کرنے اور WTO کے اُمور سے عوام اور میڈیا کو سمجھانا۔ سکریٹریٹ کے اہم فرائض ہیں۔ WTO کی سرکاری زبانیں، انگریزی، فرانسیسی، ہسپانوی ہیں۔

WTO کے مقاصد

عالمی تجارتی تنظیم (WTO) کے اہم مقاصد مندرجہ ذیل ہیں۔

1) ممبر ممالک میں عوام کی معیارِ زندگی کو بہتر بنایا۔

2) موثر طلب میں ملازمت کو وسیع پیمانہ پر اضافہ کو یقینی بنانا۔

3) اشیاء کی پیداوار اور تجارت کو وسعت دینا۔ خدمات کی تجارت میں اضافہ کرنا۔

4) عالمی وسائل کے زیادہ سے زیادہ استعمال کو یقینی بنانا۔

5) ماحول کی حفاظت کے لئے قابلِ بقاء ترقی کے تصور کو قبول کرنا۔

WTO کے فرائض

1) تجارتی پالیسی پر نظر ثانی کے طریقہ کار سے متعلق وضوابط کو نافذ کرنا۔

2) تجارت اور محصولات سے متعلق مستقبل کی حکمتِ عملیوں کا فیصلہ کرنے کے لئے ممبر ممالک کو ایک پلیٹ فارم مہیا کرنا۔

3) عالمی تجارت کے ہمہ قطبی اور دو قطبی معاہدوں کے نفاذ، انتظامیہ اور ان کے عمل کے لئے سہولیات کی فراہمی۔

4) تنازعات کے تصفیہ سے متعلق قواعد وضوابط کا انتظام کرنا۔

5) عالمی وسائل کے زیادہ سے زیادہ استعمال کو یقینی بنانا۔

6) عالمی اقتصادی پالیسی کے عزم میں ہم آہنگی قائم کرنے کے لئے IMF اور IBRD جیسے بین الاقوامی اداروں کی مدد کرنا۔

WTO معاہدہ کے اُصول

WTO کی بنیاد مندرجہ ذیل اُصولوں پر ہے:۔

1) **عدم امتیاز :۔**

عدم امتیاز کے دو پہلو ہیں؛ انتہائی پسندیدہ قوم Most Favoured Nations اور قومی سلوک۔ ایم۔ ایف۔ این کے

تحت، WTO کے تمام ممبر مما لک کو بلا امتیاز سلوک کیا جانا چاہیے۔ مثال کے طور پر اگر ہندوستان چین سے آئرن ایسک کی درآمد کے لئے بنیادی کسٹم ڈیوٹی کو کم کرنے کا فیصلہ کرتا ہے تو یہ فیصلہ دوسرے تمام ممبر مما لک کے لئے بھی ہونا چاہئے۔

قومی سلوک:۔ غیر ملکی سامان اور مقامی سامان کے ساتھ یکساں سلوک کرنا چاہئے۔

2) **آزادانہ تجارت:۔** مذاکرات کے ذریعہ تمام تجارتی رُ ؤں کو آہستہ آہستہ کم کیا جانا چاہئے۔

3)

4) ترقی اور معاشی اصلاحات کی ترغیب دینا۔

WTO کے معاہدات

1) (General agreement on trade and tariffs) تجارت اور ٹیرف کا عام معاہدہ۔ 2) (GATS) خدمات کا عام معاہدہ، جو تجارتی خدمات کی حکمرانی کرتا ہے۔

3) Trade Related Aspects of Intellectual Property Rights (TRIPS) تجارت سے متعلق دانشورانہ جائیداد کے حقوق، جو مما لک کے دانشورانہ جائیداد کے حقوق کا تحفظ کرتے ہیں۔

WTO کی وزارتی کانفرنسیں

WTO کی 1996 سے 2017 تک گیارہ وزارتی کانفرنسیں منعقد ہو چکی ہیں۔ اس کی بارہویں کانفرنس نور سلطان (قازقستان) میں 8 جون سے 11 جون 2020 کو منعقد کرنے کے لئے قازقستان نے 12 ویں WTO کی میزبانی کے معاہدے پر 30 اکتوبر 2019 کو دستخط کیئے۔

وزارتی کانفرنسوں کا جدول

کانفرنس	تاریخ	میزبان شہر، ملک	مقاصد
پہلی	9_13 ڈسمبر 1996	سنگاپور	محصولات اور تجارت (GATT) کے عمومی معاہدے کے ڈھانچے اور طریقہ کار کی بحالی کرے۔
دوسری	18_20 مئی 1998	جینوا۔ سوئٹزرلینڈ	ای۔ کامرس کا اعلان
تیسری	30 نومبر سے 3 ڈسمبر 1999	سیئٹل، (Seattle) USA	اس میں عالمی تجارت کے مذاکرات کے ایک ملینیم دور کا افتتاح کیا گیا تھا

چوتھی	09 سے 14 نومبر 2001	دوحہ، قطر	اس میں خلیج فارس کے ملک قطر اور شہر دوحہ کے ترقیاتی دور کا آغاز کیا گیا۔ اس کانفرنس میں چین کی شمولیت کی منظوری بھی دی گئی۔ جو WTO میں شامل ہونے والا 143 واں ممبر تھا۔
پانچویں	10 ۔ 14 ستمبر 2003	کینکن، میکسیکو	G20 کے ممالک نے یوروپی یونین کو زرعی سبسڈی کے خاتمہ کا مطالبہ کیا۔
چھٹا	13۔18 دسمبر 2005	ہانگ کانگ۔ چین	2013 آخر تک ان کی تمام زرعی برآمدی سبسڈیوں کو ختم کرنے اور 2006 کے اختتام تک کپاس کی برآمدی سبسڈی کو ختم کرنے پر اتفاق کیا۔
ساتویں	30 نومبر سے 2 دسمبر 2009	جینوا، سوئٹزرلینڈ	ڈبلیو۔ٹی او، ملٹی لیٹرل ٹریڈنگ سسٹم اور موجودہ عالمی اقتصادی ماحولیات تھا۔
آٹھویں	15 سے 17 دسمبر 2011	جینوا، سوئٹزرلینڈ	س میں ممبر شپ رکنیت کا معاہدہ روس، ساموا، اور مونٹی نیگرو کے لئے کیا گیا تھا
نویں	3-6 دسمبر 2013	بالی۔انڈونیشیا	WTO کے 159 اراکین نے بالی پیکیج پر اتفاق کیا۔ اس پیکیج میں بین الاقوامی تجارت میں رُکاوٹوں کو کم کرنے کی بات کی گئی تھی۔
دسویں	15 - 18 دسمبر 2015	نیروبی۔کینیا	س میں زراعت، کپاس، اور کم سے کم ترقی یافتہ ممالک (LDC) سے متعلق اُمور اور چھ وزارتی فیصلوں کی ایک سیریز "نیروبی پیکیج" کو اپنایا گیا

گیارہویں	10 - 13 دسمبر	2017	بیونس آئرس، ارجنٹینا	جس میں ماہی گیر کی سبسڈی اور ای۔کامرس ڈیوٹی، اور تمام شعبوں میں بات چیت جاری رکھنے کا عزم شامل ہے۔

بارہویں وزارتی کانفرنس ((2020

WTO کی بارہویں وزارتی کانفرنس قازقستان کے نور سلطان میں 8 سے 11 جون 2020 کو منعقد ہونے والی تھی لیکن کورونا وائرس کی وباء کی وجہ سے یہ کانفرنس نہیں ہوسکی۔

WTO کا رول

WTO ایک ایسی واحد بین الاقوامی تنظیم ہے جو تجارت کے عالمی قوانین سے نمٹتی ہے۔اس کا بنیادی کام تجارت کو ممکنہ حد تک آسان اور آزادانہ بنانا ہے۔WTO تنظیم (GATT) جنرل ٹیرفس اینڈ ٹریڈ معاہدہ کی GATT کے تحت قائم کی گئی تھا اور (GATT) کی عمر 70 سال سے زیادہ ہے۔

سماجی اخراج

سماجی اخراج کی وضاحت:

سماجی اخراج ایک ایسی حالت ہے جس میں کوئی شخص مکمل طور پر سماجی زندگی سے علحدہ ہو کر محروم رہتا ہے اور یہ ایک ایسا عمل ہے جس میں ایک جماعت کے لوگ خود کو الگ تھلگ اور غیر اہم محسوس کرتے ہیں اس کی اہم وجوہات میں تعلیمی پسماندگی، آمدنی میں کمی، غربت بے روزگاری خراب صحت وسائل اور خدمات کی کمی ہے۔

سماجی اخراج امتیازی سلوک کی ایک شکل ہے۔ سماجی اخراج کا منفی نتیجہ صرف خارج کیے گئے افراد کے لیے نہیں ہوتا بلکہ پورے معاشرے کے لیے ہوتا ہے جس سے معاشرے میں افراد کی ممکنہ شراکت داری کم ہوجاتی ہے۔

سماجی اخراج ایک متحرک کثیر جہتی عمل ہے جو 4 اہم امور معاشی، سیاسی، سماجی اور ثقافتی بنیاد پر مبنی ہے اور اس کا دارومدار مختلف سطحوں بشمول انفرادی گھریلو گروپ کمیونٹی ملک اور عالمی سطح پر مساوات پر ہوتا ہے۔

سماجی اخراج کا عمل:

اس عمل میں افراد کو ان کے حقوق مواقع اور وسائل کو منظم طریقے سے انجام دینے سے روک دیا جاتا ہے۔ جو عام طور پر کسی گروپ کے لئے دستیاب ہوتے ہیں۔ مثلاً ہاؤسنگ آن لائن ہیلتھ کیئر شہری مصروفیات جمہوری شراکت داری وغیرہ۔

سماجی اخراج میں معاون عوامل :

سماجی اخراج کے معاون عوامل میں اہم ذات، نسل، روزگار، حیثیت، سماجیو جغرافیائی محل وقوع، ذاتی عادات و اطوار، تعلیم، مذہب اور سیاسی وابستگی وغیرہ ہیں۔

ہندوستان میں سماجی اخراج:

ہندوستان میں سماجی اخراج شناخت کی بنیاد پر ہوتا ہے جس میں ذات، نسل، صنف، مذہب اور معذوری شامل ہیں۔

سماجی اخراج کی اقسام :

سماجی اخراج جان بوجھ کر کیا جاتا ہے اس کی وضاحت اس طرح کی جاسکتی ہے کہ اس سماجی پس منظر سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو کسی خاص سہولت تک رسائی سے انکار کیا جاتا ہے۔

سماجی اخراج مضمر اور غیر ارادی بھی ہوسکتا ہے اور یہ محض جڑے ہوئے اصولوں اور اقدار اور سماجی تعامل کی قائم کردہ شکلوں پر عمل پیرا ہونے کا نتیجہ ہے۔

امرتیہ سین نے سماجی اخراج کی دو بڑی اقسام کو بتایا (1) ایک فعال سماجی اخراج (2) غیر فعال سماجی اخراج۔

1۔ فعال سماجی اخراج : ایک ایسا عمل ہے جو کہ قانون کے ذریعہ اعلان کیا گیا مثلاً ہو جیسے مخصوص گروہ یا نسل کا سیاسی عمل میں شراکت داری نہ کرنا۔

2۔ غیرفعال سماجی اخراج : یہ سماجی عمل کے ذریعہ ہوتا ہے مثلاً غربت میں معیشیت اور مالی بحران کو برداشت نہ کرنے کی وجہ سے خارج کیے جاتے ہیں۔ سماجی اخراج ایک عالمگیر رجحان ہے

سماجی اخراج ایک آفاقی مظہر ہے جو دنیا کے بہت سے حصوں میں سماجی خرابی کی شکلوں کو نمایاں کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

سماجی اخراج کی پیچیدگیاں:

اس کی پیمائش کرنا کافی مشکل ہے کیونکہ سماجی اخراج نسبتاً ایک حساس اور متغیر عمل ہے۔

سماجی اخراج اور غربت :

سماجی اخراج غربت سے الگ ہے غربت ایک تقسیم کا نتیجہ ہے جبکہ اخراج کی تعریف مختلف وسائل کی رسائی کی کمی سیکوریٹی کی کمی کے عمل کے طور پر ظاہر کی جاسکتی ہے۔

غربت اور سماجی اخراج کی تعریف محدود وسائل کے لئے کی جاسکتی ہے مادی محرومی، غیر معیاری زندگی، طبقاتی وابستگی مختلف مواقع کی کمی اور وسائل کی کمی زندگی کی جدو جہد پر اثرانداز ہونے والے عوامل ہیں۔

ہندوستان میں خارج شدہ جماعتیں:

ہندوستان میں سماجی اخراج کے تحت پانچ مخصوص جماعتیں ہیں۔ ان میں درج فہرست طبقات، درج فہرست ذاتیں، قبائل، اقلیتیں اور معذورین شامل ہیں۔

سماجی اخراج کے مطالعے میں شامل ادارے:

یو جی سی نے یونیورسٹی آف حیدرآباد میں مرکز برائے مطالعات سماجی اخراج وشمولیتی پالیسی کو قائم کیا۔

سماجی اخراج کے مطالعہ کا مرکز شہر حیدرآباد کی سینٹرل یونیورسٹی میں قیام پذیر ہے جو کہ یو جی سی کی جانب سے قائم ہیں۔

سماجی عدم مساوات :

سماج میں لوگوں کے پاس اضافی مالیت، جائیداد، صحت، طاقت اور دوسری اشیاء میسر ہوتی ہیں۔

سماجی وسائل کو مادی اثاثوں کی بنیاد پر تین جماعتوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

ثقافتی سرمایہ : مادی اثاثے اور آمدنی کی بنیاد پر تقسیم عمل میں آتی ہے۔

تعلیمی سرمایہ : تعلیمی قابلیت اور معیار کی بنیاد پر یہ تقسیم عمل میں آتی ہے۔

سماجی سرمایہ:۔ سماجی تعلقات اور سماجی ساتھیوں کی بنیاد پر تقسیم عمل میں آتی ہے۔

یہ تینوں سرمایہ آپس میں ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں اور ایک دوسرے میں شامل ہوسکتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک شخص جو معاشی طور پر مستحکم خاندان سے تعلق رکھتا ہو۔ وہ معیاری تعلیم حاصل کرسکتا ہے اور تعلیمی سرمائے میں شامل ہوجاتا ہے اسی طرح خاندانی رشتہ داروں کے صحیح مشورے اور معلومات کی وجہ سے اچھی نوکری اور مقام پر فائز ہوسکتا ہے۔

سماجی وسائل کی غیر مساوی رسائی کو عام طور پر سماجی عدم مساوات کہا جاتا ہے۔

سماجی سطح بندی (Stratification) کو سمجھانے کے چند بنیادی اصول یہ ہیں:

1۔سماجی سطح بندی معاشرے کی ایک خصوصیت ہے یہ انفرادی اختلافات کی کارکردگی کا نام نہیں لیتی ہے۔ابتدائی دور سے لے کر جدید ٹیکنالوجی کے دور تک لوگوں میں جو تبدیلی آئی ہے یہ بنیادی ضروریات کے پیش نظر ہے جو انسان کی اپنی قابلیت اور کاوشوں کا نتیجہ ہے۔

2۔سماجی سطح بندی مذہب یا خاندان پر بھی منحصر ہے جیسے کہ سماج میں برہمن کو سب سے افضل ترین درجہ دیا گیا ہے جبکہ یہ انسانی اصولوں کے خلاف ہے اس کی وجہ سے سماج میں طبقہ بندی کا نظریہ عام ہوتا چلا جارہا ہے سماجی سطح بندی نسل درنسل برقرار ہے۔ یہ موروثی ہوتی ہے جیسے کہ ایک غریب گھرانے میں پیدا ہونے والا بچہ بنیادی طور پر اپنے موروثی پیشوں کو ہی اہمیت دے گا جیسے کہ زراعت،مزدوری، صفائی کے کام وغیرہ نہ کہ اس کی سوچ اعلی تعلیم اور اعلیٰ روزگار کی طرف ہوگی۔

3۔سماجی سطح بندی مذہبی ایقان پر بھی منحصر ہے۔ جیسے کہ سماج میں برہمن کو سب سے اعلی ترین اور دلت کو سب سے چھوٹا درجہ دیا گیا ہے۔ جب کہ یہ انسانی اصولوں کے خلاف ہے۔اس کی وجہ سے سماج میں سطح بندی کا نظریہ عام ہوتا چلا جارہا ہے۔

4۔ جنس، مذہب، نسل، زبان، ذات اور معذوری کی وجہ سے لوگوں کو اکثر امتیازی سلوک اور سماجی اخراج کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

5۔ تعصب مبینہ طور پر ایک گروپ کے ممبر کی طرف سے دوسرے گروپ کے بارے میں طئے شدہ رائے ہے جو کہ سماجی سطح بندی کا ایک حصہ ہے۔

جنس خواتین:

قدیم ہندوستان میں ہندوستانی عورت کو بہت زیادہ عزت دی جاتی تھی ویدوں میں عورتوں کو ماتا اور دیوی کہا گیا ہے ویدوں اور اوپنیاشد میں عورت کو ایک قیمتی مخلوق سمجھا جاتا تھا۔تعدادازدواج کے رواج نے خواتین کے مقام کو کم کردیا(Medieval). قرون وسطی کے دور میں جہیز کا نظام اور ستی کی رسم وجود میں آئی جس کی وجہ سے وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ خواتین کی حیثیت کم ہوتی گئی۔ 2011ء کی مردم شماری کے مطابق ریاست کیرالا 1084 خواتین 1000 مرد کے بمقابل سب سے زیادہ جنسی تناسب کی نمائندگی کرتا ہے جبکہ ہریانہ 879 خواتین 1000 مردوں کے ساتھ سب سے کم جنسی تناسب کی نمائندگی کرتا ہے۔

صنفی عدم مساوات(Gender Inequality)

مرد اور عورت کے درمیان فرق اور وسائل میں امتیاز پیدا کرتا ہے اور صنفی تعصب مردوں عورتوں اور بچوں کی فلاح وبہبود اور انسانی حقوق کو متاثر کرتا ہے. مردوں اور عورتوں کے درمیان صنفی فرق کو دور کرنے کے اور خواتین کو بااختیار بنانے کے لیے UNDP نے عالمی کانفرنس منعقد کی اس معین حقوق نسواں کی پرزور وکالت کی گئی اور اس کانفرنس کے مشورے کے مطابق خواتین کی ترقی ان تین اجزاء سیاسی طاقت تعلیم ,اور صحت پر مبنی ہے۔

صنفی شمولیت پرزور:

صنفی مساوات کے حصول اور خواتین کو بااختیار بنانے کے 1995 لیے میں اقوام متحدہ بیجنگ اعلامیہ جاری کیا تھا۔

جنسی عدم مساوات کی اقسام:

جنسی عدم مساوات صنفی، سماجی، معاشی، سیاسی اور قانونی لحاظ سے مرد اور عورت کے درمیان امتیاز اور فرق ہے نوبل انعام یافتہ پروفیسر امرتیہ سین کے مطابق جنسی عدم مساوات کی 7 اقسام ہیں.

1۔اموات میں عدم مساوات

2۔ پیدائش میں عدم مساوات

3۔ ملازمت میں عدم مساوات

4۔ ملکیت میں عدم مساوات

5۔ خصوصی مواقع کی فراہمی میں عدم مساوات

6۔ بنیادی سہولیات کی فراہمی میں عدم مساوات

7۔ گھریلو عدم مساوات۔

صنفی عدم مساوات پر اثر انداز ہونے والے معاشی عوامل:۔

مزدوری شراکت داری (Labour participation)

عام طور پر خواتین تیس سال کے بعد مزدوری میں شامل ہوتی ہیں۔

کریڈٹ تک رسائی:۔

خواتین کو میسر ہونے والی بینک کی سہولتوں میں عورتوں کے مقابلے میں مرد کو لون وغیرہ زیادہ دستیاب ہوتے ہیں کیونکہ تقریباً جائیدادیں مردوں کے نام پر رجسٹرڈ ہوتی ہیں۔

پیشہ ورانہ عدم مساوات:

خواتین کو فوجی خدمات میں مرد کا کردار ادا کرنے کی اجازت نہیں ہے خاتون افسران کو مستقل کمیشن نہیں دیا جاسکتا کیونکہ انہیں کمانڈ کی تربیت نہیں دی جاتی اور نہ ہی انہیں فوج میں کوئی اہم ذمہ داری دی گئی ہے

جائیداد کے حقوق:

تمام خواتین کو قانون کے تحت جائیداد رکھنے کا حق حاصل ہے کہ 2005 ہندو قانون کے تحت مردوں اور عورتوں کو وراثت میں مساوی حصہ دینا چاہیے لیکن اس کو عمل میں نہیں لایا جارہا ہے۔

مناسب وراثت میں خواتین کی عدم مساوات :

خواتین ثقافت اور مذہبی لحاظ سے وراثت کے حصول میں نمایاں طور پر امتیاز کا شکار ہیں اور مذہبی قانون کے مطابق خواتین کو مساوی اختیار نہیں دیا جاتا اسلامی قانون کے مطابق عورت کو مرد کے مقابل وراثت میں کم از کم آدھی جائیداد رکھنے کا حق حاصل ہے مگر سماج قانون کا پابند نہیں ہے۔

ملازمت میں عدم مساوات:

ملازمت میں خواتین کو مرد کے برابر مواقع فراہم نہیں کیے جاتے۔ اسکے علاوہ ملازمت میں ترقی کے خواتین کو کم مواقع دیے جاتے ہیں اور خواتین چھوٹے عہدوں پر ہی اکتفا کرلیتی ہیں۔

سماجی عوامل:

1- تعلیم 2- پدری نظام 3- صحت 4- جہیز 5. صنفی بنیاد پر تشدد

فیصلہ سازی میں خواتین کی عدم مساوات:

ثقافتی عوامل:

بیٹوں کی طرف سے بڑھاپے کا سہارا : اس عدم مساوات میں لڑکیوں کے مقابل لڑکوں کو بہت زیادہ ترجیح دی جاتی ہے کیونکہ بیٹوں کو بڑھاپے کا سہارا سمجھا جاتا ہے. ماں کے بجائے باپ گھر کا سربراہ ہوتا ہے یہ موروثی طور پر چلا آرہا ہے اس طرح یہی نظام چلتا رہا ہے اور گھرانے کا جو عام نام ہوتا ہے وہی پکارا جاتا ہے۔

بیٹے کا کردار مذہبی رسومات میں:

سماج میں چند ایسی رسومات ہیں جو کوئی بیٹا ہی ادا کرسکتا ہے اپنے باپ کے گزر جانے کے بعد بیٹے ہی ہیں جو آخری رسومات انجام دے سکتے ہیں۔

بیٹی کی ترجیح:

لڑکوں کو لڑکیوں کے مقابلے زیادہ اہمیت و ترجیح دی جاتی ہے اس خیال سے کہ وہ خاندان کا نام آگے بڑھانے کے ذمہ دار ہوتے ہیں ان کی پرورش کا ذمہ ان پر ہوتا ہے اس کے مقابل لڑکیوں کو ان کے شوہر کے گھر جانا ہوتا ہے یہی سوچ بیٹوں اور بیٹیوں میں صنفی عدم مساوات کے ذمہ دار ہے۔

2۔اقلیتیں (Minorities)

تعریف : اگر کسی گروہ کو مذہب، نسل یا ثقافت کی بنیاد پر امتیازی برتاؤ سے ہم کنار ہونا پڑے تو ایسے گروہ کو اقلیتی گروہ سمجھا جاتا ہے

1۔سماجی علوم کی انسائکلو پیڈیا کے مطابق اقلیت ایک معاشرے میں نسل، قومیت، مذہب یا زبان کے لحاظ سے دوسروں سے مختلف لوگوں کے گروپ کے طور پر کرتا ہے جو اپنے آپ کو تفریق والے گروہ کے طور پر سوچتے ہیں۔

2۔ہندوستان کے آئین میں اقلیت کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے لیکن اس کی تعریف نہیں کی گئی ہے

3۔کوئی بھی کمیونٹی جو کسی بھی ریاست میں 50 فیصد سے زیادہ نہیں ہے اقلیت کہلاتی ہے

4۔ہندوستانی آئین نے اقلیتوں کی نشاندہی دو طرح سے کی ہے ایک لسانی بنیاد پر اور دوسرا مذہبی بنیاد پر

5۔ہندوستان میں 2001ء کی مردم شماری کے مطابق، اقلیتیں کل آبادی کا 19.3 فیصد ہیں۔مسلمان (14.2 فیصد)، عیسائی (2.3 فیصد)، سکھ (1.7 فیصد)، بدھ (0.7 فیصد اور جین (0.4 فیصد) اور دیگر ہندوستان کی کل آبادی کا 0.43 فیصد ہیں۔

6۔اقلیتی گروہ اکثر ہم آہنگ ہوتے ہیں اور بعض مشترکہ خصوصیات کے باعث متحد ہوتے ہیں۔

7۔سماجی اور ثقافتی زندگی کی مخصوص خصوصیات کو محفوظ رکھنے کی خواہش اقلیتی برادری کی ایک اہم خصوصیت ہے۔

8۔اس طرح کے گروہ کو طبعی خصوصیات، روایات، رسوم، زبان اور مذہبی عقیدے یا ان کے امتزاج کے ذریعہ اکٹھا کیا جاسکتا ہے۔

9- وہ اکثر اپنے آپ کو مشترکہ اقدار، ثقافتوں، زبانوں یا مذاہب پر مبنی ایک مربوط گروپ میں منظم کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، ہندوستان میں مسلمان اپنے مذہب کی بنیاد پر ہندوؤں کی اکثریت کے مقابلے میں ایک اقلیتی گروہ ہیں۔ لیکن ریاست جموں و کشمیر میں ان کی اکثریت ہے۔

10- الگ شناخت رکھنے کی خواہش اکثر اقلیتی گروہوں کے سیاسی مطالبات کو جنم دیتی ہے۔

اقلیتوں کا تعاون۔

اقلیتوں نے تمام زمروں میں نمائندہ رول ادا کیا ہے۔

اقلیتوں کے سبب ہی تہذیب وثقافت کو تقویت ملی ہے۔

1- سیاسی میدان میں وہ دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کے صدر سے لے کر سپریم کورٹ آف انڈیا کے چیف جسٹس تک کے عہدوں پر فائز ہیں۔

2- پنجاب سکھ اقلیتی طبقہ گیہوں کی پیداوار میں سب سے آگے ہے اور سبز انقلاب کو کامیاب بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔

3- پارسیوں نے ملک کی صنعتی ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے

پسماندہ طبقات کے لئے آئینی حقوق کی فراہمی:

1- آرٹیکل 29(1)، بھارت کے علاقہ میں یا اس کے کسی حصہ میں رہنے والے شہریوں کے کسی طبقہ کو جس کی اپنی الگ جداگانہ زبان، رسم الخط یا ثقافت ہو اس کو محفوظ رکھنے کا حق ہے۔

2- آرٹیکل 29(2) کسی شہری کو ایسے تعلیمی ادارے میں جس کو مملکت چلاتی ہے یا جس کو مملکتی فنڈز سے امداد ملتی ہے داخلہ دینے سے محض مذہب، نسل، ذات، زبان یا ان میں سے کسی کی بناء پر انکار نہیں کیا جائیگا۔

آرٹیکل 347- ریاست میں کسی گروہ کی جانب سے بولی جانے والی زبان کے متعلق خصوصی اختیارت دینے والا آرٹیکل ہے۔

اس بارے میں مطالبہ کئے جانے پر صدر اگر وہ مطمئن ہو تو کسی ریاست کی آبادی سے قابل لحاظ تناسب کی خواہش ہے کے کسی زبان کے استعمال کو جس کو وہ بولتے ہیں تسلیم کریں ایسی زبان بھی ریاست بھر میں یا ا ا کے کسی حصہ میں ا ا غرض کے لئے جس کی وہ صراحت کرے سرکاری طور پر تسلیم کرلی جائے۔

2) 350(A) ہر ریاست اور ا ا ریاست کے اندر ہر مقامی حاکم کی کوشش ہوگی کے لسانی تعلیمی زمروں سے تعلق رکھنے والے بچوں کو تعلیم کے ابتدائی درجہ میں مادری زبان میں تعلیم دینے کی کافی سہولتیں مہیا کرے اور صدر کسی ریاست کو ایسی ہدایتیں جاری کر سکے گا جو ایسی سہولتیں مہیا کرنے کے لئے وہ ضروری یا مناسب سمجھے۔

3- آرٹیکل 350(B) لسانی اقلیتوں کے لئے ایک خاص عہدیدار ہوگا جس کا تقرر صدر کریگا اس کا فرض ہوگا کی اس آئین کے تحت لسانی اقلیتوں کے لئے دے ہوئے تحفظات کے متعلق سب امور کی تفتیش کرے اور صدر کو ان امور پر رپورٹ پیش کرے۔

4) 30(1) تمام اقلیتوں کو خواہ مذہب کی بناء پر ہو یا زبان کی اپنی پسند کے تعلیمی ادارے قائم کرنے اور ان کا انتظام کرنے کا حق ہوگا۔

قومی سطح پر حکومت نے مسلم، سکھ، عسائی، بدھ اور زرتشت کو اقلیتی طبقات کے طور پر نشاندہی کی گئی۔ اقلیتی کمیشن کا قیام 1978 میں کیا گیا تھا۔

اس کمیشن کو تبدیل کرتے ہوئے 1993 میں قومی کمیشن برائے اقلیتیں تشکیل دیا گیا۔

اس کمیشن کے تحت اقلیتوں کی فلاح کے لئے 15 نکاتی پروگرام کا انعقاد عمل میں لایا گیا.

اسکے ساتھ ساتھ حکومت نے نیشنل میناریٹی ڈیولپمنٹ اینڈ فینانس کارپوریشن (NMDFC) قیام عمل میں لایا۔

قومی کمیشن برائے اقلیتیں:

1992 میں پارلیمنٹ نے قومی کمیشن برائے اقیلیتیں ایکٹ نافذ کیا۔ اس کو 1993 ایکٹ کے تحت قانونی حیثیت دی گئی.

اس کمیشن نے سابقہ اقلیتی کمیشن کی جگہ لے لی جو 1978 میں قائم کیا گیا تھا.

یہ کمیشن ایک چیرمین، نائب چیرمین اور 5 اراکین پر مشتمل ہے جنھیں مرکزی حکومت نے 3 سال کی مدت کے لئے نامزد کیا. آرٹیکل 25 (2) کرپن باندھنا اور اسکو ساتھ رکھنا سکھ مذہب کے عقیدے میں شامل ہونا متصور ہوگا.

خواتین

قومی کمیشن برائے خواتین

جنوری 1992 میں قومی کمیشن برائے خواتین ایک قانونی باڈی کی صورت میں قومی کمیشن برائے خواتین قانون۔1990 کے تحت مندرجہ ذیل امور کی اساس پر قائم کیا گیا۔

1۔خواتین کے لئے آئینی اور قانونی تحفظات کا جائزہ لیں۔

2۔تجویز کردہ اصلاحی قانون سازی کے اقدامات کریں ۔

3۔شکایات کے ازالے میں سہولت فراہم کریں۔

4۔خواتین کو متاثر کرنے والے تمام پالیسی معاملات پر حکومت کو مشورہ پیش کریں۔

قومی کمیشن برائے خواتین کے صدرنشین کو مرکزی حکومت نامزد کرتی ہے۔

کارہائے منصبی و فرائض

* مرکزی حکومت کو سالانہ یا مناسب اوقات میں اقلیتوں کے امور کے متعل رپورٹس پیش کرنا۔
* ایسی رپورٹوں میں یونین یا کسی ریاست سے خواتین کی حالت کی بہتری کے لئے ان تحفظات کی مؤثر عمل آوری کی سفارش کرنا۔
* خواتین کے حقوق سے محرومی کے متعلقہ حقائق بیان کرنا۔
* خواتین کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے وضع کئے گئے قوانین اور مساوات وترقی کے مقصد کے حصول کی عدم عمل آوری پر چھان بین کرنا اور ازخود توجہ دینا۔

* خواتین کو سماجی واقتصادی ترقی کے منصوبہ جاتی عمل میں شریک کرنا اور مشورہ دینا۔
* یونین اور کسی ریاست کے تحت خواتین کی ترقی کی پیش رفت کا اندازہ کرنا۔
* فنڈز کی قانون سازی جس میں خواتین کے ایک بڑے طبقے کو متاثر کرنے والے مسائل شامل ہیں۔
* کسی جیل، ریمانڈ ہاؤس، خواتین کے ادارے یا تحویل کی ایسی دیگر جگہ کا جہاں خواتین کو بطور قیدی یا نظر بندی کے طور پر رکھا جائے معائنہ کرنا یا کروانا۔

ہندوستان میں خواتین پر عالمیانہ کے اثرات :

عالمگیریانہ نے مختلف مقامات پر خواتین کے مختلف گروپس کو مختلف طریقوں سے متاثر کیا ہے۔ جہاں یہ خواتین کے لیے معاشی اور سماجی ترقی کے نئے مواقع فراہم کر رہا ہے وہیں دوسری طرف اسمبلی لائن پروڈکشن یا آؤٹ سورسنگ (معروضی) اساس پر سستی راہوں کی فراہمی سے ملازمت کے مواقع چھین رہا ہے۔

عالمی مواصلاتی نیٹ ورکس کے آمد اور ثقافتی تبادلے سے کچھ حد تک خواتین کے رتبے میں تبدیلی رونما ہوئی ہے۔

عالمگیریت نے درحقیقت خواتین کے لیے مساوات کے تصورات اور اصولوں کو فروغ دیا ہے۔

خواتین میں شعور بیدار کرتے ہوئے مساوی حقوق و مواقع کے لیے جدوجہد کے جذبہ کو فروغ دینے میں عالمیانہ نے کلیدی کردار ادا کیا ہے۔

البتہ عالمیانہ سے ترقی کی سمت گامزن معاشرے میں صنفی عدم مساوات (gender inequality) کی برتری کے امکان ہیں۔ معاشی میدان میں عالمگیریانہ غیر رسمی شعبے میں خواتین کی پسماندگی یا آمدنی کے روایتی ذرائع کے خاتمہ کے باعث غربت کا سبب بن سکتا ہے۔

اقوام متحدہ کے ترقیاتی فنڈ برائے خواتین کی رپورٹ کے مطابق، پچھلی دو دہائیوں کے دوران عالمگیریانہ کے عمل کے باعث ممالک کے مابین عدم مساوات میں اضافہ ہوا ہے۔

خواتین پر عالمگیریانہ کا مثبت اثر

خواتین کے لیے مواقع میں اضافہ:

وسیع تر مواصلاتی ذرائع اور مزید کمپنیوں و دنیا بھر کی مختلف تنظیموں کی ہندوستان میں آمد سے خواتین کے لئے مواقع کی فراہمی میں اضافہ ہوا ہے۔

خود مختاری و خود اعتمادی :

خواتین کے لیے نئی ملازمتیں و مواقع کی فراہمی نے خواتین میں خود اعتمادی کو فروغ دیا اور انہیں خود مختار بنانے میں معاون رہے۔ اس کے علاوہ بڑھتی ہوئی شہر کاری کے سبب، شہری علاقوں میں خواتین زیادہ خود مختار اور خود کفیل ہوگئی ہیں۔ بین ذات کی شادیوں، شادی کے بغیر ازدواجی زندگی کا بسر خواتین کے خود کفیل ہونے کی تصدیق کرتی ہے۔

کاروباری رویہ کا فروغ :

نچلے متوسط طبقے میں خاندانی تعلقا و باہمی ہم آہنگی میں تبدیلی دیکھی گئی۔ روایتی طور پر خواتین گھریلو ضروریات اور بچوں کی دیکھ بھال کے لیے گھر میں رہتی تھیں۔ اب زیادہ تر خواتین روزگار کے حصول کے لیے گھروں سے باہر نکل رہی ہیں۔

نوٹ : ہندوستان میں سیلف ایمپلائڈ ویمنز اسوسی ایشن (SEWA) خواتین مزدوروں کی ایک یونین ہے جو محنت کش خواتین کو خود روزگار کے مواقع فراہم کرتی ہے۔

حقوق نسواں تحریک کا پھیلاؤ:

عالمگیریانہ کی وجہ حقوق نسواں تحریک کا ہندوستان میں پھیلاؤ دیکھا گیا جو خواتین کو اپنے خیالات کے اظہار اور اپنے حقوق کے لئے آواز بلند کرنے سازگار ماحول کی فراہمی کرتا ہے۔ حال ہی میں حقوق نسواں کی چوتھی لہر جو ساری دنیا اور ہندوستان میں "می ٹو" مہم کے نام سے چلائی گئی جس کا مقصد کام کے مقام پر خواتین کے ساتھ امتیازی رویے کی روک تھام اور مساوات کی فراہمی ہے۔

تعلیم اور صحت : عالمگیریانہ کی وجہ سے شرح تعلیم نسواں میں اضافہ ہوا ہے، عالمگیریت سے صحت مند معاشرے کی تشکیل وطبی سہولیات کی دستیابی میں بہتری دیکھی گئی۔ جس سے Maternal Mortality Rate (MMR) اور (IMR) Infant Mortality Rate میں کمی ہوئی ہے ۔

ہنر اور پیشہ ورانہ تربیت :

متعدد ممالک سے تنظیموں کی آمد، ان کے زیر قیادت خواتین کو مختلف ہنروں میں پیشہ وارانہ تربیت کی فراہمی کے ذریعہ خواتین کی مہارتوں کو فروغ دیا گیا۔

دیہی خواتین پر اثرات

دیہاتوں میں خواتین میڈیا ومتعدد مداخلتی پروگراموں جیسے اپنے حقوق کے لئے جدوجہد کی ترغیب، حوصلہ افزائی وخود اعتمادی پروگرام کی رسائی سے عالمگیریت سے متاثر ہوئی ہیں۔

ثقافتی تبدیلی:

خواتین کے رویے میں تبدیلی : مغربی ملبوسات کی طرف رغبت ،شہری علاقوں میں عام ہو گئے ہیں ۔ علاوہ از دیہی اور شہری علاقوں میں مانع حمل ادویات کے استعمال میں اضافہ ہوا ہے۔

خواتین پر عالمگیریانہ کے منفی اثرات

ملازمت اور کام کی جگہ سے متعلق مسائل : حالانکہ خواتین کے لیے روزگار کے مواقع بڑھ رہے ہیں، لیکن زیادہ ہجوم و کم تنخواہ والی ملازمتوں میں سماجی تحفظ کے امکانات کم ہوتے ہیں۔ کام کے مقامات پر خواتین کے استحصال کا مسئلہ پیش آ رہا ہے۔

دوہری ذمہ داری کا سامنا۔ ترقی پذیر مماک میں خواتین جو ملازمت کے لئے گھر سے تو نکلتی ہیں لیکن انکی گھریلو ذمہ داریاں انہیں دوہری محنت پر آمدہ کرتی ہیں ، اسطرح وہ گھر اور نوکری دونوں ذمہ داریوں کو انجام دے رہی ہے۔ کچھ خواتین ذہنی دباؤ کا شکار ہو رہی ہیں جس کی وجہ انکے صحت پر مضر اثرات مرتب ہو رہے ہیں ۔

خواتین کی کموڈیفکیشن:

عالمگیر یانہ کا تصور ہندوستانیوں کی پدرانہ ذہنیت کے استقامت کے ساتھ واقع ہوا ہے، اس کی وجہ سے خواتین کے لیے مسائل پیدا ہوئے ہیں جیسے خواتین کی کموڈیفکیشن، خواتین کو ہراساں کرنے کے لیے سوشل میڈیا کا استعمال، خواتین کے خلاف تشدد میں اضافہ وغیرہ۔ صارفین کے طور پر، خواتین تیزی سے صارفی ثقافت کا سامنا کر رہی ہیں جس کی وجہ سے کموڈیٹیس میں کمی ہوئی ہے اور پروڈیوسر کے طور پر، خواتین کو کام کے استحصال اور پیشہ ورانہ خطرات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

چنانچہ، عالمگیریت کے باوجود جسم فروشی، بدسلوکی اور جہیز سے متعلق خودکشیوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔

4۔ذات

معنی :

- ☆ لفظ ''ذات'' اسپینی زبان کے لفظ Casta سے ماخوذ ہے۔
- ☆ جس کے معنی نسل، نسب یا موروثی خصوصیات کا مجموعہ ہے۔
- ☆ لفظ Casta لاطینی لفظ Castus سے ماخوذ ہے۔جس کے معنی ''خالص'' Pure ہیں۔
- ☆ لفظ ذات 17 ویں صدی تک ہندوستان میں استعمال نہیں کیا گیا۔
- ☆ ہندوستان میں پرتگالیوں نے اس اصلاح کا اطلاق ''جاتی'' کے نام سے کیا۔
- ☆ جاتی اصل لفظ ''جان'' سے نکلا ہے جس کا مطلب جنم لینا ہے۔

نظریات : ہندوستان میں ذات پات کے اصلاح کا مطالعہ علماء نے تین زاویوں میں پیش کیا ہے۔

1) Indological۔ ہند شناسی

2) Socio-Anthropological۔ بشریاتی سماجی مطالعہ

3) Sociological۔ معاشرتی مطالعہ

Varna اور ذات

Caste اور Varna دو الگ الگ تصورات ہیں۔ رگ وید کے مطابق سماج تین طبقوں پر مشتمل تھا۔

1) برہمن... (PriestBrahma)

2) شتریہ... (WarriorsKshatra)

3) ویشیاء... (Common peopleVyshias) 2

2۔ درجہ بندی : سماجی درجہ بندی کو سیڑھی سے تشبیح دی گئی ہے۔ ذاتیں ہمیں درجہ بندی کا ایک بنیادی سماجی اصول سکھاتی ہے۔ اس درجہ بندی میں سب سے اوپر برہمن، شتریہ، ویشیاء اور شدرا۔

(Endogamy) دروں ازدواج:۔ ذات پات کی سب سے اہم بنیادی خصوصیت دروں ازدواج ہے۔

مفکرین کے مطابق Endogamy کا مطلب ذات یا ذیلی ذات کے مابین شادیاں Endogamy کہلاتی ہیں۔ اُصول کی خلاف ورزی کرنے سے ذات کی خلاف ورزی ہوگی۔

موروثی حیثیت:۔

☆ عام طور پر کسی ذات کی رکنیت کا تعین پیدائش سے ہوتا ہے۔

☆ ذات میں رکنیتً موروثی ہے۔رکنیت میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ چاہے اس کی حیثیت، پیشہ، تعلیم، وغیرہ کے لحاظ سے چاہے کچھ بھی ہو۔

موروثی پیشہ:۔ذات پات کا نظام موروثی قبضہ کی خصوصیت ہے۔کسی مخصوص ذات کے ارکان سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ ذات کے لئے بنائے گئے پیشہ کی پیروی کرے۔

روایتی طور پر کچھ ذاتوں میں ذات کے نام کا انحصار پیشہ پر ہے۔مثلاً نائی، دھوبی، موچی، مالی، وغیرہ۔

کھانے پینے پر پابندیاں:۔

☆ عام طور پر ایک ذات کسی دوسری ذات سے پکا ہوا کھانا قبول نہیں کرتی، جو سماجی پیمانہ پر اپنے سے کم ہے۔

☆ اُونچی ذات سے تعلق رکھنے والا یہ مانتا ہے کہ وہ نچلی ذات کے کسی فرد سے کھانے پینے کی چیزوں کو قبول کرنے سے وہ بھی آلودہ ہوجائے گا۔

ذات کی وجوہات:۔ذات پات کے نظام کی کئی وجوہات ہیں جو درجہ ذیل ہیں:۔

☆ ایک مخصوص گروہ اپنی ذات کی حیثیت کو بہتر کرنے کے لئے اور ذات کا وقار بڑھانے کے لئے انتہائی نامناسب طریقے بھی اپناتا ہے۔ازدواجی قوانین:۔ جیسے دروں ازدواج یعنی گروپ کے اندر شادی کرنا۔

☆ ذات پات کے نظام کے تحت، جو ذات پرستی کو برقرار رکھنے کی اجازت دیتا ہے۔شادی پر پابندی، ایک فرد کو اپنے ذات کے گروہ میں شادی کرنے پر مجبور کرتی ہے۔جس سے گروہ کے اندر ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔اس سے ذات پرستی میں اضافہ ہوتا ہے۔

☆ مواصلاتی وسائل کے ذریعہ دیہی اور شہری علاقوں کے درمیان رابطہ آسان ہوگیا ہے۔

☆ ذات کے افراد کو مختلف مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔اور اس نتیجہ میں فرقہ وارانہ بنیادوں پر تحفظ فراہم کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی۔

☆ تحفظ۔اس عنصر نے ذات پات کے نظام کو پروان چڑھایا ہے۔

☆ مواصلاتی وسائل اور حمل ونقل کے ذریعہ بھی ذات پرستی کو فروغ دیتے ہیں۔

☆ ایک ہی ذات کے افراد جو پہلے ایک دوسرے سے زیادہ رابطے میں نہیں تھے، اب گہرے تعلقات قائم کرنے کے قابل ہیں۔

ذرائع ابلاغ جیسے اخبارات، رسائل، وغیرہ۔ذات پات کے نظام کے مضر اثرات:۔

☆ ذات پات چھوت چھات کے رواج کو برقرار رکھتی ہے اور سماجی مساوات اور انصاف کی فراہمی میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔

☆ سماج میں سماجی نظم وضبط، امن وامان اور ہم آہنگی کیلئے خطرہ ثابت ہوتی ہے۔

☆ ذات پات کا بڑھاوا یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ روایت کے پابند اور قدامت پسند ہیں۔

☆ خواتین کی ترقی میں رکاوٹ کا باعث بنتا ہے۔

☆ ذات پرستی معاشرے کو مختلف طبقات میں تقسیم کرتی ہے اور اس کے نتیجہ میں ان طبقات میں اور ان کے درمیان تنازعات اور تناؤ پیدا ہوتا ہے۔

☆ مختلف طبقوں کے درمیان مسلسل تصادم قوم کی ترقی میں رکاوٹ کا باعث بنتی ہیں۔

☆ ذات پرستی کے نتیجہ میں سیاسی اختلاف ہوتا ہے۔

☆ ہندوستان جیسی کثیر جماعتی جمہوریت کو متاثر کرتا ہے۔

☆ ذات پرستی بالواسطہ طور پر، بدعنوانی کی وجہ بن سکتی ہے۔ ایک ذات کے افراد اپنی ذات سے تعلق رکھنے والے افراد کو تمام سہولیات دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ایسا کرتے ہوئے وہ بدعنوان ترین سرگرمیوں میں ملوث ہونے سے دریغ نہیں کرتے ہیں۔ ذات پرستی:۔ ذات پات کا نظام سیاسی لیڈروں / رہنماؤں کے ہاتھ ایک آلہ بن گیا ہے۔

☆ سب کے سب سیاسی رہنما انتخابات کے دوران اپنی صلاحیتوں کے بجائے فرقہ وارانہ اور ذات پات کی بنیاد پر ووٹ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

☆ اس کے نتیجہ میں نااہل امیدوار کا انتخاب عمل میں آتا ہے، جو عام مفاد کی قیمت پر اپنے ذاتی مفاد کو فروغ دینے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔

☆ اس طرح ذات پرستی جمہوریت کی راہ میں رکاوٹ کا باعث بنتی ہے۔

☆ تقررات سرکاری اور خانگی شعبوں میں ذات پات کی بنیاد پر کی جانے کی وجہ سے میرٹ اور کارکردگی کی اہمیت گھٹ جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے ٹکنالوجی اور صنعتی کارکردگی میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔

☆ مذہبی تبدیلیوں کا باعث بنتی ہے۔

☆ بعض ذات پات کے گروہوں کے غلبے سے بعض ناقابل برداشت استحصالی حالات پیدا ہوتے ہیں۔ ذات پات کے نظام کے مسائل کا حل:۔

☆ بچپن سے ہی تعلیم کی فراہمی سے اس مسئلہ کو کسی حد تک حل کیا جاسکتا ہے۔

☆ سماجی ادارے جیسے گھر، خاندان، اسکول اور ذرائع ابلاغ کو یہ ذمہ داری دی جانی چاہئے کہ وہ بچوں میں مناسب وسیع نقطہ نظر پیدا کریں۔

☆ دیہی علاقوں میں معلومات پر مبنی شعور بیداری پروگرام کو شروع کئے جانے چاہئے تا کہ ذات پرستی کو ختم کیا جاسکے۔

☆ ذات پات کے خاتمہ میں معاشی اور ثقافتی مساوات اہم ہے۔

☆ جمہوری نظام بھی مذہبی اور ذات پات کے اثرات سے محفوظ نہیں ہے۔

☆ ہندوستان میں ذات پرستی اور انتخابی سیاست ایک حقیقت ہے کوئی بھی جمہوری نظام مذہبی اور ذات پات کے اثرات سے محفوظ نہیں

ہیں۔

☆1909ء میں منٹو مورلے اصلاحات کی بناء پر مسلمانوں کے لئے علیحدہ الیکٹوریٹس کے اصول کو تسلیم کیا گیا۔ اس نے ہندوستانی معاشرے کو دو مخالف جماعتوں ہندو اور مسلم میں تقسیم کر دیا۔

☆ 1919ء میں Montague Chemsford Reforms، نے اس نظام کو مزید تقویت دی۔ اور ہندوؤں کو مزید کئی ذیلی حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔

☆ فرقہ وارانہ ایوارڈ کے تحت، ہندوؤں سے ڈپریسڈ کلاسز کو الگ کرنے کی کوشش کی گئی۔ ان کے لئے سیٹوں کے ریزرویشن کو یقینی بنایا گیا۔

☆ ہندوستان کے آئین کے تحت چھوت چھات کو ختم کیا گیا اور ذات پات کی بنیاد پر امتیازی سلوک پر پابندی عائد کر دی گئی تھی۔

☆ ابتدائی طور پر درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائیل SCs/STs کے لئے دس سال کی مدت کے لئے ریزرویشن فراہم کئے گئے تھے۔

☆ جس نے ووٹ بینک کو جنم دیا، ریزرویشن کے نظام کو نہ صرف غیر معینہ مدت تک جاری رکھا گیا بلکہ دیگر پسماندہ طبقات کو وسعت دی گئی۔

☆ اس طرح کی امداد سے مستفید ہونے والوں کی تعداد ریاست کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے، لیکن تمل ناڈو جیسی ریاست میں یہ انتہائی تک پہنچ گئی ہے۔ 69% سرکاری ملازمتیں اور تعلیمی عہدے محروم اور پسماندہ ذاتوں کے لئے مختص کی گئیں۔

☆ منڈل کمیشن نے 11 نکات پیش کئے ہیں: جس میں (4) سماجی پسماندگی، (4) معاشی پسماندگیا اور (3) تعلیمی پسماندگی کے لئے ہیں۔

☆ چھ بڑی ہندوستانی ریاستوں میں سے تین میں OBCs کے پاس STs/SCs کے مقابلے زیادہ سرکاری ملازمتیں محفوظ کی گئی ہیں۔

☆ 2015ء کے اوائل میں سپریم کورٹ نے حکومت کے تحت جاری کردہ نوٹیفکیشن کو کالعدم قرار دیا تھا جس میں جاٹ ذات کو OBCs کی فہرست میں شامل کیا گیا تھا۔

5- دیگر پسماندہ طبقات (OBCs)

دیگر پسماندہ طبقات میں غیر اچھوت اور نچلی ذات جو کے زراعت اور مویشی اور دستکاری وغیرہ پر منحصر رہتے ہیں اس میں شامل ہیں۔

ذات پات، عہدہ اور پیشہ وہ بنیادی معیار ہیں جن کے ذریعہ انھیں پسماندہ سمجھا جاتا ہے۔

منڈل کمیشن کیس میں سپریم کورٹ نے کہا کہ آرٹیکل (14) 16 کے تحت پسماندگی بنیادی طور پر سماجی ہے ضروری نہیں کے یہ سماجی اور تعلیمی دونوں طرح کی ہو۔

دیگر پسماندہ طبقات کیلئے قوانین:

OBCs ملک کی ٪ 51 آبادی کا حصہ ہے

آرٹیکل 340 کے تحت دستور ہند نے پسماندہ طبقات OBCs حالات کی تحقیقات کرنے کیلئے ایک کمیشن کی تقرری عمل میں لائی گئی۔

پہلے پسماندہ طبقاتی کمیشن کو 1953 میں مقرر کیا گیا۔جس کے چیرمین کاکا صاحب کالیکر تھے۔

کاکا صاحب کالیکر کمیشن نے 2,399 ذاتوں (ہندوستان کی آبادی ٪70) پسماندہ طبقات کے طور پر نشاندہی کی۔

کمیشن پسماندہ طبقات کی ترقی کیلئے کئی اقدامات تجویز کئے

اس کمیشن نے IClass– کیلئے ٪ Class II25 کیلئے ٪Class III 33. 5 IV کیلئے ٪ 40 پسماندہ ذاتوں کیلئے تحفظات کی تجویز پیش کی۔

کمیشن کے مطابق ہندوستان میں حقیقی سماجی مساوات اور ذات پات کی تفریق اور سماجی امتیاز کو ختم کر کے ہی حاصل کی جاسکتی ہے۔

منڈل کمیشن کی رپورٹ پر عمل کرتے ہوئے وی۔پی۔سنگھ حکومت نے OBCs کیلئے ٪ 27 ریزرویشن کو مختص کیا۔

منڈل کمیشن رپورٹ پر سپریم کورٹ کے 1992 کے فیصلہ کے درج ذیل نکات شامل ہیں۔

تحفظات سے مستفید ہونے والے افراد کی شناخت ذات کی بنیاد پر کی گئی۔

ریزرویشن کی بالائی حد 50 مختص کی گئی۔

کریمی لیئر کو ریزرویشن سے خارج کیا گیا۔

کچھ تکنیکی عہدوں میں تحفظات کا مشورہ نہیں دیا گیا تھا۔

ترقیوں میں کوئی تحفظات نہیں تھے۔

مرکزی اور ریاستی حکومت کی جانب سے ٹریبونل قائم کئے گئے تا Over inclusion اور Under inclusion دیگر پسماندہ طبقات کی فہرست میں شمولیت کی جانچ کی جاسکے۔

پسماندہ طبقات کے لیے قومی کمیشن (NCBC) ایک آئینی ادارہ ہے (123 ویں آئینی ترمیمی بل، 2017 اور 102 ویں ترمیمی ایکٹ، 2018 آئین میں اسے ہندوستانی آئین کے آرٹیکل 338B کے تحت ایک آئینی ادارہ بنانے کے لیے) وزارت برائے سماجی انصاف اور بااختیاری کے تحت۔ 14 اگست 1993 کو قائم کیا گیا۔

درج فہرست ذاتیں (SCs)

درج فہرست ذاتیں ہندوستان میں سب سے زیادہ پسماندہ سماجی واقتصادی گروہوں میں سے ہے۔درج فہرست ذاتیں ایک سیاسی قانونی اصطلاح ہے جسے سائمن کمیشن اور پھر حکومت ہند ایکٹ 1935 کے ذریعہ وضع کیا گیا ہے۔ 2011 کی مردم شماری کے مطابق ہندوستان میں درج فہرست ذاتوں کی آبادی 201.4 ملین ہے۔وہ ملک کی کل آبادی کا 16.6 فیصد ہیں۔

درج فہرست ذاتوں کو دلت کے طور پر بھی جانا جاتا ہے، جس کا مطلب "متحدہ/ گروہ ایک ساتھ" ہے. ہندوستان کی اسمبلی، اور جدوجہد آزادی کے دوران دلت رہنما۔ امبیڈکر نے گاندھی کی اصطلاح ہریجن پر دلت کی اصطلاح کو ترجیح دی، جس کا مطلب ہے "ہری/ وشنو کا شخص" (یا خدا کا آدمی)۔ ستمبر 2018 میں، حکومت نے "تمام نجی سیٹلائٹ چینلز کو ایک ایڈوائزری جاری کی تھی جس میں ان سے کہا گیا تھا کہ وہ دلت کے نام کے استعمال سے پرہیز کریں۔

شیڈول کاسٹ کو درپیش مسائل:

ذات درجہ بندی میں درج فہرست ذاتوں کو سب سے نچلا درجہ دیا جاتا ہے۔ انہیں کمتر سمجھا جاتا ہے۔ اور دوسری ذاتوں کی طرف سے انہیں حقیر نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

ہندوستان کے بعض دیہی مقامات میں کچھ جگہوں پر چھوت چھات اب بھی ایک حد تک برقرار ہے۔ اور انھیں معاشرے میں بہت ہی پست مقام دیا گیا

دلت کی اکثریت غریب ہے، اور یہ بنیادی ضروریات سے محروم اور سماجی طور پر پسماندہ ہے۔

بہت سے لوگوں کو خوراک کی کمی، صحت کی دیکھ بھال، رہائش اور کپڑوں کی مناسب مقدار تک رسائی نہیں ہے۔

ان میں سے بہت سے دیہاتوں میں غالب ذات اور جاگیرداروں کے کنٹرول میں کام کرتے ہیں۔ وہ معاشی طور پر زمیندار ذاتوں پر انحصار کرتے ہیں۔

ان کے ساتھ دوسری ذات کے لوگوں کے خادموں جیسا سلوک کیا جاتا ہے۔

ذات پات کا نظام ارکان کے پیشہ ورانہ انتخاب پر پابندیاں عائد کرتا ہے۔ پیشہ ورانہ ہریجنوں کے لیے پیشہ ورانہ انتخاب بہت محدود تھا۔ انہیں پیشہ منتخب کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ جو اعلیٰ ذات کے لوگوں کے لیے مخصوص تھے۔

آئین اور دیگر قانون سازی میں بنائے گئے تحفظات کو مؤثر طریقے سے نافذ کرنے کے لیے نیشنل کمیشن فار شیڈیولڈ کاسٹ (NCSC) ایک آئینی ادارہ ہے جو ہندوستان میں درج فہرست ذاتوں کے مفادات کے تحفظ کے لیے کام کرتا ہے۔ یہ ایس سی کمیونٹی کو امتیازی سلوک اور استحصال سے تحفظ فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ ایس سی کمیونٹی کی ترقی کے لیے سہولیات فراہم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ہندوستان کے، آرٹیکل 338 کے تحت آئین قومی کمیشن برائے شیڈول کاسٹ فراہم کرتا ہے۔

ابتداء میں آئین کے مطابق آرٹیکل 338 کے تحت ایک خصوصی افسر کا تقرر ہوا کرتا تھا۔ اور اس خصوصی افسر کو درج فہرست ذاتوں کے کمشنر کے طور پر نامزد کیا گیا تھا۔ 1987 میں، حکومت نے مختلف اراکین پارلیمنٹ کے دباؤ پر، ایک رکنی کمیشن کے بجائے ایس سی اور ایس ٹی کی بہبود کے لیے ایک کثیر رکنی کمیشن بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔ آئین میں 65ویں ترمیم نے ایک رکنی نظام کی جگہ ایک کثیر رکنی قومی کمیشن برائے درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کو لے لیا۔ آئین (65ویں ترمیم) ایکٹ 1990، آئین کے آرٹیکل 338 میں ترمیم کی گئی۔ نو تشکیل شدہ قومی کمیشن برائے درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل کمیشن کے چیئرمین اور وائس چیئرمین کے علاوہ 3 ارکان پر مشتمل تھا۔ 2003 میں 89ویں ترمیم نے اس کمیشن کو 2004 سے قومی کمیشن برائے درج فہرست ذات سے تبدیل کر دیا پہلا قومی کمیشن برائے درج فہرست ذات 2004 میں سورج بھان کی صدارت میں تشکیل دیا گیا تھا۔ صدر

جمہوریہ نے شری وجئے سانپلا کو موجودہ چھٹے قومی کمیشن برائے درج فہرست ذات کا چیئرمین مقرر کیا ہے۔ شری ارون ہلدار وائس چیئرمین ہیں۔

قومی کمیشن برائے درج فہرست ذات کی کارکردگی:

1۔آئین کے تحت SCs کے لیے فراہم کردہ تحفظات سے متعلق تمام امور کی نگرانی اوراس کی حفاظت کرنا ہے۔

SCs-2 کے حقوق اور تحفظات سے محرومی سے متعلق شکایات کی انکوائری کرنا۔

SCs-3 کی سماجی واقتصادی ترقی کی منصوبہ بندی کے سلسلے میں مرکزی یا ریاستی حکومتوں میں حصہ لینا اور انہیں مشورہ دینا۔

4۔ان کے حفاظتی اقدامات کے نفاذ کے بارے میں ملک کے صدر کو باقاعدہ رپورٹ کرنا۔

SCs-5 کی سماجی واقتصادی ترقی اور دیگر فلاحی سرگرمیوں کو آگے بڑھانے کے لیے اٹھائے جانے والے اقدامات کی سفارش کرنا۔

6۔ایس سی کمیونٹی کی فلاح وبہبود، تحفظ، ترقی اور ترقی کے حوالے سے کوئی دوسرے امور میں حصہ لینا ہے۔

قبائل (Tribes)

بہبودی پروگرم اور پراجیکٹ

ہندوستان کے آئین کے آرٹیکل 41 میں کہا گیا ہے کہ ریاست خاص خیال کے ساتھ درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کے کمزور طبقات کے تعلیمی اور معاشی مفاد کو فروغ دے گی اور انہیں سماجی ناانصافی اور ہر قسم کے استحصال سے بچائے گی۔

قبائلی معاشرے کی تعریف:

ڈی. جی. منڈیل بام کا کہنا ہے کہ" قبائلی زندگی پورے معاشرے کے اصولی روابط وبرادری پر مبنی ہے۔ برادری محض سماجی تنظیم کا اصول نہیں ہے بلکہ وراثت محنت اور اختیارات کی تقسیم ہے۔ قبائلی معاشرے چھوٹے ہوتے ہیں وہ اپنے سماجی تعلقات کے مطابق اخلاقیات مذہب اور عالمی نظریہ رکھتے ہیں۔ تاہم کچھ قبائل جیسے سنتھل، گونڈ، بھیل کافی بڑے ہوتے ہیں۔

تھیوڈور ساہلنس لکھتے ہیں کہ قبائلی معاشرے کی اصطلاح کو طبقاتی نظام بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ تک محدود رکھتے ہیں۔ طبقاتی نظام کے چھوٹے پیمانے پر تعلقات ہوتے ہیں، خودمختار ہوتے ہیں اور ایک مخصوص علاقے میں ایک دوسرے سے آزاد ہوتے ہیں۔ ہم اسے جھارکھنڈ کے سنتھالوں، اوراؤں، اور منڈاوں میں یا راجستھان کے بھیلوں بھیل مینوں اور گراسیوں میں دیکھ سکتے ہیں۔

ذات کو مخصوص معیار کی بنیاد پر درجہ بندی کے لحاظ سے ترتیب دیا گیا ہے۔ یہ معیار ہندوستان کے قبائل پر لاگو نہیں ہوتے ہیں۔

جھارکھنڈ کے قبائل جغرافیائی رکاوٹوں کے باوجود ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں

جھارکھنڈ کے قبیلوں نے اپنے اراکین کو استحصال کرنے والوں کے خلاف متحرک کیا۔ جھارکھنڈ جو پہلے بہار کا ایک حصہ تھا اور متعدد قبائل پر مشتمل ایک قبائلی ثقافتی علاقہ ہے جس میں کئی ذیلی ثقافتیں شامل ہیں۔

منڈا، اوراؤں اور سنتھال اس خطے کے بڑے قبائل ہیں جن کا انحصار جنگلات کی پیداوار، زراعت، صنعتوں اور کوئلے کی کانوں، سرکاری ملازمت پر ہے۔

قبائلی عوام بیک وقت قبائلی امتیاز اور دوسری طرف قصبوں اور شہروں پر انحصار کرتے ہیں۔
بیرونی مداخلت کے خلاف احتجاج کو قبائلی بحالی کے ایک آلے کی شکل میں ظاہر کیا جا سکتا ہے۔ جھارکھنڈ کے قبائلی کافی حد تک کسان ہیں اس لیے ان کے معاشی مسائل کو سمجھنے کوشش کرنی چاہیے۔

قبائلی سماجی ڈھانچہ

- ڈی. جی. منڈیل بام نے ہندوستانی قبائل کی درج ذیل خصوصیات کا ذکر کیا ہے۔
- سماجی ربط قائم کرنے کے لیے برادری آلہ کا کام کرتا ہے۔
- درجہ بندی کی کمی
- مضبوط باظابطہ تنظیموں کی عدم موجودگی
- فرقہ پرست زمینداری نظام
- طبقاتی کردار
- سرمایہ کا صحیح استعال اور بچت میں کمی
- منفرد سماجی نظام
- انگریزوں نے 1930 میں قبائلیوں کی تفصیلی رپورٹ۔
- قبائل کو مذہبی اور ماحولیاتی حالات کی بنیاد پر تقسیم کیا گیا تھا۔ قبائلیوں زیادہ آبادی دیہاتوں میں رہتی ہے اور زراعت میں مصروف ہے
- ہندوستان کے بڑے قبائل میں چھتیس گڑھ، مہاراشٹرا، تلنگانہ کے گونڈ۔ راجستھان، گجرات، مہاراشٹرا اور مدھیہ پردیش کے بھیل ۔ جھارکھنڈ، اڑیسہ اور مغربی بنگال کے سنتھال۔ گونڈ اور بھیل 4 ملین سے زیادہ ہیں اور سنتھل 3 ملین سے زیادہ ہیں۔
- بی۔ کے۔ رائے برمن نے قبائلی برادریوں کو ان کے تاریخی، نسلی اور سماجی ثقافتی تعلقات کو مدنظر رکھتے ہوئے 5 علاقائی گروپوں میں تقسیم کیا۔

i. شمال مشرقی ہندوستان۔ آسام، اروناچل پردیش، ناگالینڈ، منی پور، تریپورہ۔
ii. ذیلی ہمالیائی علاقہ۔ اتر پردیش اور ہماچل پردیش کے پہاڑی اضلاع پر مشتمل ہے۔
iii. وسطی اور مشرقی ہندوستان۔ مغربی بنگال، جارکھنڈ، اڑیسہ، چھتیس گڑھ اور آندھرا پردیش پر مشتمل.
iv. جنوبی ہندوستان۔ تامل ناڈو، کیرالہ، کرناٹک پر مشتمل ہے۔
v. مغربی ہندوستان۔ راجستھان، گجرات اور مہاراشٹر پر مشتمل ہے

ہندوستان میں قبائل نسلی خصوصیات، زبان، سماجی تنظیم، ثقافتی نمونوں وغیرہ میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ قبائلی زبانوں کا تعلق ہر قسم سے ہے دراوڑی. تبتی. چینی۔ قبائلی لوگ عموماً دولسانی ہوتے ہیں۔

قبائل کا بنیادی پیشہ:

1. جنگلاتی اور غذائی اشیاء کو جمع کرنا ہے۔

2. منتقلی کاشت۔

3. زراعت کاشتکاری کے لیے ہل جوتنا اور مویشیوں کا استعمال۔

4- گھریلو صنعت:۔

سنتھال گونڈ، بھیل، منڈا آخری زمرے میں آتے ہیں۔ ان قبائلیوں کو بھی کاشتکار، زرعی مزدور اور کارخانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کے طور پر درجہ بندی کی گئی ہے۔ منڈوں نے زراعت کو بھی آباد کیا ہے اور خاندان کے اندر مزدوری کی تقسیم کا نظام رائج کیا گیا تھا۔ برطانوی راج کے دوران زمین کی انفرادی ملکیت اور ساہوکاروں کی مداخلت اور قبائلی زندگی میں مداخلت کی وجہ سے یہ نظام اپنی اہمیت کھو بیٹھا۔

ہندوستان کے قبائل میں تبدیلی کا عمل:۔

قبائل اپنی نسلی اور ثقافتی شناخت کو برقرار رکھنے اور بیرونی استحصال سے خود کو بچانے کے لیے باشعور ہورہے ہیں۔قبائل اپنی معاشی پسماندگی کی وجہ سے عموماً ایسے اقدامات کرتے ہیں۔قبائل کو مرکزی دھارے کے ساتھ ضم کرنے کے لیے خصوصی اقتصادی مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔مثال کے طور پر جھارکھنڈ میں صنعت کاری نے قبائلی شعور اور خطے کے دیگر طبقات کے ساتھ انضمام کو فروغ دیا ہے۔

تلنگانہ کے قبائل:۔

تلنگانہ میں جنگل کی پہاڑیوں اور جنگلاتی میدانوں میں رہنے والے بڑے قبائل درج ذیل ہیں۔

1۔عادل آباد اور اٹنور کے گونڈ اور کولام۔

2۔ایٹوناگرم کے کویا۔

3۔کھمم، بھدراچلم کے کویا۔

4۔نالّمالائی جنگلات، محبوب نگر، کرنول، پرکاسم کے چینچوں۔

تلنگانہ میں ہر قبیلے کی اپنی روایات اور رسم ورواج ہیں جن میں تہوار بھی شامل ہیں۔ کولام قبیلہ تلنگانہ کے اٹنور، عادل آباد ضلع میں رہتا ہے۔ان کے دراوڈی خصوصیات ہیں۔وہ تلگو اور مراٹھی بولتے ہیں۔وہ ایک پدرانہ معاشرہ ہے جس کا مرکزی تہوار بھیما نا تہوار ہے۔ اس قبیلے کو اس علاقے کا اصل باشندہ سمجھا جاتا ہے۔ورنگل ضلع کے گاؤں میڈرام میں دوسال میں ایک بار سمکا سارالمہ جاترا منایا جائے گا یہ ریاست تلنگانہ کے سب سے مقدس مذہبی اجتماعات میں سے ایک ہے۔ناگوبا جاترا گونڈ قبیلے کے میسارم قبیلے کا سالانہ جشن ہے جو ناگ دیوتا ناگوبا کے لیے ہے۔

قبائلی تلنگانہ میں زمین کی ملکیت کا نمونہ:۔

تلنگانہ میں قبائلی آبادی کل آبادی کا 9.34 فیصد ہے۔یہ مشترکہ ریاست آندھرا پردیش میں 6.99 کے مقابلے زیادہ ہے۔عادل آباد

کے قبائلیوں کو زمین کے مسائل کا سامنا ہے۔موجودہ مالکان اور حقیقی کاشتکار کے نام زمین کے رجسٹر میں درج نہیں ہیں۔لہذا کاشت کار ادارہ جاتی مالیات کے اہل نہیں ہیں۔آدیواسی کی ہزاروں ایکڑ زمین، اور کم از کم 80 ہزار ایکڑ کی کاشتکار اراضی جو اندرویلی، اُٹنور، نارنور، جانر اور سرپور کے پانچ ایجنسی منڈلوں میں غیر قبائلیوں کے ناجائز قبضے میں ہے۔آدیواسیوں کے مفادات کے تحفظ کے لیے نظام حکومت نے 1946 میں 1917 کے برطانوی ضابطہ کو شامل کیا۔

فلاحی پروگرام و منصوبہ برا اور درج فہرست قبائل (STs):۔

2011 میں ہندوستان کی کل آبادی میں قبائلی 8.6٪ شامل ہیں۔نہ صرف مرکزی اور ریاستی حکومت بلکہ مختلف تنظیمیں جیسے بھارتیہ ادم جاتی سیوک سنگھ، بھیل سیوا منڈل، کستوربا گاندھی نیشنل میموریل ٹرسٹ، انڈین ریڈ کراس سوسائٹی، وشوا ہندو پریشد، ونواسی کلیان آشرم، رام کرشنا مشن، راشٹری سویم سیوک سنگھ اور کئی عیسائی تنظیمیں قبائلیوں کے فلاحی سرگرمیاں انجام دیتی ہیں۔حکومت کا محکمہ قبائلی بہبود اپنے پانچ سالہ منصوبے کے ذریعے قبائلیوں کا درجہ بلند کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

آئینی تحفظات:۔

ہندوستان کے آئین نے قبائلیوں کے مفادات کے تحفظ کے لیے مختلف دفعات کی ہیں۔

نشان سلسلہ	آرٹیکل	خصوصیت
1.	15	قبائلیوں سمیت ہندوستان کے تمام شہریوں کو بغیر کسی امتیاز کے مساوی حقوق اور مواقع فراہم کرتا ہے
2.	16(4)320(4, 335	قبائلیوں کے لیے ملازمت میں ریزرویشن مہیا ہے
3.	330,332, 334	ان کے لیے مقننہ لوک سبھا اور ریاستی اسمبلی میں سیٹیں مختص کی گئی ہیں
4.	19(5)	ملک کے کسی بھی حصے میں قبائلی جائیداد کے مالک ہوسکتے ہیں۔
5.	275	قبائلی فلاحی کاموں پر خرچ کرنے کے لیے ہندوستان کے کنسولیڈیٹڈ فنڈ سے بڑی رقم لی جاسکتی ہے۔
6.	338	صدر ہند کو یہ اختیار ہے کہ وہ قبائلی فلاحی کاموں کی دیکھ بھال کے لیے ایک کمشنر مقرر کرسکتے ہیں
7.	339(2)	مرکزی حکومت قبائلی بہبود کے منصوبوں اور پروگراموں کی تشکیل اور ان پر عمل درآمد میں ریاست کو ہدایات دے سکتی ہے۔
8.	275(i)	قبائلی بہبود کی اسکیموں کی منظوری کے لیے مرکز کو ریاستوں کو امداد دینے کی ضرورت ہے
9.	164	ریاستی حکومت قبائلیوں کی بہبود کو دیکھنے کے لیے ایک الگ وزیر کا تقرر کرسکتی ہے۔
10.	46	ایسی دفعات جو قبائلیوں کے معاشی اور تعلیمی مفادات کا تحفظ کرتی ہیں۔
11.	224	انتظامیہ کو قبائلی مفادات کے تحفظ کا خصوصی خیال رکھنے کی ہدایت.
12.	342	گورنر کی سفارش پر صدر جمہوریہ ہند کچھ گروہوں کو STs میں شمار کرنے کا اعلان کرسکتے ہیں۔ساتھ ہی وہ تفصیلات جن کی بنیاد پر نئے گروپوں کو بطور شیڈولڈ ٹرائب سفارش کی جاسکتی ہے تاکہ وہ تمام آئینی فوائد کے حقدار

ہوسکیں۔

کمیٹیاں اور کمیشن :-

آئینی دفعات کے علاوہ، حکومت کمیٹیاں اور کمیشن اور اسٹڈی ٹیم کا تقرر کرتی ہے اسکی کچھ مثالیں یہ ہیں :

i. پسماندہ طبقات کمیشن (1953-55)

ii. رینو کا رائے کی صدارت میں سماجی بہبود اور پسماندہ طبقات کی بہبود کی مطالعاتی ٹیم (1958-59)

iii. یو۔این۔ڈھیبر کی صدارت میں شیڈول ایریا زاینڈ شیڈول ٹرائب کمیشن (1960-61)

iv. بی پی منڈل کی صدارت میں دوسرا پسماندہ طبقات کمیشن (1979-80)

خصوصی مرکزی امداد :-

ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں (Union Territories) کو قبائلی ترقی والی اسکیموں کے لیے ضمیمہ کے طور پر خصوصی مرکزی امداد فراہم کی جاتی ہے تاکہ بنیادی طور پر خاندان پر مبنی آمدنی پیدا کرنے شعبوں جیسے زراعت، باغبانی، چھوٹی آبپاشی، مٹی کا تحفظ، جانوروں کی پالنا، جنگلات، تعلیم، کوآپریٹو ادارے، سمکیات گاؤں اور چھوٹے پیمانے کی صنعتیں اور کم از کم ضروریات پروگرام کو مدد حاصل ہو۔

سال 1999 - 2000 کے دوران ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو 400 کروڑ روپے جاری کیے گئے اور 100 کروڑ کی رقم ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو گرانٹ کے طور پر فراہم کی گئی۔

1. پانچ سالہ منصوبے

پانچویں پانچ سالہ منصوبہ (1974-79) کے دوران مربوط قبائلی ترقیاتی پروجیکٹ (Integrated Tribal Development Projects-ITDPs) کے تحت 19 ریاستوں اور UTs میں 374 لاکھ قبائلی آبادی کا احاطہ کیا گیا۔ پانچویں منصوبے میں قبائلیوں کے لیے مختص رقم 1100 کروڑ روپے تھی۔

قبائلی ذیلی منصوبہ کے تحت مندرجہ ذیل مقاصد تھے :

i. زراعت اور چھوٹی صنعتوں کے میں پیداوار بڑھانا۔

ii. قرض دینے والوں سے قبائلیوں کے استحصال کا خاتمہ کرنا۔

iii. تعلیم اور تربیتی پروگرام کی ترقی

iv. قبائلی علاقوں کی ترقی

v. قبائلی علاقوں میں ماحولیات کی بہتری

2- "LAMPS" (Large Sized Multi Purpose Societies) قایم کرنا

پیداواری اور غیر پیداواری قرضے دینے کے لیے قبائلی علاقوں میں اہم اور کثیر مقصدی کوآپریٹو سوسائٹیاں قائم کی گئی ہیں. ان معاشروں کے ذریعے قبائلیوں کو جدید زرعی آلات , کھاد , کیمیکل اور کیڑے مار ادویات فراہم کی جاتی ہیں۔

3. قبائلی کوآپریٹو مارکیٹنگ ڈیولپمنٹ فیڈریشن آف انڈیا (TRIFED) :

اسے حکومت ہند نے 1987 میں STs کو مارکیٹنگ میں مدد فراہم کرنے کے بنیادی مقصد کے ساتھ قائم کیا تھا۔

4. قبائلی علاقوں میں پیشہ ورانہ تربیت:۔

سنٹرل سیکٹر نے 1992 میں قبائلی نوجوانوں میں ہنر پیدا کرنے کے لیے متعارف کرایا تا کہ روزگار یا خود روزگار کے مواقع حاصل کیے جاسکیں۔ یہ اسکیم پیشہ ورانہ تربیتی مرکز قائم کرتی ہے۔

5. دستکاری اور گھریلو صنعتوں کی حوصلہ افزائی:۔

قبائلیوں میں موجودہ دستکاری اور گھریلو صنعتوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے مثال کے طور پر (1) مغربی بنگال میں قبائلیوں کو ریشم کی صنعت کو فروغ دینے کی ترغیب دی جاتی ہے اور دار جلنگ میں ایک تربیتی ادارہ قائم کیا گیا تا کہ سیر یکلچر (Sericulture) سے وابستہ افراد کو مناسب تربیت دی جا سکے۔ (2) بہار، ایم۔ پی، اڑیسہ اور مغربی بنگال میں موم کی صنعت کی قبائلیوں میں حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ (3) مدھیہ پردیش کی حکومت اپنے قبائلیوں کی ان کی بیڑی پتّہ کاروبار میں مدد کر رہی ہے۔ (4) بہار حکومت نے اپنی قبائلی خواتین کی دستکاری کی حوصلہ افزائی کے لیے خواتین کی کوآپریٹو سوسائٹی قائم کی ہے۔

6. زراعت کو مستحکم کرنا:

قبائلیوں کو اپنی منتقلی کاشت کے نظام کو ترک کرنے اور مستقل طور پر ایک جگہ پر آباد ہونے پر آمادہ کیا گیا ہے۔ آسام، بہار، اڑیسہ، تری پورہ کے قبائل، نیلگیری پہاڑیوں کے قبائل مستقل طور پر آباد ہوئے ہیں۔ میسور میں رنگنا ہلز، بیلیگیری ہلز دیگر دو مثالیں پیش کرتی ہیں۔

7. کان کنی اور چائے کے باغات میں مزدوری کر رہے قبائلیوں کے مفاد کو فروغ دینا:

بہار، مغربی بنگال، مدھیہ پردیش اور اڑیسہ کے قبائلی مزدوروں کے مفادات کے تحفظ کے لیے کوششیں کی گئی ہیں جو کان کنی میں مصروف ہیں اور قبائلی جیسے سنتھال گونڈس جو چائے کے باغات میں کام کر رہے ہیں۔

تعلیمی سہولیات

STs کو تعلیمی سہولیات فراہم کرنے کے لیے کچھ قبائلی علاقوں میں سرکاری اسکول قائم کیے گئے ہیں۔ پہلے پانچ سالہ منصوبے میں قبائلی علاقوں میں 4000 سکولس کھولے گئے، دسویں جماعت تک تعلیم مکمل طور پر دی جا رہی ہے۔ ٹیوشن، وظیفہ، اسکالرشپ، مفت کتابیں اور اسٹیشنری اور دیگر سامان کی مفت فراہم کیے جا رہے ہیں۔

کم خواندگی والے علاقوں میں ST لڑکیوں کی تعلیم:

کچھ رضا کار تنظیمیں ریاستی حکومتیں اور مرکز کے زیر انتظام علاقے اس اسکیم کو نافذ کر رہی ہیں۔

قبائلی سب پلان ایریا میں آشرم اسکول:

بنیادی تعلیمی پیشہ ورانہ تربیت فراہم کرنے کے لیے آشرما اسکول ہیں جہاں زراعت، جنگلات، مویشی پالن، پولٹری فارمنگ، شہد کی مکھیاں

پالنا، دستکاری کے شعبوں میں تربیت دی جاتی ہے۔ آندھرا پردیش، گجرات، ہماچل پردیش، مدراس، کرناٹک، اڑیسہ، راجستھان، تریپورہ میں رہائشی کردار کے 600 آشرما اسکول ہیں۔

SC اور ST کے لیے امتحان سے پہلے کے تربیتی مراکز کچھ مقامات پر قائم کیے گئے ہیں تاکہ وہ UPSC کے امتحانات میں شرکت کر سکیں۔ 1971 کے مردم شماری کے مطابق شرح خواندگی میں کمی ہوئی ہے۔ کچھ معاملات میں طالب علم کے تمام اخراجات حکومت برداشت کرتی ہے

قبائلی لڑکیوں کو تعلیم کے حصول کے لیے رہائشی سہولت فراہم کرنے کے لیے تیسرے پانچ سالہ منصوبے میں گرلز ہاسٹل سکیم شروع کی گئی تھی۔ اسی طرز پر لڑکوں کے ہاسٹل سکیم کا آغاز 1990 میں ہوا تھا۔

طبی سہولیات :

قبائلیوں کے لیے مختلف طبی سہولیات فراہم کی گئی ہیں بعض جگہوں پر اسپتال قائم کیے گئے ہیں جیسے کہ ملیریا، جذام، غیر معمولی بخار، ٹائیفائیڈ، چیچک، جلد کی بیماریاں جنکے ے کے لیے موبائل اسپتال کی سہولیات بچاؤ اور علاج کے اقدامات لیۓ جاتے ہیں۔ قبائلی علاقوں میں میڈیکل کیمپ بھی قائم کیئے گئے۔

معذوری

- بہت سی مختلف خصوصیات کو معذوری کے طور پر سمجھا جاتا ہے جیسے اندھا پن، بہرا پن، ذیابیطس، آٹزم، مرگی، ڈپریشن، ایچ آئی وی وغیرہ ان سبھی کو معذوری کے طور پر درجہ بندی کیا گیا ہے۔
- پیدائشی طور پر کسی اعضاء کی غیر موجودگی، یا کسی اعضاء یا حسی فعل کا نقصان، چند اعصابی حالات جیسے Multiple Sclerosis، دائمی امراض، نفسیاتی عوارض، سبھی کو معذوری کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔
- جسمانی یا ذہنی تغیرات کی درجہ بندی بطور خرابی کچھ حوالہ جات کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ معذوری عام طور وہ خصوصیت ہے جو ایک شخص آسانی سے بدل نہیں سکتا ہے۔ تاہم غربت معذوری نہیں۔ دوسری طرف بیماریوں کو عام طور پر معذوری کہا جاتا ہے حالانکہ یہ مستقل بیماریاں نہیں ہیں۔ جبکہ چند بیماریاں جیسے کہ فلو اور خسرہ معذوری کے زمرے میں آتے ہیں۔
- معذوری کی حد کا تصور وسیع اور لچکدار ہوتا ہے جیسے کہ ایک بازو نہ اٹھا پانا یا اس سے زیادہ پیچیدہ کام نہ کر پانا ۔
- ایک طرف حیاتیاتی خرابیوں کو معذوری کہا گیا ہے تو دوسری طرف (Union of the Physically Impaired Against Segregation-1976) کی طرف سے دی گئی تعریف کہ معذور افراد کو درپیش محدودیت کو عصری سماجی تنظیم سے منسوب کیا ہے۔
- ہندوستان میں معذوری کی مختلف تعریفیں، طبی ماڈل کی بنیاد کی پر، مختلف مقاصد کے لئے متعارف کرائی گئی ہیں۔

معذور افراد ایکٹ (Persons with Disability Act-1995) :

یہ ایکٹ طبی ماڈل کے مطابق معذور شخص کی تعریف فراہم کرتا ہے۔ معذور فرد کا مطلب ہے وہ شخص جو کسی بھی میڈیکل اتھارٹی کے ذریعہ تصدیق شدہ ہے کہ اسکی معذوری کم سے کم 40 % ہے۔ اس ایکٹ کے مطابق معذوری کے اقسام ہیں (1)

اندھا پن (2) کم بصارت (3) جذام سے ٹھیک ہونے والے افراد (4) سماعت کی خرابی (5) لوکوموٹر معذوری (6) ذہنی پسماندگی (7) ذہنی بیماری۔

جن کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے۔اندھا پن سے مراد ایسی حالت ہے جہاں کوئی شخص کسی بھی بصری بیماری میں مبتلا ہو۔ جہاں بصری صلاحیت بہتر آنکھ میں 60 / 6 یا 200 / 20 سے زائد نہ ہو۔بصارت کی مکمل غیر موجودگی۔ عینک کو درست کرنے کی حد کو کا زاویہ 20 ڈگری سے زائد ہو۔کم بصارت والے شخص کا مطلب علاج کے بعد بھی بصری کام کرنے میں مشکل پیش آنا۔

جذام سے صحت یاب ہونے والا شخص کا مطلب ہے (1) وہ شخص جو جذام سے ٹھیک ہو گیا ہے لیکن ہاتھ پاؤں میں احساس کم ہونے اور پلکوں میں فالج کا شکار ہے۔(2) جس میں کوئی خرابی ظاہر نہیں ہوتی ہے اور پیروں ہاتھوں میں حرکت پذیری کا شکار ہے (3) انتہائی جسمانی خرابی کے ساتھ ساتھ بڑھاپے کی عمر جو اسے کوئی معاشی پیشہ اختیار کرنے سے روکتی ہے۔

سماعت کی خرابی کا مطلب ہے 60 decibels یا زیادہ کا نقصان ہونا۔

لوکوموٹر ڈس ایبلٹی Loco motor Disability کا مطلب ہے ہڈیوں، جوڑوں کے پٹھوں کی معذوری جس کے نتیجے میں اعضاء کی حرکت پر کافی حد تک پابندی ہو یا دماغی فالج کی کسی بھی شکل میں حرکت میں پابندی۔

ذہنی معذوری کا مطلب دماغ کی نامکمل نشوونما ہونے کی حالت ہے۔

ذہنی بیماری کا مطلب ذہنی پسماندگی کے علاوہ کوئی اور ذہنی عارضہ ہے۔

مردم شماری کے لیے استعمال شدہ تعریفیں:

ہندوستان کی مردم شماری 2001 میں بتایا گیا ہے کہ معذوری کی وضاحت اور پیمائش ایک پیچیدہ مسئلہ ہے PWD ایکٹ کی طرف سے اپنائی گئی تعریفوں کے حوالے سے Census of India نے کہا کہ معذوری کے تصور اور تعریفوں کو بیان کرنا انتہائی مشکل ہے۔اس لیے سینسر نے معذوری کی تعریف کے اپنے نظریہ استعمال کیے اور معذوریوں کی پانچ اقسام کی تعریف کی۔

1۔دیکھنے کی معذوری :ایک ایسا شخص جو بالکل بھی نہیں دیکھ سکتا یا روشنی کا کوئی ادراک نہیں رکھتا حتیٰ کہ عینک کی مدد سے بھی دھندلا نظر آنے والا شخص۔صرف ایک آنکھ میں دھندلی بصارت والا شخص اور اس کے پاس یہ جانچنے کے لیے جگہ موجود ہو کہ آیا اس کی بینائی بہتر ہوگی یا نہیں۔بصارت سے معذور سمجھا جاتا ہے۔

2۔بولنے کی معذوری :وہ شخص جو گونگا ہے یا جس کی تقریر عام فہم کے سننے والے کو سمجھ نہیں آتی ہے۔

3۔سماعت کی معذوری :وہ شخص جو بالکل بھی نہیں سن سکتا صرف اونچی آوازیں سن سکتا ہے اسے سماعت کی معذوری سمجھا جاتا ہے۔ جو شخص سماعت معاون آلہ (hearing aid) کا استعمال کرتے ہوئے سن سکتا ہے اسے اس زمرے میں معذور نہیں سمجھا جاتا۔اگر کوئی شخص ایک کان سے نہیں سن سکتا لیکن اس کے دوسرے کان کام کر رہا ہے تب بھی اسے سماعت سے محروم حرکت کی معذوری سمجھا جاتا ہے۔

4۔حرکت پذیری کی معذوری :وہ شخص جس کی پیر یا ہاتھ نہیں ہیں یا وہ انکو استعمال کرنے سے قاصر ہے۔پیر یا ہاتھ پر کسی انگلی کی عدم

موجودگی کو معذوری نہیں سمجھا جاتا ہے تاہم تمام انگلیوں یا انگوٹھے کی عدم موجودگی معذوری ہے۔ یا کوئی جسمانی سرگرمی کرنے کے قابل نہ ہونا اس زمرے میں معذور سمجھا جاتا ہے۔ جو شخص کسی دوسرے شخص یا چھڑی کی مدد کے بغیر خود سے حرکت نہیں کر سکتا اسے معذور سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح وہ شخص جو حرکت کرنے یا اٹھانے یا اپنے قریب کسی چھوٹی چیز کو اٹھانے سے قاصر ہے، اور جو حرکت کرنے کے قابل نہیں ہے۔ عام طور پر گٹھیا جیسے مسائل کی وجہ سے یا حرکت کے دوران ہمیشہ محدود لنگڑا ہونا بھی معذور سمجھا جاتا ہے۔

5۔ ذہنی معذوری : جس شخص کو اپنی عمر کے مطابق سمجھ نہیں ہے اسے ذہنی طور پر معذور قرار دیا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی پڑھائی کو سمجھنے کے قابل نہیں ہے جو اس کی عمر کے مطابق ہے اور امتحان پاس کرنے میں ناکام رہتا ہے تو اسے ذہنی طور پر معذور نہیں سمجھا جاتا۔ پسماندہ اور پاگل افراد کو بھی ذہنی طور پر معذور سمجھا جاتا ہے ایک معذور شخص کو عام طور پر اپنے روزمرہ کے معمولات انجام دینے کے لیے اپنے خاندان کے افراد پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔

ہندوستان میں معذورین:

2001–11ء کی مردم شماری کے اعداد و شمار کے مطابق ملک میں تقریباً 2.08 کروڑ خاندانوں میں مختلف اقسام کے معذور افراد ہیں، جو کہ جملہ خاندانوں کا 8.3 فیصد ہوگا۔ قومی رجسٹرار جنرل و مردم شماری کمشنر کی جانب سے 2011 میں جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق تمام خاندان جہاں پر معذورین ہیں، ان میں 99 فیصد عام گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں، 0.4 فیصد ادارہ جاتی اور 0.2 فیصد بے گھر خاندانوں سے ہیں۔ مختلف گھرانوں سے تعلق رکھنے والے مختلف طور پر معذور افراد کو مزید 8 معذورین میں تقسیم کیا گیا ہے، جو کہ بصارت، سماعت، گویائی، بہرے، حرکت، ذہنی پسماندگی، ذہنی معذوری، متعدد معذوری ہیں۔ سال 2001 میں تمام معذورین خاندانوں میں 187.3 سے 20.5 لاکھ کا اضافہ دیکھا گیا، جو کہ سال 2011 میں 207.8 دیکھا گیا۔ ان میں سے 6.2 لاکھ دیہی علاقوں، 14.3 لاکھ شہری علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس اعداد و شمار کے کے مطابق سال 11–2001 کے دوران عام خاندانوں میں 48،19،382، ادارہ جاتی خاندانوں میں 65، 895، اور بے گھر خاندانوں میں 22، 948 مختلف طور پر معذور افراد کا اضافہ ہوا ہے۔ اسی دوران عام گھرانوں میں 2،02، 495، ادارجاتی گھرانوں میں 8، 370 اور بے گھر گھرانوں میں 560،13 کا اضافہ ہوا ہے۔ ہندوستان کی مردم شماری کے مطابق غیر متعلقہ افراد کا ایک گروہ جو کہ ایک ادارہ میں رہتے ہیں اور مشترکہ باورچی خانہ سے اپنی غذا حاصل کرتے ہیں، وہ ادارہ جاتی خاندان کہلاتا ہے۔ بے گھر خاندان سے مراد ایسے لوگ جو کہ نہ تو گھروں میں رہتے ہیں اور نہ ہی مردم شماری گھروں میں رہتے ہیں، بلکہ وہ لوگ کھلی سڑک کے کنارے فٹ پاتھ پر رہتے ہیں۔

مردم شماری کے اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ ہندوستان میں 21 ملین سے زیادہ افراد کسی نہ کسی معذوری میں ملوث ہیں۔ جو کہ جملہ آبادی کا 2.1٪ ہے۔ ہندوستان کے جملہ معذورین میں 12.6 ملین مرد اور 9.3 ملین خواتین تھیں۔ دیہی و شہری علاقوں میں معذوروں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

تلنگانہ میں معذورین:

2011 کی مردم شماری کے مطابق تلنگانہ ریاست میں 43.04 لاکھ افراد مختلف معذوری کا شکار ہیں، جو کہ تلنگانہ کی جملہ

آبادی یعنی کہ 3.52 آبادی کا 12.2٪ ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق عمر کے ساتھ ساتھ معذوری میں بھی اضافہ ہوتا ہے کیونکہ سب سے زیادہ متاثر ہونے والے افراد 50 سال سے زیادہ کی عمر کے ہوتے ہیں، اس کہ بعد 18 – 49 عمر کے لوگ اور 0 – 17 سال کے عمر کے لوگ متاثر ہوتے ہیں۔

"Telangana Disability Study, India" میں شائع کردہ ایک خبر کے مطابق انڈین انسٹی ٹیوٹ آف پبلک ہیلتھ، حیدرآباد اور لندن اسکول آف ایجوکیشن اینڈ ٹراپیکل میڈیسن کی جانب سے محبوب نگر ضلع کے 51 مواضعات میں آبادی پر مبنی سروے کیا گیا۔ اگرچہ کہ آبادی پر مبنی یہ سروے صرف ایک ضلع تک محدود تھا لیکن تفتیش کاروں کی پانچ رکنی بین الاقوامی ٹیم نے کہا کہ ان کے اعداد و شمار ریاست کے اعداد و شمار کے آئینہ دار ہیں۔ مثال کے طور پر تلنگانہ ریاست میں جملہ پانچ اقسام کے معذوری کی نشاندہی کی گئی ہے جن میں اندھاپن، گونگاپن، بہرہ پن، ذہنی معذروی، حرکی معذوری شامل ہیں۔ ان تمام میں بصارت کی معذوری کافی زیادہ ہوتی ہے (2%) بالمقابل دیگر اقسام کے معذوری کے۔ بصیرتی معذوری مردوں (1.6٪) کے مقابلہ میں خواتین (1٪ 8.) میں زیادہ ہوتی ہے اور دیہی علاقوں میں زیادہ (1 .8) ہوتی ہے بالمقابل شہری (1%.5) علاقوں کے۔ ذہنی، گویائی اور سمعی معذوری تلنگانہ میں رپورٹ کی جانے والی دیگر معذوری ہے (جو کہ بالترتیب 0.5٪ 0.2٪/اور 0.6٪ ہے)۔ ذہنی معذوری کے کیسس زیادہ تر مرد حضرات (50 .٪) پائے جاتے ہیں بالمقابل خواتین (0.4٪) کے۔ خواتین میں سمعی معذوری زیادہ (0٪ 6.) ہوتی ہے بالمقابل مرد حضرات (0.5٪) کے۔ دیہی علاقوں میں سمعی و بصری معذوری شہری علاقوں کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے۔

عالمی یوم معذورین:

عالمی یوم معذوورین ہر سال/ 3 ڈسمبر کو بین الاقوامی سطح پر منایا جاتا ہے۔ 1992 سے ادارہ اقوام متحدہ کی جانب سے اسے بین الاقوامی سطح پر منانے کے لئے فروغ دیا گیا ہے۔ اس کا مقصد معذور افراد کو سماج میں بازآباد کرنا اور انھیں ایک باوقار درجہ دلانا ہے۔ ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ان کے طرز زندگی کو بہتر بنانا ہے۔ 1981ء کو ادارہ اقوام متحدہ کی جانب سے "معذور افراد کا بین الاقوامی سال" قرار دیا گیا۔ اس بات کا اعلان 1976ء میں کیا گیا تھا۔ جس کا مقصد بین الاقوامی، علاقائی، اور عالمی سطح پر معذارین کی بحالی، فروغ اور مساوات پر زور دینا ہے۔ بین الاقوامی یوم معذورین منانے کا موضوع "مکمل شرکت اور مساوات" رکھا گیا تھا۔ تا کہ معاشرے میں معذورین کے حقوق سے متعلق عوام میں آگاہی فراہم کی جائے۔ انھیں سماج میں مساوی حقوق و مواقع فراہم کئے جائیں۔ اور عام انسانوں کی طرح انھیں بھی سماج میں عزت کی زندگی گزارنے کے لئے یکساں مواقع فراہم کئے جائیں اور انھیں معاشی طور پر مستحکم بنایا جائے۔ سال 1983 – 1992 میں اقوام متحدہ کے جنرل سکریٹری کی جانب سے "معذور افراد کا اقوام متحدہ کا دہا" کے طور پر قرار دیا گیا تھا۔ تا کہ حکومتوں اور دیگر اداروں کو ٹائم فریم پیش کیا جائے اور تمام تجویز کردہ سرگرمیوں کو صحیح طریقہ سے نافذ کیا جاسکے۔ سال 1992 سے لے کر اب تک یوم معذورین ہر سال پوری دنیا میں مسلسل کامیابی کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ اس دن کو منانے کا اہم مقصد دنیا بھر کے عوام کو معذورین کے حقوق اور مسائل کے حوالہ سے شعور بیدار کرنا اور ساتھ ہی ساتھ معاشرے میں ان کی

عزت نفس، فلاح و بہبود اور حقوق کو بہتر بنانے کے لئے ان کا ساتھ دینا ہے۔ معاشرے کے تمام معذورین کی زندگی کے ہر پہلو جیسے سیاسی، معاشی، ثقافتی، اور سماجی سرگرمیوں میں شمولیت کو یقینی بنانا ہے۔ اسی لئے اسے "عالمی یوم معذورین" کے عنوان سے منایا جاتا ہے

ہندوستان میں معذورین کو دستیاب سہولیات:

آئین ہندوستان:

ہندوستان کا آئین ہندوستان کے ہر شہری پر یکساں طور پر لاگو ہوتا ہے، چاہے وہ صحت مند ہوں یا کسی بھی طرح سے معذور (ذہنی و جسمانی) ہوں۔ آئین کے تحت معذورین کو درج ذیل بنیادی حقوق کی ضمانت دی گئی ہے۔

آئین ہندوستان معذورین اور ہندوستانی شہریوں کو انصاف کا حق، آزادی فکر، اظہار خیال، عقیدہ، ایمان اور عبادت، حیثیت، مساوی مواقع اور فروغ کے لئے تحفظ فراہم کرتا ہے۔

ہندوستانی آئین کے دفعہ 15 (1) کے تحت حکومت کو تاکید کی جاتی ہے کہ وہ مذہب، نسل، ذات، جنس یا مقام پیدائش کی بنیاد پر ہندوستان کے کسی بھی شہری (معذور) کے ساتھ امتیازی سلوک نہ کرے۔

دفعہ 15 (2) کے مطابق کسی بھی شہری (معذور) کو دکانوں، ہوٹلوں، سڑکوں، عوامی تفریحی مقامات (چاہے وہ گورنمنٹ فنڈز سے بنائے جائیں یا خانگی فنڈز سے) وغیرہ تک رسائی کے معاملہ میں مندرجہ بالا کسی بھی بنیاد پر کسی معذوری، ذمہ داری، پابندی، یا شرط کا نشانہ نہیں بنایا جائے گا۔ خواتین اور بچوں کو اور کسی بھی سماجی و تعلیمی طور پر پسماندہ طبقات یا درج فہرست ذاتوں اور قبائل سے تعلق رکھنے والے افراد کو حکومت کی جانب سے متعارف کردہ خصوصی قوانین یا خصوصی دفعات کے مکمل اطلاق کو یقینی بنایا گیا ہے۔

ریاست کے ماتحت کسی بھی دفتر میں ملازمت یا تقرری سے متعلقہ معاملات میں تمام شہریوں و معذوروں کو مساوی مواقع ہونگے۔

کسی بھی شہری یا معذور فرد کو اس کی ذات کی بنیاد پر اچھوت نہیں سمجھا جا سکتا۔ یہ ہندوستانی آئین کے دفعہ 17 کے ذریعہ فراہم کردہ قانون کے مطابق قابل سزا جرم ہے۔

آئین کے دفعہ 21 کے تحت ہر شہری و معذور کو اس کی زندگی اور آزادی کی ضمانت دی گئی ہے۔

آئین کے دفعہ 24 کے تحت انسانی (معذورین کی) تجارت اور جبری خدمت کی ممانعت کی گئی ہے۔ یہ ہندوستانی قانون کے مطابق قابل سزا جرم ہے۔

آئین کے دفعہ 24 کے تحت 14 سال سے کم عمر کے بچوں (معذورین) کو کارخانوں، کانوں یا کسی دوسرے خطرناک روزگار میں مامور کی ممانعت کی گئی ہے۔

آئین کے دفعہ 25 کے تحت ہندوستان کے ہر شہری و معذور کو آزادی ضمیر، مذہب کو آزادانہ قبول کرنے، اس کی پیروی اور تبلیغ کرنے کی آزادی دی گئی ہے۔

آئین کے دفعہ 27 کے تحت کسی بھی معذور کو کسی خاص مذہب کے فروغ کے لئے ٹیکس ادا کرنے کے لئے مجبور نہیں کیا

جاسکتا۔ کسی بھی معذور کو ان کے حقوق، زبان، رسم الخط یا ثقافت سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔
آئین کے دفعہ 32 میں ہر معذور کو اپنے حقوق کے نفاذ کے لئے سپریم کورٹ سے رجوع ہونے کی ضمانت دی گئی ہے۔ کسی بھی صاحب جائیداد شہری یا معذور کو غیر قانونی طور پر اس کے جائیداد سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ حالانکہ حق جائیداد بنیادی حق نہیں ہے۔ غیر قانونی طور پر جائیداد سے محرومی پر مقدمہ کے ذریعہ چیلینج کیا جاسکتا ہے اور ہرجانہ بھی وصول کیا جاسکتا ہے۔
ہندوستان کے ہر شہری و معذور کو 18 سال کی عمر کے بعد مقامی اسمبلی حلقہ کے لئے فہرست رائے دہندگان میں اپنا نام درج کروانے کا حق فراہم کیا گیا ہے۔
آئین کے دفعہ 29(2) کے تحت ہندوستان کے ہر شہری کو تعلیم حاصل کرنے کا حق حاصل ہے۔ کسی بھی شہری یا معذور کو مذہب، نسل، ذات یا زبان کی بنیاد پر حکومت کے زیر انتظام کسی بھی تعلیمی ادارے میں داخلہ سے منع نہیں کیا جاسکتا۔
آئین کے دفعہ 45 حکومت کو تاکید کرتا ہے کہ ملک کے تمام بچوں کو مفت ولازمی تعلیم فراہم کی جائے، جب تک کہ وہ 14 سال کی عمر کو نہ پہنچ جائیں۔ کسی بھی بچہ معذور یا غیر معذور کو مذہب، نسل، ذات یا زبان کی بنیاد پر حکومت کے زیر انتظام کسی بھی تعلیمی ادارے میں داخلہ سے یا ریاستی فنڈز سے امداد حاصل کرنے سے منع نہیں کیا جاسکتا۔
آئین کا دفعہ 47 حکومت پر بنیادی ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ غذائیت کی سطح اور معیار زندگی کو بلند کرے اور صحت عامہ میں بہتری لائے۔ خاص طور پر نشہ آور مشروبات اور منشیات کے استعمال پر پابندی عائد کرے، سوائے ادویات کہ جو کسی کی بھی صحت کے لئے مضر ہوں۔

ہندوستان کے صحت کے قوانین میں معذورین کے لئے کئی دفعات موجود ہیں۔ بعض قوانین جو معذورین کے ساتھ شہریوں کو فراہم کی جاتی ہیں وہ مینٹل ہیلتھ ایکٹ، 198 میں دیکھے جاسکتے ہیں۔
حکومت کی جانب سے مختلف ذاتوں کے لئے شادی سے متعلق مختلف قوانین نافذ کئے گئے ہیں۔ اور یہ تمام قوانین معذورین پر بھی لاگو ہوتے ہیں۔
شادی کے فریقین کے حقوق اور فرائض خواہ وہ معذور ہوں یا غیر معذور ہوں مختلف قوانین ازدواج یا میریج ایکٹس کے مخصوص اصولوں میں محمول ہیں۔ جیسے کہ ہندو میریج ایکٹ 1955، کرسچن میریج ایکٹ 1872، پارسی میریج اینڈ ڈائیورسڈ ایکٹ 1935، دیگر میریج ایکٹس جو کہ اسپیشل میریج ایکٹ (میاں بیوی مختلف ذاتوں سے تعلق رکھتے ہوں)، اور فارن میریج ایکٹ 1959 (ہندوستان سے باہر شادی کے لئے)، چائلڈ میریج ریسٹنٹ ایکٹ 1929، بچپن کے شادیوں کو روکنے کے لئے 1978 میں ترمیم کی گئی تھی۔ یہ تمام ایکٹس معذورین پر بھی لاگو ہوتے ہیں۔ گارڈئین ایکٹ 1890 کے تحت معذور شخص کسی نابالغ کی سرپرستی کی ذمہ داری نہیں لے سکتا۔ اگر چہ کہ اس کی معذوری اس درجے کی ہو کہ وہ سرپرست کی ذمہ داری لینے کے قابل نہ ہو۔ ہندو مائینا ریٹی اینڈ گارڈئین ایکٹ 1956 میں بھی یہی کہا گیا ہے۔
ہندو سکسشن ایکٹ 1956 کے تحت یہ واضح کیا گیا ہے کہ کسی شخص کی جسمانی معذوری یا ذہنی معذوری اسے آبائی وصیت نامے یا جانشینی سے محروم نہیں کرسکتی۔ اسی طرح انڈین سکسشن ایکٹ 1925 کے مطابق کسی بھی معذور شخص کو اس کی معذوری

کی بناء پر وصیت سے بے دخل نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اسے آبائی وراثت سے محروم کیا جاسکتا ہے۔ پارسی اور مسلمانوں کے حوالے سے بھی یکساں موقوف ہے۔ درحقیقت ایک معذور شخص بھی وصیت لکھ کر اپنی جائیداد میں تصرف کرسکتا ہے۔

معذوری ایکٹ:1995

ہندوستان کا معذوری ایکٹ 1995 ہندوستان کے معذور بچوں و بڑوں کے لئے مختلف سہولیات فراہم کرتا ہے۔ ہندوستان کے معذوری ایکٹ کے تحت معذور بچوں کو انٹیگریٹڈ یا خصوصی اسکولوں میں مفت تعلیم حاصل کرنے کا حق حاصل ہے، جب تک کہ وہ 18 سال کی عمر کو نہ پہنچ جائیں۔ ہندوستان میں معذور بچوں کو مناسب نقل وحمل کے ساتھ ساتھ نصاب کی تشکیل نو اور امتحانی نظام میں ترمیم کا حق حاصل ہے۔

ہندوستان میں معذور بچوں کو اسکالرشپ، یونیفارم، کتابیں اور تدریسی مواد وغیرہ مفت میں فراہم کیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں معذور بچوں کو خصوصی اسکولوں تک رسائی حاصل ہے جو پیشہ وارانہ تربیت کی سہولیات اور غیر رسمی تعلیم سے آراستہ ہیں۔ ہندوستان میں اساتذہ کی تربیت کے لئے تربیتی ادارے قائم کئے گئے ہیں، تاکہ انسانی وسائل میں اضافہ کیا جائے۔ ملک میں معذور بچوں کے والدین اپنے معذور بچوں کے حوالے سے شکایات کے ازالہ کے لئے مناسب عدالت سے رجوع کرسکتے ہیں۔ ہندوستان میں تمام سرکاری ملازمتوں کا 3 فیصد معذور افراد کے لئے مختص ہے اور ہندوستان کے معذوری ایکٹ کے تحت معذور افراد کے لئے مثبت ردعمل شامل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہندوستان میں معذور افراد کو خصوصی اسکول، رہائش، کاروبار، فیکٹریوں، تفریحی مراکز کے لئے رعایتی نرخوں پر اراضی مختص کی جائے گی۔

معمر افراد

یہ امکان ہے کہ 2000 سے 2050 تک ہندوستان کی آبادی 60 فیصد بڑھ جائے گی اور ساٹھ سال کی عمر کو پہنچنے والوں کی آبادی 360 فیصد بڑھ جائے گی. اس حساب سے 2050 تک ضعیف یا عمر رسیدہ افراد کی تعداد 300 ملین ہوسکتی ہے جو کہ کل آبادی کا 20 فیصد ہوگا۔ اور ضرورت ہے کے حکومت اس پر غور کرے اور اسی مطابق سے پالیسیاں بھی بنانا شروع کردی گئی۔

آئینی مینڈیٹ:۔

ہندوستان کے آئین کے آرٹیکل۔ 41 اور ریاستی پالیسی کے ہدایتی اصول میں ضعیف افراد کی فلاح وبہبود کو لازمی قرار دیا گیا ہے کہ ریاست اپنی معاشی صلاحیت میں ضعیف لوگوں کے حق کو محفوظ بنانے کے لیے موثر انتظامات کرے گی۔

قوانین اور ایکٹ:۔

والدین اور بزرگ شہریوں کی دیکھ بھال اور بہبود کے لیے سینئر سٹیزن ایکٹ۔ 2007 نافذ کیا گیا تھا۔

ضابطہ فوجداری۔(Criminal Procedure Code) 1973 کی دفعہ 125 اور ہندو گود لینے اور دیکھ بھال ایکٹ۔ 1956(Maintenance ActHindu Adoption) میں والدین کی دیکھ بھال شامل ہے۔ ان دو ایکٹس کے تحت والدین اپنے بچوں سے کفالت کا دعویٰ کرسکتے ہیں۔ اسی لیے والدین اور بزرگ شہریوں کی دیکھ بھال اور بہبود ایکٹ 2007(The Maintenance and Welfare of Parents and Senior Citizen Act) عمل میں لایا

گیا ہے۔

گورنمنٹ پالیسی:۔

- حکومت ہند نے جنوری۔ 1999 میں معمر افراد سے متعلق قومی پالیسی اپنائی۔ اس میں بزرگ شہری یا معمر کی تعریف ایسے شخص کے طور پر کی گئی ہے جس کی عمر 60 سال یا اس سے زیادہ ہو۔
* اس ایکٹ کے مطابق ہندوستانی بزرگ شہری جس کی عمر 60 سال ہو چکی ہے اسکے سماجی تحفظ کی مرکزی اور ریاستی حکومت کو ہمہ وقت ذمہ داری دی گئی ہے۔
* معمر افراد کے مسائل کے لیے وزارت برا سماجی انصاف اور امپاورمنٹ نے 1999 میں معمر افراد سے متعلق ایک قومی پالیسی (National Policy on Older persons) شروع کی ہے۔
* 2010 میں اس پالیسی نے 10 سال مکمل کیے۔ اس پالیسی پر نظر ثانی کے لیے حکومت نے بزرگ شہریوں کی حیثیت کا جائزہ لینے کے لیے ڈاکٹر وی موہنی گری کمیٹی قائم کی تھی۔ کمیٹی سے کہا گیا کہ وہ بزرگ افراد سے متعلق قومی پالیسی کا مسودہ تیار کرے جو کہ اس کمیٹی میں 2011 میں داخل کیا۔
* حکومت ہند نے ریاستی پالیسی کے ہدایتی اصولوں کے مطابق 1995 میں قومی سماجی امداد پروگرام (National Social Assistance Programme-NSAP) متعارف کرایا۔ اس کا مقصد سماجی امداد کے کم از کم قومی معیار کو یقینی بنانا ہے۔
* NSAP میں اندرا گاندھی نیشنل اولڈ ایج پنشن اسکیم (IGNOAPS) اور قومی خاندانی فائدہ اسکیم (NFBS) اور انا پورنا شامل ہیں۔

ہندوستان میں عمر رسیدہ افراد کی آبادی:

ہندوستان کے قانون کے مطابق عمر رسیدہ شہری (Senior Citizen) سے مراد کوئی بھی ایسا شخص جو کہ ہندوستان کا شہری ہو اور جس کی عمر 60 سال یا اس سے زیادہ ہو چکی ہو۔ اقوام متحدہ کے پاپولیشن فنڈ اینڈ ہیریٹیج انڈیا کی جانب سے جاری کردہ ایک رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ سال 2011 میں ہندوستان میں 90 ملین عمر رسیدہ افراد تھے، جن کی تعداد سال 2026 تک بڑھ کر 173 ملین ہو جائیگی۔ 90 ملین عمر رسیدہ افراد میں سے 30 ملین تنہا رہتے ہیں اور 90 فیصد زندگی کے گزارے کے لئے کام کرتے ہیں۔

Ministry of Statistics and Programe Implementation, Government of India کی جانب سے پیش کردہ ایک رپورٹ کے مطابق بعنوان "Situation Analysis of The Elderly in India" سال 2001 میں عمر رسیدہ افراد کی آبادی جملہ آبادی کا 7.4٪ تھی۔ جس میں مردوں کی آبادی 7 .1 ٪ اور خواتین کی آبادی 7.8٪ تھی۔ ریاستوں میں یہ تناسب رقبہ کے لحاظ سے مختلف ہے۔ چھوٹی ریاستوں میں جیسے دادرانگر حویلی، ناگالینڈ، اروناچل پردیش، میگھالیہ میں 4٪ ہے۔ جبکہ کیرلا میں 10.5٪ سے زیادہ ہے۔ تقریباً 65 فیصد عمر رسیدہ افراد کو اپنی ذاتی دیکھ بھال کے لئے دوسروں پر انحصار کرنا

پڑتا ہے۔ 20٪ سے کم عمر رسیدہ خواتین ،لیکن زیادہ تر عمر رسیدہ مرد حضرات معاشی طور پر خود مختار تھے۔ تقریباً 40٪ عمر رسیدہ افراد جن کی عمر 60 سال سے زیادہ ہے (60٪ مرد حضرات اور 19٪ خواتین) کام کر رہے تھے۔ دیہی علاقوں میں 66٪ عمر رسیدہ مرد حضرات اور 23٪ سے زائد عمر رسیدہ خواتین اب بھی معاشی سرگرمیوں میں حصہ لے رہے ہیں۔ جبکہ شہری علاقوں میں صرف 39٪ عمر رسیدہ مرد حضرات اور 7٪ عمر رسیدہ خواتین معاشی طور پر فعال ہیں۔

United Nation Population Fund کی جانب سے پیش کردہ ایک تخمینہ کے مطابق سال 2050 تک ہندوستان دنیا کے ہر 6 عمر رسیدہ افراد میں سے ایک فرد کے لئے گھر ہوگا ، اور صرف چین میں ہی زائد تعداد میں عمر رسیدہ افراد ہونگے۔

عالمی یوم معمرین:

ہر سال یکم/ اکٹوبر کو بین الاقوامی سطح پر عالمی یوم معمرین منایا جاتا ہے۔ بہبود معمرین کے نوڈل منسٹری کے پیش نظر وزرات برائے سماجی انصاف و بااختیارات کی جانب سے ہر سال عالمی یوم معمرین تقریبات کا انعقاد عمل میں لایا جاتا ہے، جس میں پروگراموں کا ایک سلسلہ ترتیب دے کر ممتاز بزرگ اشخاص کو وایوشریسٹھ ایوارڈ (Vayoshrestha Samman) سے نوازا جاتا ہے۔ ان تقریبات کے ذریعہ معمر افراد کو احساس دلایا جاتا ہے کہ ان کی فلاح و بہبود کے لئے حکومت سنجیدہ ہے۔ اس دن کو منانے کا مقصد عوام الناس میں بزرگ شہریوں کے مسائل اور حقوق کے حوالے سے شعور بیدار کرنا اور ان کی معاشرے کیلئے خدمات کا اعتراف کرنا ہے۔ بزرگ افراد کی ضروریات، مسائل اور تکالیف کے بارے میں سماجی آگاہی فراہم کرنا اور لوگوں کی توجہ بزرگ افراد کے حقوق کی پاسداری کی طرف مبذول کرانا ہے۔

ہندوستان میں معمرین کے لئے دستیاب سہولیات:

وزرات برائے سماجی انصاف و بااختیار کاری کا مقصد ایسے طبقات کے ساتھ مساوی سلوک کو یقینی بنانا ہے جو سماجی عدم مساوات، استحصال، امتیازی سلوک اور ناانصافی کا شکار ہیں۔ وزرات برائے سماجی تحفظ بیورو (The social Defence Bureau of the Ministry) بنیادی طور پر معمر اشخاص کی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ اس بیورو کے پروگرامس اور پالیسیوں کا مقصد اس گروپ کو عزت و احترام کی زندگی فراہم کرنا اور انھیں تعاون کرنے والے شہری بنانا ہے۔ ریاستی حکومتیں، خود مختار ادارے، این جی اوز اور یہاں تک کہ کارپویٹ دنیا بھی پالیسیاں بنانے اور نافذ کرنے میں شامل ہیں۔ ان تمام پروگراموں کا مقصد اس مخصوص طبقہ کو تعاون فرام کرنا، نظر اندازی، بدسلوکی اور استحصال کو روکنا اور انھیں مرکزی دھارے میں شامل کرنا ہے۔ سال 1999 میں حکومت ہند کی جانب سے عمر رسیدہ افراد سے متعلقہ قومی پالیسی کا اعلان کیا گیا تھا۔ یہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی قرارداد 5 / 47 کی پیروی میں 1999 کو معمر افراد کے بین الاقوامی سال کے طور پر منانے اور آئین ہند میں موجود معمر افراد کو دی گئی یقین دہانیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک قدم تھا۔

ریاست اپنی معاشی صلاحیت اور ترقی کے حدود میں معمر افراد کے حقوق کے تحفظ کے لئے موثر اقدامات کرے گی۔ ہندوستانی آئین میں حق مساوات کو بنیادی حق قرار دیا گیا ہے۔ اس مخصوص گروہ کو سماجی تحفظ فراہم کرنا ریاستی و مرکزی حکومت کی

مشترکہ ذمہ داری ہے۔ بین الاقوامی کوششوں کے باعث عمر رسیدہ افراد سے متعلق قومی پالیسی کے نفاذ پر اثر پڑا۔ میڈرڈ پلان آف ایکشن(Madrid plan of Action) اور اقوام متحدہ کے پالیسیاں(United Nations Principles) سال 2002 میں اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کی جانب سے منظور کئے گئے۔ incomplete paragraph

وزرات برائے سماجی انصاف و بااختیار کاری کی ایک مربوط اسکیم کے تحت معمر افراد کے تحفظ اور ان کے بہبود کے لئے وظیفہ، سفری مراعات، انکم ٹیکس میں رعایت، طبّی امداد، بچت پر اضافی سود فراہم کی گئی ہے اور اولڈ ایج ہومس، ڈے کیئر سنٹرس کے لئے بھی مالی امداد فراہم کی گئی ہے۔ وزرات برائے سماجی انصاف و بااختیار کاری ان پروگراموں کو دیگر وزرات سے مربوط کرتی ہے تاکہ وہ اپنے متعلقہ شعبوں میں معمر افراد کو تعاون فراہم کریں۔

وزرات برائے سماجی انصاف و بااختیار کاری درج ذیل اسکیموں کو بھی نافذ کر رہی ہے۔

معمر افراد کے لئے ایک مربوط اسکیم

(Plan scheme–An integrated programme for Older Persons) :–

سابقہ اسکیم" رضا کارانہ تنظیموں کو معمر افراد کی فلاح و بہبود سے متعلقہ پروگرامس کے لئے معاونت" پر نظر ثانی کرتے ہوئے اس اسکیم کو نافذ کیا گیا۔ اس اسکیم کے تحت این جی اوز کو اولڈ ایج ہومس، ڈے کیئر سنٹرس اور موبائیل کیئر سنٹرس کے قیام اور دیکھ بھال کرنے کے لئے اور معمر افراد کو غیر ادارہ جاتی خدمات فراہم کرنے کے لئے پراجکٹ لاگت کا تقریباً 90 فیصد مالی تعاون فراہم کیا جاتا ہے۔

معمرین کے لئے اولڈ ایج ہومس/ملٹی سروس سنٹرس کی تعمیر کے لئے پنچایت راج اداروں/ رضا کارانہ تنظیموں/ سیلف ہیلپ گروپس کو امدادی اسکیم (The Scheme of Assistance to Panchayat Raj Institutions/ Self Help groups for construction of Old Age Homes/Voluntry Organisations/ (Non plan Schem–Multi Service Centres for Old Persons :

اس اسکیم کے تحت اولڈ ایج ہومس/ملٹی سروس سنٹر کی تعمیر کے لئے ریاستی حکومت/ زیر انتظام علاقوں کی سفارش پر غیر سرکاری تنظیموں کو مکمل گرانٹ فراہم کیا جاتا ہے۔

وزراتِ فینانس:

معمرین کی 3 لاکھ روپئے تک کی آمدنی پر انکم ٹیکس میں چھوٹ۔

معمر شہریوں کی بچت اسکیموں پر سود کی زائد شرح۔

معمر شہریوں کی جانب سے ڈاک خانوں میں جمع کروائے گئے ڈپازٹس پر سالانہ ٪9 شرح سود کی پیشکش کی گئی ہے۔

وزرات برائے حمل و نقل اور قومی شاہراہ:

اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ کے زیر انتظام چلنے والی بسوں میں معمرین کے لئے پہلی دو سیٹوں کو مختص کیا گیا ہے۔ چند ریاستیں اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ کی بسوں میں معمرین کو کرایہ میں رعایت فراہم کر رہی ہے۔ اور ایسے بسوں کے ماڈل کو متعارف کرنے کا فیصلہ کیا

گیا ہے جو معمرین کے سفر کے لئے آسان ہو۔

وزرات برائے محکمہ صحت وخاندانی بہبود:

سرکاری ہسپتالوں میں معمر افراد کے لئے رجسٹریشن اور طبی معائنہ کے لئے خصوصی قطار کا انتظام کیا گیا ہے۔

محکمہ برائے ٹیلی کمیونیکیشن:

معمر افراد کی جانب سے درج کردہ شکایات کو محکمہ ٹیلی کمیونیکیشن میں معمر شہریوں کے خصوصی زمرے میں وی آئی پی فلاگ کے ساتھ رجسٹر کیا جاتا ہے، جو کہ ایک ترجیحی زمرہ ہے۔معمر افراد کو N-OYT خصوصی زمرے کے تحت ٹیلی فون کنکشن رجسٹر کرنے کی اجازت ہے، جو کہ ایک ترجیحی زمرہ ہے۔

وزراتِ ریلوے:

انڈین ریلویز 60 سال سے زائد عمر کے افراد کے لئے راجدھانی/شتابدی/جن شتابدی ٹرینوں کے ساتھ ساتھ میل/ایکسپریس کے کرایہ میں 30 فیصد رعایت فراہم کرتی ہے۔

ہندوستانی ریلوے اسٹیشنوں پر ٹکٹوں کی خریدی/منسوخی کے لئے معمر افراد کے لئے خصوصی کاونٹر کی سہولت فراہم کی گئی ہے۔

معمر افراد اور ضرورت مند افراد کی سہولت کے خاطر تمام جنکشنوں پر، ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرس اور دیگر اہم اسٹیشنوں پر وہیل چیر کی سہولت فراہم کی گئی ہے۔

کئی اہم اسٹیشنوں پر وہیل چیر کی نقل وحرکت کے لئے ریمپ دستیاب ہیں۔

وہیل چیرس رکھنے کے لئے جگہ کی فراہمی کے ساتھ ساتھ ہینڈ ریل اور معمر افراد کے لئے خصوصی بیت الخلاؤں کا انتظام کیا گیا ہے۔

وزرات برائے شہری ہوابازی:

انڈین ائیر لائنس تمام گھریلو پروازوں کے لئے نارمل اکنامی کلاس کے کرائے پر معمر افراد کو 50 فیصد رعایت فراہم کررہی ہے، جس کے لئے مرد معمر شہریوں کی عمر 65 سال یا اس سے زیادہ اور معمر خواتین کی عمر 63 سال یا اس سے زیادہ کی شرط ہے۔

ائیر انڈیا 60 سال سے زائد عمر والے معمر افراد کو U.K, U.S.A اور یورپ جانے والے پروازوں پر رعایت فراہم کررہی ہے۔ائیر انڈیا نے مزید اپنے ڈومیسٹک پروازوں میں رعایت کی فراہمی کے لئے معمر افراد کی 60 سال سے زیادہ کی عمر کی شرط کو فوری اثر کے ساتھ کم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

سہارا ائیر لائنس اپنے ڈومیسٹک پروازوں کے بنیادی کرایہ پر ٪ 50 رعایت فراہم کررہی ہے، جو کہ صرف اکنامی کلاس میں ایسے شہریوں کے لئے جو 62 سال کی عمر کو پہنچ چکے ہیں۔

وزرات برائے امورِ صارفین، غذا اور عوامی تقسیم (Ministry of Consumer Affairs, Food and Public Distribution):

انتودیا اسکیم کے تحت خط غربت سے نیچے رہنے والے(Below Poverty Line) خاندانوں کو جن میں معمر افراد بھی شامل ہیں، -/3 روپے فی کیلو چاول کے حساب سے ایک خاندان کو فی مہینہ 35 کیلو چاول اور -/2 روپے فی کیلو گیہوں دیا جاتا ہے۔ ایسے افراد جو خط غربت کی لکیر سے نیچے رہتے ہوں اور جن کی عمر 60 سال سے زائد ہوں، ان کی شناخت کو زیادہ ترجیح دی جاتی ہے۔

ریاستوں اور زیر انتظام علاقوں میں حکومت کی جانب سے ایسے معمرین جو اولڈ ایج پنشن اسکیم سے محروم ہیں انھیں انآ پورنا اسکیم کے تحت ہر استفادہ کنندگان کو 10 کلوگرام غذائی اناج فی مہینہ مفت فراہم کیا جاتا ہے۔ 60 سال سے زیادہ عمر کے راشن کارڈ رکھنے والے معمرین کو مناسب قیمتوں پر راشن کی اجراء کے لئے خصوصی ترجیح دینے کی ریاستی حکومتوں کو ہدایت دی گئی۔
ملک کی عدالتوں میں معمر افراد کے مقدمات کو ترجیح دی جاتی ہے اور ان کے مقدمات کی فوری یکسوئی کو یقینی بنایا جاتا ہے۔

تلنگانہ میں معمر افراد کی وظیفہ اسکیم

(Old Age Pension Scheme in Telangana):

تلنگانہ حکومت نے سماجی تحفظ کو مدنظر رکھتے ہوئے ضعیفوں کے لئے آسرا پنشن کو متعارف کیا ہے، تاکہ تمام غریبوں کے لئے عزت کے ساتھ محفوظ زندگی کو یقینی بنایا جاسکے۔ اس اسکیم کا بنیادی مقصد معاشرے کے سب سے زیادہ کمزور طبقوں بالخصوص ضعیفوں اور کمزور طبقات کا تحفظ کرنا ہے۔ ایچ آئی وی ایڈس سے متاثرہ افراد، بیوائیں، کمزور دستکار اور بنکروں جو بڑھتی عمر کے ساتھ اپنی روزی روٹی کھو چکے ہیں۔ انھیں سماج میں عزت و احترام کی زندگی گزارنے کے لئے اور بنیادی ضروریات کی تکمیل کے لئے حکومت تلنگانہ نے 5/ نومبر 2014 کو جی۔او۔ایم ایس۔نمبر 17 جاری کرتے ہوئے آسرا پنشن کو متعارف کیا۔

عالمی جغرافیہ

مختلف براعظم اور انکی اہم تفصیلات

1 - ایشیاء

- کُل رقبہ : 4,45,79,000 مربع کیلومیٹر
- زمین پر براعظم کے رقبہ کا فیصد : 30%
- عالمی آبادی میں براعظم کی آبادی کا فیصد : 59.54%
- براعظم کا سب سے اونچا مقام : ایوریسٹ (8848 میٹرس)
- براعظم کا سب سے نچلا مقام : مرتا سمندر (- 430.4 میٹرس)
- براعظم میں موجود کُل ممالک کی تعداد : 48
- براعظم ایشیاء کا سب سے بڑا ملک انڈونیشیاء ہے

اہم جھیلیں : ارل، بالخش، بیکال ،لوب نور، مانسروور، مردار، ڈلّر، سانبھر، کوکونور، اسق کول، اُرمیا، وان

نوٹ : بیکال جھیل دنیا کی سب سے گہری جھیل ہے۔ یہ روس کے جنوبی سبریا میں واقع ہے۔

اہم صحراء : گوبی، تکلامکن، تھار، کاراکم اور رب الخلی براعظم ایشیاء کے اہم صحراء ہیں۔

نوٹ : رب الخلی، دنیا کا سب سے بڑا صحراء ہے۔ جوکہ سعودی عربیہ، اومان، متحدہ عرب امارت اور یمن کے درمیان پھیلا ہوا ہے۔

زمین کا اعظم ترین اور اقل ترین دونوں مقامات براعظم ایشیاء میں ہی واقع ہیں۔

زمین کا اعظم ترین مقام ماونٹ ایوریسٹ ہے۔

زمین کا سب سے گہرا مقام بحرہ مردار (Dead Sea) میں پایا جاتا ہے۔

معدنیات :

- چین میں المونیم، سونا، ٹن اور کوئلہ کے بڑے ذخائر پائے جاتے ہیں۔
- ہندوستان میں المونیم خام لوہا، کرومیم اور مگینز کے بڑے ذخائر پائے جاتے ہیں۔
- روس میں کوئلہ، ٹنگسٹن ، ہیرے، لوہا اور اسٹیل کے کان موجود ہیں۔
- انڈونیشیاء میں کوئلہ، سونا، تانبا اور ٹن جیسے دھاتوں کے ذخائر موجود ہیں۔
  خلیجی ممالک میں تیل کے بڑے ذخائر موجود ہیں۔

2 - آفریقہ

- کُل رقبہ : 3,00,65,000 مربع کیلومیٹر

- زمین پر براعظم کے رقبہ کا فیصد 20.3% :
- عالمی آبادی میں براعظم کی آبادی کا فیصد 17.20% :
- براعظم کا سب سے اونچا مقام : کیلی منجارو (5895 میٹرس) تنزانیہ
- براعظم کا سب سے نچلا مقام : اسّال ندی (سطح سمندر سے- 156.1 میٹرس نیچے)
- اعظم ترین درجہ حرارت : ال العزیزیہ (لیبیاء) 58 ڈگری سنٹی گریڈ
- اقل ترین درجہ حرارت : براعظم میں موجود کُل مما لک کی تعداد :54
- آفریقہ کو (Dark Continent) سیاہ براعظم اور Mother Continent بھی کہا جاتا ہے۔
- اہم دریا : دریائے نیل، کانگو، نائیجر اور زمبیزی براعظم آفریقہ کے اہم دریا ہیں۔
- معدنیات : پٹرولیم، کوئلہ، لوہا، ہیرے، سونا، یورانیم اور پلاٹینم براعظم آفریقہ کی اہم معدنیات ہیں۔

3 ۔شمالی امریکہ

- کُل رقبہ :2,42,56,000 مربع کیلومیٹر
- زمین پر براعظم کے رقبہ کا فیصد 16.3% :
- عالمی آبادی میں براعظم کی آبادی کا فیصد 7.60% :
- براعظم کا سب سے اونچا مقام : مکین لی چوٹی (6190 میٹرس)
- براعظم کا سب سے نچلا مقام : ڈیتھ ویلی (85.9- میٹرس)
- براعظم میں موجود کُل مما لک کی تعداد :23
- شمالی امریکہ میں کوئلہ، باکسائیٹ، لوہا، کاپر اور نکّل کے بڑے ذخائر موجود ہیں۔

4 ۔جنوبی امریکہ

- کُل رقبہ :1,78,19,000 مربع کیلومیٹر
- زمین پر براعظم کے رقبہ کا فیصد 12.0% :
- عالمی آبادی میں براعظم کی آبادی کا فیصد 5.53% :
- براعظم کا سب سے اونچا مقام : اکانکاگوا (6961 میٹرس)
- براعظم کا سب سے نچلا مقام : جزیرہ والڈیس (39.9- میٹرس)
- براعظم میں موجود کُل مما لک کی تعداد :12
- جنوبی امریکہ ایک طویل مثلث نما شکل پر مشتمل براعظم ہے۔

5 ۔انٹارٹیکا

- کُل رقبہ :1,32,09,000 مربع کیلومیٹر

- زمین پر براعظم کے رقبہ کا فیصد 8.9% :
- براعظم کا سب سے اونچا مقام : وینسن ماسف (4892 میٹرس)
- براعظم انٹارٹیکا پر 98 فیصد برف سے ڈھکا ہوا ہے۔اس لئے اسے سفید براعظم بھی کہا جاتا ہے۔
- براعظم انٹارٹیکا میں سونا، پلاٹینم، نکّل، کاپر اور پٹرولیم کے وافر ذخائر موجود ہیں۔
- بین الاقوامی معاہدے کے مطابق اس براعظم کو صرف ماحولیاتی مطالعہ کے لئے استعمال کیا جانا طئے پایا ہے۔

6 ۔یورپ

- کُل رقبہ :99,38,000 مربع کیلومیٹر
- زمین پر براعظم کے رقبہ کا فیصد % 6.5 :
- عالمی آبادی میں براعظم کی آبادی کا فیصد % 9.59 :
- براعظم کا سب سے اونچا مقام : ایلبر اس (روس کا علاقہ) (5642 میٹرس)
- براعظم کا سب سے نچلا مقام : کاسپیان (28.0- میٹرس)
- براعظم میں موجود کُل مما لک کی تعداد :51
- براعظم یورپ کو جزیرہ نماؤں کا جزیرہ نماء بھی کہا جاتا ہے۔
- دنیا کا سب سے چھوٹا شہر ویٹکن سٹی یورپ میں واقع ہے۔

7 ۔آسٹریلیاء

- کُل رقبہ :76,87,000 مربع کیلومیٹر
- زمین پر براعظم کے رقبہ کا فیصد % 5.2 :
- عالمی آبادی میں براعظم کی آبادی کا فیصد % 0.55 :
- براعظم کا سب سے اونچا مقام : کوسیاسکو (2228 میٹرس)
- براعظم کا سب سے نچلا مقام : آئیری نہر (15.8- میٹرس)
- براعظم میں موجود کُل مما لک کی تعداد :14
- آسٹریلیاء، دنیا کا سب سے بڑا جزیرہ اور سب سے چھوٹا براعظم ہے۔
- یہ واحد ملک ہے جو مکمل براعظم پر مشتمل ہے۔

دنیا کے اہم دریا

- دریائے نیل : 6,690 کیلومیٹر
- منبع : آفریقہ کی وکٹوریہ ندی
- دہانہ : بحرہ روم

- **آمیزان** : 6,296 کیلومیٹر
- منبع : پیرو میں واقع گلیشر۔ فڈنہر
- دہانہ : بحرِ اوقیانوس
- **مسی سپی۔میسوری ریڈ راک** : 5,970 کیلومیٹر
- منبع : مونٹینا میں واقع ریڈ راک
- دہانہ : خلیج میکسیکو
- **چانگ جیانگ** : 5,797 کیلومیٹر
- منبع : تبت
- دہانہ : بحرہ چین (مشرقی چین کا سمندر)
- نوٹ : یہ ایشیاء کا سب سے بڑا اور دنیا کا چوتھا بڑا دریا ہے۔
- **اوبی** 5,567: کیلومیٹر
- منبع : روس کا الٹائی مٹس
- دہانہ : اوبی خلیج
- **ہوانگ ہو (بحرہ زرد)** : 4,667 کیلومیٹر
- منبع : مغربی چین کا مشرقی حصّہ، کُن لُن مٹس
- دہانہ : خلیج چلی
- **یانی سی** : 4,506 کیلومیٹر
- منبع : روس کا تانو۔اولاٹس
- دہانہ : بحرِ منجمد شمالی
- **پارانا** 4,498 : کیلومیٹر
- منبع : پاران بیہ اور گرینڈ دریاؤں کا سنگم
- دہانہ : ریو دی لا پلاٹا
- **ارٹیش** : 4,438 کیلومیٹر
- منبع : روس کا آل ٹائی مٹس
- دہانہ : اوبی دریا
- **زئیر (کانگو)** : 4,371 کیلومیٹر
- منبع : کانگو کے لولاب اور لا پولا دریاؤں کا سنگم

- دہانہ : بحراوقیانوس
- برہمپترا : 2,897 کیلومیٹر
- منبع : ہمالیہ
- دہانہ : دریائے گنگا
- دریائے سندھ : 2,897 کیلومیٹر
- منبع : ہمالیہ
- دہانہ : بحرے عرب
- گنگا : 2,506 کیلومیٹر
- منبع : ہمالیہ
- دہانہ : خلیج بنگال

اہم عالمی آبنائے

- **آبنائے ملاکا Malacca Strait**
- بحرہ اندمان اور بحرہ چین جنوبی کو جوڑتا ہے۔
- محل وقوع : انڈونیشیاء۔ملیشیاء اور سنگاپور کے درمیان
- **آبنائے پاک Palk Strait**
- خلیج پاک اور خلیج بنگال کو جوڑتا ہے
- محل وقوع : ہندوستان اور سری لنکا کے درمیان
- **آبنائے سنڈا Sunda Strait**
- بحرہ جاوا اور بحرہ ہند کو جوڑتا ہے۔
- محل وقوع : جاوا اور عندلس کے درمیان
- **آبنائے یوکٹان Yucatan Strait**
- خلیج میکسیکو اور بحرہ کیریبین کو جوڑتا ہے۔
- محل وقوع : میکسیکو اور کیوبا کے درمیان
- **آبنائے مسینا Mesina Strait**
- بحرہ روم
- محل وقوع : اٹلی اور سیسلی کے درمیان

آبنائے اوٹرنٹو Otranto Strait

- بحرہ اڈریاٹک اور بحرہ آیونین کو جوڑتا ہے۔
- محل وقوع :اٹلی اور البانیہ کے درمیان
- آبنائے باب المندیب Bab-el-Mandeb Strait
- خلیج عدن اور بحرہ قلزم کو جوڑتا ہے۔
- محل وقوع :عدن اور جبُوتی درمیان
- آبنائے کُک Cook Strait
- جنوبی بحرالکاہل
- محل وقوع :نیوزی لینڈ کے شمالی اور جنوبی جزیروں کے درمیان

آبنائے موزمبیق Mozambique Strait

- بحرہ ہند
- محل وقوع :مدغاسکر اور موزمبیق کے درمیان

آبنائے ٹارس Taurus Strait

- بحرہ ارافورا اور خلیج پاپوا کو جوڑتا ہے۔
- محل وقوع :پاپوا، نیُوگنی آ اور آسٹریلیاء کے درمیان

آبنائے باس Bass Strait

- بحرہ تسمان اور بحرہ جنوب کو جوڑتا ہے۔
- محل وقوع :ملبورن اور تسمانیہ کے درمیان

آبنائے بونیفاچو Bonne-Fasio Strait

- بحرہ روم
- محل وقوع :سارڈینا اور کورسِکا کے درمیان

آبنائے باسفورس Bosporous Strait

- بحرہ اسود اور بحرہ مارمورا کو جوڑتا ہے۔
- محل وقوع :استنبول، ترکی

آبنائے ڈارڈنلز Dardanelles Strait

- بحرہ مارمورا اور بحرہ ایجین کو جوڑتا ہے۔
- محل وقوع : ترکی

آبنائے ڈیوس Davis Strait

- خلیج بیفن اور بحر اوقیانوس کو جوڑتا ہے۔
- محل وقوع : گرین لینڈ اور کنیڈا کے درمیان

آبنائے ڈنمارک Denmark Strait

- بحر اوقیانوس شمالی اور بحر منجمد شمالی کو جوڑتا ہے۔
- محل وقوع : گرین لینڈ اور آئیس لینڈ کے درمیان

آبنائے ڈوور Dover Strait

- بحر شمالی اور انگلیش چینل کو جوڑتا ہے۔
- محل وقوع :انگلینڈ اور فرانس کے درمیان

آبنائے فلوریڈا Florida Strait

- خلیج میکسیکو اور بحر اوقیانوس کو جوڑتا ہے۔
- محل وقوع :امریکہ اور کیوبا کے درمیان

اہم بین الاقوامی سرحدیں

سرحد کا نام	ممالک کے درمیان	اہم نکات
16 واں متوازی (16th Parallel)	شمالی نمیبیا اور انگولا	نمیبیا اور انگولا کے درمیان سرحدی لائن
17 واں متوازی (17th Parallel)	جنوبی ویتنام اور شمالی ویتنام	خط استواء سے 17 ویں عرض البلد کے درمیان سابقہ شمالی اور جنوبی ویتنام کی تقسیم عمل میں آئی۔ اس کی حد بندی 1954 کے جنیوا معاہدے کی بنیاد پر کی گئی تھی۔ 1976 میں ویتنام کے اتحاد کے بعد اسکی حیثیت ختم ہو کر رہ گئی۔
20 واں متوازی (20th Parallel)	لیبیا اور سوڈان	یہ 20 ویں شمالی عرض البلد پر واقع ہے جو سوڈان اور لیبیا کے درمیان سرحد کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔
22 واں متوازی (22nd Parallel)	مصر اور سوڈان	خط استواء کے شمال میں 22 واں عرض البلد، سوڈان۔ مصر سرحد کے ایک بڑے حصّے کی نشاندہی کرتا ہے۔

25واں متوازی (25th Parallel)	موریطانیہ اور مالی	اس خط کے ذریعہ مالی — موریطانیہ کی سرحد کے شمالی حصہ کی نشاندہی کی گئی۔
31واں متوازی (31st Parallel)	ایران اور عراق	31واں شمالی عرض البلد عراق اور ایران کے درمیان سرحد کی حد بندی کرتا ہے۔ یہی خط امریکی ریاستوں لوزیانا اور مسیسپی کے درمیان سرحد کی حد بندی بھی کرتا ہے۔
38واں متوازی (38th Parallel)	جنوبی کوریا اور شمالی کوریا	یہ جنوبی کوریا اور شمالی کوریا کی فوجی حد بندی لائین ہے۔
49واں متوازی (49th Parallel)	امریکہ اور کینیڈا	یہ خط استوا کے 49 درجے شمال میں واقع ہے۔ 1818 کے اینگلو— امریکن کنونشن اور 1846 کے اوریگون معاہدے کے بعد یہ حد بندی کی گئی، یہ شمالی امریکہ (ماسوا الاسکا) اور کینیڈا کے درمیان بین الاقوامی سرحد بناتا ہے۔
ڈُورند لائین	پاکستان اور افغانستان	1893 میں افغانستان کے سابق امیر کے معاہدے کے ساتھ سر مورٹیمر ڈیورنڈ نے یہ حد بندی کی۔ موجودہ افغانستان ڈُورند لائین کو تسلیم نہیں کرتا۔
ہنڈنبرگ لائین	پولینڈ اور جرمنی	یہ پہلی جنگ عظیم کے دوران فرانسیسی علاقے میں ایک جرمن دفاعی لائین تھی۔ 1919 میں ورسیلس کے معاہدے کے بعد اسکی حیثیت ختم ہوگئی۔
میک موہن لائین	ہندوستان اور چین	اسے سر ہنری میک موہن نے 1914 میں تبتی نمائندوں کی مشاورت سے تیار کیا تھا۔ چین اس لائین کی قانونی حیثیت سے اختلاف کرتا ہے لیکن یہ ہندوستان اور چین کے درمیان ڈی فیکٹو بارڈر ہے۔

میگینٹ لائین	جرمنی اور فرانس	دوسری جنگ عظیم سے قبل جرمنی کی طرف فرانس کی سرحد پر ایک دفاعی لکیر تھی۔ دوسری جنگ عظیم شروع ہونے کے بعد جرمنی کے فرانس پر کامیاب حملے کے بعد میگینٹ لائین کو متروک کر دیا گیا۔
مینر ہائیم لائین	روس اور فن لینڈ	فن لینڈ نے اسے دوسری جنگ عظیم کے دوران سرمائی جنگ کے لئے سوویت یونین کے خلاف دفاعی لائین کے طور پر بنایا تھا۔
اوڈر۔نیس لائین	پولینڈ اور جرمنی	یہ Oder اور Lusatian Neisse دریاؤں کے ساتھ چلتی ہے۔ پوٹسڈیم کانفرنس کے مطابق یہ پولش۔ جرمن سرحد کی حد بندی کرتا ہے۔ اسے 1990 میں متحد جرمنی نے تسلیم کیا تھا۔
ریڈکلف لائین	ہندوستان اور پاکستان	تقسیم ہند اور مشرقی اور مغربی پاکستان کی تشکیل کے لئے سرسیرل ریڈکلف نے اس کی حد بندی کی تھی۔ اس میں موجودہ ہندوستان، بنگلہ دیش اور پاکستان شامل ہیں۔
سیگ فرائیڈ لائین	فرانس اور جرمنی	یہ 1930 کی دہائی میں جمہوریہ ویمار اور بعد میں جرمنی کے تیسرے ریخ کے ذریعہ پہلی جنگ عظیم کے مغربی محاذ پر ہنڈنبرگ دفاعی لائین کی توسیع کے طور پر بنائی گئی تھی۔
بلیو لائین (نیلی لائین)	لبنان اور اسرائیل	اسرائیل کے لبنان سے مکمل طور پر انخلاء کے بعد اقوام متحدہ نے 7 جون 2000 کو لبنان اور اسرائیل کے درمیان اس لائین کے ذریعہ حد بندی کی تھی۔
گرین لائین، اٹیلا لائین، اقوام متحدہ بفرزون	جمہوریہ سائپرس اور ترک سائپرس	غیر فوجی زون، سائپرس میں اقوام متحدہ کی امن فوج (UNFICYP) کے ذریعہ گشت عمل میں آئی جو 1964 میں قائم کیا گیا تھا اور 16 اگست 1974 کی جنگ بندی کے بعد 1974 میں توسیع کی گئی تھی۔
پرپل لائین	اسرائیل اور شام	1967 کی جنگ کے بعد اسرائیل اور شام کے درمیان جنگ بندی کے ذریعہ اس لائین کا وجود عمل میں آیا۔

دنیا کے دس بڑے آبی ذخائر

1 ۔ نورخ ڈیم :

یہ دنیا کا سب سے بلند آبی ذخیرہ ہے۔
مٹی کی بھر پائی کے ذریعہ اس ڈیم کو تعمیر کیا گیا۔
تزاکستان میں وکھش ندی پر اس ڈیم کو تعمیر کیا گیا۔
اس ڈیم کی اونچائی 317 میٹرس ہے۔
1961 میں اس ڈیم کے تعمیراتی کاموں کا آغاز ہوا اور 1980 میں ڈیم کی تعمیر تکمیل کو پہنچی۔

2۔گرانڈ ڈیکسنس ڈیم :

یہ دنیا کا سب سے بلند کشش ثقل ڈیم ہے۔
یہ ایک کانکریٹ گراویٹی ڈیم ہے جسے سوئٹزرلینڈ کے ڈیکسنس دریا پر تعمیر کیا گیا۔
اس ڈیم کی اونچائی 285 میٹرس ہے۔
اس ڈیم کی تعمیر کا اہم مقصد برقی پیداوار تھا۔
1950 میں اس ڈیم کے تعمیراتی کاموں کا آغاز ہوا جبکہ 1965 میں اسکی تکمیل عمل میں آئی۔

3۔ وائیونٹ ڈیم :

اس ڈیم کو اٹلی میں وائیونت دریا پر تعمیر کیا گیا۔ یہ دنیا کا تیسرا بلند ترین ڈیم ہے۔ اس ڈیم کے باعث زمین کھسکنے سے 1963 میں 2000 افراد کی موت واقع ہوگئی۔

4۔اوروییلی ڈیم :

امریکہ کے کیلی فورنیا میں فیدر دریا پر اس ڈیم کو تعمیر کیا گیا۔ یہ ایک ہمہ مقصدی پراجکٹ ہے۔ اس ڈیم کے ذریعہ برقی پیداوار کے علاوہ آب پاشی اور پینے کا پانی فراہم کیا جاتا ہے۔

5۔بھاکرانگل ڈیم :

یہ ایک کانکریٹ کشش ثقل ڈیم ہے۔ اس ڈیم کو شمالی ہندوستان میں ہماچل پردیش اور پنجاب ریاست کے سرحد پر دریائے ستلج پر تعمیر کیا گیا۔ پنجاب، ہریانہ اور راجستھان کی حکومتوں کے مشترکہ اتحاد کے ساتھ اس پراجکٹ کو تعمیر کیا گیا۔ ہماچل پردیش کے بھاکرا نامی گاؤں میں یہ ڈیم واقع ہے۔ بھاکرانگل ڈیم ایشیاء کا سب سے بلند ترین ڈیم ہے۔ ڈیم کی اونچائی 226 میٹر ہے۔

6۔ہوور ڈیم۔ باولڈر ڈیم :

امریکہ کے آریزونا اور نیوادا ریاستوں کے سرحد پر کولوراڈو دریا پر اس ڈیم کو تعمیر کیا گیا۔ 1935 میں جس وقت اس ڈیم کی تعمیر تکمیل ہوئی یہ دنیا کا سب سے بڑا ہائیڈرو الکٹرک برقی پیداوار پراجکٹ اور دنیا کا سب سے بڑا کانکریٹ اسٹرکچر تھا۔ ڈیم کی تعمیر میں اہم رول ادا

کرنے والے امریکہ کے سابق صدر ہاربرٹ ہوور کے نام سے اس ڈیم کو موسوم کیا گیا۔

7۔ کوروب ڈیم :

یہ جاپان کا سب سے بڑا ڈیم ہے۔ اس ڈیم کی اونچائی 186 میٹرس ہے۔ کوروب دریا پر اس ڈیم کو تعمیر کیا گیا۔ اس ڈیم کے ذریعہ کنسائی الکٹرک پاور کمپنی کے لئے برقی پیدا کی جاتی ہے۔

8۔ کاہورا بسا ڈیم :

یہ آفریقہ کا سب سے بڑا ڈیم ہے۔ اس کی اونچائی 171 میٹر ہے۔ زمبابوے کے زیمبی زی دریا پر اس پراجکٹ کو تعمیر گیا گیا۔

9۔ اکوسامبو ڈیم :

جنوبی گھانا کے ولٹا دریا پر تعمیر کیا گیا یہ ایک ہائیڈروالکٹرک ڈیم ہے۔ اس ڈیم کی اونچائی 141 میٹر ہے۔

10۔ وارا گمبا ڈیم :

آسٹریلیاء کے شہر سڈنی کو آبی سربراہی کے لئے اس ڈیم کو تعمیر کیا گیا۔ وارا گمبا دریا پر اس ڈیم کو تعمیر کیا گیا۔ اس ڈیم کی اونچائی 137 میٹر ہے۔

اعظم ترین درجہ حرارت والے خطّے

براعظم	مقام	تاریخ	درجہ حرارت
آفریقہ	العزیزیہ ، لیبیاء	13 ستمبر،1922	58 ڈگری سیلسیس
شمالی امریکہ	ڈیتھ ویلی، امریکہ	10 جولائی،1913	55.7 ڈگری سیلسیس
ایشیاء	ٹیرت ساوی، فلسطین۔اسرائیل	21 جون،1942	53.9 ڈگری سیلسیس
یورپ	سیویل، اسپین	4 اگست،1881	50 ڈگری سیلسیس
جنوبی امریکہ	ریواداویا، ارجنٹینا	11 ڈسمبر،1905	48.9 ڈگری سیلسیس

دنیا کے سرد ترین مقامات

براعظم	مقام	تاریخ	درجہ حرارت
انٹارٹیکا	ووسٹک اسٹیشن	21 جولائی،1983	-88 ڈگری سیلسیس
ایشیاء	ورکھوینا سک، سبرئیا	7 فبروری،1892	-69 ڈگری سیلسیس
شمالی امریکہ	نارتھ آئیس، گرین لینڈ	9 جون،1954	-66 ڈگری سیلسیس
یورپ	اُسٹ۔شوچگر، روس	نامعلوم	-55 ڈگری سیلسیس
جنوبی امریکہ	سارمینا ٹو، ارجنٹینا	یکم جون،1907	-33 ڈگری سیلسیس
آفریقہ	افرین، مراقش	11 فبروری،1935	-24 ڈگری سیلسیس

دنیا کے بڑے ریگستان

ریگستان	مقام	رقبہ
سہارا	شمالی آفریقہ۔ الجیریا، چد، مصر، لیبیاء، مالی، موریٹانیا، مراقش، نائیجر، سوڈان اور تیونس	9,065,000 مربع کیلومیٹر
گوبی	منگولیا/ چین ۔منگولیا، چین	1,295,000 مربع کیلومیٹر
کلاہری	جنوبی آفریقہ۔ بوتسوانا	582,000 مربع کیلومیٹر
نامبیا	نامبیا	3,10000 مربع کیلومیٹر
گریٹ وکٹوریہ	آسٹریلیاء	338500 مربع کیلومیٹر
گریٹ سینڈی	آسٹریلیاء	338500 مربع کیلومیٹر
روبہ الخلی	کویت، اومان، سعودی عرب، شام، متحدہ عرب امارت اوریمن	1300000 مربع کیلومیٹر
اٹاکاما	شمالی چلی	180000 مربع کیلومیٹر
دشتِ لوط	مشرقی ایران	52000 مربع کیلومیٹر
ساچورا	جنوبی پیرو	26,000 مربع کیلومیٹر
کیراکم	ترکمنستان	270000 مربع کیلومیٹر
موجوا	جنوبی کیلیفورنیا	35000 مربع کیلومیٹر
تھار	مغربی راجستھان، ہندوستان اور پاکستان کا سندھ خطّہ	260000 مربع کیلومیٹر
سنورن	اریزونا اور میکسیکو	310 مربع کیومیٹر
تکلہ مکان	ڈوبتا خطّہ، چین	320 مربع کیلومیٹر

دنیا کے دس بڑے شہر

1۔ٹوکیو (جاپان) : ٹوکیو دنیا کا سب سے بڑا شہر ہے۔ یہ جاپان کا دارالحکومت اور یہاں کا صنعتی مرکز ہے۔لوہا، اسٹیل، کیمیکل، فارماسیٹکل، مشینری، گاڑیاں، الکٹرانک اشیاء، آپٹیکل، سرجیکل آلات، پرنٹنگ اور پبلشنگ کے سازوسامان اور فوڈ پراسسنگ کی صنعتیں یہاں موجود ہیں۔ یہاں کا نریٹا ائیر پورٹ دنیا کا ایک بڑا طیرانگاہ ہے۔

2۔میکسیکوسٹی (میکسیکو) : یہ میکسیکو کے دارالحکومت کے ساتھ ساتھ یہاں کا سیاسی، انتظامی اور تجارتی مرکز ہے۔ یہ دنیا کا دوسرا سب سے بڑا شہر ہے۔ حالانکہ اس شہر کی آبادی کا 40% فیصد حصہ سلم بستیوں میں گزر بسر کرتا ہے۔ مشینی آلات، انجینئرینگ کا سازوسامان، کیمیکلس، الکٹرانک، پرنٹنگ اور فوڈ پراسسنگ یہاں کی اہم صنعتوں میں شمار کی جاتی ہیں۔

3۔نیویارک (امریکہ) : یہ امریکہ کا تجارتی درارلحکومت کہلاتا ہے۔ 11 ستمبر 2001 کو دہشت گردانہ حملہ میں تباہ ہوا ورلڈ ٹریڈ سنٹر (411 میٹر) یہیں پر واقع ہے۔ نیویارک کے منھٹن جزیرے میں اقوام متحدہ کا صدر دفتر قائم ہے۔ لبریٹی کا مجسمہ بھی اسی شہر میں واقع ہے۔

4۔ساؤ۔پلاؤ (برازیل) 18: ملین آباد پر مشتمل یہ برازیل کا سب سے بڑا شہر ہے۔ یہ برازیل کا تجارتی اور صنعتی مرکز ہے۔ کافی، آٹوموبائیل، مشینری، الکٹرانک، الکٹرک اشیاء اور زرعی آلات کی صنعتیں یہاں کی اہم صنعتیں ہیں۔ دنیا کی سب بڑی کافی مارکٹ برازیل میں واقع ہے۔

5۔ممبئی (ہندوستان) : یہ ہندوستان کا تجارتی دارالحکومت کہلاتا ہے۔ یہ ہندوستان کا سب سے بڑا شہر ہے جہاں پر سب سے بڑی بندرگاہ اور صنعتی مرکز قائم ہے۔ ٹکسٹائیل، انجینئرینگ، آٹوموبائیلس، پٹروکیمیکلس، فارماسیٹکل، فلموں، الکٹرانک اشیاء اور فوڈ پراسسنگ یہاں کی اہم صنعتیں ہیں

6۔دہلی (ہندوستان) : یہ ہندوستان کا ایک تاریخی شہر ہے جو دریائے یمنا کے کنارے واقع ہے۔ پرانی دہلی، شاہجہانہ آباد کہلایا کرتی ہے۔ جہاں پر لال قلعہ اور جامع مسجد واقع ہے۔ اندراپرستھا، پرانہ قلعہ، قطب مینار، ہمایوں کا مقبرہ اور انڈیا گیٹ یہاں کی دیگر اہم تاریخی عمارتیں ہیں۔

7۔شانگھائی (چین) : یہ چین کا سب سے بڑا شہر ہے۔ یہ چین کا بندرگاہ اور صنعتی مرکز ہے۔ جہاز رانی، ٹکسٹائیل، آئیل ریفنیری، الکٹرانکس اور لائیٹ مشنری یہاں کی اہم صنعتیں ہیں۔

8۔کولکاتا (ہندوستان) : کولکاتا شہر دریائے ہوگلی کے کنارے واقع ہے۔ کولکاتا شہر مغربی بنگال ریاست کا دارلحکومت ہے۔ یہ شہر 1833 تا 1912 برٹش انڈیا کا دارالحکومت ہوا کرتا تھا۔ فورٹ ولیم اور ہائی کورٹ کی عمارتیں یہاں کی تاریخی عمارتیں ہیں۔ کپاس اور جوٹ ٹکسٹائیل، کیمیکلس، آٹوموبائیلس، فارماسیٹکل اور الکٹرک اشیاء یہاں کی اہم صنعتیں ہیں۔

9۔جکارتا (انڈونیشیاء) : یہ انڈونیشیاء کا دارالحکومت ہے۔ یہ دنیا کے سب سے گنجان آبادی والے شہروں میں سے ایک ہے۔ جہاز رانی، ٹکسٹائیل، کیمیکلس، آٹوموبائیلس اور انجینئرینگ یہاں کی اہم صنعتیں ہیں۔

10۔بیونوس ائیرس (ارجنٹینا) :

یہ ارجنٹینا کا دارالحکومت ہے۔ یہ ارجنٹینا کا تجارتی مرکز کہلاتا ہے۔ انجینئرینگ، تیل، کیمیکلس، ٹکسٹائیل، پیپر اور فوڈ پراسسنگ یہاں کی اہم صنعتیں ہیں۔ یہ مختلف یونیورسٹیوں کا ثقافتی مرکز ہے۔ نیشنل لائبریری اور مشہور اوپیرا ہاؤز اسی شہر میں واقع ہے۔

نمونہ سوالات

1۔ گریٹ وکٹوریہ کس حیثیت سے مشہور ہے۔؟

(a) دریا (b) سڑک (c) ریگستان (d) تجارتی شہر

2۔ کوروب ڈیم کس ملک میں واقع ہے۔؟

(a) فرانس (b) جاپان (c) انڈونیشیاء (d) برازئیل

3۔ 49 واں متوازی (49th Parallel) سرحد کن مما لک کے درمیان واقع ہے۔؟

(a) امریکہ اور کینیڈا (b) روس اور فن لینڈ (c) جرمنی اور پولینڈ (d) جنوبی کوریا اور شمالی کوریا

4۔ آبنائے مسینا کن مما لک کے درمیان واقع ہے۔؟

(a) گرین لینڈ اور آئیس لینڈ (b) مدغاسکر اور موزمبیق (c) امریکہ اور کیوبا (d) اٹلی اور سیسلی

5۔ دریائے نیل کا منبع کہاں واقع ہے۔؟

(a) آفریقہ کی وکٹوریہ ندی (b) روس کا آل ٹائی مٹس (c) کانگو کے لولاب اور لاپولا دریاؤں کا سنگم (d) آبنائے بونیفاچو

6۔ درجہ ذیل میں دنیا کا اعظم ترین درجہ حرارت ریکارڈ ہونے والا علاقہ ہے ؟

(a) ریواداویا، ارجنٹینا (b) نائیجریا (c) العزیزیہ، لیبیاء (d) ڈیتھ ویلی، امریکہ

7۔ دشتِ لوط نامی ریگستان کس ملک میں واقع ہے۔؟

(a) شام (b) مدغاسکر (c) مصر (d) ایران

8۔ دنیا کا سرد ترین خطّہ کونسا ہے۔؟

(a) ووسٹک اسٹیشن (b) ورکھویناسک، سبرئیا (c) نارتھ آئیس، گرین لینڈ (d) اُسٹ۔شوچگر

9۔ ایشیاء کا سب سے بلند ترین ڈیم کونسا ہے۔؟

(a) بھا کرانگل ڈیم (b) گرانڈ ڈیکسنس ڈیم (c) اکوسامبو ڈیم (d) کوروب ڈیم

10۔ دنیا کے سب سے چھوٹے شہر واٹکن سٹی کی آبادی کتنی ہے۔؟

(a) 2202 (b) 900 (c) 932 (d) 3300

11۔ ذیل میں سے کس براعظم کو سفید براعظم بھی کہا جاتا ہے۔؟

(a) براعظم آفریقہ (b) براعظم شمالی امریکہ (c) براعظم انٹارٹیکا (d) براعظم یورپ

12-مندرجہ ذیل میں تزئین کس ملک کا دارالحکومت ہے۔؟

(a) ارمینیاء (b) ازربائیجان (c) بیلاروس (d) البانیا

13-ذیل میں کونسا شہر چین کا صنعتی مرکز کہلاتا ہے۔؟

(a) بیجنگ (b) سمن یان (c) شانگھائی (d) ووہان

14-درج ذیل میں کونسا متحدہ عرب امارت کا دارالحکومت ہے۔؟

(a) شارجہ (b) راس الخیمہ (c) ابودھابی (d) دوبئی

15-این زیڈ ڈالر، کس ملک کی کرنسی ہے۔؟

(a) سوئٹزرلینڈ (b) نیدرلینڈس (c) روس (d) نیوزی لینڈ

16-روس کی خواندگی کا فیصد کتنا ہے۔؟

(a) 99% (b) 100% (c) 92% (d) 98%

17-دنیا کا دوسرا بڑا شہر کونسا ہے۔؟

(a) واشنگٹن ڈی۔سی (b) میکسیکو سٹی (c) جکارتہ (d) بیجنگ

18-ڈیتھ ویلی کہاں واقع ہے۔؟

(a) جنوبی آفریقہ (b) صومالیہ (c) مصر (d) شمالی امریکہ

19-آبنائے فلوریڈا کہاں واقع ہے۔؟

(a) گرین لینڈ اور کنیڈا کے درمیان

(b) اٹلی اور البانیہ کے درمیان

(c) انگلینڈ اور فرانس کے درمیان

(d) امریکہ اور کیوبا کے درمیان

20-ذیل میں کونسا دریائے سندھ کا دہانہ ہے۔؟

(a) بحرے عرب (b) خلیج فارس (c) خلیج بنگال (d) بحرے اوقیانوس

جوابات :

1-(c)	2-(b)	3-(a)	4-(d)	5-(a)
6-(c)	7-(d)	8-(a)	9-(a)	10-(c)
11-(c)	12-(d)	13-(c)	14-(c)	15-(d)
16-(a)	17-(b)	18 -	19-(d)	20-(a)

ہندوستان کا طبعی، سماجی اور معاشی جغرافیہ

2 ر جون 2014 سے قبل تک ہندوستان میں ریاستوں کی تعداد 29 تک بڑھ گئی تھی جب کہ تلنگانہ ریاست کا قیام عمل میں آچکا تھا۔ اب جب کہ یاست جموں و کشمیر کو مرکزی زیر انتظام علاقہ میں شامل کیا گیا ہے ریاستوں کی تعداد گھٹ کر 28 ہوگئی ہے۔ جموں و کشمیر کو تقسیم کرنے کے مرکز کے فیصلے (آرٹیکل 370 کی تنسیخ اور آرٹیکل 35 A کی تنسیخ) کے نتیجے میں ریاستوں کی تعداد 28 اور مرکزی زیر انتظام علاقے (UTs) 9 ہوگئے ہیں۔ مرکزی وزیر داخلہ امیت شاہ نے 5 اگست 2019 کو راجیہ سبھا میں یہ اعلان کیا کہ جموں و کشمیر کو دو مرکزی زیر انتظام علاقوں (UTs) میں تقسیم کیا جارہا ہے اسی وقت صدر جمہوریہ نے آرٹیکل 370 کی تنسیخ کا آرڈیننس جاری کیا۔ اس کے مطابق ہندوستانی آئین کا نفاذ، جموں و کشمیر اسمبلی میں مکمل طور پر کیا جاسکتا ہے۔ جموں و کشمیر اسمبلی کے ساتھ مرکزی زیر انتظام علاقہ (UT) بن گیا ہے اور لداخ اسمبلی کے بغیر (UT) بن گیا ہے دونوں مرکزی زیر انتظام علاقوں میں انفرادی لیفٹننٹ گورنروں کا نظم و نسق ہوگا۔ 26 ر جنوری 2020 کو دادرا اور نگر حویلی اور دمن اور دیو کو ضم کر کے ایک مرکزی زیر انتظام علاقہ بنایا گیا جس کی وجہ سے مرکزی زیر انتظام علاقوں کی تعداد گھٹ کر 8 ہوگئی۔ اس مرکزی زیر انتظام علاقہ کا صدر مقام دمن ہے۔

ہندوستان کی جسامت اور وسعت:

ہندوستانی جمہوریہ جس کا رقبہ 32,87,263 مربع کلومیٹر ہے، رقبہ کے لحاظ سے دنیا کا ساتواں بڑا ملک ہے اور آبادی کے لحاظ سے چین کے بعد دوسرا بڑا ملک ہے۔ اگر ہندوستان کی کاشتکاری زمین کا تقابل کیا جائے تو USA کے بعد دوسرا بڑا ملک ہے۔ ہمارے ملک کا زیادہ تر علاقہ ... سے ... شمالی عرض بلد تک اور شمال سے جنوب تک ... طول بلد میں 3214 کلومیٹر کے فاصلہ تک (کشمیر میں اندرا کول سے کنیا کماری تک) اور مشرق سے مغرب تک (کچھ کے رن سے ارونا چل پردیش تک) 2933 کلومیٹر تک پھیلا ہوا ہے۔ خط سرطان (Tropic of Cancer) اس کو تقریباً دو نصف حصوں میں تقسیم کرتا ہے، پاکستان، افغانستان، چین، نیپال، بھوٹان

ہندوستان سے متعلق حقائق:

رقبہ 32,87,263: مربع کلومیٹر، عرض بلد فاصلہ: ... تا ...

طول بلد: تا دنیا کے کل زمینی رقبہ کا 2.4%:

شمال۔ جنوبی حد 3214: کلومیٹر مشرق۔ مغربی حد 2933: کلومیٹر

زمینی حد: تقریباً 15200 کلومیٹر معیاری میریڈین: ... مشرقی طول بلد

جنوب بعید ترین مقام: اندرا پوائنٹ (نکوبار جزیرہ)

جنوب بعید ترین زمینی مقام: کیپ، کیموارین

پڑوسی ممالک: پاکستان، افغانستان، چین، نیپال، بھوٹان، بنگلہ دیش، میانمار

جسامت کے لحاظ سے مرتبہ :(Rank)

دنیا کا ساتواں بڑا ملک، روس، کینیڈا، چین، USA، برازیل اور آسٹریلیا کے بعد۔

ساحلی حصہ کی جملہ لمبائی 7516.6 : کلومیٹر (بشمول انڈومان نکوبال جزیرہ اور لکشادیپ)

ساحلی ریاستیں 9 : (گجرات، مہاراشٹرا، گوا، کرناٹک، کیرالا، ٹامل ناڈو، آندھرا پردیش، اڑیسہ اور مغربی بنگال)

لمبی ساحلی ریاست : گجرات

چھوٹی ساحلی ریاست : گوا

سب سے بڑی ریاست : راجستھان

سب سے چھوٹی ریاست : گوا

گنجان آبادی والی ریاست : اترپردیش

کم آبادی والی ریاست : سکم

ساحلی سرحد : مالدیپ، میانمار، سری لنکا

دنیا کے سطحی رقبہ کا جملہ 0.57%:

میانمار اور بنگلہ دیش سے ہندوستان کی زمین کی سرحدیں ملتی ہیں مشرق میں بنگلہ دیش سے ہماری طویل بین الاقوامی سرحد (4096 کلومیٹر) کی حصہ داری ہے اور شمال میں چین کے ساتھ (3488 کلومیٹر) اور افغانستان (106 کلومیٹر) اور شمال میں پاکستان (3233 کلومیٹر) کے ساتھ سرحدی شراکت داری ہے ہمارے ملک کی سرحدیں نیپال (1751 کلومیٹر)، میانمار (1643 کلومیٹر) اور بھوٹان (699 کلومیٹر) سے بھی ملتی ہیں ہندوستان کی زمینی سرحد تقریباً 15200 کلومیٹر اور سمندری ساحل کی لمبائی 6100 کلومیٹر ہے (بشمول جزائر لکشادیپ اور انڈومان نکوبار جزائر کے)۔ جزیرہ نما شکل والا زمینی خطہ، بحر ہند میں 1600 کلومیٹر تک سمویا ہوا ہے اور یہ بحر ہند کو دو حصوں بحیرۂ عرب اور خلیج بنگال میں تقسیم کرتا ہے۔

ہندوستان اتنا وسیع ہے کہ جب سورج ہماچل پردیش میں طلوع ہوتا ہے تو پوربندر (گجرات) کٹھیاور ساحل پر اندھیرا چھایا رہتا ہے مشرق سے مغرب تک کی چوڑائی 2933 کلومیٹر ہے اندرا کے مقام (Indira Point) جو ہندوستان کا جنوبی بعید ترین مقام ہے اور جو انڈمان اور نکوبار جزائر میں واقع ہے اور شمالی ہند میں واقع جموں وکشمیر کے پہاڑی سلسلہ پامیر کا درمیانی فاصلہ 3214 کلومیٹر ہے کوئی تعجب کی بات نہیں کہ ہندوستان میں انواع واقسام کے موسم اور آب وہوا کے حالات اور دوسرے قدرتی وسائل پائے جاتے ہیں۔ ہندوستان 28 ریاستوں اور 8 مرکزی زیر انتظام علاقوں (Union Territories) پر مشتمل ہے ہندوستان میں راجستھان سب سے بڑی ریاست ہے اور گوا سب سے چھوٹی ریاست ہے۔

ملک کا نام:

اس ملک کے مختلف نام انڈیا، ہندوستان، بھارت اور آریاوارتا ہیں۔ لفظ India ایک یونانی ادب سے لیا گیا لفظ جس کے معنی

'Indoi' یعنی اندوس یعنی وہ لوگ جو اندوس (Indus) کے قریب رہتے ہیں ایرانی اور یونانی لوگوں نے اسی نام ''سندھو'' اندوس کی ندی کو برقرار رکھا۔ اس طرح اس کو 'ہندوستان' نام ملا۔ فارسی میں اور دوسری ایشیائی زبانوں میں اس کے معنی ہندوؤں کے رہنے کی سرزمین سے ہے۔ لفظ ''ہندو'' اخذ کیا گیا ہے لفظ ''سندھو'' سے۔ فارسی لوگ 'S' کو 'H' پڑھتے ہیں اور اس طرح انہوں نے ''سندھو'' کو 'ہندو' پڑھا۔ سندھو کے مشرقی جانب والے حصہ کو ہندوستان کہا گیا۔ ہندو لٹریچر میں اس ذیلی براعظم کو جملہ ملا کر بھارت ورش کہا گیا' مشہور زمانہ راجہ بھارتا کے نام سے جس نے بھارت کی وحدانیت کا خواب دیکھا تھا۔ بہر طور چند اسکالرس کا یہ خیال ہے کہ ایک قبیلہ بھارت سے یہ نام اخذ کیا گیا ہے جو دیگر لوگوں کے ساتھ اس علاقہ میں رہتے تھے۔ یورپی زبانوں میں ہمارے ملک کا نام ''انڈیا'' مشہور ہے۔ نام آریاوارتا' آریائی قبیلہ کی سرزمین سے متعلق ہے فی الوقت صرف انڈیا اور بھارت نام دفتری طور پر رائج ہیں اگرچہ کہ ہندوستان بھی عام طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

ریاستیں جو پڑوسی مما لک کے ساتھ مشترکہ سرحدیں رکھتی ہیں اور ان کی سرحدوں کی لمبائیاں:

ملک	ریاستیں / مرکزی زیر انتظام علاقے	لمبائی کلومیٹر میں
پاکستان	جموں وکشمیر، پنجاب، راجستھان، گجرات، لداغ	3323
افغانستان	لداخ	106
چین	لداخ، ہماچل پردیش، اترا کھنڈ، سکم، اروناچل پردیش	3488
نیپال	اترا کھنڈ، اتر پردیش، بہار، مغربی بنگال، سکم	1751
بھوٹان	سکم، مغربی بنگال، آسام اروناچل پردیش	699
میانمار	اروناچل پردیش، ناگالینڈ، منی پور، میزورم	1643
بنگلہ دیش	مغربی بنگال، میگھالیہ، آسام، تریپورہ، میزورم	4096.7

اروناچل پردیش، سکم، مغربی بنگال، لداخ کی سرحدیں 3 مما لک کے ساتھ مشترک میں ریاستیں اور ان کے ساحلی حصے

S.No	ریاست / مرکزی زیر انتظام علاقہ	سمندری ساحل کی لمبائی (کلومیٹر میں)		ریاست / مرکزی زیر انتظام علاقہ	سمندری ساحل کی لمبائی (کلومیٹر میں)
1.	گجرات	1214.7	8.	آندھرا پردیش	973.7
2.	مہاراشٹرا	652.6	9.	اڑیسہ	476.4
3.	گوا	101	10.	مغربی بنگال	157.5
4.	کرناٹک	280	11.	جزائر لکشادویپ	132
5.	کیرالا	569.7	12.	جزائر انڈمان نکوبار	1962

.6	ٹامل ناڈو	906.9	.13	دمن اور دیو	42.5
.7	پڈوچیری	47.6		جملہ:	7516.6

مشرقی خطہ:

ہندوستان، مشرقی ایشیاء اور مغربی ایشیاء کے درمیانی حصہ میں واقع ہے۔ افریقہ، صنعتی طور پر ترقی یافتہ یورپ اور پٹرولیم دولت سے بھر پور مغربی ایشیاء سے جنوبی ایشیائی ممالک تک بحری راستے ہندوستان کو جوڑتے ہیں۔ چین اور صنعتی طور پر ترقی یافتہ جاپان، آسٹریلیا اور USA کے مغربی ساحلی راستے ہندوستان سے ہو کر گذرتے ہیں۔

وسطی خطہ:

ہندوستان کے خارجی رشتے طور پر اپنے پڑوسیوں جنوبی ایشیاء، مغربی ایشیاء اور مشرقی افریقہ سے نبھانے میں سمندر ایک اہم رول ادا کرتا ہے۔ ہندوستان اور چین کی ثقافتیں ایک دوسرے سے مل کر ایک نئی ثقافت ہند۔ چین بناتی ہیں مزید اسلام اور عیسائیت کی آمد نے اس ملک کو ایک رنگین Kaleidoscope کی ثقافت میں بدل دیا ہے۔ جو آج ہم جنوبی ایشیاء میں پاتے ہیں وہ ممالک جن میں ہندوستانی ثقافت و تہذیب کی جھلک اب بھی موجود ہے وہ لاؤس، ویتنام، کمبوڈیا، تھائی لینڈ، میانمار، ملیشیا اور انڈونیشیا ہیں۔

مغربی خطہ:

ہندوستان کی مغربی جانب ایشیائی ممالک، عمان، ایران، متحدہ عرب امارات اور سعودی عرب اور مشرقی افریقی ممالک، مصر سوڈان، ایتھوپیا، کینیا، تنزانیہ، صومالیہ، یوگانڈا اور ماریشیس ہیں۔ ہندوستان کے شمالی حصہ میں جموں وکشمیر سے مربوط چین کا علاقہ ژن جیانگ ہے، ہمالیہ پہاڑی سلسلہ کی دوسری طرف تبت ہے جو چین کا ایک خود مختار صوبہ ہے جہاں پر کا مشہور کیلاش پہاڑی سلسلہ اور مان سروور جھیل آج بھی ہندوستانی زائرین کو اپنی طرف کشش کرتے ہیں۔ تبت سے ہندوستان کے تعلقات ہمیشہ قریبی رہے ہیں۔ دلائی لاما، تبت کا روحانی پیشوا اب ہندوستان میں رہتا ہے۔

ہندوستان کی افادیت وحکمت عملی:

ہندوستان مشرقی نصف کرہ کے مرکز میں بحر ہند کے صدر کی حیثیت سے ٹھہرا ہوا ہے جہاں سے تمام سمتوں میں تجارتی راستے جاتے ہیں اس کا مقام، جسامت اور معاشی وسائل اس کو سمندری ساحل والے ملکوں میں ایک بہت ہی ممتاز مقام عطا کرتے ہیں۔ بحر ہند دنیا میں وہ واحد سمندر ہے جو ایک ملک کے نام پر رکھا گیا ہے یعنی ہندوستان۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سابقہ دنوں میں ہندوستان کی اہمیت جتلاتا ہے جب کہ سمندروں کے نام طئے ہوئے تھے۔ دنیا میں کوئی بھی ملک ایسا نہیں ہے جس کے سمندری ساحل کی لمبائی اتنی زیادہ ہو۔ یورپ، مغربی ایشیا اور افریقہ اور مشرقی ایشیا، جنوب مشرقی ایشیا، جاپان اور آسٹریلیا کے درمیان بیشتر ہوائی راستے ہندوستان سے ہو کر گذرتے ہیں۔

اس طرح ہندوستان دنیا میں تجارتی، سماجی وثقافتی لحاظ سے ایک اہم اور کلیدی مقام رکھتا ہے۔ ہندوستان اپنے آپ میں ایک تجربہ ہے، ایک نظریہ ہے۔ ہندوستان کے جیسی کوئی دوسری متوازی مثال موجود نہیں۔ اہم سرحدی خطوط

ڈورانڈ خط(Durand Line)	ہندوستان اور افغانستان
میک موہن خط(Mc Mohan Line)	ہندوستان اور چین
ریڈکلف خط(Radcliffe lines)	ہندوستان اور پاکستان
LOC	PoKاور جموں وکشمیر
LOAC	ہندوستان اور چین
...متوازی خط	ہندوستان اور پاکستان

ٹن بیگھا کاریڈور:(The Tin Bigha Corridor)

یہ ہندوستانی سرزمین کا وہ خطہ ہے جو مغربی بنگال میں واقع ہے اور جو بنگلہ دیش کی سرحد سے متصل ہے۔ 1947 میں ہندوستان اور بنگلہ دیش کی سرحد سر راڈ کلف (Sir Radcliffe) نشان زدہ کی گئی تھی۔ شمال سے جنوب تک ہندوستانی سرزمین 3214 کلومیٹر لانبی ہے اور مشرق سے مغرب تک 2933 کلومیٹر چوڑی ہے۔ اس کا طول بلد بڑا اور وسیع ہونے کی وجہ سے ملک کے مشرقی اور مغربی مقامی وقت کا فرق 2 گھنٹوں کا ہے وقت کے تعلق سے الجھن دور کرنے کے لئے مقامی وقت... مشرقی طول بلد میں ہندوستان کا معیاری وقت لیا جاتا ہے یعنی(IST) Indian Standard Time

اس میریڈین کو ہندوستان کا معیاری میریڈین کہا جاتا ہے یہ مرزا پور (UP) سے گذرتا ہے خط سرطان ہندوستان کو تقریباً دو نصف حصوں میں تقسیم کرتا ہے شمالی نصف حصہ مکمل طور پر شمالی نصف کرہ میں واقع ہے اور مشرقی نصف کرہ سے بھی اس کا تعلق ہے کیونکہ یہ خاص میریڈین کی مشرقی جانب ہے خط سرطان اور... ایک دوسرے سے Baikuntapur(چھتیس گڑھ) میں ملتے ہیں۔

بحر ہند کا شمالی حصہ، پانی کے دو حصوں میں خلیج بنگال اور بحیرۂ عرب میں تقسیم کیا گیا ہے شمال میں اونچے ہمالیائی پہاڑی سلسلے پاکستان، ہندوستان، نیپال، بھوٹان اور بنگلہ دیش کو باقی ایشیائی ممالک سے علیحدہ کرتے ہیں۔ ہندوستان کی زمینی سرحد 15200 کلومیٹر کی ہے اور ہندوستان کی سمندری ساحل کا جملہ طول 6100 کلومیٹر ہے اور جزائر کے سمندری ساحل کا طول اور ہندوستان کی سرزمین کے سمندری ساحل کا طول جملہ ملا کر 7516.6 کلومیٹر سے زائد ہے۔

اہم خلیج(Important Straits)

مقام(Location)	Channel
اندرا پوائنٹ۔انڈونیشیا	عظیم چینل(Great Channel)
Littleانڈمان ونکوبار	...چینل
Minicoy۔لکشادویپ	...چینل
مالدیپ۔Minicoy	...چینل
انڈیا۔سری لنکا	Palk Straitاور Gulf of Mannar
انڈیا۔میانمار	Coco Channel

ہندوستان کی جغرافیائی ساخت:

ہندوستان کے اپنے جغرافیائی دور اور حالات ہیں۔ معیاری جغرافیائی دور Pre-Cambrian(570 ملین سال پرانے)، The paleozoic(245-570 ملین سال پرانے)‘ The Mesozoic(66-245 ملین سال پرانے) اور Cenozoic(آج تک سے 66 ملین سال پرانے) Pre-Cambrian نام دراصل Cambria کے چٹان بننے کے عمل سے ہے۔ یہ نام دراصل UK کے Wales کا لاطینی نام ہے۔ Pre-Cambrian دور میں کھدائی کے دوران درخت اور جانوروں کے باقیات برآمد نہیں ہوئے‘ The Paleozic میں اول زندگی کے آثار قدیمہ پائے جاتے ہیں‘ The Mesozoic میں وسطی زندگی کے اور The Cenozoic میں حال کی زندگی کے۔

ارضیاتی تاریخ:(Geological History)

ہندوستان تین ارضیاتی اکائیوں پر مشتمل ہے:

(1) جزیرہ نما سطح مرتفع (2) ہمالیائی پہاڑ (3) ہند۔گنگا میدان (4) ساحلی میدان

جزیرہ نما کے سطح مرتفع اور ہمالیائی پہاڑ‘ ایک دوسرے سے طبقات الارض کے علم‘ ارضی ساخت اور طبعی جغرافیہ کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ طبقات الارض کا علم (Stratigraphy) دراصل پتھروں‘ چٹانوں کے بچھے ہونے‘ ان کے واقع ہونے کے سلسلے اور ان کی موٹائی اور عمر کے مطالعہ سے متعلق ہے۔

ارضی ساخت ان کی پرتوں اور خامیوں بشمول ان کے قائم ہونے کے دوران ان کے آگ پکڑنے کی خاصیتوں کے مطالعہ کا نام ہے۔ طبعی جغرافیہ زمین کی ان سطحی خصوصیات کے قائم ہونے اور نشوونما پانے کے مطالعہ کا نام ہے جیسے پہاڑ‘ سطح مرتفع اور میدان۔ Geological Survey of India (GSI) نے ہندوستان کی ارضیاتی تشکیل کو چار گروپ میں تقسیم کیا ہے: The Archean بہت قدیم‘ The Purana‘ دراوڈین اور آرین (Aryan)۔ سب کمسن۔ ہندوستان میں The Archean‘ Cambrian دور سے قبل کے پہلے نصف سے متعلق ہے اور The Purana Cambrian‘ دور سے قبل کے دورے نصف سے متعلق ہے اور دراوڈین ادوار کا احاطہ کرتا ہے جو Cambrian سے وسطی کاربن پیدا کرنے والے تک ہے اور The Aryan‘ بالاتر کاربن پیدا کرنے والے سے وسط حیاتی دور (Pleistocene) تک ہے۔ ہندوستان کی اہم چٹانی پیداوار یں‘ Archean نظام‘ دھارواڑ نظام‘ کڈپہ نظام‘ وندھیان نظام‘ گونڈوانہ نظام‘ دکن ٹراپ‘ تیسرے درجہ (Tertiary) نظام اور چار چوک نظام (Quaternary System) ہیں۔

Archean System میں زمین پر سب سے پہلی مرتبہ قائم ہوئی چٹانیں ہیں۔ یہ چٹانیں جزیرہ نما حصہ میں ابتدائی طور پر ٹامل ناڈو‘ آندھرا پردیش‘ تلنانہ‘ کرنٹک‘ اڑیسہ‘ مدھیہ پردیش‘ چھتیس گڑھ‘ جھارکھنڈ اور راجستھان میں پائی جاتی ہیں۔ یہ چٹانیں ابتدائی طور پر تیلی اور گرانائٹ کی ہوتی ہیں جن میں آثار قدیمہ کے کوئی نشان نہیں پائے جاتے۔ یہ آرکین چٹانیں ہمالیہ میں بھی پائی جاتی ہیں۔

دھارواڑ نظام کی چٹانیں سب سے پہلے بنی ہوئی گدلی چٹانیں (Sedimentary rocks) ہیں جو آج بدلی ہوئی ہیئت میں پائی جاتی ہیں ان چٹانوں میں آثار قدیمہ کا کوئی نشان نہیں پایا جاتا اور یہ کرناٹک‘ مدھیہ پردیش‘ جھارکھنڈ‘ میگھالیہ اور راجستھان میں پائی

جاتی ہیں۔یہ وسطی اور شمالی ہمالیہ میں بھی پائی جاتی ہیں۔ پرت دار چٹانیں'Quartzites Slates' اور گول انبار شکل (Conglomerator) کی چٹانیں ان میں شامل ہیں۔اس نظام کی چٹانوں میں معدنیات جیسے سونا، تھوریم' ابرک (Mica) اور عمارت کی تعمیری اشیاء جیسے گرانائٹ، سنگ مرمر'Quarzites اور States۔کڈپہ چٹانیں راجستھان، ٹامل ناڈو، آندھراپردیش، تلنگانہ، مدھیہ پردیش اور چھتیس گرھ میں پائی جاتی ہیں ان چٹانوں میں لوہے کی کچدھات، میگنیز کی کچدھات'Slate اور سنگ مرمر پائے جاتے ہیں۔

چٹانوں کا وندھیا نظام، کڈپہ چٹانوں پر کھڑا ہوا ہوتا ہے اور یہ نظام مدھیہ پردیش، چھتیس گڑھ، اتر پردیش اور راجستھان کے بڑے علاقوں کو گھیرا ہوا ہے اس نظام کی چٹانیں جیسے چونے کا پتھر'ShalesSandstone' (پرت دار پتھر) اور Slates ہیں۔جو ایک عمارت بنانے کے عمل میں کام آتے ہیں۔

گونڈوانہ چٹانوں میں کوئلہ کے ذخائر پائے جاتے ہیں اور ان میں ماحولیاتی تبدیلیوں کی نشانیاں جیسے سخت سرد، منطقہ حارہ اور صحرائی نشانیاں ہوتی ہیں یہ چٹانیں زیادہ طور پر جزیرہ نما کی دامودر، مہاندی اور گوداوری کی وادیوں میں پائے جاتے ہیں۔بحری گدلی چٹانیں جو قدیم Paleozoic تا Tertiary دور تک کی ہیں حال ہی میں دریافت ہوئی ہیں وسطی ہمالیہ کے محور کے شمالی حصے میں ہیں جو کشمیر سے سکم تک پھیلا ہوا ہے یہ چٹانیں جزیرہ نما کے مختلف مقامات، گجرات، راجستھان، ٹامل ناڈو اور شمال مشرقی ہندوستان میں پائی جاتی ہیں۔

Mesozoic دور کے اختتام کے قریب ایک بڑا آتش فشانی واقعہ پیش آیا جس میں لاوا ابھرا ہوا تھا جس نے مہاراشٹرا اور دکن کے دوسرے حصوں جس کو Deccan Traps کہتے ہیں گھیر لیا تھا ان آتش فشاں چٹانوں میں چند آثار قدیمہ کی دبیز گدلی پرتیں پائی گئیں۔اس آتش فشانی عمل سے دو بڑے واقعے پیش آئے: (1) گونڈوانہ زمینی خطہ کے ٹکڑے ہو گئے۔ (2) سمندر میں سے ہمالیہ کے پہاڑ نکل آئے۔چٹانیں زیادہ طور پر ہمالیہ پہاڑوں میں پائی جاتی ہیں۔جزیرہ نما میں گجرات، کیرالا اور ٹامل ناؤ کے ساحلی علاقوں میں پائی جاتی ہیں ان چٹانوں میں بھورا کوئلہ، چٹانی نمک، Gypsum اور چونے کا پتھر پائے جاتے ہیں۔ہمالیہ کے بیرونی حصوں میں بہت ساری اقسام کے آثار قدیمہ کی نشانیاں جیسے ہاتھیوں، گینڈوں، گھوڑوں، سور، ہرن، ناپید ہرن کی نسلوں اور انسان جسے گوریلوں کے بقایاجات پائے جاتے ہیں۔

ہندوستان کا طبعی جغرافیہ:

ہندوستان، پہاڑوں، سطح مرتفع، میدانوں، سمندروں اور جھیلوں کا ایک بہت خوبصورت ملک ہے شمال میں ہمالیہ پہاڑ کے سلسلے ہیں، برف سے ڈھکے ہوئے، دنیا کے نہایت بلند اور نوعمر پہاڑی سلسلے ہمالیہ پہاڑ 70 ملین سال قبل Tertiary دور کے دوران سمندروں سے ابھر آئے ہیں۔جنوب میں ایک بڑا جزیرہ نما ہے جو مثلث کی شکل کا ہے اور یہ دنیا کے بہت قدیم خطہ میں سے ایک ہے اس کی سطح بالکل جدا ہے ہمالیہ اور جزیرہ نما حصہ کے درمیان گنگا، برہماپترا اور اندوس ندیوں کے نظام سے بننے والے زرخیز زمینی خطے ہیں یہ میدان ہندوستانی تاریخ کی اہم منظرگاہیں ہیں اور فی الوقت یہ ملک میں اناج پیدا کرنے والے خطے ہیں۔ ہندوستان کے طبعی جغرافیہ کو سات حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(a) ہمالیائی پہاڑی سلسلہ: (1) شمالی پہاڑی سلسلہ

(b) ہند۔گنگا میدان: (2) عظیم میدان (3) صحرائے تھار

(c) جزیرہ نما سطح مرتفع: (4) مرکزی پہاڑیاں (5) جزیرہ نما سطح مرتفع (6) سمندری ساحلی میدان (7) جزیرے

ہمالیائی پہاڑی سلسلے: ہمالیائی پہاڑی سلسلے جو ہندوستان کی شمالی سرحد پر پائے جاتے ہیں دنیا کے سب سے بلند پہاڑی سلسلے ہیں۔عظیم اندوس اور طاقتور برہما پتر ندیاں اس کو تین حصوں میں تقسیم کرتی ہیں، وہ اہم ہمالیہ، شمال مغربی ہمالیہ اور جنوب مشرقی ہمالیہ ہیں۔ اہم ہمالیہ جو شمال مغربی حصہ میں پامیر سطح مرتفع سے شروع ہو کر اروناچل پردیش کے جنوب مشرقی حصہ میں ختم ہوتا ہے دنیا کا سب سے کم عمر پہاڑی سلسلہ ہے۔ان میں دنیا کی سب سے بلند پہاڑی چوٹی ماؤنٹ ایورسٹ (8848.86 میٹر بلند، سر جارج ایورسٹ کے نام سے موسوم ہے)۔ہمالیہ میں تقریباً 140 پہاڑی چوٹیاں ہیں جن کی بلندی ماؤنٹ بلانک (4810 میٹر، پہاڑیوں میں سب سے بلند) سے بھی اونچی ہے۔ہمالیائی اہم چوٹیوں میں کنچن جنگا (8,586 میٹر)، Dhaulagiri(8167 میٹر) اور Annapurna(8091 میٹر) ہیں۔ اہم ہمالیہ 2500 کلومیٹر طویل ہے اور 150 سے 400 کلومیٹر چوڑے ہیں ان میں تین پہاڑی سلسلے ہیں شمال میں ''ہمادری'' (عظیم ہمالیہ) درمیان میں ہماچل، اور Siwalik (بیرونی ہمالیہ) جو ہندوستانی میدانوں کی طرف رخ کئے ہوئے ہیں۔

ہمالیہ پہاڑ تقریباً 2400 کلومیٹر کا فاصلہ گھیرے ہوئے ہیں جو مغرب میں ننگا پربت سے لے کر مشرق میں Namch Barwa یا Mishmi Hill تک پھیلا ہوا ہے ہمالیہ کی شکل اک منحنی جیسی ہے۔

(Himadri) ہمادری میں کئی برف کے تودے (Glaciers) پائے جاتے ہیں ان میں گنگوتری، کیدارناتھ، پنڈاری اور میلام برفانی تودے مشہور ہیں۔Karakoram ہمالیائی پہاڑوں میں ہندوستان کے چار بڑے برفانی تودے جن کے نام سیاچن(Siachen) (76 کلومیٹر)، Baltoro(63 کلومیٹر)، Biafo (67 کلومیٹر) اور Hispar (49 کلومیٹر) پائے جاتے ہیں۔Gangotri کے پگھلے ہوئے برف سے گنگا ندی پیدا ہوتی ہے اور جمنا ندی Yamunotri سے پیدا ہوتی ہے اور برہما پترا ندی Chemaungdung برفانی تودے سے پیدا ہوتی ہے۔

شمال مغربی ہمالیہ Karakoram اور ہندوکش پہاڑی سلسلوں سے گھرے ہوئے ہیں اندوس ندی کے شمال میں عظیم Karakoram جس کو Krishnagiri بھی کہتے ہیں، پایا جاتا ہے۔اس علاقہ میں اونچی پہاڑی چوٹیاں اور بڑے برفانی تودے پائے جاتے ہیں ان ہمالیائی سلسلوں کے سیڑھیوں جیسے نصف صحرائی منظر Karakoram ہمالیہ کی خصوصیات میں شامل ہے۔....یا Godwin Austin یا حال ہی میں نیا نام پاکستان نے دیا ہے Chogori، ان پہاڑی سلسلوں کی سب سے بلند چوٹی ہے۔لداخ، ہندوستان کا سب سے بلند سطح مرتفع ہے جس کی اوسط اونچائی 8611 میٹر ہے۔اس میں وادیاں اتھل (کم گہرائی والی) ہیں اور اس میں گرم چشمے پائے جاتے ہیں۔Karakoram کے پہاڑی سلسلے مغرب کی سمت میں پاکستان اور افغانستان تک جاتے ہیں۔اروناچل پردیش، ناگالینڈ، منی پور، آسام، میزورم اور تریپورہ کی پہاڑیاں، جنوب مشرقی ہمالیہ سلسلوں میں شامل ہیں جملہ ملا کر ان کو Purvanchal یعنی مشرقی سلسلہ کہا جاتا ہے۔

عظیم ہمالیہ کی چند اہم چوٹیاں اور ان کی بلندیاں

پہاڑ کی چوٹی کا نام سطح سمندر سے اس کی بلندی (میٹر میں)

(1) ماؤنٹ ایورسٹ: (8848.6 (8850   8611...(2):   (3) کنچن جنگا 8598:   Lhotse

I(4):8566   (5) مکالو 8481:   Cho Oyu(6):8201   Dhawalagiri(7):8172   Manslu(8):8163

(9) ننگا پربت 8126:   Annapurna(10):8078   (11) نندا دیوی 7817:   (12) نامچہ بروا 7756:

Kamet(13):7756   Gurla Mandhata(14):7694   Trisul(15):7120

سرسوتی ندی:

کئی ندیوں نے ارضیاتی تاریخ میں حال ہی میں اپنے بہاؤ کے راستوں کو تبدیل کیا ہے اور چند ندیاں تو بالکل معدوم ہو چکی ہیں اس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ سرسوتی ندی ویدک دور اور اس سے قبل کی ایک عظیم ندی رہی ہے۔ لیکن اس کے بعد غائب ہو گئی، شاید ریگستان کی آمد سے، آج کی گھاگر ندی، سرسوتی ندی کی جانشین قیاس کی جاتی ہے۔

عظیم میدان:(Great Plains)

شمالی ہندوستان کے دو عام ڈھلان (Slopes) پائے جاتے ہیں ایک جنوب مشرقی سمت اور دوسرا جنوب مغربی سمت۔ ستلج اور بیئس ندی کے بہاؤ سے پنجاب کے میدان بنتے ہیں۔ گنگا اور اس کی معاون ندیوں کے بہاؤ کے راستوں سے میدان کے وسطی حصے بنتے ہیں اور برہما پترا کی معاون ندیاں مشرقی میدان کا حصہ بناتی ہیں۔ ندیاں جو سال تمام بہتی ہیں مدام ندیاں (Perennial Rivers) کہلاتی ہیں۔

Doab (دوآب):

دو ندیوں کے ملنے کے درمیان بننے والے قطعہ کو دوآب کہتے ہیں۔ سات ندیوں کے مغربی حصہ میں جہاں آریاؤں نے سب سے پہلے رہائش اختیار کی تھی۔ دوآب کے سلسلے مغرب سے مشرق تک یہ ہیں:

(i) سندھو ساگر دوآب (اندوس اور جہلم سے)

(ii) Chhaj دوآب (Jhelum اور Chenab سے)

(iii) Rechna دوآب (Chenab اور Ravi سے)

(iv) Bhari دوآب (Ravi اور Beas سے)

(v) Bist دوآب (Beas اور Sutlej سے)

صحرائے تھار: (THAR DESERT)

راجستھان کے بنجر میدان، ہندوستان کے عظیم میدانوں کا تسلسل ہیں۔ Aravalli سلسلہ کے مغرب میں واقع یہ میدان کم بارش کی وجہ سے بنجر ہو چکے ہیں اس صحرائی قطعہ کے دو علاقائی ڈھلان (Slopes) پائے جاتے ہیں۔ ایک مغرب کی جانب اور دوسرا جنوب کی جانب۔ جنوب کی جانب کی ڈھلان عام طور پر راجستھانی ندیوں کا اہم راستہ رہی ہے۔ جنوب میں لونی (کھاری ندی) کی

ڈھلان میں چٹانی پہاڑ پائے جاتے ہیں جن کی اونچائی تقریباً1000 میٹر ہے۔

صحرا کا سب سے نچلی جانب پایا جانے والا حصہ نچلی لونی (Luni) وادی کہلاتا ہے جو سطح سمندر سے 20 میٹر سے بھی کم بلندی پر ہے اس علاقہ کو Marusthali کہتے ہیں۔ مشرقی حصہ میں مرطوبیت زیادہ ہے اور ریت کم ہے اور بیشتر ہرے بھرے ہیں Mesozoic دور میں یہ علاقہ سمندر کے اندر واقع تھا۔ Pleistocene دور میں ابھر کر یہ باہر نکل آیا۔ سرسوتی' Drisadvati اور ستلج ندیوں کے راستہ والا یہ علاقہ ایک وقت تھا کہ نہایت زرخیز تھا۔ آج صرف لونی ہی واحد ندی ہے جس کی اہمیت ہے۔ یہ اوپری حصہ میں تازہ (میٹھا پانی) ہے اور اس کا نچلا حصہ کھارے پانی کا ہے۔ یہاں کئی ایک کھارے پانی کی جھیلیں ہیں جس میں سے ایک Sambhar سب سے بڑی ہے یہ پورا علاقہ سرکنے والی ریت سے ڈھکا ہے۔ کئی چھوٹی اور موسمی ندیوں نے یہاں کی زمینوں کو زرخیز (جس کو Rohi کہتے ہیں) بنا دیا ہے اس علاقہ کے شمالی اور وسطی حصوں میں Rohi کے کئی ٹکڑے پائے جاتے ہیں۔

وسطی پہاڑیاں:(Central Highlands)

ملک کے مغرب میں پہاڑیوں کی ایک وسیع پٹی پائی جاتی ہے جس کو Aravalli سلسلہ کہتے ہیں اور مشرق میں Vindhyan Sarps ملا کر وسطی پہاڑیاں (Central Highlands) کہلاتے ہیں۔ اس کے جنوبی حد میں نرمدا کی تنگ وادی شامل ہے۔ مدھیہ پردیش کا نصف، راجستھان کا ایک تہائی اور اتر پردیش کا تھوڑا سا حصہ وسطی پہاڑیوں میں شامل ہے۔ یہ پورا علاقہ جنگل سے بھرا ہوا ہے یہاں پر رہنے والے باشندے زیادہ تر Gonds' Santhals' Oraons' اور Bhils ہیں۔ اس میں ارا والی سلسلے، مشرقی راجستھان کی پہاڑیاں، وسطی ہندوستان کی پہاڑیاں، Bundelkhand کی پہاڑیاں، Malwa سطح مرتفع، Vindhyan Sereplands' وندھیا سلسلے اور نرمدا وادی ہیں۔ ان میں سے پہلے چار شمالی حصہ کی پہاڑیاں ہیں اور بعد والی چار جنوبی حصہ کی پہاڑیاں ہیں۔

Aravallis جو جنوب مشرقی حصہ تک پھیلے ہوئے ہیں دہلی سے احمد آباد کے قریب تک 800 کلومیٹر تک ہیں یہ ہندوستان کی سب سے قدیم Fold پہاڑیاں ہیں یہ زیادہ تر سخت Quartzites سے بنے ہیں، Aravalli سلسلہ کی سب سے بلند چوٹی Guru Shikhar(1722 میٹر) ہے جو Abu Hills پر واقع ہے۔ Aravallis کے مشرق میں 250 میٹر سے 500 میٹر بلندی والے علاقے ہیں ان کو مشرقی راجستھان پہاڑیاں کہتے ہیں ان علاقوں سے چنبل اور بناس (Banas) ندیاں گذرتی ہیں۔ چنبل کے مشرق میں زمین پتھریلی اور گھنے جنگلوں والی ہے اس کو مدھیہ بھارت پتھر کہتے ہیں۔ Bundelkhand پہاڑیاں Yamuna اور Vindhyan Scrapland کے درمیان واقع ہیں جن کی بلندی 100 اور 300 میٹر کے درمیان ہے۔ یہ پہاڑیاں قدیم گرانائٹ کی سطح کے گھسنے سے بنی ہیں۔

مدھیہ بھارت پتھر اور وندھیا سلسلوں کے درمیان ایک وسیع لاوا کا سطح مرتفع ہے جسے Malwa کہتے ہیں جو کالی مٹی سے ڈھکا ہوا ہے۔

جزیرہ نما کے سطح مرتفع:(Peninsular Plateaus)

خلیج بنگال اور بحیرۂ عرب کے مقابل پایا جانے والا جزیرہ نما کا سطح مرتفع سب سے بڑا طبعی جغرافیائی حصہ ہے یہ شمال میں

Satpura سلسلہ سے جنوب میں کنیا کماری تک 1500 کلو میٹر فاصلہ تک پھیلا ہوا ہے۔

شمالی حصہ میں Sahyadri (مغربی گھاٹ) لاوا کی افقی چادروں سے بنا ہوا ہے۔ Konkan میدان اور داخلی سطح مرتفع کے درمیان حمل و نقل کے دو اہم راستے Thalghat اور Bhorghat ہیں۔ گوداوری، کرشنا اور کاویری ندیوں کا مبدا The Sahyadri ہے اور یہ ندیاں خلیج بنگال میں جا گرتی ہیں۔

آبشار (Water Falls)

S.No	نام	بلندی (m)	مقام	ندی
.1	Joq/Gerosoppa Waterfall	253	کرناٹک	Sharavati
.2	Yenna Fall	180	مہابلیشور	
.3	Rakim Kunda Fall	168	روہتاس مرتفع	Gaighat
.4	Odda Fall	45	ریوا (مدھیہ پردیش)	Odda
.5	Chachai Fall	127	ریوا (مدھیہ پردیش)	
.6	Kevti Fall	98	ریوا (مدھیہ پردیش)	مہانا
.7	Okharen Fall	90	روہتاس مرتفع	Gopath
.8	Sivasamudram Fall	90	ٹامل ناڈو	کاویری
.9	درگاوتی آبشار	80	روہتاش مرتفع	درگاوتی
.10	Hundru Fall	75	رانچی	Subarnrekha
.11	Purva Fall	70	ریوا (مدھیہ پردیش)	Tons
.12	Sadhni Fall	60	رانچی	Sonkh
.13	Gokak Fall	54	بیلگام	
.14	Dasam FAll	40	رانچی	

مہاراشٹرا کا سطح مرتفع لاوا سے بنتا ہے۔ شمال میں تاپی ندی اور جنوب میں گوداوری ندی اس میں سے گذرتی ہیں۔ آندھرا پردیش، تلنگانہ اور کرناٹک کے سطح مرتفع دکن کا جنوبی حصہ قائم کرتے ہیں۔ ان میں Arehean geneis (پرتیلی چٹانیں) پائی جاتی ہیں اور کرشنا اور کاویری ندیوں کی معاون ندیاں اس میں سے گذرتی ہیں۔ مشرقی گھاٹ کی پہاڑیاں غیر مسلسل ہوتی ہیں بہ نسبت مغربی گھاٹ کے۔ اڑیسہ میں مشرقی گھاٹ کو Mahendragiri کہا جاتا ہے۔ یہ Khondite اور Charnokite پرتیلی چٹانوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ ٹامل ناڈو کے جنوب میں The Neelgiri میں، مغربی گھاٹ، مشرقی گھاٹ اور جنوبی پہاڑیاں آ کر ملتی ہیں اطراف کے علاقہ سے اوپر

اٹھتے ہوئے ان میں سب بلند چوٹی Dodabeta(2637 میٹر) اور Udakanandalam(اوٹی) میں پہاڑی مقام ہے۔

سطح مرتفع دکن:

سطح مرتفع دکن کے اطراف میں مغرب میں مغربی گھاٹ' مشرق میں مشرقی گھاٹ اور شمال میں Satpura' مائیکل اور مہادیو پہاڑیاں ہیں سطح مرتفع دکن مغرب کی جانب اونچا اور مشرق کی جانب تھوڑا ڈھلا ہوا ہے۔ یہ جنوب میں اونچا ہے بہ نسبت شمال کے۔ سطح مرتفع دکن آخری مرحلہ میں آتش فشاں پہاڑ کے پھٹنے کی وجہ سے بہنے والے لاوا کے چادروں کے ذخیرہ پر مشتمل ہے۔

Satpura سلسلے:

یہ سات پہاڑوں کا اک سلسلہ ہے جو نرمدا اور تاپتی ندیوں کے درمیان مشرق۔مغرب سمت میں جاتا ہے۔ یہ ایک Block mountain کی مثال ہے۔ یہ تقریباً 900 کلومیٹر تک پھیلا ہوا ہے۔Dhupgarh 1352) میٹر) مدھیہ پردیش میں Pachmarhi کے قریب مہادیو پہاڑیوں پر سلسلہ کی سب سے اونچی چوٹی ہے۔

سطح مرتفع مہاراشٹرا: یہ پوری ریاست مہاراشٹرا کو گھیرے ہوئے ہے سوائے Konkon ساحل اور Sahyadris کے۔

سطح مرتفع کرناٹک: یہ سطح مرتفع دکن کی جنوب میں واقع ہے۔ یہ پوری ریاست کرناٹک کو گھیرا ہوا ہے سوائے ایک چھوٹے شمال۔ مشرقی حصہ کے۔اس میں لاوا سے پیدا ہوئی چٹانیں ہیں۔ یہ زیادہ تر پرتیلی چٹانوں پر مشتمل ہیں۔کرناٹک کے سطح مرتفع کی عام بلندی شمال میں 400-800 میٹر تک کی ہے اور جنوب میں 900-1100 میٹر تک کی ہے۔اس سطح مرتفع کی دو اہم خصوصیات Maidan اور Malnad ہیں۔

Malnad مغربی جانب گنجان جنگل والی بلند زمین ہے جس میں پہاڑیوں کے سلسلے ہیں ان پہاڑیوں میں لوہے کے کچ دھات کی ایک بڑی مقدار پائی جاتی ہے۔Maidan ایک لڑھکنے والا سطح مرتفع ہے جس کی قائم پذیری کم ہوتی ہے۔

گوا کے قریب ان کے طبعی شکل اور ساخت میں اچانک تبدیلی دیکھی گئی ہے۔اس علاقہ میں گھاٹ 900 میٹر تک نیچے گر جاتے ہیں لیکن Nilgiri پہاڑیوں میں یہ دوبارہ اوپر اٹھ جاتے ہیں۔مزید جنوب میں Palghat Gap کی وجہ سے ان کا تسلسل بگڑ جاتا ہے جو دراصل ایک پرانی ندی گائتری کے سوکھنے کی وجہ سے پیدا ہوئی خالی وادی ہے اسی طرح Shencottah Gap مغربی گھاٹ کے تسلسل میں خلل ڈالتا ہے۔

تلنگانہ کا سطح مرتفع:

یہ سطح مرتفع دکن کا شمال۔مشرقی حصہ ہے۔ یہ 1.4 لاکھ مربع کلومیٹر کا رقبہ گھیرے ہوئے ہے۔ یہ آندھرا پردیش کے مغربی حصہ میں واقع ہے اور پرتیلی چٹانوں (gneiss formation) پر مشتمل ہے۔

مغربی گھاٹ یا:Sahyadris

Sahyadris سطح مرتفع دکن کے مغربی کنارے پر واقع ہیں اور مغربی ساحلی علاقہ کے متوازی واقع ہیں یہ پانی کی مسلسل تقسیم کرتے ہیں۔ یہ مسلسل مہاراشٹرا سے کنیا کماری تک 1600 کلومیٹر تک جاتے ہیں اور انکو ایک راستہ سے ہی پار کیا جاسکتا ہے ان

کی اوسط چوڑائی شمال میں 50 کلومیٹر سے لے کر جنوب میں تقریباً 300 کلومیٹر تک جاتی ہے یہ لاوا کے ذخائر پر مشتمل ہیں اور ارض بلد ... میں واقع ہیں۔

مغربی گھاٹ کی شمال سے جنوب تک کی اہم چوٹیوں میں Kalsubai 1646) میٹر مہاراشٹرا کی سب سے بلند چوٹی)' Salher 1567) میٹر)' مہابلیشور (1353 میٹر) مہاراشٹرا میں اور Kudremukh 1894) میٹر) کرناٹک کی سب سے بلند چوٹی ہے۔ Thalghat Bhorghat' اور Palghat مغربی ساحلی میدانوں اور ملک کے باقی حصوں کے درمیان راستے کی سہولت مہیا کرتے ہیں۔ جنوب میں نیلگری پہاڑیوں اور انا ملائی پہاڑیوں کے درمیان خالی جگہ کو Palghat gap کہتے ہیں۔ مغربی گھاٹ کی پہاڑیاں اور مشرقی گھاٹ کی پہاڑیاں ایک دوسرے سے Nilgiris پر ملتی ہیں۔

جنوبی پہاڑیاں:

نیلگری کا جنوبی حصہ' انا ملائی اور Cardamom (شمال سے جنوب تک) بعض اوقات گھاٹ سے علیحدہ تصور کئے جاتے ہیں کیونکہ ان کی ساخت مختلف ہوتی ہے یعنی قلمی Laterite ساخت جن کو Charnockites کہتے ہیں۔ یہ علاقے بہت زیادہ بارش والے سر سبز جنگل کے علاقے ہیں Anamudi(2695 میٹر) پورے جنوبی ہندوستان میں انا ملائی پہاڑیوں کی سب سے بلند چوٹی ہے دوسری بلند چوٹی Dodabetta(2637 میٹر)۔ نیلگری پہاڑیوں میں ہے الائچی پہاڑیاں (Cardamom hills) بعید ترین جنوب میں پائی جاتی ہیں اور کنیا کماری تک پھیلی ہیں اور یہ الائچی (Cardamom) اور مسالحہ جات کی پیداوار کے لئے مشہور ہیں۔

مشرقی گھاٹ کے سلسلے:

یہ پہاڑیوں کے سلسلے غیر مسلسل اور بے ضابطہ ہیں اور مغربی بنگال میں گرنے والی ندیاں ان کو کاٹ کر گذرتی ہیں۔ مغربی گھاٹ کی پہاڑیاں' مشرقی گھاٹ سے بلند تر ہیں۔

مشرقی گھاٹ مہاندی وادی کی جنوب سے' جنوب میں نیلگری تک پھیلے ہوئے ہیں۔ مشرقی گھاٹ پہاڑیاں نسبتاً چوڑی ہیں اور یہ پانی کی مسلسل تقسیم نہیں کرتیں۔

آندھرا پردیش میں Jindhagad 1690) میٹر) مشرقی گھاٹ کی سب سے اونچی چوٹی ہے۔ دوسری اہم چوٹیوں میں Aryoyakonda (چنتا پلی 1680 میٹر) آندھرا پردیش میں اور مہیند را گری (1501 میٹر) اڑیسہ میں پائی جاتی ہیں۔

جزیرہ نما ہندوستان میں پہاڑی راستے (Mountain Passes)

بھور گھاٹ: (Bhor ghat)　مغربی گھاٹ میں واقع ہے جو ممبئی اور پونا کو جوڑتا ہے۔

گوران گھاٹ: (Goran ghat)　Aravalli پہاڑیوں میں واقع ہے جو راجستھان کے شہر اودے پور اور Sirohi کو جوڑتا ہے۔

ہلدی گھاٹ: (Haldi ghat)　Aravalli پہاڑیوں میں واقع ہے جو راجستھان کے Rajas اور Pali اضلاع کو جوڑتا ہے۔

پال گھاٹ: (Palghat)　مغربی گھاٹ میں واقع ہے جو کوئمبتور کو کوچی اور کوزی کوڈ سے جوڑتا ہے۔ یہ ٹامل ناڈو اور کیرالا کو بھی

جوڑتا ہے۔ گائتری ندی اس میں سے بہتی ہے۔

تھال گھاٹ: (Thalghat) Sahyadri سلسلہ میں واقع ہے۔ ناسک کو ممبئی سے جوڑتا ہے۔ NH3 (نیشنل ہائی وے نمبر 3) اور بھوپال۔ اندور ریلوے لائین اس میں سے گذرتی ہے۔

ساحلی میدان: (Coastal Plains)

جزیرہ نما کے سطح مرتفع مشرق اور مغرب میں ساحلی میدانوں سے گھرے ہوئے ہیں۔ مشرقی جانب کا ساحلی میدان وسیع اور خشک ہے بہ نسبت مغربی ساحلی میدان کے۔ دو مشہور جزیرہ نما ہیں Kathiawar اور Kutch جو مغربی ساحل پر ہیں اور ایک گجرات کا وسیع میدان ہے۔ مشرقی ساحل پر کئی تعداد میں ڈیلٹا پائے جاتے ہیں جیسے مہاندی، گوداوری، کرشنا اور کاویری ڈیلٹا۔ مغربی ساحل پر کوئی ڈیلٹا نہیں ہے۔ مغربی ساحل کم و بیش سیدھا ہے جب کہ مشرقی ساحل منحنی ہے۔ اول الذکر میں کافی بارش ہوتی ہے اور کوئی ریت کے ٹیلے نہیں پائے جاتے۔ جب کہ موخر الذکر میں بارش کی قلت ہے اور اس میں متحرک ریت کے ٹیلے پائے جاتے ہیں۔

آندھرا پردیش اور ٹامل ناڈو میں مشرقی ساحل کو Payan ghat (کورامنڈل ساحل) کہا جاتا ہے، یہ چوڑائی میں 100 سے 130 کلومیٹر ہوتا ہے۔ یہ گوداوری کے ڈیلٹا سے کنیا کماری تک پھیلا ہوا ہے۔ اڑیسہ کا ساحلی قطعہ Utkal plain کی حیثیت سے جانا جاتا ہے، یہ نسبتاً سیدھا ہے اور اس میں ریت کے ٹیلے پائے جاتے ہیں۔ یہاں پر دو بڑی جھیلیں ہیں، مشرقی ساحل پر Pulicat جو چینائی کے شمال میں ہے اور Chilka جھیل جو پوری کے جنوب میں ہے۔ کنیا کماری اور سورت کے درمیان تقریباً 1500 کلومیٹر طویل مغربی ساحلی میدان 10 سے 25 کلومیٹر تک چوڑا ہے۔ مہاراشٹرا کا ساحلی میدان Konkan کہلاتا ہے۔ کرناٹک میں ساحلی میدان کو Canara plain کہتے ہیں اور کیرالا میں ساحلی میدان کو Malabar plain کہتے ہیں۔ گجرات کا جزیرہ نما کچھ (Kutch) ایک وقت میں جزیرہ تھا جس کے چاروں طرف پانی تھا۔ کچھ کے شمال میں دو نمک سے بھرے میدان ہیں جنہیں بڑے اور چھوٹے Ranns کہا جاتا ہے۔ بارش کے موسم میں یہ پانی میں ڈوبے ہوتے ہیں اور باقی سال یہ خشک رہتے ہیں۔ Kathiawar جزیرہ نما میں آتش فشاں پہاڑ پائے جاتے ہیں سوائے خلیج منار (Gulf of Mannar) اور گنگا کے منہ (Mouths) کے۔ خلیج بنگال کے براعظمی شیلف تنگ ہوتے ہیں بہ نسبت بحیرۂ عرب کے۔

جزیرے: (Islands)

خلیج بنگال اور بحیرۂ عرب میں کئی تعداد میں جزیرے پائے جاتے ہیں۔ خلیج میں پائے جانے والے جزائر زیادہ وسیع اور قابل رہائش ہی خلیج بنگال میں پائے جانے والے جزائر کا مبداء، بحیرۂ عرب کے مقابلہ میں مختلف ہے۔ اول الذکر جزائر دراصل سمندر میں ڈوبے ہوئے پہاڑوں کے ابھرے ہوئے حصے ہیں جب کہ دوسرے جزائر مکمل طور پر مونگے کے ذخائر (Coral deposits) سے بنے ہیں۔ انڈمان اور نکوبار، جزائر کا ایک گروپ ہیں۔ عظیم انڈمان تین جزائر کا مجموعہ ہے، شمالی، وسطی اور جنوبی۔ جنوبی انڈمان میں بلند ترین پہاڑی سلسلہ ہے Mount Harriet پہاڑی چوٹی کی اونچائی 450 میٹر سے زیادہ بلند ہے۔ مرکزی زیر انتظام علاقہ (Union Territory) کی اہم بندرگاہ Port Blair یہاں پر واقع ہے۔ نکوبار میں 19 جزیرے ہیں Car Nicobar جو شمال بعید کا جزیرہ ہے،

میں دائرہ کی شکل میں نوکدار چٹانیں (Fringing reef) پائی جاتی ہیں۔ The Barran جزیرہ ایک بے حس وحرکت آتش فشاں ہے جب کہ Narcondam جزیرہ ایک مردہ آتش فشاں (Extinct volcano) ہے۔

لکشادویپ میں کئی جزیرے پائے جاتے ہیں ان میں سے گیارہ نسبتاً بڑے ہیں۔ یہ تمام جزائر مونگے (Corals) سے بنے ہیں اور ان کی سمندری ساحل کے قریب نوکدار چٹانیں ہیں۔

ہندوستان میں پانی کی نکاسی کا نظام:

ہندوستان میں بارش اور طبعی جغرافیہ کے طریقہ کار کے ارتقاء کی وجہ سے ہندوستان میں پانی کی نکاسی کا نظام وجود میں آیا ہے۔ ہندوستان میں بے شمار ندیاں اپنی معاون ندیوں کی مدد سے بارش کا پانی سمندر میں لے جا کر انڈیلتی ہیں۔ ملک میں سالانہ بارش کے اوسط کا تخمینہ تقریباً 37,00,400 ملین مکعب میٹر ہے اس میں سے 16,77,352 ملین مکعب میٹر یعنی تقریباً 45.3% پانی 113 ندیوں کے ذریعہ بہتا ہے۔ ندی جس رقبہ سے گذرتی ہے اس کو اس کا Basin کہتے ہیں اس کو Catchment area (آب گیرہ) یا Watershed (فاصل آب) بھی کہتے ہیں۔ ہر ندی، چاہے وہ چھوٹی ہو یا بڑی اس کا اپنا Basin ہوتا ہے۔

اپنے مبداء فطرت اور خصوصیت کی اساس پر ہندوستانی ندیوں کو چار حصوں (گروپ) میں تقسیم کیا جاسکتا ہے؛ ہمالیائی ندیاں، جزیرہ نما کی ندیاں، ساحلی ندیاں اور اندرون زمین (Inland) Basin والی ندیاں۔

ہمالیائی ندیاں: (The Himalayan Rivers)

ہمالیائی ندی کا نظام ایک طویل ارضیاتی تاریخ کے طریقہ کار سے وجود میں آیا ہے۔ یہ تین بڑی ندیوں پر مشتمل ہے؛ برہما پترا، گنگا اور سندھ (Indus)۔ برہما پترا اور سندھ ندیاں، تبتی بلند زمینوں (High lands) کے جنوبی ڈھلانوں میں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ ندیاں ہمالیہ کے محور کے متوازی چلتی ہیں اور اچانک جنوب کی جانب مڑ کر پہاڑی سلسلوں میں گہری گھاٹیاں بناتی ہوئی عظیم میدانوں تک پہنچتی ہیں۔

ارضیاتی شواہد یہ بتاتے ہیں کہ ہمالیہ سے نکلنے والی بڑی ندیاں، ہند۔ برہماندی جو مشرق سے مغرب کو بہتی تھی، کی پرانی معاون ندیاں رہ چکی ہیں ہند۔ برہماندی کے بہاؤ کی سمت مشرق۔ مغرب سے بدل کر مغرب۔ مشرق ہوگئی تھی جب وہ علاقہ اوپر کی جانب اٹھ گیا تھا جو اب سندھ Basin کہلاتا ہے۔

سندھ نکاسی کا نظام: (The Indus Drainage System)

ندی	مبداء (Source)	لمبائی (کلومیٹر میں)
سندھ (Indus)	مان سروور جھیل کے قریب (ہندوستان میں 700 کلومیٹر)	2880
جھلم (Jhelum)	Verinag (Pir Panjal range)	725
چناب (Chenab)	Bara Lacha Pass	1180

راوی(Ravi)	روہتنگ راستہ کے قریب(Near Rohtang pass)	720
بیئس(Beas)	روہتنگ راستہ کے قریب	460
ستلج(Sutlej)	مان سروور۔ رکاس جھیل	1450

ہمالیائی ندیوں کا نظام کئی ندیوں کے نظام پر مشتمل ہے۔ ان میں سے اہم یہ ہیں:

(a) دریائے سندھ کا نظام(The Indus River System)

(b) دریائے گنگا کا نظام

(c) دریائے برہماپترا کا نظام

دریائے سندھ کا نظام:

یہ دنیا کے سب سے بڑے دریائی طاس(Basin) میں سے ایک ہے جس کی پانچ اہم معاون ندیاں(Tributaries) ہیں جن کے نام جھلم، چناب، راوی، بیئس اور ستلج ہیں۔ دریائے سندھ تبت میں 5180 میٹر ارض بلد سے، مان سروور جھیل کے قریب سے نکلتا ہے۔ یہ شمال۔ مغرب کی جانب بہتے ہوئے اور ہمالیائی سلسلوں کو کاٹتے ہوئے ہندوستان میں (جموں و کشمیر کے Damchok کے قریب) داخل ہوتا ہے۔ لداخ، Baltistan اور Gilgit سے بہتے ہوئے پاکستان میں Chillas کے قریب Dardistan علاقہ میں داخل ہوتا ہے۔

دریائے سندھ:

اس کی کئی ہمالیائی معاون ندیاں ہیں جیسے Gilgit, Shyok, Nubra, Hunza, Zaskar, Shlgar وغیرہ۔ دونوں جانب دائیں اور بائیں کناروں پر۔ دریائے سندھ کی دوسری معاون ندیاں جو اس کے دائیں کنارے پر ملتی ہیں خرم Viboa, (The Kurram) Gomal, Gochl, اور Sangar ہیں۔ یہ دریا جناب کی جانب بہتا ہوا پنجاب میں Mithankot کے تھوڑی اوپری حصہ میں داخل ہوتا ہے۔ آخر میں کراچی کے مشرقی حصہ کی جانب سے بحیرۂ عرب میں داخل ہوجاتا ہے۔ دریائے سندھ ہندوستان میں صرف جموں و کشمیر کے علاقہ میں ہی بہتا ہے۔ ہندوستان میں دریائے سندھ صرف 709 کلومیٹر کی لمبائی تک ہی بہتا ہے۔

جھلم:(Jhelum)

یہ دریائے سندھ کی اہم معاون ندی ہے۔ یہ کشمیری وادی جنوب۔ مشرقی حصہ میں واقع ایک مقام Verinag میں ایک چشمہ سے نکلتی ہے۔ یہ سری نگر اور Wular جھیل میں سے بہتے ہوئے ایک تنگ گھاٹی سے گذر کر پاکستان میں داخل ہوتی ہے اس کے ترائی(Basin) میں جملہ رقبہ کا 28,490 مربع کلومیٹر حصہ ہندوستان میں واقع ہے۔ ہند۔ پاک سرحد پر یہ مظفر آباد اور مانگلہ کے درمیان مڑجاتی ہے۔ یہ چناب ندی سے پاکستان کے قریب جھانگ(Jhang) میں ملتی ہے اس کی جملہ 725 لمبائی کلومیٹر میں سے 160 میٹر کشتی رانی کے قابل ہے۔ یہ ندی ہند۔ پاک کی سرحد پر 170 کلومیٹر تک لمبی ہے۔

چناب ندی:(The Chenab)

یہ دریائے سندھ کی سب سے بڑی معاون ندی ہے۔ یہ دونہروں(Streams) چندرا(The Chandra)اور بھاگا (The Bhaga) کے ملنے سے بنتی ہے جوایک دوسرے سے Kylong کے قریب Tandi پر ملتی ہیں۔ یہ ندیاں ہماچل پردیش میں ہمالیہ کی چوٹیوں پرڈھکی برف سے پیدا ہوتی ہیں۔ یہ ندی 1180 کلومیٹر تک بہتی ہے اور ہندوستان میں 26,755 مربع کلومیٹر کا رقبہ طئے کرتی ہے۔

راوی:(The Ravi)

یہ دریائے سندھ کی دوسری اہم معاون ندی ہے۔ یہ ہماچل پردیش کے Kullu پہاڑیوں کے مغرب میں Rohtang Pass سے نمودار ہوتی ہے اور اس ریاست کے چمباوادی سے گذرتی ہے اس ندی کی لمبائی 720 کلومیٹر ہے اور ہندوستان میں یہ 5957 مربع کلومیٹر کا رقبہ طئے کرتی ہے۔

بیس:(The Beas)

یہ دریائے سندھ کی اگلی معاون ندی ہے یہ Beas Kund کے قریب Rohtang Pass میں پیدا ہوتی ہے جس کی اونچائی 4000 میٹر ہے یہ 470 کلومیٹر لمبی ہے اور 25,900 مربع کلومیٹر کے علاقہ کوسیراب کرتی ہے یہ Kullu وادی سے بہتے ہوئے Dhauladhar سلسلوں کے بعد پنجاب کے میدانوں میں داخل ہوتی ہے اس کے بعد یہ کے قریب ستلج ندی سے مل جاتی ہے۔

ستلج:(The Sutlej)

دریائے سندھ کی یہ اہم معاون ندی ہے اور یہ تبت کی جھیل Rakas میں 4555 میٹر ارض بلد پر پیدا ہوتی ہے۔ یہ تقریباً 1450 کلومیٹر تک بہتی ہے اور ہندوستان میں 24,087 مربع کلومیٹر تک کا رقبہ سیراب کرتی ہے۔ یہ ہمالیہ کے Shipkila سلسلوں سے گذرتے ہوئے پنجاب کے میدانوں میں داخل ہوتی ہے۔ یہ ایک اہم معاون ندی ہے کیوں کہ اس کی نہریں بھاکرانگل پراجیکٹ، Harike اور Sirhind کے لئے کارآمد ہیں۔

گنگا کا نظام:(The Ganga System)

گنگا ہندوستان کی بہت اہم ندی ہے اس کے Basin اور تہذیب وثقافت کے نقطہ نظر دونوں لحاظ سے اس کی بے حد اہمیت ہے۔ یہ اترانچل کے اترکاشی ضلع میں Gomukh(3900 میٹر) کے قریب گنگوتری برفانی تودے سے پیدا ہوتی ہے یہاں اس کو Bhagirathi کے نام سے بلایا جاتا ہے۔ یہ وسطی اور کم تر ہمالیہ کے تنگ گھاٹیوں سے گذرتی ہے۔ دیو پریاگ پر یہ ندی Alaknanda سے ملتی ہے یہاں سے اس کا نام گنگا کی حیثیت سے جانا جاتا ہے۔ گنگا ہری دوار کے میدانوں میں داخل ہوتی ہے یہاں سے پہلے وہ جنوب کی جانب، تب جنوب۔ مشرقی اور مشرق کی جانب بہتے ہوئے یہ دوحصوں جن کے نام Bhagirathi اور Hubli ہیں میں تقسیم ہوجاتی ہے اس ندی کی لمبائی 2530 کلومیٹر ہے اس کا حصہ اترانچل اور اترپردیش (1450 کلومیٹر)، بہار (445 کلومیٹر) اور مغربی بنگال (520 کلومیٹر) میں بٹا ہوا ہے گنگا کی ترائی (Basin) کا حصہ، صرف ہندوستان میں 8,61,404 مربع کلومیٹر ہے۔

گنگا ندی کا نظام ہندوستان میں بہت بڑا ہے جس میں بے شمار مدامی اور عارضی ندیاں شمال میں ہمالیہ اور جنوبی جزیرہ نما میں پیدا

ہوتی ہیں اس کی دائیں کنارے کی بڑی معاون ندیوں میں Son‘Yamuna اور Punpun ہیں یہ تمام وسطی بلند زمینوں(Highlands)اور Kaimur سلسلوں میں پیدا ہوتی ہیں اس کی اہم بائیں کناروں(Left Bank) کی معاون ندیوں میں رام گنگا، گومتی، گھاگھرا، راپتی، گنڈک، کوسی اور مہانندا ہیں ۔ یہ تمام مدامی ندیاں ہیں اور ہمالیہ میں پیدا ہوتی ہیں۔ گنگا اپنے آپ کو دو شاخوں میں تقسیم کرلیتی ہے جن کے نام Bhagirati Hugli اور Padma ہیں ۔ یہ ندی آخر میں خلیج بنگال میں جا گرتی ہے۔

گنگا کی نکاسی کا نظام:(The Ganga Drainage System)

ندی	مبداء	لمبائی کلومیٹر میں
گنگا	گنگوتری برفانی تودہ	2525
جمنا(Yamuna)	یمنوتری برفانی تودہ	1376
چمبل	Mhow کے قریب(M.P)	965
رام گنگا	گڑھوال(U.P)	596
گھاگھر (Ghaghar)	Gurla Mandhata میں مان سرو ور کے جنوب بعید میں	1080
گنڈک(Gandak)	تبت ۔ نیپال سرحد پر (ہندوستان میں)	425
کوسی(Kosi)	سکم ۔ نیپال، تبت ۔ ہمالیہ (ہندوستان میں)، مہانندا دارجلنگ پہاڑیوں پر	729 603
سون(Sone)	Amarkantak سطح مرتفع	784

جمنا ندی:(The Yamuna)

مغرب بعید میں اور گنگا کی سب سے لمبی معاون ندی، اس کا مبداء یمنوتری برفانی تودہ ہے ۔ یہ گنگا سے الہ آباد میں پریاگ پر ملتی ہے۔ اس کی دائیں جانب کنارے پر چمبل، سندھ، بٹیوا اور Ken ندیاں ملتی ہیں۔ جمنا ندی اترانچل، دہلی اور اتر پردیش کے علاقہ کو سیراب کرتی ہے۔

چمبل ندی:(The Chambal)

یہ مدھیہ پردیش کے Malwa سطح مرتفع کے مقام Mhow سے نکلتی ہے اور جنوب کی سمت بہتے ہوئے ایک گھاٹی میں کوٹا، راجستھان میں داخل ہوتی ہے یہاں پر گاندھی ساگر ڈیم بنایا گیا ہے۔ کوٹا سے ہوتے ہوئے یہ Bundi، سوائی مادھوپور اور دھولپور سے ہوتے ہوئے آخر میں جمنا سے جاملتی ہے۔ چمبل 965 کلومیٹر لمبی ہے اور اس کی اہم معاون ندیوں میں بائیں کنارے پر Banas اور Kali اور Sindh دائیں کنارے پر ہیں۔ چمبل پہاڑی نالوں اور بنجر زمین Ravines کے لئے مشہور ہے۔

گنڈک:(The Gandak)

یہ نیپال کے ہمالیہ میں، Dhaulagiri اور ماؤنٹ ایورسٹ کے درمیان سے نکلتی ہے اور نیپال کے وسطی حصہ کو سیراب کرتی ہے۔ یہ بہار کے ضلع Champaran میں گنگا کے میدان میں داخل ہوتی ہے اور پٹنہ کے قریب سونپور میں گنگا سے مل جاتی ہے۔

کوسی: (The Kosi)

یہ ایک پرانی ندی ہے جس کا مبداء تبت کے شمال میں ماؤنٹ ایورسٹ ہے جہاں سے اس کی ذیلی معاون ارون نہر نکلتی ہے۔ نیپال میں وسطی ہمالیہ کو پار کرنے کے بعد مغرب میں Sun Kosi اس سے ملتی ہے اور مشرق سے Tamur Kosi اس سے ملتی ہے۔ یہ ارون ندی سے ملنے کے بعد Sapt Kosi کہلاتی ہے۔ کوسی ندی کی اس ہجرت والی خاصیت کی وجہ سے اس کو Sorrow of Bihar کہا جاتا ہے۔ اس کو محفوظ رکھنے کی تمام احتیاط کے باوجود اس کی وجہ سے ہر سال سیلاب آتے رہتے ہیں۔

رام گنگا: (The Ramganga)

یہ Kumaun پہاڑیوں سے نکلنے والی نسبتاً چھوٹی ندی ہے۔ یہ جنوب مغربی حصہ سے ہوتے ہوئے نجیب آباد میں گنگا کے میدان میں داخل ہوتی ہے۔ یہ قنوج کے قریب گنگا سے مل جاتی ہے۔

شاردا ندی: (The Sarad)

یہ ندی نیپال کے ہمالیہ میں، Milam برف کے تودے (Glacier) سے نکلتی ہے جہاں اس کو گوری گنگا (Goriganga) کہا جاتا ہے۔ ہند۔ نیپال سرحد پر اس کو کالی (Kali) کہتے ہیں اور جب یہ اتر پردیش میں بارہ بنکی کے قریب گھاگھرا سے ملتی ہے تو Chauk کہلاتی ہے۔

مہاندی: (The Mahanadi)

یہ دارجیلنگ کی پہاڑیوں سے نکلتی ہے اور مشرق کی جانب گنگا سے مل جاتی ہے۔ یہ گنگا کی آخری بائیں کنارے کی معاون ندی ہے۔

سون: (The Sone)

یہ گنگا کی سب سے بڑی جنوبی کنارے (South Bank) کی معاون ندی ہے جو Amarkantak سطح مرتفع سے نکلتی ہے۔ سطح مرتفع کے آخری کنارے پر آبشاروں کا اک سلسلہ قائم کرتے ہوئے یہ پٹنہ تک پہنچ کر گنگا میں مل جاتی ہے۔

دامودر: (The Damodar)

یہ ندی چھوٹا ناگپور سطح مرتفع کے مشرقی حاشیوں میں پائی جاتی ہے اس کی اہم معاون ندی Barakar ہے۔ آخر میں دامودر ندی سے مل جاتی ہے۔

برہماپترا نظام: (The Brahmaputra System)

برہماپترا ندی دنیا کی عظیم ندیوں میں سے ایک ہے۔ یہ مان سروور جھیل کے قریب کیلاش سلسلہ کے Trans Himalayan glacier سے نکلتی ہے، یہاں سے یہ مشرق کی جانب طول میں 1200 کلومیٹر کا فاصلہ جنوبی تبت کے خشک اور مسطح علاقہ

The Ransotsangpo میں Tsangpo کی حیثیت سے کرتی ہے جس کے معنی خالص کرنے والی (Purifier) کے ہیں۔ تبت میں اس ندی کے دائیں کنارے کی ایک بڑی معاون ندی ہے۔ یہ وسطی ہمالیہ کے قریب Namcha Barwa(7782 میٹر) میں اک شگاف سے نکلنے کے بعد متحرک اور پرشور ہو جاتی ہے۔ یہ ہندوستان میں اروناچل پردیش کے Sadiya Town کے مغرب میں داخل ہوتی ہے۔ جنوب مغربی سمت میں بہتے ہوئے یہ بائیں کنارے کی معاون ندیوں Dibang اور Lohit سے مل جاتی ہے اس کے بعد یہ برہماپترا کی حیثیت سے جانی جاتی ہے۔

برہماپتر ندی آسام کی وادی میں اپنے 725 کلومیٹر طویل سفر کے دوران کئی معاون ندیوں سے ملتی ہے اس کے بائیں کنارے کی اہم معاون ندیاں Dihing، Burhi Dhansari اور Kalang ہیں جب کہ دائیں کنارے کی اہم معاون ندیاں Subansari جو تبت ہمالیہ سے نکلتی ہیں Kamang، Manas اور Sankosh ہیں۔ یہ بنگلہ دیش میں Dubari کے قریب داخل ہوتی ہے اور جنوب کی جانب بہتی ہے۔ بنگلہ دیش میں دائیں کنارے پر Teesta ندی اس سے مل جاتی ہے جہاں اس ندی کو Jamuna کہا جاتا ہے۔ تبت ہندوستان اور بنگلہ دیش میں 2900 کلومیٹر کی کل لمبائی طئے کرنے کے بعد یہ آخر میں Padma ندی میں ضم ہو جاتی ہے جو خلیج بنگال میں جا گرتی ہے۔ یہ ندی Diburgarh میں تقریباً 16 کلومیٹر چوڑی ہو جاتی ہے اور کئی جزیرے قائم کرتی ہے جس میں سے اہم جزیرہ Majuli ہے جس کو UNESCO کا World Heritage Site Status حاصل ہے۔

جزیرہ نما کی ندیاں:(The Peninsular Rivers) جزیرہ نما کی ندیوں کا نظام، ہمالیہ کی ندیوں کے نظام سے پرانا ہے۔ مغربی گھاٹ کی پہاڑیاں جو مغربی ساحل کے ساتھ چلتی ہیں پانی کی اہم تقسیم کرتی ہیں۔ چھوٹے نالے بحیرۂ عرب میں جا گرتے ہیں اور جزیرہ نما کی بڑی ندیاں خلیج بنگال میں جا گرتی ہیں۔ جزیرہ نما کی بیشتر ندیاں سوائے نرمدا اور تاپتی کے مشرق سے مغرب کی جانب بہتی ہیں۔

جزیرہ نما کی اہم ندیوں کی ترائیاں (Basins) مہاندی، گوداوری، کرشنا اور کاویری ہیں جو اپنے پانی کو خلیج بنگال میں اگلتی ہیں اور اپنے منہ کے قریب بڑے ڈیلٹا بناتی ہیں۔ مغرب کی جانب، مغربی گھاٹ سے نکلنے والی ندیاں چھوٹی ہوتی ہیں اور ڈیلٹا نہیں بناتیں۔ جزیرہ نما کی اہم ندیوں کا مختصر تعارف ذیل میں دیا گیا ہے۔

گوداوری:(The Godavari)

یہ جزیرہ نما کی سب سے بڑی ندی کا نظام ہے اس کو دکشن گنگا یا Vridha گنگا بھی کہتے ہیں، اس کے مقام، عمر، جسامت اور لمبائی کی وجہ سے۔ یہ مہاراشٹرا کے ضلع ناسک سے نکلتی ہے اور خلیج بنگال میں جا گرتی ہے۔ اس کی معاون ندیاں مہاراشٹرا، مدھیہ پردیش، چھتیس گڑھ، اڑیسہ، تلنگانہ اور آندھرا پردیش سے گذرتی ہیں۔ یہ 1465 کلومیٹر طویل ہے اور اس کے سیراب کا رقبہ 3,12,812 مربع کلومیٹر تک پھیلا ہوا ہے اس میں سے 49% مہاراشٹرا میں واقع ہے، 20% مدھیہ پردیش اور چھتیس گڑھ میں اور باقی تلنگانہ اور آندھرا پردیش میں ہے۔ اس کی اہم معاون ندیاں Penganga، واردھا، وین گنگا، سبری (Sabari)، منجیرا اور Pranahita ہیں۔

کرشنا:(The Krishna)

یہ دوسری بڑی مشرق کی جانب بہنے والی جزیرہ نما کی ندی ہے۔ یہ مہابلیشور کے قریب Sahyadri سے نکلتی ہے اس کی جملہ لمبائی 1400 کلومیٹر ہے اس کی اہم معاون ندیاں Verna, Yerea, Koyna، پنچ گنگا، موسی، تنگبھدرا اور بھیما ہیں۔ کرشنا ندی کے سیراب کا علاقہ 2,58,948 مربع کلومیٹر ہے اس میں سے 27% مہاراشٹرا میں، 44% کرناٹک میں اور 29% تلنگانہ اور آندھرا پردیش میں ہے۔ گوداوری اور کرشنا ندی دونوں مل کر ایک پرندہ کے پنجہ نما ڈیلٹا بناتے ہیں۔

مہا ندی:(The Mahanadi)

یہ چھتیس گڑھ کے ضلع رائے پور میں Sihawa کے قریب سے نکلتی ہے اور اڑیسہ سے ہوتے ہوئے اپنے آپ کو خلیج بنگال میں گرادیتی ہے۔ یہ 857 کلومیٹر لمبی ہے اور اس کے سیراب کا رقبہ 1,41,600 مربع کلومیٹر تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کی ترائی کا 53% حصہ مدھیہ پردیش اور چھتیس گڑھ میں پایا جاتا ہے جب کہ 47% حصہ اڑیسہ میں ہے اس ندی کی اہم معاون ندیاں Jonking, Mand, Hasdeo, Seonath اور Tel ہیں۔

کاویری ندی:(The Cauvery)

یہ کرناٹک کے ضلع Coorg کے برہما گیری پہاڑیوں (1341 میٹر) سے نکلتی ہے اس کی لمبائی 805 کلومیٹر ہے اور اس کی ترائی کا رقبہ 87,900 مربع کلومیٹر ہے۔ دوسری جزیرہ نما کی ندیوں کے مقابلہ میں اس ندی میں سال تمام بغیر کسی رکاوٹ کے پانی بہتا رہتا ہے۔ کاویری کی ترائی (Basin) کا 31% حصہ کیرالا میں، 41% کرناٹک میں اور 56% ٹامل ناڈو میں پایا جاتا ہے اس کے دائیں کنارے کی معاون ندیاں لکشمنا تیرتھا، کبانی، Suvarnavati، بھوانی اور امراوتی ہیں اور بائیں کنارے کی معاون ندیاں ہیرانگ، ہیماوتی، Shimsha اور ارکاوتی ہیں۔

نرمدا ندی:(The Narmada)

یہ ایک مغرب کی سمت میں بہنے والی ندی ہے جو مدھیہ پردیش کے Amarkantak سے نکلتی ہے اس کی لمبائی 1312 کلومیٹر ہے اور بحیرۂ عرب میں جا گرتی ہے اس کے سیراب کا رقبہ 98,796 مربع کلومیٹر تک پھیلا ہوا ہے۔ نرمدا ندی کی ترائی کا تقریباً 87% حصہ مدھیہ پردیش میں واقع ہے اور باقی گجرات میں۔ اس کی کوئی بھی معاون ندی 200 کلومیٹر سے زیادہ دور تک نہیں بہتی سوائے Orsang کے جو 300 کلومیٹر تک بہتی ہے اس میں سے بیشتر گرما میں سوکھ جاتی ہیں۔

تاپی ندی:(The Tapi)

تاپی ندی اک اور اہم ندی ہے جو مغرب کی جانب بہتی ہے یہ اپنا سفر مدھیہ پردیش کے Betul ضلع سے شروع کرتی ہے۔ یہ 730 میٹر لمبی ہے اور 64,750 مربع کلومیٹر کا رقبہ سیراب کرتی ہے اس کی ترائی کا 79% حصہ گجرات میں ہے تاپی ندی کی بائیں جانب پورنا، وگھار، گیرنا، بوری اور Panjhra آملتی ہیں اور دائیں جانب Aner ندی ملتی ہے ندی کا صرف نچلا حصہ کشتی رانی کے قابل ہے۔

جزیرہ نما ہندوستان کی اہم ندیاں

ندی کا نام	مبداء	لمبائی کلومیٹر میں	سیراب کردہ رقبہ	اوسط سالانہ بہاؤ ملین مکعب میٹر میں	اہم معاون ندیاں
مہاندی	چھتیس گڑھ کے ضلع رائے پور میں Dhandakarayana کے قریب Sihawa سے	851	1,42,000	67,000	Hasdeo, Mand, Jonk, Ong, Seonath Tel
گوداوری	مہاراشٹرا میں سطح مرتفع Timbak کے قریب ناسک سے	1465	3,12,812	1,05,000	منجرا، پن گنگا، واردھا، وین گنگا، اندراوتی، سباری، Pranhita
کرشنا	مہاراشٹرا میں مہابلیشور کے قریب سے	1400	2,58,948	67,670	کوئنا، گھاٹ پربھا، مال پربھا، بھیما، تنگبھدرا، موسی، Muneru
کاویری	مغربی گھاٹ (Tala Cauvery)	760	87,900	20,950	ہیرانگی، ہیماوتی، لوک پاوانی، شیشا، ارکاوتی، لکشمنا تیرتھا، کبانی، سوورناوتی، بھوانی، امراوتی
نرمدا	سطح مرتفع (Amarkantak)	1312	98,796	40,700	ہرن، Orsang، برنا، Kolar، بنجر، Burhner، شار، Shakhar، Kundi، Tawa

تاپی	مدھیہ پردیش کے ضلع Betul کے ملتائی	724	65,145	17,980	پورنا' Betul ، پلکی' گنجل' Dathranj ، Bokad' امراوتی

ساحلی ندیاں:(Coastal Rivers)

ساحلی ندیاں مغرب کی جانب بحیرۂ عرب میں بہتی ہیں اور مشرق کی جانب خلیج بنگال میں بہتی ہیں۔مغرب کی جانب بہنے والی اہم ندیاں شطرنجی، بھدرا، دھادھر، Vaitarna، کالی ندی، Bedti، شراوتی، Periyar Bhavath Puzha اور Pamba ہیں۔ شطرنجی ندی گجرات کے امریلی ضلع کے Dalkahwa کے قریب سے نکلتی ہے، بھدرا، راجکوٹ ضلع کے Aniali گاؤں سے نکلتی ہے اور دھادھر، گجرات کے پنچ محل ضلع کے گھنیرٹ گاؤں سے نکلتی ہے۔دھندھر 135 کلومیٹر لمبی ہے اور اس کے سیراب کا علاقہ 2770 مربع کلومیٹر ہے۔ Vaitorana ندی مہاراشٹرا کے ناسک ضلع کے Trimbak پہاڑیوں کے جنوبی ڈھلانوں سے نکلتی ہے اس کی اٹھان 670 میٹر ہے اور یہ 172 کلومیٹر بہنے کے بعد Valsad کے قریب بحیرۂ عرب میں گرجاتی ہے۔کالی ندی، کرناٹک کے بیلگام ضلع کے بیڑی گاؤں سے نکلتی ہے اور خلیج کاروار میں جا گرتی ہے اس کے سیراب کا رقبہ 5179 مربع کلومیٹر ہے۔Bedti ندی ہبلی دھارواڑ کی اطراف پہاڑیوں سے 701 میٹر ارض بلد سے نکلتی ہے یہ 161 کلومیٹر لمبی ہے شراوتی ندی، کرناٹک کے شموگہ ضلع سے نکلتی ہے اور اس میں مشہور آبشار Jog falls یا Gersoppa falls پایا جاتا ہے اس کے سیراب کا رقبہ 2,209 مربع کلومیٹر ہے۔ Bharathapuzha ندی جس کو Ponnani بھی کہا جاتا ہے کیرالا کی سب سے لمبی ندی ہے۔یہ اناملائی پہاڑیوں کے قریب سے نکلتی ہے اور اس کے سیراب کا علاقہ 5397 مربع کلومیٹر ہے۔Periyar ندی جو کیرالا کی دوسری بڑی ندی ہے، کے سیراب کا علاقہ 5,243 مربع کلومیٹر ہے۔

Pamba ندی 177 کلومیٹر لمبی ہے اور یہ Vembanad جھیل میں جا گرتی ہے سوائے Subarnarekha، Baitarani اور ہرہمنی ندیوں کے مشرق کی جانب بہنے والی اہم ندیاں Penner Vamsadhara، پالار اور Vaigai ہیں۔Vamsadhara ندی اڑیسہ کے جنوبی حصہ سے نکلتی ہے اور آندھرا پردیش سے ہوتے ہوئے خلیج بنگال میں جا گرتی ہے اور Pennar ندی کرناٹک کے Nand Durg چوٹی سے نکلتی ہے اور آندھرا پردیش سے گذرتی ہے۔اس ندی کی کل لمبائی 597 کلومیٹر ہے۔Palar ندی کے سیراب کا علاقہ 17,870 مربع کلومیٹر ہے۔اس کی اہم معاون ندیوں میں جیسے منگلی، The Kunderu، Saigileru، چتراوتی، Papagni اور Cheyyar ہیں۔Vaigai ندی کیرالا سے نکلتی ہے اور Periyar کے منتشر کو حاصل کرتے ہوئے خلیج پاک میں جا گرتی ہے ساحلی چھوٹی ندیوں کو ان کے کھڑی ڈھلانوں، بھاری مٹی اور بہاؤ کی چمکیلی فطرت کے لئے جانا جاتا ہے یہ ساحلی علاقوں کی زرعی زمینوں کی آبپاشی میں اہم رول ادا کرتی ہیں۔

جھیلیں:(Lakes)

ہندوستان میں کئی جھیلیں پائی جاتی ہیں۔یہ ایک دوسرے سے جسامت اور دوسری خصوصیتوں میں مختلف ہیں بیشتر جھیلیں مدامی

ہیں جب کہ چند میں صرف بارش کے موسم میں پانی رہتا ہے جیسے اندرون ملک نکاسی آب کے نیم بنجر علاقوں کے Basin میں پائی جانے والی جھیلیں۔ یہ وہ چند جھیلیں ہیں جو برفانی تودوں اور برف کی چادروں کے حرکت میں آنے کی وجہ سے وجود میں آتی ہیں جب کہ دوسری جھیلیں ہوا، ندی کی حرکت اور انسانی کاوشوں کی وجہ سے وجود میں آتی ہیں جب ایک گھومتی ہوئی اک سیلابی میدان سے گذرتی ہے منقطع حصے بناتی ہے جو بعد میں نمو پا کر شکل کی جھیل بن جاتے ہیں مثلاً چلکا جھیل، پلی کاٹ جھیل اور کولیرو جھیل۔ اندرون ملک آب نکاسی کے علاقہ کی جھیلیں بعض اوقات موسمی (Seasonal) ہوتی ہیں مثلاً راجستھان کی سانبھر جھیل جو ایکھارے پانی کی جھیل ہے اس کے پانی کو نمک پیدا کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

تازہ پانی کی بیشتر جھیلیں ہمالیہ کے علاقہ میں پائی جاتی ہیں۔ یہ برفانی تودہ کے مبداء سے ہوتی ہیں دوسرے الفاظ میں جب برفانی تودے ایک جگہ Basin کو کھود دیتے ہیں جو بعد میں پگھلی ہوئی برف سے بھر جاتی ہے اس کے برعکس جموں وکشمیر کی Wular جھیل تعمیری کاوشوں کی وجہ سے ہے۔ یہ ہندوستان کی سب سے بڑی پینے کے پانی (تازہ پانی) کی (Fresh water) جھیل ہے۔ ڈال (Dal) جھیل، بھیم تال، نینی تال، Loktak اور بارا پانی دوسری اہم تازہ پانی کی جھیلیں ہیں۔

قدرتی جھیلوں کے علاوہ ندیوں پر پشتہ (Dam) باندھ کر پانی سے برقی توانائی پیدا کرنے کے عمل سے بھی جھیلیں بنتی ہیں۔ جیسے گوبند ساگر (بھاکرانگل پراجیکٹ)۔ مہاراشٹرا کی Lonar جھیل اک ایسی ہی جھیل ہے۔ پلی کاٹ جھیل آندھرا پردیش اور ٹامل ناڈو کی سرحد پر ایک کھارے پانی کی جھیل ہے۔ منی پور کی Loktak جھیل ایک تازہ پانی کی جھیل جس کی اندرون ملک آب نکاسی ہے۔

چند اہم جھیلیں:

پلی کاٹ جھیل : آندھرا پردیش

کولیرو جھیل : آندھرا پردیش

لوک ٹاک جھیل : منی پور

لونار جھیل : مہاراشٹرا

Nakki جھیل : ماؤنٹ ابو (راجستھان)

دیدوانہ جھیل : دیدوانہ (راجستھان)

پنچ بھدرا جھیل : راجستھان

دال (Dal) جھیل : سری نگر (جموں وکشمیر)

Tso Muriri: لداخ

گووند ولبھ ساگر : اتر پردیش

Pichola جھیل : راجستھان

سکھنا جھیل : چندی گڑھ

اشٹاڈی جھیل : کیرالا

Vembanad جھیل : کیرالا

چلکا جھیل :اڑیسہ

Cho Lhamu: سکم

Wular جھیل : کشمیر

Sambar جھیل :راجستھان

Keoladeo جھیل :راجستھان

بین ریاستی پانی کے تنازعے:(Inter-state water disputes)

اگرچہ کہ ہندوستان میں پانی کے ذخائر بہت زیادہ ہیں ان کی تقسیم غیر مساوی ہے۔ بیشتر ہمالیائی ندیاں بڑی ہیں اور ان کو برفانی تودوں سے پانی ملتا رہتا ہے اور اسلئے یہ مدامی (Permanent) ہیں جب کہ جزیرہ نما کی ندیاں موسمی ہیں اور ندیوں والی ریاستوں کی خشک موسم کے دوران تقاضوں کو پورا نہیں کر پاتیں۔ پانی کی رسد کم اور تقاضے بہت زیادہ ہوتے ہیں اور پانی کو آبپاشی اور برقی توانائی پیدا کرنے کے پراجیکٹوں میں بھی استعمال کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے ندیوں والی ریاستوں کے درمیان تنازعے پیدا ہوتے ہیں۔

ندیاں اور ان کے تنازعوں والی ریاستیں

ندی	متنازعہ ریاستیں
کرشنا	مہاراشٹرا، آندھرا پردیش، تلنگانہ، کرناٹک
گوداوری	مہاراشٹرا، آندھرا پردیش، تلنگانہ، مدھیہ پردیش، اڑیسہ، کرناٹک
کاویری	کیرالا، کرناٹک، ٹامل ناڈو، پڈوچیری
نرمدا	راجستھان، مدھیہ پردیش، گجرات، مہاراشٹرا
مہادائی رمانڈووی	گوا اور کرناٹک
ومشادھارا	آندھرا پردیش، اڑیسہ
روی اور بیس	پنجاب اور ہریانہ
Mullaperiyar	کیرالا اور ٹامل ناڈو

قومی پانی کا جال:(National Water grid)

متنازعہ ریاستوں کی تکالیف کا علاج کرنے کے لئے ایک تجویز رکھی گئی ہے اگر ایسے جال (Grid) پر عمل کیا گیا تو ہمالیہ کی

بڑی ندیوں کو جزیرہ نما کی ندیوں سے ایک نہروں کے جال سے جوڑا جائے گا اس کے تحت 26 مختلف ندیوں کو 30 مختلف نہریں تعمیر کرتے ہوئے جوڑا جا سکتا ہے۔

ہمالیائی ندیوں کا زائد پانی جو شمال کے میدانوں میں سیلاب بپا کر رہا ہے جزیرہ نما کے پانی کی قلت والے خشک علاقوں میں لے جایا جا سکتا ہے مگر ایسے پراجیکٹ کو ماحولیاتی اور سیاسی مسائل کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے ایک اور قابل عمل ترکیب یہ ہے کہ بارش کے پانی کو محفوظ کرلیا جائے جس کے ذریعہ سے وہ پانی جو بارش کے موسم میں غیر مستعمل رہتا ہے، کو محفوظ کرلیا جائے اور مستقبل کے خشک موسموں میں اسے استعمال کیا جائے۔

ہندوستانی ندیوں کو باہم جوڑنا:

ہندوستانی ندیوں کو جوڑنے کے عمل کا آغاز ہندوستانی حکومت کررہی ہے تاکہ شمالی ندیوں کا زائد پانی، جنوبی ہندوستان کے پانی کی قلت والے علاقوں تک پہنچ سکے، ایسا کرنے کے لئے شمالی ندیوں کو جنوبی ندیوں سے جوڑنا پڑے گا۔

ان اقدامات کے پیچھے جو سوجھ بوجھ ہے وہ درج ذیل ہے:

ہندوستان کے سطحی پانی کی غیر مساوی تقسیم

ہمالیائی ندیاں مدامی ہیں اور جزیرہ نما کی ندیاں موسمی ہیں

شمال کے سیلاب کے مسئلے اور جنوبی ہندوستان کے قحط کے مسائل کو ندیوں کو جوڑ کر حل کیا جا سکتا ہے۔

گوداوری، کرشنا ندیاں باہم جوڑ دی گئی ہیں:

آندھرا پردیش میں گوداوری ندی کو وجئے واڑہ کے قریب کرشنا ندی سے باہم جوڑ دیا گیا ہے یہ باہم جوڑنے والا پراجیکٹ گوداوری ندی کے پانی کو کرشنا ندی میں ایک نہر کے ذریعہ Pump کرتا ہے۔

یہ پراجیکٹ کرشنا ڈیلٹا میں رہنے والے کسانوں کے لئے ایک عظیم نعمت ہے جو پڑوسی ریاست کرناٹک میں مبینہ طور پر المالٹی پراجیکٹ کی بلندی بڑھا دینے کی وجہ سے پہلے ہی پانی کی شدید قلت کا شکار تھے۔ کرشنا ندی سے آنے والا متوقع پانی، رائل سیما کے دور دراز علاقوں تک موڑ دیا جائے گا۔ اس اسکیم کا نام Pattiseema Lift Irrigation ہے۔

ہندوستان کے قدرتی نباتات (Natural Vegetation in India)

نباتات کی قسمیں:

ہندوستان کی نباتات کی مختلف انداز میں درجہ بندی کی گئی ہے لیکن H.G. Champion کی دی ہوئی درجہ بندی زیادہ مشہور اور سب کے لئے زیادہ قابل قبول ہے۔ انہوں نے عظیم تر ہندوستان کے لئے 1936 میں اپنی درجہ بندی کے نظام کو تیار کیا تھا۔ موجودہ ہندوستان کے لئے Champion اور Seth نے 1968 میں اس کو دوبارہ تیار کیا۔ یہ درجہ بندی پودے کی ساخت، خط وخال اور پھولوں کی نوعیت پر مبنی ہے انہوں نے جنگل کی 16 بڑی اقسام کو پہچانا، جن کی مزید 221 چھوٹے حصوں میں ذیلی تقسیم کی گئی۔ ان

16 قسموں کو دوبارہ ترتیب دے کر حسب ذیل 5 حصوں میں بانٹا گیا۔

(1) منطقہ حارہ کے سدا بہار جنگلات (Tropical Evergreen forests)

(2) منطقہ حارہ کے خشک پت جھڑ اور سدا بہار جنگلات

(3) نیم صحرائی جنگلات اور صحرائی نباتات

(4) پہاڑی نباتات

(5) گھاس

منطقہ حارہ کے سدا بہار جنگلات: ان کو بارش کے جنگلات بھی کہا جاتا ہے منطقہ حارہ کے سدا بہار جنگلات تین قسم کے ہوتے ہیں یعنی گیلیے سدا بہار، نیم سدا بہار اور مرطوب (نم) یا گیلیے پت جھڑ جنگلات۔ یہ جملہ جنگل کے 49% علاقہ کا احاطہ کرتے ہیں۔ یہ جنگلات عام طور پر ان علاقوں میں پائے جاتے ہیں جہاں بارش 200 سنٹی میٹر سے زیادہ ہوتی ہے اور درجہ حرارت...تا...ہوتا ہے۔

منطقہ حارہ کے سدا بہار جنگلات کے اہم علاقے مغربی گھاٹ، جزیرہ نما ہندوستان کا ساحلی علاقہ، ہندوستان کے شمال۔ مشرقی حصہ کا علاقہ اور جزائر انڈمان ونکوبار۔

گیلیے پت جھڑ قسم کے جنگلات مدھیہ پردیش، کیرالا، ٹامل ناڈو کے جنوبی کوئمبتور علاقہ میں، اتر پردیش، اڑیسہ، بہار، مغربی بنگال اور آسام میں پائے جاتے ہیں۔ تین بڑے بارش کے جنگلات کی قسموں کے نباتات وحیوانات میں کافی فرق پایا جاتا ہے مغربی گھاٹ میں، مغربی جانب پر تعیش منطقہ حارہ کے جنگلات پائے جاتے ہیں مشرقی جانب والا حصہ بارش کے سایہ والے علاقہ میں آتا ہے۔

ہندوستان کا جغرافیہ MCQ

1. Bharchukki آبشار ہندوستان کی کس ریاست میں پائے جاتے ہیں؟ (   )

(a) کرناٹک (b) آندھرا پردیش (c) تلنگانہ (d) ٹامل ناڈو

2. ہندوستان میں ''جنوب سے شمال'' کی جانب سمندری بندرگاہوں کی مندرجہ ذیل میں کون سی صحیح ترتیب ہے؟ (   )

(a) کوچین۔ترووننتا پورم۔کالی کٹ۔مانگلور

(b) کالی کٹ۔ترووننتا پورم۔کوچین۔مانگلور

(c) ترووننتا پورم۔کوچین۔کالی کٹ۔مانگلور

(d) ترووننتا پورم۔کالی کٹ۔مانگلور۔کوچین

3. ہندوستانی ساحل کے حصوں کی تقریبی نسبت جو جزیرہ نما ہندوستان سے تعلق رکھتے ہیں اور جو انڈومان ونکوبار جزائر لکشادویپ سے تعلق رکھتے ہیں؟ (   )

(a) 2:1 (b) 2.5:1 (c) 3:1 (d) 3.5:1

4. Guru Shikhar چوٹی حسب ذیل میں کس ریاست میں واقع ہے؟ ( )

(a) ہریانہ (b) کیرالا (c) راجستھان (d) بہار

5. حسب ذیل میں کون سے ہندوستان میں جنگلات کا سب سے بڑا حصہ احاطہ کرتے ہیں؟ ( )

(a) منطقہ حارہ کے پت جھڑ

(b) منطقہ حارہ کے (گیلے) مرطوب پت جھڑ

(c) منطقہ حارہ کے سدابہار

(d) ذیلی منطقہ حارہ

6. حسب ذیل کی کس ریاست میں ہندوستان کی سب سے بڑی نمکین گیلی مٹی کا نظام پایا جاتا ہے؟ ( )

(a) گجرات (b) راجستھان (c) اڑیسہ (d) آندھرا پردیش

7. مغربی گھاٹ کی لمبائی کا علاقہ 1600 کلومیٹر ہے۔ حسب ذیل میں کون کون سی ریاستوں میں مغربی گھاٹ کی پہاڑیاں احاطہ کرتی ہیں؟ ( )

(a) ٹامل ناڈو۔ کرناٹک۔ کیرالا

(b) ٹامل ناڈو۔ کرناٹک۔ کیرالا۔ گوا

(c) ٹامل ناڈو۔ کرناٹک۔ کیرالا۔ گوا۔ مہاراشٹرا

(d) ٹامل ناڈو۔ کرناٹک۔ کیرالا۔ گوا۔ مہاراشٹرا۔ گجرات

8. کرناٹک کے Baba Budangiri Hills میں ان میں سے کون سا ہندوستان میں پودوں کی فصلوں کا اصل مقام یا جائے پیدائش (Place of origin) کہلاتا ہے؟ ( )

(a) Neelgiri tea (b) Coffee (c) Rubber (d) ان میں تمام

9. Jarawas اور Sentinelese قبیلے حسب ذیل میں کون سی ریاستوں رمرکزی زیر انتظام علاقوں میں پائے جاتے ہیں؟ ( )

(a) انڈمان ونکوبار جزائر (b) مدھیہ پردیش

(c) لکشادویپ (d) اروناچل پردیش

10. آسام کی باراک (Barak) وادی ان میں کس کے لئے مشہور ہے؟ ( )

(a) پٹرولیم پیداوار (b) چائے کی کاشت

(c) بمبو کی صنعت (d) چھوٹے گھروں کی صنعت (Cottage Industry)

11. حسب ذیل میں کون سا ہندوستان کا شمالی بعید مقام ہے؟ ( )

(a) Cape Camorin (b) Indira Col
(c) Guhar Moti (d) Pigmalion point

12. ہندوستان میں کتنے Metropolitan شہر ہیں؟ ( )
(a) 8 (b) 9 (c) 13 (d) 23

13. حسب ذیل میں سے کون سا رکون سے مغربی ساحلی میدان ہے رہیں؟ ( )
(1) Konkan ساحل (2) Kanara ساحل
(3) مالابار ساحل (4) کورامنڈل ساحل
(a) 1 اور 2 (b) 1,2 اور 3 (c) 2,3 اور 4 (d) 1,2,3 اور 4

14. حسب ذیل میں کون سا برفانی تودہ (Glacier) اترا کھنڈ میں واقع ہے؟ ( )
(1) گنگوتری (2) پنڈار (Pindar) (3) ملام درج ذیل Codes میں سے صحیح انتخاب کریں۔
(a) 1 اور 2 (b) 1 اور 3 (c) 2 اور 3 (d) 1,2 اور 3

15. حسب ذیل میں سے کون سے بیانات Nathula گذرگاہ (Pass) کے متعلق صحیح ہے رہیں؟ ( )
(1) یہ سکم اور تبت کو جوڑتی ہے۔
(2) یہ ایک قدیم ریشم کے راستہ (Silk route) کی اہم گذرگاہ ہے۔
(3) یہ دوبارہ سال 2006 میں کھولا گیا۔
درج ذیل Codes میں دیئے گئے میں سے صحیح انتخاب چنیں:
(a) صرف 1 (b) 1 اور 2 (c) 2 اور 3 (d) 1,2 اور 3

16. حسب ذیل میں پہاڑ کی چوٹیوں سے ان کے متعلقہ ریاست کی کون سی جوڑی میل کھاتی ہے؟ ( )
(1) Dodd betta۔تامل ناڈو (2) نندادیوی۔اترا کھنڈ
(3) Anai mudi۔کیرالا (4) Saramati۔ناگالینڈ
(a) 1 اور 2 (b) 2 اور 3 (c) 1,3 اور 4 (d) 1,2,3 اور 4

17. ان میں سے کون سے پہاڑی اسٹیشن (Hill Station) کا نام ہندو دیوی کے نام پر رکھا گیا ہے؟ ( )
(a) Manali (b) Kullu (c) Shimla (d) Saputara

18. سرد صحرا (ریگستان) ذیل کے کن مقامات پر پایا جاتا ہے؟ ( )
(1) لداخ کا علاقہ (2) شمالی ہماچل کا علاقہ
(3) شمالی اترا کھنڈ (4) شمالی سکم
ذیل میں دیئے گئے Codes میں صحیح جواب کا انتخاب کریں:
(a) 1 اور 2 (b) 1,2 اور 3 (c) 2,3 اور 4 (d) 1,2,3 اور 4

19. ہندوستان کے سرد صحراؤں میں سے پانی کے اہم ذرائع کون سے ہیں؟ ( )

(1) برفانی تودے　(2) پگھلی برف
(3) کنویں (Wells)　(4) جھیلیں اور نہریں
حسب ذیل میں دیئے گئے Codes میں سے صحیح کوڈ منتخب کریں۔
(a) 1 اور 2　(b) 2 اور 3　(c) 2,1 اور 3　(d) 3,2,1 اور 4

20. حسب ذیل جزائر میں سے کون سا آتش فشاں مبداء (Origin) سے ہے؟　(　　)
(a) Reunion island　(b) جزیرہ لکشادویپ
(c) انڈمان جزیرہ　(d) نکوبار جزیرہ

21. Laccadiva islands اور Minicoy کو حسب ذیل میں کون الگ کرتا ہے؟　(　　)
(a) 8 Channel　(b) 9 Channel
(c) 13 Channel　(d) ان میں سے کوئی بھی نہیں

22. حسب ذیل میں مرجان (مونگے) کی چٹانوں سے متعلق کون سے بیانات صحیح ہیں؟　(　　)
(1) یہ ماحولیاتی نظام کا ایک اہم حصہ ہیں۔
(2) یہ سمندری (بحری) زندگی کے لئے ایک پناہ گاہ ہے۔
(3) یہ سمندری ساحل کو کٹاؤ (Erosion) سے بچاتا ہے۔
ذیل میں دیئے گئے Codes میں سے صحیح کوڈ منتخب کریں۔
(a) 1 اور 2　(b) 1 اور 3　(c) 2 اور 3　(d) 2,1 اور 3

23. ٹامل ناڈو کے ساحل کو ان میں سے کس نام سے جانا جاتا ہے؟　(　　)
(a) کورامنڈل ساحل　(b) Konkan ساحل
(c) مالابار ساحل　(d) Utkal ساحل

24. حسب ذیل میں ایشیاء کی سب سے بڑی Driven-In Beach کون سی ہے؟　(　　)
(a) Muzhappilangad Beach
(b) Kollam Beach
(c) Marari Beach
(d) Fort Kochi Beach

25. حسب ذیل میں کون سی ندی رندیاں ہندوستان کی مغرب کی جانب بہنے والی ہیں؟　(　　)
(1) مہاندی　(2) کرشنا　(3) نرمدا　(4) کاویری
ذیل میں دیئے گئے Codes میں سے صحیح کوڈ کا انتخاب کریں۔
(a) صرف 3　(b) 1 اور 2　(c) 2,1 اور 3　(d) 3,1 اور 4

تلنگانہ کا جغرافیہ

تلنگانہ ریاست کے جغرافیائی حدود

2 جون، 2014 کو تلنگانہ ریاست ہندوستانی نقشہ پر 29 ویں ریاست کے طور پر ابھری۔ تلنگانہ ریاست بلحاظ رقبہ ہندوستان کی 11 ویں سب سے بڑی ریاست ہے۔ تلنگانہ ریاست کا کُل رقبہ 1,12,077 مربع کیلومیٹر ہے۔ گوداوری اور کرشنا تلنگانہ ریاست سے گزرنے والی دو بڑے دریا ہیں۔ دریائے گوداوری تلنگانہ ریاست کے شمالی علاقے میں جبکہ دریائے کرشنا جنوبی علاقے میں بہتی ہے۔ ان دو بڑے دریاؤں کے علاوہ بھیمہ، ڈِنڈی، منجیرا، مانیر، کنّر سانی اور موسیٰ ندی وغیرہ چھوٹی ندیاں تلنگانہ ریاست میں بہتی ہیں۔ تلنگانہ ریاست میں کوئلہ کے وافر ذخائر موجود ہیں۔ ہندوستان میں موجود کوئلہ ذخائر کا 20% فیصد حصہ تلنگانہ میں موجود ہے۔ تلنگانہ ریاست کرّہ ارض کے "4'51 19 - "10'50 15 شمالی طول البلد اور

"16 '19 81-"8'14 77 مشرقی عرض البلد کے درمیان واقع ہے۔ تلنگانہ ریاست کے شمال اور شمال مغرب میں مہاراشٹرا ریاست، مغرب میں کرناٹک، شمال مشرق میں چھتیس گڑھ اور جنوب مشرق میں آندھرا پردیش ریاستیں واقع ہیں۔ تلنگانہ ریاست میں بارش کا اوسط 906 ملی میٹر ہے جس میں 90 فی صد بارش جنوب مغربی مانسون سے حاصل ہوتی ہے۔ تلنگانہ ریاست سطح مرتفع دکن کے نیم خشک خطّہ پر واقع ہے۔ یہاں کی بیشتر آب وہوا گرم اور خشک ہے۔

نلّا ملا پہاڑیاں: نلّا ملا پہاڑی سلسلہ محبوب نگر، ونپرتی، ناگر کرنول اور جوگولامبا گدوال اضلاع کے علاقوں میں واقع ہے۔ جن میں چنچو نامی قبائیلی طبقے بستے ہیں۔

پاپی کونڈا پہاڑیاں: پاپی کونڈا پہاڑیاں گوداوری ندی کے دونوں جانب نظر آتی ہیں۔ یہ پہاڑیاں محبوب آباد اور کھمم میں پھیلی ہوئی ہیں۔

سہادری پہاڑیاں - - :

سہادری پہاڑیاں کو مختلف اضلاع میں مختلف ناموں سے جانا جاتا ہے۔

پہاڑیاں	اضلاع
نرمل گٹّلو	عادل آباد۔ نرمل
راکھی گٹّلو، جگتیال پہاڑیاں، گولی پہاڑیاں	کریمنگر۔ جگتیال
کندکل گٹّلو، پانڈولو گٹّلو	ورنگل۔ کھمم
سرناپلّی پہاڑیاں	نظام آباد
پاکات پہاڑیاں، گاجو گٹّلو، یلّم پاڈ گٹّلو	کھمم

حیدرآباد اور محبوب نگر اضلاع میں بالا گھاٹ سلسلہ کے مختلف پہاڑ نظر آتے ہیں۔

بالا گھاٹ کے مشرقی جانب قلعہ گولکنڈہ اور حیدرآباد شہر تعمیر کیا گیا۔

محبوب نگر اور نلگنڈہ اضلاع میں پھیلے نلّا ملا پہاڑیاں، امرآباد گُٹلو کے نام سے جانے جاتے ہیں۔

تلنگانہ ریاست میں موجود پہاڑیاں اور انکے علاقائی نام

ضلع	پہاڑیاں
رنگاریڈی۔ وقارآباد	اننت گیری پہاڑیاں، راچہ کونڈہ گٹّلو
حیدرآباد ۔رنگاریڈی	راچہ کونڈہ گُٹّلو
نلگنڈہ	نندا گیری پہاڑیاں
محبوب نگر۔ ناگر کرنول	نلّا ملا پہاڑیاں، امرآباد گُٹلو، شاباد گُٹلو

- اننت گیری پہاڑیاں ضلع وقارآباد میں واقع ہیں۔ موسیٰ ندی کا مبداء انہی پہاڑیوں میں واقع ہے۔ ان پہاڑیوں میں پدمانابھا سوامی کا مندر ہے۔
- تلنگانہ ریاست کا سب سے اونچا پہاڑ دولی گٹّہ (965 میٹر) ضلع جئے شنکر بھوپال پلی اور چھتیس گڑھ ریاست کے سرحد پر واقع ہے۔
- تلنگانہ ریاست میں سب سے وسیع پہاڑیاں نرمل پہاڑیاں ہیں۔
- تلنگانہ ریاست کا ایک اور اونچا پہاڑ لکشمی دیوی پلّی ہے جو کہ سدّی پیٹ ضلع میں واقع ہے۔
- لنگانہ ریاست میں سب سے اونچا آبشار (45 میٹر) کُنتلہ آبشار ہے۔ یہ ضلع نرمل کے کاڈیم ندی پر واقع ہے۔
- قبائیلیوں کے لئے مقدس ارجن لوڈی غاریں کُمرم بھیم آصف آباد ضلع کے تریانی منڈل میں واقع ہے۔
- کُمرم بھیم آصف آباد ضلع میں سپتا گُنڈالا آبشار اور سماتولہ گُنڈم آبشار نامی دو اہم سیاحتی مراکز واقع ہیں۔
- ضلع جئے شنکر بھوپال پلّی کے واجیڈ ومنڈل میں بوگات آبشار بھی سیاحتی مقام کی حیثیت رکھتا ہے۔

سطح مرتفع دکن کی سرزمین:

سطح مرتفع دکن، حیدرآباد۔ ورنگل۔ کھمم کے درمیانی علاقے میں 700 میٹر اونچائی پر واقع ہے۔ اس سرزمین پر کرشنا۔ گوداوری اور اسکی معاون ندیاں بہتی ہیں۔ تلنگانہ میں معیاری کوئلہ کے وافر ذخائر اور سیاہ سیسہ کی دھات دستیاب ہیں۔ تلنگانہ میں عادل آباد، سنگرینی اور کوتّہ گوڑم میں وافر مقدار میں کوئلہ کے ذخائر پائے جاتے ہیں۔ نظام آباد، کھمم، ورنگل اور دیگر علاقوں میں خام لوہا دستیاب ہے۔ عادل آباد ضلع میں مگنیز کے ذخائر موجود ہیں۔ تلنگانہ ریاست کے بیشتر علاقوں میں لال مٹی اور کالی مٹی پر مشتمل سرزمین پائی جاتی ہے۔

- گوداوری ندی Indian Rain ندی کے نام سے بھی جانی جاتی ہے۔

تلنگانہ کا علاقہ سطح مرتفع دکن کی سرزمین پر واقع ہے۔ بلحاظ سطح سمندر کی اونچائی تلنگانہ ریاست کی زمینی سطح کو تین اقسام میں تقسیم

کیا جاسکتا ہے۔

(الف) سطح سمندر سے 600 میٹر اونچائی والا علاقہ

(ب) سطح سمندر سے 300 تا 600 میٹر اونچائی والا علاقہ

(ج) سطح سمندر سے 150 تا 300 میٹر اونچائی والا علاقہ

(الف) سطح سمندر سے 600 میٹر اونچائی والا علاقہ

حیدرآباد، سنگاریڈی، ظہیر آباد، چیوڑلہ اور اسکے اطراف واکناف واقع علاقے سطح سمندر سے 600 میٹر اونچائی پر واقع ہیں۔ اس میں ایک اور چھوٹا ساخطّہ کرشنا ندی کے شمالی حصہ میں واقع ہے۔ جس پر محبوب نگر، جوگولامبا گدوال، ناگر کرنول، ونپرتی اضلاع اور امرآباد کی سرزمین موجود ہے۔ یہ علاقہ زراعت کے لئے نفع بخش نہیں ہے۔

(ب) سطح سمندر سے 300 تا 600 میٹر اونچائی والا علاقہ

تلنگانہ ریاست کا بیشتر علاقہ سطح سمندر سے 300 تا 600 میٹر کی اونچائی پر واقع ہے۔ اس علاقہ میں گرانائیٹ پتھر پائے جاتے ہیں۔ یہ علاقہ تالابوں کی تعمیر اور زراعت کے لئے نہایت سازگار ہے۔

(ج) سطح سمندر سے 150 تا 300 میٹر اونچائی والا علاقہ

اسکا بیشتر علاقہ گوداوری ندی کے دونوں جانب واقع ہے۔ اس علاقہ میں معیاری کوئلہ کے وافر ذخائر موجود ہیں۔ گوداوری ندی کے قریب واقع منچریال، پڈّاپلّی، جئے شنکر بھوپال پلّی اور بھدرادری کوتہ گوڑم اضلاع میں کوئلہ کے ذخائر دستیاب ہیں۔

گوداوری ندی کی معاون ندیاں :- پرانہتا، مانیرو، پین گنگا، واردھا، پالیرو، وائیرا، کِنّرسانی، منجیرا۔

- نظام ساگر پراجکٹ کو منجیرا ندی پر تعمیر کیا گیا۔
- حیدرآباد میں موسیٰ ندی پر عثمان ساگر پراجکٹ تعمیر کیا گیا۔

کرشنا کی معاون ندیاں - :تُنگا بھدرا، موسیٰ، مالا پربھا، گھاٹ پربھا۔

- 1955 میں ضلع نلگنڈہ کے نندی کونڈا میں ناگرجنا ساگر پراجکٹ کے تعمیری کاموں کا آغاز ہوا۔ تعمیری کاموں کی تکمیل کے بعد 1967 میں ناگرجنا ساگر پراجکٹ کا افتتاح عمل میں آیا۔ یہ ایک ملٹی پرپس پراجکٹ ہے جس سے آبپاشی کے لئے پانی کے علاوہ بجلی بھی پیدا کی جاتی ہے۔

تلنگانہ ریاست کے آبی وسائل اور آبپاشی پراجکٹس

عادل آباد	نرمل	نظام آباد
لوئر پین گنگا چنخہ کوراٹہ متاڈی واگو پراجکٹ	گڈینّا۔سُڈّو واگو پراجکٹ سورنہ پراجکٹ سری رام ساگر پراجکٹ (اسٹیج۔I) خانہ پور بیاریج (صدرمیٹ)	علی ساگر پراجکٹ اروگولہ راجارام پراجکٹ رانڈ گو پراجکٹ
کاماریڈی	**سنگاریڈی**	**وقار آباد**
نظام ساگر پراجکٹ کولاس والا پراجکٹ گُجّل۔بی آر پوچارم پراجکٹ	ایم باگاریڈی سنگور پراجکٹ ایم باگاریڈی (کنال ولفٹ ایگریشن)	کوٹے پلّی پراجکٹ
محبوب نگر	**جوگولامبا گدوال**	**ونپرتی**
کوئیل ساگر پراجکٹ اُڈنڈاپور بی۔آر کریوینا بی۔آر راجیو بھیما لفٹ ارگیشن	گٹّو لفٹ ارگیشن اسکیم جواہر نیٹّم پاڈو لفٹ ارگیشن اسکیم تُومّلہ لفٹ ارگیشن اسکیم راجولی بنڈہ ڈائیورشن اسکیم	سرل ساگر ایدولہ بیر
ناگرکرنول	**رنگاریڈی**	**میڈچل۔ملکاجگیری**
پالمورو۔رنگاریڈی پراجکٹ نرلاپور مہاتما گاندھی۔کلواکُرتی لفٹ ارگیشن اسکیم ڈِنڈی لفٹ ارگیشن اسکیم ڈِنڈی پراجکٹ وٹّیم بی۔آر	لکشمی دیوی پلی بی۔آر	شامیرپیٹ تالاب
میدک	**کمرم بھیم آصف آباد**	**منچریال**

ہاتھی گھنپور آنا کٹہ	کُمرم بھیم پیڈّ اواگو پراجکٹ وٹّی واگو پراجکٹ چلاملاواگو پراجکٹ ڈاکٹربی آرامبیڈکر۔ پرانہتہ چیوڑلہ پراجکٹ پیڈّ اواگو پراجکٹ پی پی راؤ پراجکٹ (ایّراواگو)	نیل وائے پراجکٹ چیل ملا واگو پراجکٹ گولّہ واگو پراجکٹ رالی واگو پراجکٹ
پیڈّ اپلی	**کریمنگر**	**سدّی پیٹ**
سریناتھ ساگر یلّم پلّی لفٹ ارگیشن اسکیم سُندلّہ	لوئیر مانیر ڈیم شنی گارم	شنی گارم پراجکٹ ملنّاساگر پراجکٹ تڑکاپلّی تپّارم (بیارج) پامولاپرتی (کونڈاپوچمّا) موہدی مد (ریورس) کڈالیرو (ندی) اننت گیری (بیارج)
راجنّا سرسلّہ	**یادادری بھونگیر**	**نلگنڈہ**
مِڈ مانیر پراجکٹ اپّر مانیر پراجکٹ اننت گیری (بیارج)	گندھوملّا بسواپور آصف نگر پراجکٹ	ناگرجنا ساگر کِشٹارم پلّی ارکاپلّی چِنتاپلّی گوٹّی موکلا ایلمنٹی مادھوریڈی (ایس ایل بی سی) موسیٰ پراجکٹ
سوریہ پیٹ	**کھمم**	**محبوب آباد**
پُلی چنتلہ پراجکٹ	بھکت رام داس لفٹ ارگیشن اسکیم وائیرا پراجکٹ مُنیرو ندی پالیرو ندی	بیّارم تالاب

ورنگل	بھدرادری کوتہ گوڑیم
سری رام ساگر پراجکٹ اسٹیج۔ II پاکھال تالاب	کِنّر سانی ڈیم پیدّ اوا گو پراجٹ سیتارام لفٹ ارگیشن اسکیم تلی پیرو پراجکٹ

جے شنکر بھوپال پلی
کالیشورم انّارم بوگلّا وا گو مُوڈی گڈّا جے۔سی۔آر۔جی پی وی نرسمہاراؤ۔کنتناپلّی (توپاکولہ گوڑیم سوجلہ سرونتی اسکیم) رامپّا لکناورم ملّو رووا گو پالیم وا گو گُنڈلہ وا گو مُوڈ کُنٹہ وا گو پراجکٹ

ہندوستان اور تلنگانہ ریاست کا تقابلی مطالعہ

سلسلہ نشان	عنصر	تلنگانہ ریاست	ہندوستان
1	رقبہ	1,12,077 مربع کیلومیٹر	37,87,263 مربع کیلومیٹر
2	دارلحکومت	حیدرآباد	نئی دہلی
3	آبادی	3,50,03,674	1,21,05,69,573
4	آبادی میں اضافہ کی شرح	13.58%	17.7%
5	کثافت آبادی	312	382

6	جنسی تناسب	988	943
7	دیہی آبادی کا فیصد	61.12%(2,13,95,009)	68.85%
8	شہری آبادی کا فیصد	38.9%(1,36,08,665)	31.15%
9	مرد حضرات کی آبادی	1.76 کروڑ	62.31 کروڑ
10	خواتین کی آبادی	1.73 کروڑ	58.74 کروڑ
11	درج فہرست طبقات کی آبادی	54,08,880(15.44)	20.14 کروڑ (16.6%)
12	درج فہرست قبائیل کی آبادی	31,77,940(9.08%)	10.43 کروڑ (8.6%)
13	خواندگی کا فیصد	66.54%	72.9%
14	مرد حضرات میں خواندگی کا فیصد	75.04%	80.9%
15	خواتین میں خواندگی کا فیصد	57.99%	64.7%
16	بلحاظ خواندگی سرفہرست	حیدرآباد	کیرلہ
17	اقل ترین خواندگی	جوگولامبا گدوال	بہار
18	اقل ترین کثافت آبادی	کمرم بھیم آصف آباد	اروناچل پردیش
19	اعظم ترین کثافت آبادی	حیدرآباد	بہار
20	اعظم ترین جنسی تناسب	نرمل	کیرلہ
21	اقل ترین جنسی تناسب	رنگاریڈی	ہریانہ
22	اطفال کی آبادی	38,99,116	15.88 کروڑ
23	اعظم ترین درج فہرست طبقات کی آبادی	رنگاریڈی	اترپردیش
24	اقل ترین درج فہرست طبقات کی آبادی	کُمرم بھیم آصف آباد	میزورم
25	اعظم ترین درج فہرست قبائیل کی آبادی	بھدرادری کتّہ گوڑم	مدھیہ پردیش
26	اقل ترین درج فہرست قبائیل کی آبادی	جوگولامبا گدوال	سکّم
27	اعظم ترین دیہی آبادی	نلگنڈہ	اُترپردیش

28	اعظم ترین شہری آبادی	حیدرآباد	گواء
29	بلحاظ رقبہ سب سے بڑا ضلع	بھدرادری کتہ گوڑم	کچ۔ گجرات
30	بلحاظ رقبہ سب سے چھوٹا ضلع	حیدرآباد	ماہے۔ پدوچیری
31	بلحاظ آبادی سب سے بڑا ضلع	حیدرآباد	تھانہ۔ مہاراشٹر
32	بلحاظ آبادی سب سے چھوٹا ضلع	کمرم بھیم آصف آباد	دِبنگ ویالی۔ اروناچل پردیش

تلنگانہ ریاست کی اہم تفصیلات

جملہ آبادی - 3,50,03,674	کُل خاندان - 83,03,612
مرد - 1,76,11,633	خواتین - 1,73,92,041
دیہی آبادی - 2,13,95,009	شہری آبادی - 1,36,08,665
درج فہرست طبقات کی آبادی - 54,08,800	درج فہرست قبائیل کی آبادی - 31,77,940
درج فہرست طبقات کا فیصد - 15.45%	درج فہرست قبائیل کا فیصد - 9.08%
اطفال کی کُل آبادی - 38,99,166	❁❁❁

تلنگانہ ریاست میں خواندگی کی تفصیلات

(2011 کی مردم شماری کے مطابق)

کُل خواندگی	2,06,96,778
کُل خواندگی کا فیصد	66.54%
مرد خواندگی	1,17,01,729
مرد خواندگی کا فیصد	75.04%
خواتین خواندگی	89,95,049
خواتین خواندگی کا فیصد	57.99%

اعظم ترین خواندگی والے تین اضلاع

1۔حیدرآباد	83.25%
2۔میڑچل ملکا جگیری	82.48%
3۔رنگاریڈی	71.88%

اقل ترین خواندگی والے تین اضلاع

1۔جوگولامبا گدوال	49.8%
2۔محبوب نگر	52.78%
3۔ونپرتی	55.67%

اعظم ترین مرد خواندگی والے اضلاع

1۔میڑچل ملکا جگیری	87.43%
2۔حیدرآباد	86.99%
3۔ہنمکنڈہ (ورنگل اربن)	84.44%
4۔رنگاریڈی	78.87%

اقل ترین مرد خواندگی والے اضلاع

1۔جوگولامبا گدوال	60%
2۔جگتیال	63%
3۔ناگرکرنول	64%
4۔کمرم بھیم آصف آباد	65.99%

اعظم ترین خواتین خواندگی والے اضلاع

1۔حیدرآباد	79.35%
2۔رنگاریڈی	78.87%
3۔میڑچل ملکا جگیری	77.31%

اقل ترین خواتین خواندگی والے اضلاع

1۔جوگولامبا گدوال	39.48%
2۔ناگرکرنول	43.64%
3۔میدک	45.15%
4۔ونپرتی	45.25%

بلحاظ رقبہ سب سے بڑے تین اضلاع

1۔بھدرادری کتہ گوڑم	7,483 مربع کیلومیٹر
2۔نلگنڈہ	7,122 مربع کیلومیٹر
3۔ناگرکرنول	6,924 مربع کیلومیٹر

بلحاظ رقبہ سب سے چھوٹے چار اضلاع

1۔حیدرآباد	217 مربع کیلومیٹر
2۔میڑچل ملکاجگیری	1,084 مربع کیلومیٹر
3۔ہنمکنڈہ (ورنگل اربن)	1,309 مربع کیلومیٹر
4۔کریمنگر	2,128 مربع کیلومیٹر

- سب سے زیادہ منڈل والا ضلع (رنگاریڈی۔ 27 منڈل)
- سب سے زیادہ گاؤں والا ضلع (رنگاریڈی۔ 604 گاؤں)

سب سے زیادہ آبادی والے چار بڑے اضلاع

(آبادی لاکھ میں)

1۔حیدرآباد	39.43
2۔رنگاریڈی	24.46
3۔میڑچل ملکاجگیری	24.40
4۔نلگنڈہ	16.18

اعظم ترین کثافتِ آبادی والے چار اضلاع

1۔حیدرآباد	18,171 فی مربع کیلومیٹر
2۔میڑچل ملکاجگیری	2,251 فی مربع کیلومیٹر
3۔ ہمنکنڈہ (ورنگل اربن)	826 فی مربع کیلومیٹر
4۔رنگاریڈی	486 فی مربع کیلومیٹر

اقل ترین کثافت آبادی والے اضلاع

1۔ کمرم بھیم آصف آباد	106 فی مربع کیلومیٹر
2۔ جئے شنکر بھوپال پلّی	115 فی مربع کیلومیٹر
3۔ عادل آباد	171 فی مربع کیلومیٹر

تلنگانہ ریاست میں مویشیوں کی تفصیلات

بھینس	48,80,29
بیل	41,60,419
بھیڑ	1,28,35,761
بکریاں	45,75,695
دیگر	6,20,723
کُل	2,70,72,891

تلنگانہ ریاست کی بنیادی سہولیات

ذاتی بیت الخلاء والے مکان	16,63,839
الکٹرسٹی کنکشن والے مکان	95,04,305
زرعی الکٹرسٹی کنکشنس	20,80,706
پرائیمری اسکولس	21,948
اپّر پرائمیری اسکولس	7,189
ہائی اسکولس	11,333
کالجس	4,655
پرائمیری ہلتھ سنٹرس	683
پرائمیری ہلتھ ذیلی مراکز	4,797
ٹپّہ خانے	5,835
ٹیلی فون کنکشنس	5,10,070
بینکس شاخیں	5,332
تلنگانہ روڈ ٹرانسپورٹ کی بسیں	10,482

تلنگانہ ریاست کی بنیادی سہولیات

تلنگانہ میں کانکریٹ سڑکوں کا طول	16,343 کیلومیٹر
مٹی کی سڑکوں کا طول	18,235 کیلومیٹر
بی سی ویلفر ہاسٹلس	700
ایس سی ویلفر ہاسٹلس	875
ایس ٹی ویلفر ہاسٹلس	472
اقلیتی اقامتی تعلیمی ادارے	204
آنگن واڑی مراکز	35,700
سیلف ہلپ گروپس	4,26,705

تلنگانہ کی آبادی

سال	آبادی
1961	1,27,11,785
1971	1,58,17,895
1981	2,01,81,085
1991	2,60,89,074
2001	3,09,87,271
2011	3,50,03,674

- 2001 کی مُردم شماری کے مطابق تلنگانہ میں شہری آبادی کا فیصد ۔ 31.79%
- 2011 کی مُردم شماری کے مطابق تلنگانہ میں شہری آبادی کا فیصد ۔ 38.9%

تلنگانہ ریاست کے سابقہ اضلاع جنہیں تقسیم کرتے ہوئے نئے اضلاع کی تشکیل کی عمل میں آئی

سلسلہ نشان	سابقہ ضلع	نئے اضلاع کے نام
1	حیدرآباد	0
2	عادل آباد	کُمرم بھیم آصف آباد، منچر یال، نرمل، عادل آباد
3	کریم نگر	راجنّا سرسلہ، پیدّ اپلّی، جگتیال،
4	کھمم	بھدرادری کوتّہ گوڑم. کھمم

5	میدک	سنگاریڈی، سدّی پیٹ، میدک
6	نلگنڈہ	سوریہ پیٹ، یادادری بھونگیر، نلگنڈہ
7	محبوب نگر	جوگولامبا گدوال، ناگرکرنول، ونپرتی، نارائین پیٹ، محبوب نگر
8	رنگاریڈی	میڑچل ملکاجگیری، وقارآباد، رنگاریڈی
9	ورنگل	ورنگل (رورل)، ہنمکنڈہ (ورنگل اربن)، جئےشنکر بھوپال پلّی، جنگاؤں، محبوب آباد، مُلگ
10	نظام آباد	کاماریڈی/نظام آباد

تلنگانہ ریاست کے 33 اضلاع کی اہم تفصیلات پر ایک نظر

سلسلہ نشان	ضلع کا نام	رقبہ	منڈل	شہر	گاؤں	آبادی (لاکھ میں)	کثافت آبادی	خواندگی کا فیصد
1	حیدرآباد	217	16	1	67	39.43	18,171	83.25
2	عادل آباد	4,153	18	1	508	7.09	171	63.46
3	بھدرادری کوتہ گوڑم	7,483	23	4	377	10.69	143	66.40
4	جگتیال	2,419	18	3	287	9.85	407	60.26
5	جنگاؤں	2,188	13	1	191	5.66	259	61.44
6	جئےشنکر بھوپال پلّی	6,175	11	1	559	7.11	115	60.33
7	جوگولامبا گدوال	2,928	12	2	199	6.10	208	49.87
8	کاماریڈی	3,652	22	1	478	9.73	266	56.51
9	کریم نگر	2,128	16	3	210	10.06	473	69.16
10	کھمم	4,361	21	3	379	14.02	321	65.95
11	کُمرم بھیم آصف آباد	4,878	15	1	431	5.16	106	56.72
12	محبوب آباد	2,877	16	1	285	7.75	269	57.13
13	محبوب نگر	5,285	26	3	545	14.87	281	56.78
14	منچریال	4,016	18	3	382	8.07	201	64.35
15	میدک	2,786	20	1	381	7.67	275	56.12

16	میڑچل ملکاجگیری	1,084	14	3	163	24.40	2,251	82.48
17	ناگرکرنول	6,924	20	4	349	8.62	124	54.38
18	نلگنڈہ	7,122	31	3	565	16.18	227	63.75
19	نرمل	3,845	19	2	420	7.09	185	57.77
20	نظام آباد	4,288	27	3	443	15.71	366	64.25
21	پدّاپلّی	2,236	14	2	215	7.95	356	65.52
22	راجنّاسرسلّہ	2,019	13	2	171	5.52	273	62.71
23	رنگاریڈی	5,031	27	7	604	24.46	486	71.88
24	سنگاریڈی	4,403	26	4	601	15.28	347	64.08
25	سدّی پیٹ	3,632	22	4	397	10.12	279	61.61
26	سوریہ پیٹ	3,607	23	3	279	11.00	305	64.11
27	وقارآباد	3,386	18	2	501	9.27	274	57.91
28	وینپرتی	2,152	14	1	223	5.78	268	55.67
29	ورنگل (رورل)	2,175	15	2	225	7.19	330	61.26
30	ہنمکنڈہ (اربن)	1,309	11	1	124	10.81	826	76.17
31	یادادری بھونگیر	3,092	16	1	300	7.39	239	65.53
32	مُلگ	3,881	9	1	174	38.81	170	79.17
33	نارائین پیٹ	2336	11	3	280	41.75	243	49.3

تلنگانہ ریاست کے 33 اضلاع کی اہم خصوصیات وتفصیلات

1۔ ضلع عادل آباد

- ضلع عادل آباد قبائیلی تہذیب وثقافت اور قدرتی مناظر کی خوبصورتی کے لئے بے حد مشہور ہے۔
- شہنشاہ عادل شاہ کے نام پر اس ضلع کا نام عادل آباد سے موسوم ہوا۔ عادل آباد کو " **ایدولہ پورم** " بھی کہا جاتا ہے۔
- یہاں کپاس کی پیداوار کثرت سے کی جاتی ہے۔
- عادل آباد میں ستنال پراجکٹ اور متاّڈی واگو پراجکٹ موجود ہیں۔ ضلع میں کاٹن اسپننگ مِل بھی قائم ہے۔
- بود حلقہ میں پوچرلہ، گائتری اور کنکائی آبشار سیاحتی علاقوں کے طور پر مشہور ہیں۔
- اندراویلّی منڈل کے کیسلہ پور میں واقع مندر قبائیلی افراد کے لئے عقیدت کا حامل ہے۔
- قومی شاہراہ NH44 یہاں سے گذرتی ہے۔

ضلع کی درجہ بندی

کُل منڈل ۔ 18 گاؤں ۔ 504

ا۔ ریونیوڈیویژنس 2: (عادل آباد، اوٹنور)

معدنیات : میگنیشیم، چونے کا پتھر

پراجکٹس : مُتڈّی واگو، ستنالہ، کوراٹہ۔ چنقہ بیاریج

2۔ ضلع کُمرم بھیم آصف آباد

- جل، جنگل، زمین کا نعرہ لگاتے ہوئے شاہی حکومت کے خلاف لڑائی لڑنے والے قبائیلی کُمرم بھیم اور جوڑے گھاٹ کا تعلق اسی ضلع سے ہے۔
- موجودہ ضلع مرکز آصف آباد گذرے دنوں گونڈوں کا دارالحکومت ہوا کرتا تھا۔
- جئے نور میں مارلاوائی اور ہائیمن ڈارف میاں بیوی کا یادگار، سپتا گونڈالوآبشار، سموتولہ گونڈم آبشار یہاں کے اہم سیاحتی مراکز ہیں۔
- ضلع میں کُمرم بھیم پراجکٹ، مٹّی واگو پراجکٹ، جگناتھ پور پراجکٹ، تمّی ڈی ہٹّی پراجکٹ اور پرانہتہ ندی موجود ہیں۔
- کیرامیری منڈل میں واقع جنگو بائی دیوتا شنکرلوڈّی اور تریانی منڈل میں واقع ارجن کے غار قبائیلیوں کے مقدس مقامات ہیں
- وانکڑی میں کا کتیہ دور کا شیومندر بھی یہاں کا اہم مقدس مقام ہے۔
- سنگرینی کوئلہ کے ذخائر، کاغذنگر پیپر مِل، آصف آباد جننگ مِل ضلع میں واقع ہیں۔

ضلع کی درجہ بندی کُل منڈل ۔ 15

ا۔ریونیوڈیوژنس 2:(آصف آباد کاغذنگر)

3۔ضلع منچریال

- ضلع منچریال سے گوداوری اور پرانہیتہ ندیاں بہتی ہیں۔
- سیمنٹ کمپنیاں اس ضلع کی اہم صنعتیں ہیں۔
- جئے پورمنڈل میں واقع 1,200 میگاواٹ برقی پراجکٹ،تلنگانہ کی برقی پیداوار کااہم مرکز ہے۔
- گوداوری ندی پرواقع ایلہ پلی (شری پدساگر) آبی ذخیرہ سے حیدرآباد کے علاوہ کئی علاقوں کو پانی سربراہ ہوتا ہے۔

ضلع کی درجہ بندی

کُل منڈل۔ 18

ا۔ریونیوڈیوژنس 2:(منچریال،بیلم پلی)

4۔ضلع نرمل

- پینٹنگ اورلکڑی کے کھلونوں کے لئے عالمی سطح پرمشہور یہ ضلع نظام دورحکومت میں ہتھیاروں کی تیاری کا مرکز ہوا کرتا تھا۔
- نرمل ضلع کے باسرامیں سرسوتی دیوی کامندرواقع ہے۔
- ضلع کے مشرق میں جنگلاتی علاقہ،مغرب میں باسرا،شمال میں سیہادری پہاڑ اورجنوب میں گوداوری ندی واقع ہے۔
- نرمل ضلع میں باسرا،پاپیشورا،ادیلی مہاپوچمامندراورسورنا،گڈینوواگو،کاڈیم ذخیرہ آب اورنردمیٹ بیارج واقع ہیں۔
- قومی شاہراہیں NH-44 ناگپور۔حیدرآباد اور NH-61 نظام آباد۔جگدلپورنرمل ضلع سے گذرتی ہیں۔

ضلع کی درجہ بندی

کُل منڈل۔ 19

ا۔ریونیوڈیوژنس 2:(نرمل،بھینسہ)

5۔ضلع نظام آباد

- ضلع میں سری رام ساگرآبپاشی پراجکٹ واقع ہے۔
- ہزاروں افرادکوروزگارفراہم کرنے والی نظام شوگرفیکٹری اورسارنگپور کوآپریٹیوشوگرفیکٹری جوکہ فی الحال بندہیں اسی ضلع میں ہیں۔
- برٹش دورمیں قائم کسان وگیان کیندراسی ضلع کے رُدرُرمیں قائم ہے۔
- بڑاپہاڑ،قلعہ جیل،پیرنابلی گڈی،سارنگپور،ہنومان مندر،ڈچ پلی قلعہ،رام مندر،دیول مجید،کنداکُرتی تروینی سنگم ضلع میں واقع ہیں۔
- رانڈگوذخیرہ آب،گُتی لفٹ آبپاشی اسکیم،علی ساگر،اشوک ساگر،جانکام پیٹ،اشٹامکھی کونیرو،بودھن اوربھیمنی گُنگالوضلع میں واقع

ہیں۔

- نظام آباد، اِندور کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔
- ریاست کی سب سے بڑی شکر کی صنعت ضلع میں قائم ہے۔

ضلع کی درجہ بندی

کُل منڈل ۔ 21

ا۔ریونیوڈیویژنس 2 : (نظام آباد، آرمور)

6۔ضلع جگتیال

- جگدیو نامی دیوتا کے نام پر اسکا نام جگتیال سے موسوم ہوا۔
- ضلع کے ابراہیم پٹنم، ملّاپور، رائیکل، سارنگپور، دھرماپوری اور ویلگاٹور منڈلوں سے گوداوری ندی بہتی ہے۔
- ضلع کے پولاس میں واقع زرعی تحقیقی مرکز سے شمالی تلنگانہ کے اضلاع مستفید ہوتے ہیں۔
- ضلع میں پولاس زرعی تحقیقی مرکز اور مُتیم پیٹ میں شکر کی فیکٹری موجود ہے۔
- ضلع کی خاص بات یہ ہے کہ یہاں خواتین کی تعداد مرد افراد سے زائد ہے۔

(مرد افراد کے مقابل زائد خواتین آبادی والے اضلاع 1۔نظام آباد 2۔جگتیال 3۔جئے شنکر بھوپال پلّی)

- دھرماپوری نرسمہا سوامی مندر اور کونڈا گٹّو انجنیا سوامی مندر کو ضلع کے اہم مندروں میں شمار کیا جاتا ہے۔

ضلع کی درجہ بندی

کُل منڈل ۔ 18

کُل گاؤں ۔ 287

ا۔ریونیوڈیویژنس 2: جگتیال، میٹ پلّی)

7۔ضلع پدّاپلّی

- نظام دورِ حکومت میں یہ ایک علاقائی صوبہ ہوا کرتا تھا۔
- فی الحال یہ ضلع متعدد ریاستی اور مرکزی اداروں کے لئے اہمیت کا حامل ہے۔
- ضلع کے ہر منڈل کو سری رام ساگر کنال کے ذریعہ گوداوری کا پانی سربراہ کیا جاتا ہے۔
- یہ ضلع حیدرآباد۔دہلی ریلوے لائین کے درمیان ایک اہم جنکشن کی حیثیت رکھتا ہے۔
- ایلم پلّی، ایلمڈ گو، آبی ذخائر، راماگیری قلعہ، سبیتم آبشار ضلع کے اہم سیاحتی علاقے ہیں۔
- این ٹی پی سی، سنگرینی کوئلہ کے کان، کیشورام سمینٹ اور جینکو برقی پیداواری ادارہ ضلع کے اہم مراکز ہیں۔

ضلع کی درجہ بندی

کُل منڈل۔ 14

کُل گاؤں ۔ 215

ا۔ ریونیوڈیوژنس 2 (پدا پلی ، منتھنی)

8۔ ضلع جئے شنکر بھوپال پلی

- تلنگانہ ریاست کے نظریہ ساز پروفیسر جئے شنکر کے نام سے یہ ضلع موسوم کیا گیا ہے۔
- ضلع میں کالیشورم موڈی گڈّا پراجکٹ تعمیر کیا گیا ہے۔
- ریاست میں سب سے زیادہ جنگلاتی علاقہ اسی ضلع میں واقع ہے۔
- ضلع میں رامپّا مندر اور مکتیشوراسوامی مندر واقع ہیں۔
- گھنپور کا کوٹا گلو مندر، ریگونڈا کا پانڈولوگٹہ، کٹونچہ نرسمہا سوامی مندر ضلع کے اہم سیاحتی مقامات ہیں۔
- ضلع میں کالیشورم پراجکٹ، موڈی گڈّا، دیوادُولہ، گنا سمندرم تالاب موجود ہیں۔

ضلع کی درجہ بندی

کُل منڈل۔ 11

ا۔ ریونیوڈیوژنس 1: (بھوپال پلی)

9۔ ضلع بھدرادری کوتہ گوڑیم

- بھدرادری رامیّہ کے نام سے مشہور ضلع بھدراچلم تلنگانہ ریاست کا ایک اہم علاقہ ہے۔
- سنگرینی ادارہ کا صدر دفتر اسی ضلع میں واقع ہے۔
- کے۔ٹی۔پی۔ ایس، جینکو برقی پلانٹس اور متعدد مرکزی حکومت کے ادارے اور صنعتیں کوتہ گوڑیم میں واقع ہیں۔
- بھدرادری کوتہ گوڑیم ضلع میں نیشنل منیرئیل ڈیولپمنٹ کارپوریشن (NMDC)، خام لوہے کی صفائی کا مرکز، منگور میں بھاری آبی پلانٹ، سارا پاک میں آئی ٹی سی کاغذ کی صنعت واقع ہیں۔
- منگور، ایلندو، ٹیکولا پلّی اور کویا گوڑیم میں سنگرینی کوئلہ کے کان موجود ہیں۔
- مستقبل میں یہاں کوتہ گوڑیم ایئر پورٹ اور منگور میں بھدرادری برقی پیداوار پراجکٹ کے قیام کا منصوبہ ہے۔
- ضلع میں بوگوت آبشار پایا جاتا ہے۔
- ضلع میں تالی پیرو، پیدّ اواگو، موکا ما میڈی، کینّر سانی، پالیم واگو پراجکٹس واقع ہیں۔
- کینّر سانی، سیتارام ساگر لفٹ ایگریشن اسکیم، تالی پیرو، پدّ اواگو اور سنگا بھوپالیم ضلع کے اہم آبی پراجکٹس ہیں۔

- N.H.30 وجئے واڑہ۔جگدلپور (قدیم نام N.H.221) اس ضلع سے گذرتی ہے۔

ضلع کی درجہ بندی

کُل منڈل - 23

ا۔ریونیوڈیوژنس 2: (بھدراچلم ، کوتہ گوڑیم)

10۔ضلع محبوب آباد

- محبوب آباد کو مانو کوٹہ کے نام سے بھی بلایا جاتا ہے۔
- ضلع کے بیّارم میں لوہے کے وافر ذخائر موجود ہیں۔
- ضلع میں پوروی ویرا بھدرا سوامی کا مندر مشہور ہے۔
- کئی دہائیوں سے ضلع کے گارلا نامی علاقے میں دسہرہ کے دن قومی ترنگا لہرایا جاتا ہے۔
- محبوب آباد، کوروی اور مری پڑا سے N.H.365 قومی شاہراہ گذرتی ہے۔
- بی این گُٹّہ، بیّارم پیڈّا چیروُاور کنبال چیروُ ضلع کے اہم آبی وسائل ہیں۔

ضلع کی درجہ بندی

کُل منڈل - 16

ا۔ریونیوڈیوژنس 2(: محبوب آباد ،توڑور)

11۔ضلع ورنگل (ورنگل دیہی)

- ورنگل پر کاکتیہ سلطنت نے حکمرانی کی تھی۔
- نرسم پیٹ ، چاول کی ملوں اور گیسگونڈا، سلک کی صنعت کے لئے کافی مشہور ہیں۔
- ضلع ورنگل میں پاکھال تالاب، شیو کا مندر، آئینول مندر اور گنگا دیوی پلی کے منادر واقع ہیں۔
- قومی شاہرا ہیں NH-163 حیدرآباد۔بھوپال پٹنم اور NH-365 سیرونچہ۔رینی گونٹہ ضلع سے گذرتی ہیں۔
- براعظم ایشیاء کی سب سے بڑی زرعی مارکٹ (اینما مولہ مارکٹ) اسی ضلع میں واقع ہے۔

ضلع کی درجہ بندی

کُل منڈل 15

ا۔ریونیوڈیوژنس 2: (ورنگل ،نرسم پیٹ)

12۔ضلع ہنمکنڈہ (ورنگل شہری)

- 12 جولائی 2021 کو ضلع ورنگل (شہری) کو ضلع ہنمکنڈہ کے نام سے موسوم کیا گیا۔
- ہزار ستون مندر (ردویشورا مندر) ضلع کا اہم سیاحتی مرکز ہے۔

- ضلع میں قلعہ ورنگل اور پدما کشی مندر ہیں جسے کاکتیہ سلطنت کے پولاراجو دوم نے تعمیر کروایا تھا۔
- بھدراکالی مندر، ایکاشیلا پہاڑ، قاضی پیٹ درگاہ (حضرت افضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ) اور فاطمہ نگر چرچ ضلع کے اہم مراکز ہیں۔
- ضلع میں کالوجی نارائینہ ہیلتھ یونیورسٹی، کاکتیہ یونیورسٹی اور نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی جیسے معروف تعلیمی ادارے ہیں۔

ضلع کی درجہ بندی

کُل منڈل 12

I ا۔ریونیوڈیوژنس 2: (ہنمکنڈہ، پرکال)

13۔ضلع یدادری بھونگیر

- یدادری بھونگیر ضلع، سابق میں ضلع نلگنڈہ کا حصّہ تھا۔
- مشہور مندر یادگیری گٹہ کے نام سے یدادری نام رکھا گیا ہے۔
- ضلع کے یادگیری گٹہ میں واقع نرسمہا سوامی کا مندر ریاست بھر میں مشہور ہے۔
- آچاریہ دنو بھاوے نے بھودان تحریک اس ضلع کے ایک علاقہ پوچم پلی میں شروع کی تھی۔
- یہاں کے پوچم پلّی ہینڈلوم (اِکّت ساڑیاں) عالمی شہرت کی حامل ہیں۔
- ضلع یدادری بھونگیر میں بھونگیر کا تاریخی قلعہ واقع ہے، جسے چالوکیہ حکمرانوں نے تعمیر کیا تھا۔
- ضلع کے کولن پاکا میں جین مت مذہب کا دوہزار سالہ قدیم مندر واقع ہے۔
- ضلع میں گندھوملّا، بسواپور اور آصف نگر پراجکٹس واقع ہیں۔

ضلع کی درجہ بندی

کُل منڈل 16

ا۔ریونیوڈیوژنس 2: (بھونگیر، چوٹ اپّل)

14۔ضلع ونپرتی

- ضلع ونپرتی سابق میں ضلع محبوب نگر کا حصّہ تھا۔
- رنگاسمُدرم، پانگل قلعہ، قلعہ گھنپور، چندرگڑھ کوٹہ اور ونپرتی پیالس ضلع کے اہم سیاحتی مقامات ہیں۔
- ضلع میں سرل ساگر اور رایدولہ بیرآبی پراجکٹ ہیں۔

ضلع کی درجہ بندی

کُل منڈل 14

ا۔ریونیوڈیوژنس 1: (ونپرتی)

15۔ ضلع نارائین پیٹ

- ضلع محبوب نگر کو تقسیم کرتے ہوئے نارائین پیٹ کو ضلع کا درجہ دیا گیا۔
- دریائے کرشنا اسی ضلع کے ذریعہ ریاست تلنگانہ میں داخل ہوتی ہے۔
- نارائین پیٹ ضلع کو کاٹن اور سلک ساڑیوں کے لئے شہرت حاصل ہے۔
- کہا جاتا ہے کہ کوہی نور بشمول گولکنڈہ کے قیمتی ہیرے یہیں سے برآمد ہوئے۔

ضلع کی درجہ بندی

کل منڈل 11

ا۔ ریونیوڈیوژنس 1: نارائین پیٹ

16۔ ضلع وقارآباد

- وقارآباد کو ضلع رنگاریڈی سے علیحدہ کرتے ہوئے ضلع کا درجہ دیا گیا۔
- یہاں کے علاقائی حکمراں نواب وقارالدین کے نام پر ضلع کو وقارآباد کے نام سے موسوم کیا گیا۔
- وقارآباد میں اننت گیری پہاڑیاں اہم سیاحتی علاقہ ہے، جوکہ تلنگانہ کے اوٹی کے نام سے مشہور ہے۔
- موسی ندی کا مبداء اننت گیری پہاڑیوں میں واقع ہے۔
- یہاں واقع کوٹے پلی آبی پراجکٹ بھی اہم سیاحتی مرکز ہے۔

ضلع کی درجہ بندی

کُل منڈل 18

ا۔ ریونیوڈیوژنس 2 : (وقارآباد، تانڈور)

17۔ ضلع سوریہ پیٹ

- ضلع نلگنڈہ کو تقسیم کرتے ہوئے سوریہ پیٹ ضلع تشکیل دیا گیا۔
- مورخین کے مطابق تلنگانہ علاقہ میں سورج کی کرنیں سب سے پہلے اسی علاقہ پر پڑتی ہیں، اس لئے اسے سوریہ پیٹ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔
- نظام دور حکومت میں سوریہ پیٹ، تلنگانہ علاقہ میں داخل ہونے کا اہم راستہ ہوا کرتا تھا۔ اس لئے اسے گیٹ وے آف تلنگانہ کے نام سے بھی بلایا جاتا ہے۔
- سوریہ پیٹ ضلع سیمنٹ کی تیاری کا اہم مرکز ہے۔
- سوریہ پیٹ کے علاقے پھنی گیری میں تاریخی بدھ مت کا مرکز واقع ہے۔

❁ ضلع میں پلی چنٹلہ پراجکٹ واقع ہے۔

ضلع کی درجہ بندی

کُل منڈل 23

ا۔ ریونیوڈیوژن (2)　　(کوداڑ، سوریہ پیٹ)

18۔ ضلع سدی پیٹ

❁ سابق میں سدی پیٹ، ضلع میدک کا حصہ تھا۔

❁ ضلع کے گجویل میں ریاست کا پہلا ایجوکیشنل ہب تعمیر کیا گیا ہے۔

❁ تلنگانہ ریاست کے پہلے وزیر اعلیٰ کے۔ چندرا شیکھر راؤ کا آبائی گاؤں (چنتاڈکا) اسی ضلع میں واقع ہے۔

❁ شنی گارم پراجکٹ، ملنا ساگر پراجکٹ، تڑ کاپلی، تپّارم (بیارج)، پامولا پرتی (کونڈا پوچما)، موہدی مد (ریورس) کڈالیرو (ندی) اورانت گیری (بیارج) ضلع کے اہم آبی وسائل ہیں۔

ضلع کی درجہ بندی

کُل منڈل 22

ا۔ ریونیوڈیوژنس 3: (سدی پیٹ، گجویل، حسنا آباد)

19۔ ضلع سنگاریڈی

❁ سنگاریڈی، سابق میں ضلع میدک کا حصہ تھا۔

❁ نظام دور حکومت میں میدک پر حکمرانی کرنے والی رانی شنکرامبھا کے فرزند " سنگا " کے نام پر اس علاقے کو سنگاریڈی پیٹ کے نام سے موسوم کیا گیا جو کہ رفتہ رفتہ سنگاریڈی کہلانے گا۔

❁ سنگاریڈی ضلع میں اندول قلعہ، منی تاج محل، جاڈی ملکاپور آبشار، کونڈاپور آثار قدیمہ میوزیم اور ملک کا سب سے پہلا جیل میوزیم یہاں کے اہم سیاحتی مقامات ہیں۔

❁ ضلع کے ایڈ انور میں زمانہ قدیم والے انسانی غار کی لکیروں سے بنائی گئی تصاویر بھی پائی جاتی ہیں۔

❁ ضلع میں موجود بزرگ صوفی چنتل درگاہ بھی مقبول ہے۔

❁ ضلع کے کندی میں حیدرآباد آئی آئی ٹی واقع ہے۔

❁ ضلع میں سنگور آبی پراجکٹ اور محبوب ساگر آبی پراجکٹ موجود ہیں۔

ضلع کی درجہ بندی

کُل منڈل 26

ا۔ ریونیوڈیوژنس 3: (سنگاریڈی، ظہیر آباد، نارائین کھیڑ)

20-ضلع رنگاریڈی

- ضلع رنگاریڈی کو سابق نائب وزیر اعلی آندھرا پردیش کے۔وی رنگاریڈی کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔
- ضلع میں مُرگاوانی نیشنل پارک، راموجی فلم سٹی، رنگاپورا بز رویزی، چلکور بالاجی ٹیمپل اور سنگھی ٹیمپل واقع ہیں۔
- رنگاریڈی ضلع کے شمشا آباد میں بین الاقوامی شہرت یافتہ راجیو گاندھی انٹرنیشنل ائیر پورٹ واقع ہے۔
- ریاست کی پہلی سائینس سٹی کو ضلع رنگاریڈی میں قائم کیا گیا۔
- ضلع رنگاریڈی کے اینمول ناروا میں بزرگ صوفی حضرت جہانگیر پیر رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ واقع ہے۔جسے جہانگیر پیر درگاہ یا جے پی درگاہ کے نام سے بھی بلایا جاتا ہے۔
- تلنگانہ حکومت نے جہانگیر پیر درگاہ میں ترقیاتی اور تعمیراتی کاموں کے لئے 50 لاکھ روپئے کی رقم منظور کی ہے۔

ضلع کی درجہ بندی

کُل منڈل 27

ا۔ریونیوڈیوژنس 5:(چیوڑلہ راجیندر نگر، کندکور، ابراہیم پٹنم شادنگر)

21-ضلع راجنا سرسلہ

- سرسلہ سابق میں ضلع کریمنگر کا حصہ تھا۔
- 750 عیسوی تا 973 عیسوی کے درمیان حکمرانی کرنے والے ویملواڑہ چالوکیہ کے دور میں یہ علاقہ" سری شالہ "کے نام سے مشہور تھا۔جو کہ رفتہ رفتہ سرسلہ کہلانے لگا۔
- اضلاع کی تشکیل جدید کے موقع پر ویملواڑہ میں واقع راجہ راجیشور سوامی مندر کی نسبت سے اسے راجنا سرسلہ کے نام سے موسوم کیا گیا۔
- ضلع کے ویملواڑہ میں واقع راجہ راجیشور سوامی مندر، دکشن کاشی کی حیثیت سے مشہور ہے۔
- سرسلہ، ٹکسٹائیل اور بُنکری کی صنعت کے لئے بے حد مقبول ہے۔
- سرسلہ کو ٹکسٹائیل ٹاؤن آف تلنگانہ کے نام سے بلایا جاتا ہے۔
- گوداوری ندی کی معاون ندی مانیر و اسی ضلع سے گذرتی ہے۔
- ضلع میں واقع میڈ مانیر اور اپّر مانیر ڈیمس اہم آبی وسائل ہیں۔

ضلع کی درجہ بندی

کُل منڈل 13

ریونیوڈیوژن 1: سرسلہ

22۔ ضلع نلگنڈہ

- نلگنڈہ کا نام دو تلگو الفاظ نلّہ اور کونڈہ سے اخذ کیا گیا ہے، نلّہ کے معنی کالا اور کونڈہ کے معنی پہاڑ کے ہیں۔
- ضلع میں ناگرجنا ساگر آبی پراجکٹ تعمیر کیا گیا۔
- ضلع میں بدھا ونم اور آثار قدیمہ کا میوزیم واقع ہے۔
- کرشنا، موسی، آلیرو، پڈّ اوا گو، ڈنڈی، ہالیہ اور پالم ندیاں ضلع سے بہتی ہیں۔
- نلگنڈہ ضلع کے بیشتر علاقوں میں فلورائیڈ آلودہ پانی پایا جاتا ہے۔
- ضلع میں مہاتما گاندھی یونیورسٹی واقع ہے۔

ضلع کی درجہ بندی

کُل منڈل 21

ا۔ ریونیو ڈیوژنس 2 (: نلگنڈہ، مریال گوڑہ)

23۔ ضلع ناگرکرنول

- ضلع ناگرکرنول میں نلّا ملا جنگلات پائے جاتے ہیں۔
- امرآباد ٹائیگر ریزرو (سابقہ سری سیلم ٹائیگر ریزرو) ضلع ناگرکرنول میں واقع ہے۔
- امرآباد ٹائیگر ریزرو فارسٹ ملک بھر میں سب سے بڑا ٹائیگر ریزرو فارسٹ ہے۔
- سات دریاؤں کا سنگم (سپتا ندولہ سنگمم) ضلع ناگرکرنول میں واقع ہے۔
- ضلع کا ملّیلا تیرتھم آبشار بھی سیاحتی مرکز کی حیثیت رکھتا ہے۔

ضلع کی درجہ بندی

کُل منڈل 20

ا۔ ریونیو ڈیوژنس 3: (ناگرکرنول کلواکُرتی اچم پیٹ)

24۔ ضلع میڑچل ملکاجگیری

- سابق میں میڑچل ملکاجگیری، رنگاریڈی ضلع کا حصہ تھا۔
- ضلع میں اُپل کرکٹ اسٹیڈیم، شامیرپیٹ ڈیر پارک، آنند بدھ وہار، راشٹرپتی نلیم اور مولا علی پہاڑ واقع ہیں۔
- یہ ضلع انڈسٹرئیل کاریڈار کے طور پر مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔

ضلع کی درجہ بندی **کُل منڈل 13**

ا۔ ریونیو ڈیوژنس 2: (ملکاجگیری، کیسرا)

25۔ ضلع میدک

- ضلع میدک سابق میں "سدّ اپور میدک" کے نام سے مشہور تھا۔
- ضلع میدک میں " میکو دُرگم قلعہ" واقع ہے۔
- ضلع میں واقع جین مندر اور میدک چرچ تاریخی اہمیت کے حامل ہیں۔
- میدک چرچ، براعظم ایشیاء کی دوسرا سب سے بڑا گرجا گھر ہے۔
- پوچارم پراجکٹ اور نرساپور جنگلات یہاں کے اہم سیاحتی مراکز ہیں۔
- ضلع میں بزرگ صوفی شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ موجود ہے۔
- ضلع میں میدک قلعہ اور پڈّ اشنکرم پیٹ قلعہ تاریخی اہمیت کے حامل ہیں۔

ضلع کی درجہ بندی کُل منڈل 20 ۔

ا۔ ریونیوڈیوژنس 3: (میدک نرساپور توپران)

26۔ ضلع محبوب نگر

- ضلع محبوب نگر کو پالمورو بھی کہا جاتا ہے۔
- محبوب نگر ضلع کو نظام ششم میر محبوب علی خان کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔
- پلّلا مری پارک یہاں کا اہم سیاحتی مرکز ہے۔
- کوئیل ساگر پراجکٹ ،اُوڈنڈاپور بی۔آر، کریوینا بی۔آر، راجیو بھیما لفٹ ارگیشن ضلع کے اہم آبی پراجکٹس ہیں۔

ضلع کی درجہ بندی

کُل منڈل 15

ا۔ ریونیوڈیوژن 1: (محبوب نگر)

27۔ ضلع کھمم

- ضلع کھمم کا نام ایک مقامی پہاڑ ستم بھدری سے اخذ کیا گیا ہے۔ستم بھدری علاقے کو آگے چل کر کمبھادری کے نام سے بلایا جانے لگا، رفتہ رفتہ یہ کمبھم مٹّو اور پھر کھمم کہلانے لگا۔
- دریائے کرشنا کی معاون ندی مانیرو کے قریب کھمم آباد ہے۔
- 950 عیسوی میں کاکتیہ حکمرانوں کی جانب سے تعمیر شدہ کھمم قلعہ تاریخی حیثیت کا حامل ہے۔
- ضلع کھمم میں کوئلہ کے وافر ذخائر موجود ہیں۔

- کھمم میں گھنا جنگلاتی علاقہ بھی پایا جاتا ہے۔
- بھکت رام داس لفٹ ارگیشن اسکیم، وائیرا پراجکٹ، مُنیرو ندی اور پالیرو ندی ضلع کے اہم آبی وسائل ہیں۔

ضلع کی درجہ بندی

کُل منڈل 21

ا۔ ریونیوڈیوژنس 2: (کھمم،کلتور)

28۔ ضلع کریم نگر

- کریم نگر قدیم نام ایلگندل تھا۔
- ضلع کریم نگر صوفی بزرگ حضرت سید کریم اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ قلعہ دار کے نام سے موسوم ہے۔
- گوداوری کی معاون ندی مانیئر ندی یہاں سے گذرتی ہے۔
- ضلع کریم نگر میں واقع لوور مانیر ڈیم، ایلگندل قلعہ، اجوالا پارک، راجیو گاندھی ڈیر پارک اور شیوارام وائیلڈ لائیف سنکچری اہم تفریحی مراکز ہیں۔

ضلع کی درجہ بندی

کُل منڈل 16

ا۔ ریونیوڈیوژنس 2: (کریم نگر، حضور آباد)

29۔ ضلع کاماریڈی

- ضلع نظام آباد کو تقسیم کرتے ہوئے کاماریڈی کو ضلع کا درجہ دیا گیا۔
- ضلع میں نظام ساگر پراجکٹ واقع ہے۔ جسے آصف سابع میر عثمان علی خان نے 1923-31 کے درمیان تعمیر کروایا تھا۔
- ضلع کے پوچارم میں واقع پوچارم آبپاشی پراجکٹ اور کولاس ڈیم اہم آبی وسائل ہیں۔
- ضلع میں دوما کونڈا اور کولاس جیسے تاریخی اہمیت کے حامل قلعہ ہیں۔

ضلع کی درجہ بندی

کُل منڈل 21

ا۔ ریونیوڈیوژنس 3: (کاماریڈی، بانسواڑہ، ایلاّریڈی گوڑا)

30۔ ضلع جوگولامبا گدوال

- نئے اضلاع کی تشکیل جدید کے دوران محبوب نگر ضلع کو تقسیم کرتے ہوئے گدوال کو جوگولامبا گدوال کا نام دیکر ضلع کا درجہ دیا گیا۔
- گدوال ساڑیاں، بین الاقوامی شہرت کی حامل ہیں۔
- گدوال کے علاقائی راجا نے کرنول کے نواب کو شکست دیکر 32 فٹ اونچی توپ حاصل کی تھی جو کہ اس وقت ملک بھر میں سب سے بڑی توپ کہلاتی تھی۔
- ضلع میں کرشنا ندی پر جورالہ ڈیم تعمیر کیا گیا۔
- اندراپریہ درشنی ملٹی پرپس آبی پراجکٹ بھی ضلع میں واقع ہے۔
- گٹّو لفٹ ارگیشن اسکیم ، جواہر نیٹّم پاڈو لفٹ ارگیشن اسکیم، تُوملہ لفٹ ارگیشن اسکیم اور راجولی بنڈہ ڈائیورشن اسکیم ضلع کے اہم آبی وسائل ہیں۔

ضلع کی درجہ بندی

کُل منڈل 12

ا۔ ریونیوڈیوژن 1: (گدوال)

31۔ ضلع جنگاؤں

- ضلع ورنگل کو تقسیم کرتے ہوئے جنگاؤں کو ضلع کا درجہ دیا گیا۔
- جین مت مذہب کے اثر ورسوخ کے باعث یہ علاقہ جینولا گرامم کہلاتا تھا۔ جو کہ آگے چل کر جنگاؤں کہلانے لگا۔
- لفظ جنگاؤں، دوالفاظ جن اور گاؤں کا مرکب ہے، جسکے معنی جین مت کے ماننے والوں کا گاؤں ہے۔
- جنگاؤں کے قریب واقع کولن پاکا مندر، جین مت مذہب کا ایک قدیم مندر ہے۔
- جنگاؤں کے قریب پیمبرتی گاؤں کی پیتل کی صنعت اپنی فنکاری کے لئے عالمی شہرت کی حامل ہے۔
- تلگو کے عظیم شاعر پالاکُرتی سوماناتھ، ضلع جنگاؤں میں پیدا ہوئے۔
- تلگو کے ایک اور عظیم شاعر بوٹّاراپوتّنا بھی ضلع میں پالاکُرتی کے قریب ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔
- جنگاؤں کے کھلاس پور گاؤں میں واقع کھلاس پور قلعہ تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔

ضلع کی درجہ بندی

کُل منڈل 13

ا۔ ریونیوڈیوژنس 2: (جنگاؤں ، اسٹیشن گھنپور)

32۔ ضلع حیدرآباد

- تلنگانہ ریاست کا مستقل اور 2024 تک آندھراپردیش کا مشترکہ دارالحکومت حیدرآباد ہے۔
- 1591 میں قطب شاہی حکمراں قلی قطب شاہ نے حیدرآباد کو تعمیر کروایا تھا۔
- چارمینار، مکہ مسجد، گولکنڈہ قلعہ، عثمانیہ یونیورسٹی، قطب شاہی ٹومبس، چومحلہ پیالس، فلک نما پیالس، تارامتی بارادری، سالار جنگ میوزیم، برلا پلانیٹوریم اور حسین ساگر یہاں کے اہم سیاحتی مقامات ہیں۔
- ملک بھر میں دوسرا سب سے اونچا قومی پرچم حیدرآباد کے سنجیویہ پارک میں نصب کیا گیا ہے۔
- ضلع حیدرآباد، تلنگانہ ریاست کا سب سے چھوٹا ضلع ہے۔
- ضلع حیدرآباد ریاست تلنگانہ میں سب سے زیادہ آبادی والا ضلع ہے۔

ضلع کی درجہ بندی

کُل منڈل 16

ا۔ ریونیو ڈیوژنس 2: (حیدرآباد سکندرآباد)

33۔ ضلع مُلگ

- ضلع جئے شنکر بھوپال پلی کو مزید تقسیم کرتے ہوئے مُلگ کو ضلع کا درجہ دیا گیا۔
- یہ ضلع براعظم ایشیاء کی سب سے بڑی قبائیلی جاترا اور ہندوستان کی دوسری بڑی جاترا سمّکا سارکّا جاترا کے لئے شہرت رکھتا ہے۔
- رامپّا مندر، رامپّا تالاب اور لکناورم تالاب ضلع کے اہم تفریحی مراکز ہیں۔
- یہاں پر واقع رامپّا مندر کو یونیسکو کی جانب سے عالمی ثقافتی مرکز کا درجہ دیا گیا ہے۔
- ضلع میں واقع بوگا تھ آبشار، تلنگانہ کے نیاگرا کی حیثیت سے مشہور ہے۔
- یہاں پر محکمہ جنگلات کے تاڑوائی ہٹس واقع ہیں۔

ضلع کی درجہ بندی

کُل منڈل 9

ا۔ ریونیو ڈیوژن 1: (مُلگ)

تلنگانہ ریاست کے دریا

دریائے گوداوری -- :

جنوبی ہند کا سب سے طویل دریا ہے، یہ 1465 کیلومیٹر طویل ہے۔
گوداوری کو دکن کی گنگا ندی بھی کہا جاتا ہے۔
گوداوری کا مبداء مغربی گھاٹ کے ناسک میں واقع ہے، جو کہ مہاراشٹرا ریاست میں ہے۔
گوداوری ندی تلنگانہ ریاست میں نرمل ضلع میں واقع باسرا کے مقام میں داخل ہوتی ہے۔
گوداوری ندی تلنگانہ ریاست کے سات اضلاع نظام آباد، نرمل، منچریال، جگتیال، پداپلّی، بھوپال پلّی اور کتّہ گوڑیم سے گذرتی ہے۔

اہم معاون ندیاں :

منجیرا، پرانہتا، اندراوتی، مانیرو، سبری اور سیلیرو

دریائے کرشنا -- :

دریائے کرشنا کا مبداء مغربی گھاٹ کے علاقے مہابلیشور (مہاراشٹر) میں واقع ہے۔
دریائے کرشنا مہاراشٹر، کرناٹک، تلنگانہ اور آندھرا پردیش ریاستوں سے گذرتی ہے۔
دریائے کرشنا ریاست تلنگانہ میں تنگڑی علاقہ جو کہ مکتھل اور جوگولامبا گدوال کے سرحد پر واقع ہے داخل ہوتی ہے۔
کرشنا، تلنگانہ کے اضلاع جوگولامبا گدوال، ونپرتی، ناگرکرنول، نلگنڈہ اور سوریہ پیٹ سے گذرتی ہے۔
دریائے کرشنا کا دہانہ ہمسالہ دیوی کے مقام پر خلیج بنگال ہے۔
ریاست تلنگانہ میں دریائے کرشنا کی لانبائی 1400 کیلومیٹر ہے۔

اہم معاون ندیاں :

تنگبھدرا، ڈنڈی، پولیرو، ٹامیلرو، بودامیرو، کوئینا، اپارنا، پنچا گنگا، موسیٰ، بھیما، مالا پربھا اور منیرو

تلنگانہ کی اہم معاون ندیاں

تنگا بھدرا :

یہ دریائے کرشنا کی اہم معاون ندی ہے۔
اس کا مبداء کرناٹک کے واراھا گری پہاڑی میں واقع ہے۔
یہ کرنول اور گدوال کے سرحدی علاقے میں دریائے کرشنا میں شامل ہوتی ہے۔
یہ ندی، تلنگانہ، آندھرا پردیش اور کرناٹک سے گذرتی ہے۔

اس کی معاون ندی ہاگاری ہے۔

منجیرا : اس کا مبداء مہاراشٹر کے بال گھاٹ پہاڑیوں میں ہے۔

یہ سنگاریڈی میں ریاست تلنگانہ میں داخل ہوتی ہے۔

یہ ندی سنگاریڈی، میدک، کاماریڈی اور نظام آباد سے گذرتی ہے۔

یہ 644 کیلومیٹر طویل ہے۔

اسی ندی پر نظام ساگر پراجکٹ تعمیر کیا گیا ہے۔

پرانہیتا : اس دریا کا مبداء مدھیہ پردیش کے ست پڑ پہاڑی میں ہے۔

یہ دریا چنور کے مقام پر گوداوری سے ملتی ہے۔

موسیٰ : اس کا مبداء وقار آباد ضلع میں واقع اننت گیری پہاڑیاں ہے۔

یہ ندی ضلع حیدرآباد سے گذر کر ضلع نلگنڈہ میں وڈ پیلی کے مقام پر دریائے کرشنا سے ملتی ہے۔

یہ ندی تلنگانہ کے اضلاع وقار آباد، رنگاریڈی، حیدرآباد، میڈ چل ملکا جگیری، نلگنڈہ اور سوریہ پیٹ سے گذرتی ہے۔

یہ ندی 250 کیلومیٹر طویل ہے۔

عثمان ساگر آبی پراجکٹ اسی ندی پر تعمیر کیا گیا ہے۔

آلیر اور عیسیٰ اسکی معاون ندیاں ہیں۔

عیسیٰ ندی پر حمایت ساگر ڈیم تعمیر کیا گیا۔

ڈنڈی :

شاہ آباد پہاڑیوں میں اسکا مبداء واقع ہے۔

یہ امرآباد، نندی کونڈہ سے بہتے ہوئے یلیشورم کے مقام پر دریائے کرشنا سے جاملتی ہے۔

یہ ندی محبوب نگر، نلگنڈہ اور ناگرکرنول سے گذرتی ہے۔

یہ ندی 152 کیلومیٹر طویل ہے۔

تلنگانہ ریاست کے جنگلات

تلنگانہ ریاست میں 27,292 مربع کیلومیٹر رقبہ پر جنگلاتی علاقہ پھیلا ہوا ہے۔

تلنگانہ ریاست میں جنگلاتی علاقہ کا فیصد 24.07 ہے۔

جنگلات کے لحاظ سے ہندوستان بھر میں تلنگانہ ریاست کو 12 واں مقام حاصل ہے۔

تلنگانہ ریاست میں جنگلاتی علاقہ کا سب سے بڑا رقبہ جئے شنکر بھوپال پلی ضلع میں واقع ہے۔

جے شنکر بھوپال پلی میں 4,505.05 مربع کیلومیٹر پر جنگلاتی علاقہ واقع ہے۔
تلنگانہ ریاست میں سب سے کم جنگلاتی علاقہ ضلع حیدرآباد میں واقع ہے۔

تلنگانہ ریاست کی زرعی پیداوار

تلنگانہ ریاست میں ربیع اور خریف دونوں موسموں میں کاشتکاری کی جاتی ہے۔
تلنگانہ حکومت نے ربیع اور خریف موسموں کا نام تبدیل کرتے ہوئے انہیں یاسنگی اور وانا کالم کے نام دینے کا اعلان کیا ہے۔

خریف موسم (وانا کالم) : جون تا جولائی ۔ نومبر تا ڈسمبر

ربیع موسم (یاسنگی) : اکتوبر تا ڈسمبر ۔ فبروری تا اپریل

غذائی فصلیں :-

دھان : تلنگانہ ریاست کی اہم فصل دھان ہے۔ اسکی پیداوار ربیع اور خریف دونوں موسموں میں ہوتی ہے۔
کریمنگر، سرسلہ، پیدّاپلّی، ورنگل، نلگنڈہ اور کھمم میں دھان کی کاشتکاری کثرت سے کی جاتی ہے۔

جوار : جوار، تلنگانہ ریاست کی دوسری اہم فصل ہے۔ محبوب نگر، ونپرتی اور ناگر کرنول میں کثرت سے اسکی پیداوار ہوتی ہے۔ نظام آباد کے علاوہ تلنگانہ کے تمام علاقوں میں اسکی کاشت کی جاتی ہے۔

باجرہ : باجرہ کی کاشتکاری کا دارومدار بارش پر منحصر ہوتا ہے۔ نظام آباد، کریم نگر، نلگنڈہ، محبوب نگر، ناگر کرنول، گدوال اور میدک میں اسکی کاشت کثرت سے کی جاتی ہے۔

مکئی : یہ خریف کی اہم فصل ہے۔ تلنگانہ کے کریمنگر، پیدّاپلّی، جگتیال، نظام آباد، میدک، ورنگل اور عادل آباد میں کثرت سے اس کی کاشت ہوتی ہے۔

گیہوں : نرمل، منچریال، سنگاریڈی اور کاماریڈی اضلاع میں گیہوں کی کاشت ہوتی ہے۔

راگی : رنگاریڈی، میدک اور محبوب نگر میں بڑے پیمانے پر اسکی کاشت کی جاتی ہے۔

دالیں :-

مسور دال : مسور دال، خریف موسم کی اہم فصل ہے۔ اسکی پیداوار میں رنگاریڈی، وقارآباد، محبوب نگر، عادل آباد، نلگنڈہ اور کھمم کو نمایاں مقام حاصل ہے۔

گرین گرام : میدک، نلگنڈہ، ورنگل، بھوپال پلی، کریم نگر اور عادل آباد میں کثرت سے اسکی کاشت کی جاتی ہے۔

بنگال دال : اسکی کاشتکاری کا دارومدار بارش پر منحصر ہوتا ہے۔ رنگاریڈی، نظام آباد اور عادل آباد میں کثرت سے اسکی کاشت کی جاتی ہے

ماش دال : عادل آباد، میدک اور نظام آباد کے علاوہ رنگا ریڈی میں کثرت سے اسکی کاشت کی جاتی ہے۔

چنادال : نلگنڈہ اور محبوب نگر میں کثرت سے اسکی کاشت کی جاتی ہے۔

نقدی فصلیں

تمباکو : ربیع کے موسم میں اسکی پیداوار کی جاتی ہے۔تمباکو کی . یاری قسم کو ورجینا تمباکو کو کہا جاتا ہے۔کھمم، کوتہ گوڑیم، نظام آباد، ورنگل اور محبوب نگر میں اسکی پیداوار کثرت سے ہوتی ہے۔

کپاس : عادل آباد، نرمل اور محبوب نگر میں اسکی کاشت کثرت سے ہوتی ہے۔

گنّا : نظام آباد اور میدک میں گنّے کی کاشتکاری کثرت سے ہوتی ہے۔

مرچ : ورنگل، کوتّہ گوڑیم، نظام آباد، کھمم، کریمنگر اور نلگنڈہ مرچ کی کاشتکاری کے لئے مشہور ہیں۔

ہلدی : نظام آباد، کریمنگر اور عادل آباد اضلاع میں اسکی کاشت ہوتی ہے۔ہلدی کی کاشتکاری میں ضلع نظام آباد کو فوقیت حاصل ہے۔

مونگ پھلی : محبوب نگر، ونپرتی، ناگر کرنول اور نلگنڈہ میں اسکی کاشت ہوتی ہے۔

Casturd Seeds : اسکی پیداوار میں تلنگانہ ریاست کو ہندوستان بھر میں پہلا مقام حاصل ہے۔محبوب نگر، نلگنڈہ اور رنگا ریڈی میں اسکی پیداوار کثرت سے ہوتی ہے۔

سورج مکھی : محبوب نگر، ونپرتی، ناگر کرنول، میدک اور نظام آباد میں سورج مکھی کی کاشتکاری کثرت سے ہوتی ہے۔

پیاز : سنگا ریڈی، میدک، محبوب نگر اور کریم نگر میں پیاز کی پیداوار کثرت سے ہوتی ہے۔

تلنگانہ ریاست کی اہم معدنیات

ضلع	اہم معدنیات
عادل آباد	میگنیز، چونے کا پتھر، لیٹریٹ
منچریال	چونے کا پتھر، چکنی مٹّی اور کوئلہ
نرمل	کوارٹز
کمرم بھیم آصف آباد	چونے کا پتھر، سفید چکنی مٹّی، لیٹریٹ
کریم نگر	گرانائٹ، سیاہ گرانائٹ، لیٹریٹ
جگتیال	گرانائٹ
پڈّاپلّی	کوئلہ، چونے کا پتھر، لیٹریٹ، گرانائٹ

راجنا سرسلہ	گرانائٹ، کوارٹز
نظام آباد	کوارٹز، گرانائٹ
کاماریڈی	کوارٹز، لیٹریٹ
ہنمکنڈہ	گرانائٹ، سیاہ گرانائٹ، لوہا
ورنگل	لیٹریٹ، سیاہ گرانائٹ
جئے شنکر بھوپال پلی	کوئلہ، لوہا، لیٹریٹ، گرانائٹ
جنگاؤں	سیاہ گرانائٹ
محبوب آباد	ماربل، چونے کا پتھر، لیٹریٹ
کھمم	مائیکا، کرومائٹ، فلسپاری، چونے کا پتھر، ڈول مائٹ
بھدرادری کوتّہ گوڑیم	کوئلہ، تانبا، سیسہ
میدک	کوارٹز، گرانائٹ
سنگاریڈی	کوارٹز، گرانائٹ
سدّی پیٹ	فلسپاری، گرانائٹ، کوارٹز
محبوب نگر	گرانائٹ، فلسپاری
ونپرتی	کوارٹز، فلسپاری
ناگرکرنول	سیاہ گرانائٹ، کوارٹز، فلسپاری
جوگولامبا گدوال	لیٹریٹ، سیاہ گرانائٹ
نلگنڈہ	چونے کا پتھر، کوارٹز، فلسپاری
سوریہ پیٹ	چونے کا پتھر
یدادری بھونگیر	گرانائٹ، چونے کا پتھر
وقارآباد	چونے کا پتھر، گرانائٹ، کوارٹز
میڈچل مکاجگیری	سیاہ گرانائٹ، فلسپاری

رنگا ریڈی	فلسپاری، لیٹریٹ، کوارٹز

تلنگانہ کے دارلحکومت حیدرآباد میں واقع اہم صنعتیں اور انکے مخفف

BHEL	بھارت ہیوی الکٹریکلس لمیٹیڈ
HMTL	ہندوستان مشین ٹولز لمیٹیڈ
ECIL	الکٹرانکس کارپوریشن آف انڈیا لمیٹیڈ
IDL	انڈین ڈرگس لمیٹیڈ
HAL	ہندوستان ائیرونا ٹکس لمیٹیڈ
MIDHANI	مشرا دھاتو نیگم
HCL	ہندوستان کیبلس لمیٹیڈ
BSPL	بائیو کمیکل سینتھٹک پروڈکٹس
BDL	بھارت ڈئنامکس لمیٹیڈ